

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين

**الحقائق في الحدائق
المعروف
شرح حدائق بخشش
(جلد تجعيم)**



شمس المصنفين، فقيه الوقت، فيض ملت، مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



تاثرات

پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی صاحب (ام اے) شکر گڑھ
 اللہ تعالیٰ کیا ایمان فرا شرح حداقت ہے
 بہر جانب کھلا گویا دبتانِ دقائق ہے
 خمیرِ عشق و مستی میں گندھا ایک ایک حرف اس کا
 نگاہ فکر سے دیکھو تو تصویرِ حقائق ہے
 بسر ہوتی ہے توصیفِ نبی میں زندگی جس کی
 وہی عزت کے قابل ہے وہی عظمت کے لاکن ہے
 خدا اس کا خدا کی سب خدائی اس کی شیدائی
 جو سلطانِ حرم کے ذکر کا سو جاں سے شاکن ہے
 دیا احمد رضا نے یہی درسِ اہلِ ایمان کو
 مرا محبوب سب دنیا کے محبوبوں پر فائق ہے
 مبارک دے غلام مصطفیٰ حضرت اُولیٰ کو
 یہ شہکارِ محبتِ رحمتِ ربِ خلائق ہے
 یہ شرح لفظ و معنی کا محبت آفرین نغمہ
 سرورِ انگیزِ جذبوں کا اہلۃِ دلنشیں نغمہ
 رقم ہے شوکتِ اسلام کی ہر داستان اس میں
 نظرِ افروز ہے حسنِ ہدایت کا سماں اس میں
 یہ ایمان کا ستارہ ہے یہ عرفان کا خزانہ ہے
 دلِ بیدار کی بیدار چاہت کا فسانہ ہے
 خرد و الوفا والو، یقین والو، خبر والو!
 محبت کی نظر سے دیکھو اے نظر والو
 خدا کے فضل سے ہر مرض دوران کی دوا ہو گی
 جنابِ احمد رضا کے فکر و عرفان کی ضیاء ہو گی

نعت شریف

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نزالی ہاتھ میں
نگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

شرح

عیسیٰ علیہ السلام کے اپ اطہر سے قم باذن اللہ نکلتے ہی مردے زندہ ہو جاتے۔ واقعی نزالی شان ہے لیکن اس سے بڑھ کر یہ کمال انوکھا ہے کہ کنکریوں سے گلمہ پڑھادیا اس میں ان تمام روایات مجوزات کا اشارہ فرمادیا جس میں جمادات نگریزوں کے بولنے کا ذکر ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دو پھر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ تشریف فرمانہ تھے میں نے خادم سے دریافت کیا اُس نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہیں انہوں نے فرمایا آپ باغ میں ہیں۔ میں وہاں آپ کی خدمت میں پہنچا آپ بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا مجھے اُس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی؟ میں نے عرض کیا اللہ و رسول کی محبت۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جائیں آپ کے پہلو میں بیٹھ گیا نہ میں آپ سے کچھ پوچھتا تھا اور نہ آپ مجھ سے کچھ فرماتے تھے۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ حضرت ابو بکر صدیق جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا تجھے کیا چیز یہاں لائی؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اللہ اور رسول کی محبت۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھ گئے پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سات یا نو یا اس کے قریب نگریزے لئے ان نگریزوں نے آپ کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ میں ان سے شہد کی مکھی کی مانند آوازنی گئی (پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چب ہو گئے) پھر آپ نے وہ نگریزے مجھے چھوڑ کر حضرت ابو بکر کو دیئے۔ ان نگریزوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آوازنی پھر آپ نے وہ کنکر حضرت ابو بکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے اور دیسے ہی سنگریزے بن گئے۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی (یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی) پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہو گئے ہر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پڑھی تھی (یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی طرح ان کی آواز سنی) پھر آپ نے لے کر ان کو زمین پر رکھ دیا وہ چپ ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافت ہے۔ (رواه الطبراني وابزار وابونعيم والبيهقي، خصائص کبریٰ ومواهب)

فائده

ابن عساکر کی روایت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد یوں مذکور ہے
 ثم صيرن في ايدينا رجلا رجلا فما سبحت حصاة منهن. (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۵۷)
 پھر حضور اکرم ﷺ نے ان سنگریزوں کو ہم میں ایک ایک کے ہاتھ میں رکھا مگر ان میں سے کسی سنگریزے نے تسبیح نہ پڑھی۔

انتباہ

سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس میں حضور اکرم ﷺ کو زیادہ قریب تھے آپ نے انہیں سنگریزے نہیں دیئے بلکہ چھوڑ کر اصحاب ثلاثہ (یعنی ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو دیئے اس میں اشارہ تھا کہ خلافت یونہی چلے گی اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ نہ تھے ہاں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس میں نہیں تھے اسی لئے ان کی خلافت کے متعلق کوئی فرق نہیں پڑتا۔ طیب الورده شرح قصیدہ برده میں علامہ ابو الحنفۃ قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضی بھی موجود تھے اور ان کے ہاتھ پر بھی کنکریوں نے اسی طرح کلمہ کاورد کیا۔

حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا اے ابوالفضل! کل تم اور تمہارے بیٹے اپنے مکان سے نہ جاؤ میں یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ چاشت کے بعد تشریف لائے آپ نے فرمایا "السلام علیکم" انہوں نے جواب دیا "وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته" آپ نے فرمایا تم نے کیونکر صحیح کی۔ انہوں نے عرض کی بحمد اللہ ہم نے بخیریت صحیح کی پس آپ نے ان سے فرمایا

زدیک ہو جاؤ وہ ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ جب آپ کے متصل ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو ڈھانپ لیا اور یوں دعا فرمائی۔ میرے پروردگار یہ میرا چھپا اور میرے باپ کا بھائی ہے اور میرے اہل بیت ہیں تو ان کو دوزخ کی آگ سے یوں چھپا لیتا جیسا میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپا لیا ہے؟ اس پر گھر کی چوکھت اور دیواروں نے تمین بار آمین کی۔ (رواه لیٰۃٰ تَمِیٰ وابن ماجہ وابو داؤد، ابو عصیم، مواہب الدنیہ)

ابوجہل کے سنگریزے

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

سنگھاز در کفِ بوجہل بود
گفت دیے احمد بگو تا چیست زود

کچھ پتھر ابو جہل کی ہتھیلی میں تھے ابو جہل نے کہا۔ احمد جلدی بتائیے کہ یہ کیا ہے

گر رسولی چیست در مشتم نهان
چون خبرداری زر از آسمان

اگر آپ رسول ہیں تو بتائیے کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے کیسے خبر رکھتے ہیں آپ آسمان کے بھیدوں سے

گفت چون خواہی بگو کا چھاست
یا بگو یہ آنکہ ما حقیم راست

حضور نے فرمایا میں کہہ دوں یا یہ خود بولیں (یعنی پتھر) کہ ہم حق اور سچے ہیں

گفت بوجہل ایں دوم نادرست
گفت آرے حق ازان قادرست

ابوجہل نے کہا یہ دوسری بات عجیب تر ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دست نشد
بشنواز هریک تو تسبیح درست

حضور ﷺ نے فرمایا چھپتھر تیرے ہاتھ میں ہیں سن تو ہر ایک سے تسبیح صحیح

از میانِ مشت او هر پارہ سنگ
در شہادت گفت ن آمد بیدرنگ

اس کی مٹھی سے ہر گلکڑا پتھر کا بغیر تاخیر کے کلمہ شہادت کہنے لگا

لا الہ گفت الا الله گفت
گوهر احمد رسول الله صفت

لا الہ کہا الا اللہ کہا موتی احمد رسول اللہ کے پروئے

چون شنید از سنگِ بوجہل ایں
زد خشم آن سنگ هارا برزمیں

جب ابو جہل نے سنا تو غصہ سے پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبودی مثل تو ساحزو گر

ساحران را بر توئی و تاج سر

کہا مجھے جیسا جادو گر کوئی نہیں بلکہ تو جادو گروں کا سر تاج ہے

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہاں ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام ایک

دستر خوان لائے جس میں بہشتی انار اور انگور تھے جب آپ نے تناول فرمانے کے لئے ان میں سے کچھ اٹھایا تو اس میں

سبحان اللہ کی آواز آئی۔ (شفاء شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم البتہ بے شک طعام کی تسبیح سن کرتے تھے اس حال

میں کوہ کھایا جاتا تھا۔ (رواہ البخاری)

حجر و شجر

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا ایک روز ہم نے اس کے بعض نواحی

میں نکلے جو پہاڑیا درخت آپ کے سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا "السلام علیک یار رسول اللہ" (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

(۲) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میری طرف وہی بھیجی گئی تو جس پھر اور درخت سے میرا گذر ہوتا تھا وہ کہتا تھا

"السلام علیک یار رسول اللہ" (رواہ ابو نعیم، موابہب لدنیہ)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول ﷺ کے ساتھ تھے ایک بادیہ نشین عرب آپ کے

سامنے آیا وہ جب نزدیک ہوا تو رسول ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو خدا کی وحدانیت اور اور محمد ﷺ کی رسالت

کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس پر کون شہادت دیتا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ درخت!

پس آپ نے اسے بلا یا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا وہ زمین کو چیرتا ہوا سامنے آ کھڑا ہوا آپ نے تین بار اس سے

شہادت طلب کی اور اس نے تینوں بار شہادت دی کہ واقعی میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا پھر درخت اپنی جگہ چلا

گیا۔ (مشکلو قباب المجرات)

(۴) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی عامر بن حصہ میں سے ایک بادیہ نشین عرب نبی کریم ﷺ کی خدمت

قدس میں آیا اور کہنے لگا میں کس چیز سے پہچانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا بتا! اگر میں اس درخت خرما

کی شاخ کو بلا لوں تو کیا تو میری رسالت کی گواہی دے گا اس نے عرض کیا ہاں۔ پس آپ نے اس شاخ کو بلا یا وہ درخت

سے اترنے لگی یہاں تک کہ زمین پر گری اور پھد کئے گئی۔ حافظ ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ وہ آپ کی طرف اس حال

میں آئی کہ سجدہ کر رہی تھی اور اپنا سر اٹھا رہی تھی یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس چلی جا پس وہ اپنی جگہ واپس چلی گئی۔ یہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور ایمان لے آیا۔ (خاصص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۳۶)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اصل نہاد اسلام کا مردوں کا زندہ کرنا عجیب ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کا بے جانوں کو کلد و تسبیح پڑھانے کے علاوہ اپنی رسالت کی گواہی دلواناً عجیب تر ہے اس لئے کہ مردوں کی پہلے سے روح تھی جسے عیسیٰ علیہ السلام کے مجرے سے واپس لوٹا دی گئی اور یہاں تو روح تھی ہی نہیں لیکن ان سے وہ امور ظاہر کر دھلانے کے گویا بے جانوں میں جان پڑ گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے مجرے کے طور پر چند مردے زندہ ہوئے اور یہاں یہ حال ہے کہ صرف بے جانوں کی بولی بولنے والے مجررات جمع کئے جائیں تو دفتر بھر جائیں۔

آپ کے لپ اطہر خود لپ عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ زالی شان بخشی کہ آپ کی بات لپ اطہر سے نکلتے ہی پڑھ اور کنکر بول پڑتے ہیں۔

بینواؤں کی نگاہیں ہیں کہاں تحریر دست
رہ گئیں جو پاکے جو دل لا یزالی ہاتھ میں

حل لغات

بینواؤں، بینوا کی جمع بمعنی بتو شہ، بے سامان، فقیر تحریر، لکھنا، صاف کرنا، لکھت، دستاویز۔

خلاصہ

غريب و بے نوالوں کی نگاہیں دیکھنے کو ترس رہی ہیں کہ تحریر دست مبارک کہاں ہے کہ جس کی برکت سے ہم غربیوں اور بے نواؤں پر جودو کرم کی برسات ہو۔

کیا کیروں میں یہاں خط سرد آسا لکھا
راہ یوں اس راز لکھنے کی نکالی ہاتھ میں

حل لغات

لکیر (اردو، مونث) لیک دھاری، لائک قطار، سطر۔ **يَدُ اللهِ الْأَكْبَرُ كَا تَحْمَدُهُ، يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ** (پارہ ۲۶)

سورہ فتح، آیت ۱۰ کی طرف اشارہ ہے۔ خط (عربی) لکھت، لکھا ہوا۔ سرد (فارسی) ایک سیدھے مخروطی خوشنادر ختنام آسا، مانند، مثل۔

شرح

آپ کے یہ الہی ہاتھ میں وہ سیدھی لکیریں جو سرو کی طرح ہیں ان میں وہ راز و اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ مبارک میں لکھے۔

يَدُ اللهِ ، اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ نبی پا کے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو بتایا۔

قرآن مجید

(۱) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ أَيْدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۱۰)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔
اور اپنے ہاتھوں کے لئے فرمایا

(۲) وَ قَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ أَغْلَى أَيْدِيهِمْ وَ لَعْنُوا بِمَا قَالُوا إِنْ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ إِنْ

(پارہ ۲۵، سورہ المائدہ، آیت ۲۴)

اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انہیں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اشعار فارسی میں فرمایا

آمدہ در بیعت و اندر قتال

دست احمد عین دست ذو الجلال

حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے بیعت اور جنگ کے بیان میں دیکھ لو۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(۳) وَ مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ لِكِنَّ اللَّهَ رَمَى (پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۷)

اور اے محبوب وہ خاک تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

(۴) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۱۸)

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی شانِ اقدس جتنی بھی تصور میں آسکتی ہے کم ہے۔ احادیث مبارک کی تفصیل سامنے رکھتے تو مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔

تلخیص الاحادیث

وہ مبارک ہاتھ جس نے چاند توڑ دیا، وہ ہاتھ مبارک جس نے چاند توڑ کر پھر جوڑ دیا، وہ ہاتھ مبارک جس نے ڈوبای سورج موڑ دیا، وہ ہاتھ مبارک جسے مس فرمایا اسے معطر کر دیا، وہ ہاتھ مبارک جس سے بے شمار امراض کو شفاء بخشی، وہ ہاتھ مبارک جس نے اندر ہوں کونور بخشا۔

تفصیل الاحادیث

(۱) روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سمندر کے کنارے تشریف فرماتھے عکرمہ کہنے لگے اگر آپ نبی صادق ہیں تو سمندر کے اس پار جو پھر ہے اسے بلا یئے۔ وہ پھر سمندر کو عبور کرے اور آپ کی تقدیق کرے مگر پانی میں نہ ڈوبے۔

فashar النبی ﷺ فانقلع الحجر عن مكانه وسبع حتى صار بين يدا النبی ﷺ وشهده له
بالرسالة. (جیۃ اللہ صفحہ ۱۵)

حضور نے پھر کی جانب اشارہ کیا وہ پھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور سمندر کو عبور کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں آگیا اور اس نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ کشتنی کا سمندر میں ٹھہر جانا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ پھر کا حضور اکرم ﷺ کے حکم سے سمندر کو عبور کرنا اور رسالت کی گواہی دینا عجیب و غریب ہے۔

(۲) حضرت بشیر بن عقرہ چہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عزوة احد میں میرے والد شہید ہو گئے تو میں روتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا فرمایا کیوں روتے ہو

ماترضی ان اکون انا اباک وعائشة امک فمسح علی راسی فکان اثر یده من راسی اسود و سائیہ
ابیض و کانت فی لسانی عقدہ فتفل فیها فانحلت وقال ما اسمک قلت بجیر قال بل انت بشیر
(خاصص کبری جلد ۲ صفحہ ۸۳)

کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں ہوں پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اس کا یہ اثر ہوا کہ میرے سر کا وہ حصہ جہاں آپ نے ہاتھ رکھا سیاہ ہی رہا اور باقی بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گیا اور میری لکنت تھی

جس کی وجہ سے میں برادر بات نہیں کر سکتا تھا آپ نے اس پر تھوکا تو وہ گرہ اُسی وقت کھل گئی اور اس کے بعد فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا بھیر فرمایا نہیں بلکہ تم بیشہ ہو۔

فائده

آپ کے لعاب مبارک سے حضرت بیشہ کی جو گرہ کھل گئی یہ کوئی نئی بات نہیں تھی اس قسم کی عقدہ کشا نیاں ہمیشہ ہوا ہی کرتی تھیں۔ آپ نے ان کا نام اس لئے بدل دیا کہ بھیر کے معنی بدی اور عیب کے ہیں اور آپ کو ایسا نام پسند نہ تھا جس کے معنی بُرے ہوں۔

(۳) حضرت ہلب بن یزید بن عدی حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہ گنجے تھے فمسح النبی ﷺ راستہ فنبت شعرہ فسمی الہلب۔ (خاص انص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا پس ان کے سر پر بکثرت بال اُگ آئے اسی وجہ سے ان کا نام ہلب ہو گیا۔

(۴) امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں

مسح رسول اللہ ﷺ علی راس صبینی به عاہة فبرا او استوی شعرہ

کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گنجے بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا گنجائیں جاتا رہا اور سارے بال برادر ہو گئے۔

(۵) حضرت ابوالعلاء عرضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

عدت قتادہ بن لقمان فمر رجل

میں قادہ کی طبع پرستی کے لئے گیا تو ایک شخص قادہ کے پیچھے سے گزر اور میں نے اس کی صورت قادہ کے چہرہ میں دیکھ لی۔

فی موخر الدار فرایة فی وجہه۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۳۳۷)

فرماتے ہیں قادہ کے چہرہ پر یہ چمک یہ دمک یہ دمک اس لئے تھی کہ

کان رسول اللہ ﷺ مسح وجہه۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۳۳۷)

حضور اکرم ﷺ نے ان کے چہرہ پر اپنا دست مبارک پھیر دیا تھا۔

مدائی نے اپنے رجال سے تحریک کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے اپنا نوری ہاتھ حضرت اُسید کے چہرہ اور سینہ پر

پھیر دیا جس کی وجہ سے اُسید کا چہرہ اس قدر روشن ہو گیا کہ

فَكَانَ أُسِيدٌ يَدْخُلُ الْبَيْتَ الْمُظْلَمَ فِي ضَيْقٍ. (جِئَةُ اللَّهِ صَفَحَةُ ۲۳۸)

جب وہ اندر ہیری کو ٹھڑی میں جاتے تو وہ روشن ہو جاتی۔

دوسری چیزوں کو روشن و منور کرنے لگا۔ خیال تو سمجھنے جس مقدس ہاتھوں نے حضرت اُسید کو ایسی بے مثل روشنی عطا فرمائی ایسے نوری ہاتھوں والا کیسا روشن و منور ہو گا۔

ہر مکان کا اجلاس ہمارا نبی

لامکاں تک اجلاس ہے جس کا وہ ہے

لاریب دستِ کلیم منور ہے مگر سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلیم کا دستِ اقدس تاریک قلوب کو روشنی بخشنا ہے اور قلوب ناس کو نورِ ایمان سے منور کرتا ہے دلوں کا ثبات علی الحق کا عطیہ فرماتا ہے۔

(۶) امام نبیق حضرت علی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بناؤ کر بھیجنा چاہا تو میں نے عرض کی سرکار میں نا تجربہ کار ہوں قضاۓ مفہوم کو نہیں سمجھتا۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے

فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي ثُمَّ وَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ قَلْبَهُ وَثَبِّتْ لِسَانَهُ. (خاصَّصِ جلد ۲ صفحَة ۲۷)

اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا اور فرمایا الہی ان کو احراقِ حق کی توفیق دے اور ان کی زبان کو حق پر قائم رکھ۔
حضرت علی فرماتے ہیں اس وقت سے میں نے فریقین کے مقدمات کے فیصلہ میں کبھی غلطی نہ کی

جس سے تاریک دل جگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

(۷) حضرت امام بخاری اپنی تاریخ میں حضرت حمزہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ سفر میں ہم حضور کے ہمراہ تھے اندر ہیری رات میں قافلہ کی روانگی کی تیاری ہوئی

فَاصْبَأْتُ اصْبَاعِي حَتَّى جَمَعُوا عَلَيْهَا ظَهَرُهُمْ وَمَا سَقَطَ مِنْ مَتَاعِهِمْ وَانْ اصْبَاعِي لِتَبَرِّ.

(جِئَةُ اللَّهِ صَفَحَةُ ۱۷)

تو میری انگلی روشن ہو گئی اور اس کی روشنی میں صحابہ نے اپنا چھوٹا موتا سامان ڈھونڈ کر اونٹوں پر لا دلیا اور میری انگلی روشنی کرتی رہی۔

فائدة

حضرت حمزہ کی انگلی شرفِ صحبت نبوی کے باعث روشن ہو گئی اور اتنی روشن ہوئی کہ اس کی روشنی میں صحابہ نے اپنا

سامان تلاش کر کے اونٹوں پر لا دیا۔ معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا ایسا روشن ہاتھ ہے جس نے صحابہ کے ہاتھوں کو یہ بیضا بنا دیا۔

(۸) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ انہیں رات میں حضور نمازِ عشاء کے لئے مسجد میں آئے تو راستے میں آپ کے لئے قدرتی شمع روشن و ملکی پھر حضور نے حضرتِ قادہ کو دیکھ کر فرمایا نماز کے بعد میرے پاس آنا مجھے تم سے کام ہے۔ قادہ نماز کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے پھر جب قادہ اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے انہیں کھجور کی ٹہنیاں عطا فرمائیں

فقال خذ هذا يضئي لك امامك عشرة و خلفك عشرة (خصال جلد ۲ صفحہ ۸۰)

اور فرمایا انہیں اٹھالوں (گز) تمہارے آگے اور دس (گز) تمہارے پیچھے روشن ہو جائیں گی۔

(۹) امام بن جاری و بنیہن و حاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباد بن بشر و اسید بن حفیز حضور کی خدمت میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے تھے کہ رات ہو گئی اور سخت ظلمت چھا گئی پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاثنی روشن ہو گئی۔ جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو

اصاءات الاخرى عصاه فمشى كل واحد منها فى ضوء عصاءه حتى بلغ اهلها (حجۃ اللہ صفحہ ۱۷)

دوسرے صحابی کی لاثنی بھی روشن ہو گئی اور یہ دونوں صحابی ان لاثنیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

(۱۰) امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ خین میں ہم نے حضور کی معیت میں جہاد کیا۔ صورت ایسی پیش آئی کہ صحابہ کے قد اکھڑ گئے اور کافروں نے ہجوم کر کے حضور اکرم ﷺ کو گھیر لیا۔ حضور ﷺ سواری سے نیچے تشریف لائے اور

ثم قبض قبضة من تراب ثم استقبل به وجوههم (خصال جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

ایک مشب خاک لے کر کافروں کے منہ پر ماری اور شاہست الوجودہ فرمایا۔

فائدة

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر کافر کی آنکھوں میں وہ کنکریاں بھر گئیں اور دشمن پیٹھ دکھا کر بجا گا۔ سبحان اللہ! فتح و شکست حضور کے ہاتھ میں ہے حضور نے ایک مشب خاک سے کفار کے شکر عظیم کو شکست اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ جن سے اتنے کافروں کو دفعۃ منہ پھر گیا

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ ان مقدس ہاتھوں سے مانگتے ہیں اور ایسی چیز مانگتے ہیں جو نہ محسوس و مبصر ہے نہ دکھتی ہے نہ اٹھا کر دی جاسکتی ہے۔ عرض کرتے ہیں

یار رسول اللہ انی اسمع منک حدیثا فانساه فقال ابسط رداء ک فبسطت فغرف فيه ثم قال ضم

فضتمته فما نسيت حدیثا بعد۔ (بخاری)

حضور میں آپ سے حدیثیں سن کر بھول جاتا ہوں۔ فرمایا اپنی چادر بچھائیں نے بچائی آپ نے دو مٹھیاں بھر کرنے معلوم کیا ڈال دیا پھر فرمایا سمیٹ لے میں نے چادر سمیٹ لی اس وقت سے میں کبھی کسی بات کو نہ بھولا۔

فائدة

غرض کہ یہ وہ ہاتھ ہیں جو دفع البلاء و مشکل کشا ہیں، بلاوں کو روکتے اور ہر مشکل میں دشمنی کرتے ہیں اور ہر مصیبت میں کام آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ ہاتھ میں جو گروں کو اٹھاتے، ڈوبتوں کو تراٹے، بے سہاروں کو سہارا دیتے ہیں۔ یہ وہ مقدس ہاتھ ہیں جو پھوٹیں آنکھیں بینا، بہرے کاں شتو اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی فرماتے ہیں۔

(۱۲) ابن سعد زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احمد میں حضرت قادہ کی آنکھ نکل کر ان کے رخسار پر آپ زدی

فردهار رسول اللہ ﷺ بیدہ فکانت احسن علیہ۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۳۲۲)

تو حضور اکرم ﷺ نے درست مبارک سے ان کی آنکھ ٹھیک کر دی جو پہلی آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی۔

(۱۳) حضرت حنظله بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر

ان النبی ﷺ مسح راسه بیدہ و قال له بورک فیک قال الذیال فرایت حنظلة یؤتی بالشاة الوارم

ضرعها والبعير والانسان به الورم فیتفل فی يده ويمسح بصلعته ويقول بسم الله على اثر يد

رسول الله ﷺ فیمسحه ثم یمسح موقع الورم فیذهب الورم.

(خاصص کبری جلد ۲ صفحہ ۸۳، زرقانی علی المواهب جلد ۲ صفحہ ۱۸۶)

نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا تجھے میں برکت دی گئی۔ حضرت ذیال فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کے کسی مقام پر ورم ہو جاتا تو اس کو حضرت حنظله کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا العابد ہیں ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور ”بسم الله على اثر يد رسول الله ﷺ“ اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اتر جاتا۔

فائده

یہاں یہ بات بہت یاد رکھیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خطلہ کے بچپن میں ان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور اس کا اثر ان کی عمر بھر ہا اور وہ بھی کیسا کہ فقط وہی اس سے مستفید نہ تھے بلکہ دوسرے انسان و حیوان بھی اس سے فائدہ اور شفاء حاصل کرتے۔

دستِ مبارک کی برکت ان کے سر کے پوست پر قائم ہوئی اور جب وہ اپنا ہاتھ اس پر لگاتے تو ان کے ہاتھ میں آ جاتی اور پھر وہ برکت پہنچتی اور وہاں جا کر یہ اثر کرتی کہ اس کو صحت ہو جاتی۔ یہ کیسی دیر پاؤہ برکت تھی کہ اس کا سمجھنا عقول متوسطہ کے احاطہ ادراک سے خارج ہے کیون نہ ہو عقول متوسطہ کا تعلق جسمانیت سے ہے روحانیت سے ان کو کیا تعلق؟

جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کو جویا ہے آپ
کیا عجب اُڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

حل لغات

شاہ کوثر، حضور اکرم ﷺ مراد ہیں کہ آپ ہی کوثر کے مالک ہیں۔ جویا، تلاش کرنے والا، کھوجی۔ عجب (عربی)

انوکھا، نیا، عمدہ، نادر۔

شرح

حضور شریکہ کوثر ﷺ کا جود و کرم خود بخوبی پیاسوں کو تلاش کرتا ہے یہ بھی تجھب نہیں کہ پیاسے کو اس کے مانگے بغیر اس کے ہاتھ میں خود بخوبی پہنچ جائے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک برتن پانی کا لایا گیا

فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْأَناءِ فَجَعَلَ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَعَرَضَ الْقَوْمَ قَبْلَ لَانْسٍ كَمْ كَنْتُمْ؟ قَالَ ثَلَثُمَاءٌ
(بخاری شریف و مسلم شریف)

تو آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلے جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت انس سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا تین سو۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مجوزات کو باعث برکت سمجھتے تھے یہ کہہ کر فرمایا کہ ہم

ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے پانی ختم ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کا اطلاع دی گئی تو فرمایا بچا ہوا تلاش کرو خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔

فَجَاؤْ بَانَاءِ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ فَادْخُلْ يَدَهُ فِي الْأَنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَسِيبٌ عَلَى الظَّهُورِ الْمَبَارَكُ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ
وَقَلَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَقَدْ كَانَ نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ
يُوَكِّلُ. (بخاری شریف)

چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر کیا گیا آپ نے اس میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا آؤ وضو کرو، پیو، یہ برکت والا، طبیب و ظاہر پانی اللہ کی طرف سے ہے اور بلاشبہ میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے ہیں اور جب ہم آپ کے رو برو کھانا کھاتے تو کھانے سے تسبیح کی آوازنا کرتے تھے۔

اِنْ سَاعَ مُؤْمِنُونَ كَوْ تَقْ عَرِيَّاْ كَفَرَ پَرْ
جَعَ ہِيْ شَانِ جَمَالِ وَ جَلَالِ هَاْتَھِ مِنْ

حل لغات

اِنْ سَاعَ - یہ سال، رو میوں کے ساتویں ماہ کا نام وہ ماہ جس میں بارشیں بکثرت ہوتی ہے۔ تقع (فارسی) تلوار، شمشیر، نخجیر۔ عریاں (عربی) نگا، برہنہ۔

شرح

نبی پاک ﷺ اہل ایمان کے لئے بارش رحمت اور کفر کے لئے کھلی ہوتی تلوار ہیں کیسی شان والے ہیں کہ آپ کے ہاتھ شان جمالی بھی اور جلالی بھی۔
اللَّهُ تَعَالَى نَفْرَمَا يَا

حَرِيْصُّ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ وَّ قَرِيْحٌ. (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۲۸)

اور کفار و مونوں کے لئے فرمایا

أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ بَيْنَهُمْ. (پارہ ۲۶، سورہ الفتح، آیت ۲۹)

کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل۔

فائدة

تفیر مدارک میں ہے صحابہ کا تشدید کفار کے ساتھ اس حد پر تھا کہ وہ لحاظ رکھتے تھے ان کا بدن کسی کافر کے بدن سے نہ چھو جائے اور ان کے کپڑے سے کسی کافر کا کپڑا نہ لگے۔

کفار سے سختی کے نمونے

دور حاضر میں بعض سنی کہلوانے والے اور نجیبی قسم کے لوگ کہتے ہیں کسی کو کچھ نہ کہو اور دلیل میں کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ دشمنوں کو چادر بچا دیتے وغیرہ وغیرہ یہ ان کا دھوکہ و فریب ہے ہاں کفار و منافقین سے زمی کا برداشت ہوا ضرور لیکن جب آیات "سیف والقتال" یعنی

يَا إِيَّاهَا النَّبِيُّ جَاهِدُ الْكُفَّارَ وَالْمُنَفِّقِينَ وَأَغْلُظُ عَلَيْهِمْ أَ (پارہ ۲۸، سورہ التحریم، آیت ۹)

اے غیب بتانے والے (نبی) کافروں پر اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ۔

جیسی آیات کے نزول کے بعد کس طرح سختی کی گئی۔ غزوہ بدرا سے لے کر غزوہ تبوک پھر اس کے بعد کے حالات سامنے ہوں تو پھر کسی کو کچھ نہ کہو کہنے کی جرأت نہ ہو۔ چند نمونے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

(۱) امام فخر الدین رازی اسی آیت کریمہ میں "سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ" (پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۱۰۱) کے تحت فرماتے ہیں

روى السدى عن انس بن مالك ان النبي ﷺ قام خطبنا يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان انك منافق. (الحدیث)

سدی نے حضرت انس سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا فرمایا انکل اے منافق۔

(۲) ابو سعود نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت فرمایا

عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما ان النبي ﷺ قال خطبنا يوم الجمعة فقال اخرج يا فلان فانك منافق. (الحدیث)

حضرت ابن عباس رضى الله تعالى عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا انکل اے منافق۔

فائدة

اسی طرح درمنثور میں امام سیوطی نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس کی اس روایت کو ذکر کیا۔ سراج المنیر، معالم القریل، خازن ابن جریر، جمل اور صاوی ان سب نے اسی آیت کے تحت سدی کی اس روایت سے موافقت کی

ہے ان کے علاوہ اور بہت سے جلیل القدر علماء فی نے بھی اس حدیث سے موافقت کی ہے اور سب کو چھوڑ دیے۔

دیوبند کے گھر کی گواہی

فرقہ دیوبند کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں اس حدیث سے وجہ موافقت کی ہے۔ ایک صفحہ ۲۶۷ پر ”وَ لَتَعْرِفُنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقُوْلِ“ کے تحت دوسری جگہ صفحہ ۲۶۸ پر ”سَنُعَذُّ بُهُمْ مَرَّتَيْنِ“ کے تحت لکھتے ہیں مثلاً ابن عباس کی ایک روایت کے موافق حضور نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً چھتیس آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا۔

یعنی تو منافق ہے مسجد سے نکل جا۔

آخر ج فانک منافق

منشائی ایزدی

حدیث شریف قدسی میں ہے۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۳۵ میں حدیث قدسی منقول ہے

يَقُولُ اللَّهُ تَبارَكَ وَتَعَالَى عَزَّتِي لَا يَنْالُ رَحْمَتِي مَنْ لَمْ يُؤَدِّ اُولَيَائِي وَيُؤَدِّ اعْدَائِي

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم جو شخص میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہیں کرتا اور میرے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہیں کرتا وہ میری رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ ابو قحافہ کی زبان سے سید دو عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی سنی تو اس کو ایک ایسا مکر سید کیا کروہ گرگیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے پوچھا ”افعلت یا ابابکر“ اے ابو بکر تو نے ایسا کیوں کیا ہے۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ

قال لا تعدد قال والله لو كان السيف قرياما مني

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم اگر میرے پاس توار ہوتی تو میں اسے قتل کر دیتا۔

دشمن احمد پر شدت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

قام رسول اللہ ﷺ يوم جمعة خطيبا فقال قم فلان فاخراج فانک منافق فاخراجهم باسمائهم ففضحهم ولم يكن عمر بن الخطاب شهد تلك الجمعة ل الحاجة كانت له فلقيتهم

و هم يخرجون من المسجد فاختباء منهم استحياء انه لم يشهد الجمعة وطن ان الناس قد انصرفوا
و اختبأوا هم منه وظنوا انه قد علم بامرهم فدخل المسجد فإذا الناس لم ينصرقو ف قال له رجل
ابشر يا عمر فقد فضح الله تعالى المنافقين اليوم.

(تفسير مظہری جلد ۲ صفحہ ۲۸۹، تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۸۲، تفسیر روح المعانی جلد ۱ صفحہ ۱۱، تفسیر
بغوی علی الحازن جلد ۳ صفحہ ۱۱۵، تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

رسول ﷺ کے دن جب خطبه کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے فلاں تو منافق ہے لہذا مسجد سے نکل جا۔ حضور
اکرم ﷺ نے کئی منافقوں کے نام لے کر نکالا اور ان کو سب کے سامنے رسا کیا اُس جمعہ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ ابھی مسجد شریف میں حاضر نہیں ہوئے تھے کسی کام کی وجہ سے دیر ہو گئی تھی۔ جب وہ منافق مسجد سے نکل کر رسوائی ہو
کر جا رہے تھے تو سیدنا فاروق اعظم آرہے تھے تو فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرم کی وجہ سے چھپ رہے تھے کہ مجھ تھے
دیر ہو گئی ہے لیکن منافق فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی رسوائی کی وجہ سے چھپ رہے تھے۔ پھر جب فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو ابھی جمعہ نہیں ہوا تھا بعد میں ایک صحابی نے کہا اے عمر تجھے خوش خبری ہو کہ آج
اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو رسوائی کر دیا ہے۔

گستاخان نبوت کو مسجد نبوی سے نکالا گیا

سیرت ابن ہشام میں عنوان قائم کیا ہے ”طرد المنافقون من مسجد رسول الله ﷺ“ کے
تحت فرمایا کہ منافق لوگ مسجد نبوی میں آتے اور مسلمانوں کی باتیں سن کر ٹھٹھے کرتے، دین کا نذاق اڑاتے تھے۔ ایک دن
کچھ منافق مسجد نبوی شریف میں اکٹھے بیٹھے تھے آہستہ آہستہ اپس میں باتیں کر رہے تھے ایک دوسرے کے قریب بیٹھے
تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا

فاحرجو من المسجد اخراجا حنیفا رسول الله ﷺ

رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو تخت سے نکال دیا جائے۔

صحابہ کرام کا عمل

حضرت ابوالیوب خالد بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور عمر بن قیس کوٹاگ سے پکڑ کر گھٹیتے گھٹیتے مسجد سے باہر
چینک دیا پھر حضرت ابوالیوب نے رافع بن ودیع کو پکڑا اُس کے گلے میں چادر ڈال کر خوب بھینچا اس کے منہ پر طما نچہ مارا

اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ساتھ ساتھ حضرت ابو ایوب فرماتے جاتے

ارے خبیث منافق پر بہت افسوس ہے۔

اف لک منافقاً

اے منافق رسول اکرم ﷺ کی مسجد سے نکل جا اور ادھر حضرت عمارہ بن حزم نے زید بن عمر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کھینچتے کھینچتے مسجد سے نکال دیا اور پھر اس کے سینے پر دونوں ہاتھوں سے تھپٹر مارا کوہ گر گیا۔ اس منافق نے کہا کہ اے عمارہ تو نے مجھے بہت عذاب دیا ہے تو صحابی حضرت عمارہ نے فرمایا خدا تجھے دفع کرے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے عذاب تیار کیا ہے وہ اس سے بھی سخت تر ہے۔

آنکنہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک کے قریب نہ آنا۔

فلا تقربن مسجد رسول الله ﷺ

سخت هارنا

بنو نجاشیہ کے دو صحابی ابو محمد جو کہ بدری صحابی تھے۔ ابو مسعود نے قیس بن عمر و کوگدی پر مارنا شروع کیا حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جب سنا کہ حضور اکرم ﷺ نے منافقوں کو نکال دینے کا حکم فرمایا ہے۔ حارث بن عمر کوسر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھینٹتے گھینٹتے مسجد سے باہر نکال دیا وہ منافق کہتا تھا اے ابن حارث تو نے مجھ پر بہت سختی کی ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا اے خدا کے دشمن تو اسی لائق ہے اور تو نجس ہے اور پلید ہے آنکنہ مسجد کے قریب نہ آنا۔ ادھر ایک صحابی نے اپنے بھائی زری بن حارث کو سختی سے نکال کر فرمایا افسوس ہے کہ تجھ پر شیطان کاسلط ہے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۵۲۸)

مزید واقعات ”دشمن احمد (علیہ السلام) پر شدت سمجھنے“ میں آئیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دریں عبرت

اہل انصاف کو ان واقعات سے عبرت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ نشاء ایزدی اور تقاضائے حب رسول ﷺ یہی ہے بلکہ جملہ انبیاء کرام کی یہی سنت ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُوا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنَّا كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبُغْصَاءُ أَبْدَأَ حَتَّىٰ تُرْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

(پارہ ۲۸، سورہ المحتمن، آیت ۲)

پیشک تمہارے لئے اچھی پیروی تھی ابراہیم اور اس کے ساتھ والوں میں جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا پیشک ہم پیزار

ہیں تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سواب پوجتے ہو، تم تھارے منکر ہوئے اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہو گئی
بیشہ کے لئے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاو۔

عقیدہ منافقین اور ان پر سختی

مردی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ جس سے روانہ ہوئے تو راستے میں ایک جگہ آپ کا ناقہ گم ہو گیا۔ زید بن بصیرت
قیمتی اعی منافق کہنے لگا محدث نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کا ناقہ کہاں
ہے؟ رسول اللہ ﷺ کو باطلاع الہی یہ معلوم ہو گیا۔ آپ نے یہ فرمایا ایک منافق ایسا ایسا کہتا ہے خدا کی قسم میں وہی جانتا
ہوں جو اللہ نے مجھے بتا دیا۔ چنانچہ خدا نے مجھے ناقہ کا حال بتا دیا ہے وہ فلاں درہ میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں
پھنسی ہوئی ہے اس سبب سے وہ رکا ہوا ہے تم جا کر لے آؤ۔ تعمیل ارشاد مبارک ناقہ اس درہ میں سے لائی حضور
اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کے وقت حضرت عمارہ موجود تھے۔ منافق مذکور حضرت عمارہ ہی کے ذیرے میں تھا حضرت
umarah اپنے ذیرے میں واپس آ کر کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی ہم سے باطلاع الہی عجیب ماجرا بیان فرمایا کہ ایک
شخص ایسا کہتا ہے۔ عمارہ کے بھائی عمرو بن حزم نے کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے زید بن بصیرت نے ایسا ہی کیا ہے یہ سن
کر حضرت عمارہ نے زید کی گردان لکڑی سے ٹھکا دی اور کہا اودشمِن خدامیرے ذیرے سے نکل جامیرے ساتھ نہ رہ۔ کہا
گیا ہے کہ زید مذکور بعد میں تائب ہو گیا تھا۔ (زرقاںی علی المواہب)

حجر سے تبوک چار منزل ہے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی تبوک میں بیش روز حضور اکرم ﷺ کا قیام رہا۔
اہل تبوک نے جزیہ پر آپ سے صلح کر لی۔ ایلہ (یہ شہر بحیرہ قلزم کے کنارے پر شام سے ملحق واقع ہے۔ وہ یہود جن پر اللہ تعالیٰ نے مجھل کا
شکار بست کے دن حرام کر دیا تھا اسی شہر میں رہا کرتے تھے) کا نصرانی سردار یونہ بن روہ حاضر خدمت القدس ہوا اس نے تین سو
دینار سالانہ جزیہ پر آپ سے صلح کر لی اور ایک سفید خچر پیش کیا آپ نے ایک چادر سے عنایت فرمائی جرباء اذرخ کے
یہودیوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

تبوک ہی سے حضور اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو چار سو سواروں کا دستہ دے کر الیدر بن عبد الملک کندی
نصرانی سردار دومتہ الجندل کے زیر کرنے کے لئے بھیجا اور فرمادیا کہ تم اکیدر کو نیل گائے کا شکار کرتے پاؤ گے۔ اکیدر
دومتہ الجندل کے قلعہ میں رہا کرتا تھا جب حضرت خالد قلعہ کے پاس پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا چاندنی رات تھی کہ
ایک نیل گائے جنگل سے آ کر قلعہ کے دروازے پر سینگ مارنے لگی۔ اکیدر اس کے شکار کے لئے قلعہ سے اتر آیا۔

اٹھائے شکار میں حضرت خالد کے دستہ نے اس پر گرفتار کر کے مدینہ میں لے آئے اس نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

فائده

ان واقعات سے ثابت ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے علم غیب کا انکار منافقوں کو تھا اور ہے اور اقرار صحابہ کو تھا میا اب عشاقي نبی ﷺ کو ہے۔

طریقہ منافقین

منافق ہمیشہ اس امر کے درپے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دیں۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی علیحدہ مسجد بنانے کا رادہ کیا۔ ابو عامر فاسق جوانصار میں سے تھا عیسائی ہو گیا تھا۔ وہ غزوہ خندق تک حضور اکرم ﷺ سے لڑتا رہا۔ جب ہوازن بھاگ گئے تو وہ شام میں بھاگ گیا تھا اس نے وہاں سے ان منافقین کو کھلا بھیجا کہ تم مسجد قباء کے متصل اپنی مسجد بنالا اور سامنے حرب تیار کرو میں قیصر روم کے پاس جاتا ہوں اور رو میوں کی فوجیں لاتا ہوں تا کہ محمد اور اس کے اصحاب کو ملک سے نکال دیں۔ چنانچہ منافقوں نے مسجد قباء کے پاس ایک مسجد بنائی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر درخواست کی کہم نے یہاروں اور معدروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے آپ قدم رنج فرم کر اس میں نماز پڑھائیں اور دعائے برکت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اب غزوہ تبوک پر جا رہا ہوں واپس آ کر ان شاء اللہ حاضر ہوں گا چنانچہ جب آپ مہم تبوک سے واپس ہو کر موضع ذواویں میں پہنچے جو مدینہ طیبہ سے ایک گھنٹہ کی راہ ہے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں

وَ الَّذِينَ اتَّخَلُّوْا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَ كُفُرًا وَ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ ارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ
مِنْ قَبْلِ اٰ وَ لَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَ اللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَذِّبُوكُنَّ تَقْفُمُ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٍ أُسْرَىٰ
عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقْوُمَ فِيهِ اٰ فِيهِ رِجَالٌ يُجْهَوْنَ أَنْ يَتَطَهَّرُوْا اٰ وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِوْنَ

(پارہ ۱۱، سورہ التوبہ، آیت ۷۰، ۷۱)

اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقسان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور فتنمیں کھائیں گے کہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ پیشک وہ جھوٹی ہیں۔ اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہوں پیشک وہ مسجد کے پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پر ہیز گاری پر کھی

گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب سترہ اہونا چاہیے اور سترے اللہ کو پیارے ہیں۔

پس حضور اکرم ﷺ نے حضرت مالک بن دحشہ اور معنی بن عذری عجلانی کو حکم دیا کہ جا کر اس مسجد ضرار کو گردوارہ جادا و چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

رَحْمَاءُ بَيْنَهُمْ

یہ طویل مضمون ہے حضور سرور عالم ﷺ کی رحمت مخصوص امت بالخصوص اہل ایمان پر ڈھکی چھپی نہیں ایسے ہی صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی بھی آپس میں محبت و شفقت مشہور و معروف ہے۔ یہاں صرف پہلے مضمون پر طوالت اس لئے کی گئی ہے کہ ہمارے دور میں صلح گلیوں کو زور ہوتا جا رہا ہے اور ہمارا تجربہ ہے کہ اعدائے اسلام سے صلح گلی قسم کے لوگ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو اعدائے دین اور صلح گلیوں کے فتنہ سے محفوظ و مامون رکھے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

شرح

حضور نبی پاک ﷺ بظاہر تو کچھ اپنے پاس نہیں رکھتے لیکن دونوں جہانوں (جلد عالمین) کی نعمتیں اپنے خالی ہاتھوں میں رکھے ہوئے ہیں۔

نعمتیں خالی ہاتھ میں

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے وہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ کی دونوں جہانوں کی نعمتیں آپ کے ہاتھ میں ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضور سرور عالم ﷺ کے اختیارِ گل کے متعلق اشعار کے تحت فقیر جلد اول و دوم میں تفصیل سے لکھ آیا ہے۔ یہاں شعر مبارک کی مناسبت سے چند روایات عرض کئے دیتا ہوں۔

(۱) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

انی اعطيت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض.

(رواہ البخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷، جلد ۲ صفحہ ۵۵۳، رواہ مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵)

بیشک میں زمین کے خزانوں یا زمین کی کنجیاں عطا کیا گیا ہوں۔

فائدة

الارض سے صرف ایک زمین نہیں بلکہ ساتوں زمینیں مراد ہیں جیسے اصول کا قاعدہ ہے اس معنی پر بھی ہیں کیونکہ محبوب و محبت میں نہیں تیرا میرا

(حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا

یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرة و مفاتیح الريح و مفاتیح النبوة بخ قبض محمد ﷺ علی الدنیا کلہا لم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضته۔ (خصالص کبریٰ جلد اصفہ ۲۸)

کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں پر قبضہ فرمایا ہے۔ وہ وہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا کوئی خلق ایسی ندر ہی جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا

اعطیت الکنزین الاحمر والابیض. (مسلم، مسئلکۃ صفحہ ۵۱۲)

محمد کو دو خزانے اور سفید یعنی سونا اور چاند نی عطا فرمائے گئے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اوتيت مفاتیح کل شئی۔ (مسند احمد، طبرانی، خصالص کبریٰ جلد اصفہ ۱۹۵)

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اوتيت خزانیں الارض فوضع فی يدی۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی بها جبریل علیہ قطیفة من سندس۔

(خصالص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۶۰، هراج المیر جلد اصفہ ۲۲۳)

میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔ جب ریل این ان کو باقی گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔

مزید روایات و تحقیق و تفصیل فقیر کے رسالہ "خزاں اللہ فی یہ جبیب اللہ" میں پڑھیئے۔

سایہِ اُفْلَن سر پر ہو پچم الٰہی جھوم کر
جب لواءُ الْحَمْد لے امت کا والی ہاتھ میں

حل لغات

پچم، کپڑا جو نیزہ پر باندھتے ہیں (جھنڈا اور غیرہ) جھوم کر، ہمراکر، خوب زور سے۔ لواءُ الْحَمْد، حمد کا جھنڈا۔ امت کا والی یعنی حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ۔

خلاصہ

قیامت کے دن جب حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ لواءُ الْحَمْد ہاتھ مبارک میں لے کر شفاعت کے لئے میدانِ حرث میں تشریف لا کیں گے تو پھر رحمتِ الٰہی جوش میں آیگی کہ پھر خود پچمِ الٰہی خوب زور سے ہمارے سروں پر سایہِ اُفْلَن ہو گا۔

شرح

اس شرح میں امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ کی محبت (جو اے رسول اللہ سے ہے) کا اظہار فرمایا ہے کہ پہلے تو اللہ غصب و قهر سے ہر ایک پر رحمت کے دروازے بند کئے ہوئے ہو گا لیکن جو نبی حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ شفاعت کے لئے جھنڈا جسے لواءُ الْحَمْد کہا جاتا ہے اٹھا کر میدانِ حرث میں نزولِ اجلال فرمائیں گے تو اللہ کی بے نیاز و بے پرواہی رحمت سے یوں بدل جائے گی کہ خود اس کی رحمت کا پچم جھوم جھوم کر ہم بیکاروں پر سایہِ اُفْلَن ہو گا۔

فائدة

اس میں جہاں شفاعت کا اثبات ہے وہاں یہ واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کا مرتبہ کتنا بلند ہے کہ قیامت میں صرف اور صرف آپ کی ہی شان و شوکت کا بول بالا ہو گا۔

لواءُ الْحَمْد

یہ بھی سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے مقاماتِ عالیہ میں سے ایک مقام ہے کہ قیامت کے دن حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں سمیت حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونگے اس مرتبہ اور مقام کا ذکر متعدد دفعہ خود

سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔

احادیث مبارکہ

(۱) ”لوا حمد“ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو کسی نہ کسی خصوصی دعا کا حق دیا گیا ہے جس کو اس نے اس دنیا میں پورا کر لیا مگر میں نے اپنی امت کے لئے شفاعت کی دعا محفوظ رکھی ہے۔ قیامت کے دن میں بنی آدم کا سردار ہوں گا مجھے اس پر فخر نہیں میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے نمودار ہوگا۔

وبیدی لواء الحمد ولا فخر ادم فمن دونه تحت لوابي ولا فخر۔ (مندرجہ جلد اصفہ ۲۸۱)

اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا مگر اس پر مجھے فخر نہیں آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام انبیاء پر مجھے چھالیسی چیزوں کے ساتھ فضیلت بخشی گئی ہے جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں کی گئی۔ مجھے الگے اور پچھلوں پر مغفرت کی بشارت دی گئی ہے مجھ پر مال غنیمت حلال کر دیا گیا، میری امت کو تمام امم سے بہتر اور تمام روئے زمین کو میری خاطر مسجد بنادیا گیا اور پاک کر دیا گیا، مجھے حوض کوڑ عطا کیا گیا، مجھے رعب و بد بہ دیا گیا۔

والذى نفسى بيدى ان صاحبكم لصاحب لواء الحمد يوم القيمة تحته ادم فمن دونه۔

(مجموع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۶۹)

ضم مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے روز قیامت تمہارے نبی کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا اور اس کے نیچے آدم سمیت تمام انبیاء ہوں گے۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو میں پہلا شخص ہوں گا جب لوگ اکٹھے ہو کر آئیں گے میں ان کا خطیب بنوں گا، لوگ جب مایوس ہو جائیں گے تو میں انہیں بشارت کے ذریعہ سہارا دوں گا۔

لواء الحمد يومئذ بيدى وانا اكرم ولد ادم على ربى ولا فخر

اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں بنی آدم میں سب سے مکرم و معزز ہوں مگر مجھے اس

پر فخر نہیں۔

(۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہی ارشادِ گرامی ان الفاظ میں نقل ہے
بیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ ادم فمن سواء الا تحت لوائی۔

(الترمذی، کتاب المناقب)

حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا مگر مجھے فخر نہیں اور حضرت آدم سمیت تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔
تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی۔

لواء الحمد کے نیچے کون

تمام انبیاء علیہم السلام حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور ان کے طفیل ان کی امتیں بھی اور حضور اکرم ﷺ کی امت کو ایک خصوصی مقام حاصل ہوگا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حذیفہ بن یمان بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ صحابہ نے آپ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل، حضرت عیسیٰ کا اپنا کلمہ دروح اور حضرت موسیٰ کو کلمہ بنایا۔ یا رسول اللہ! ”فَمَاذَا أُعْطِيْتَ أَنْتَ؟“ آپ کو کون سا خصوصی درجہ دیا گیا ہے؟

آپ نے فرمایا

ولد ادم کلہم تحت رایتی یوم القيامة وانا اول من تفتح له ابواب الجنة۔ (ابن عساکر ابوالنعمان)

روزِ قیامت تمام اولادِ آدم میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں جس کی خاطر جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی دوسری روایت میں مومنین کا ذکر بھی ہے
وتحة ادم ومن دونه ومن بعد من المؤمنين۔ (دلائل النبوة لابن نعيم جلد اصفہان ۶۳)

اس کے نیچے آدم و دیگر انبیاء اور تمام مومن ہوں گے۔

اس سے بڑھ کر کسی شخصیت کو کیا مرتبہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اس کے دامنِ رحمت کی پناہ میں ہوں گے۔

(۳) ابن جریر و ابن مردوبیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت میں میں اور میری ایک امت ایک بلند شیلہ پر تمام مخلوق کا نظارہ کریں گے اس وقت ہر ایک کی بھی خواہش ہوگی کہ وہ ہم میں سے ہوتا۔ (الحدیث) (جوہر الحجۃ جلد اصححہ ۶۵)

(۴) فرمایا قیامت کے دن جب اکٹھے ہونگے تو میں اور میری امت ایک اوپر نچے ٹیلے پر ہونگے۔ (ایضاً)

انبیاء علیہم السلام لواء الحمد کے تلے کیوں

حضرت علامہ یوسف نجفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ نبی الانبیاء ہیں اس لئے اللہ نے آپ کی تقطیع دنیا و آخرت میں ظاہر فرمائی آخرت میں تو اس طرح کہ اس دن تمام انبیاء علیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے پرچم تلے ہوں گے اور دنیا میں اس طرح کہ لیلۃ المراجیع میں سب کی امت حضور اکرم ﷺ نے کی۔

(جوہر الحجۃ جلد اصححہ ۸۱)

نامیدوں کی امیدیں برلانے والا علیہ وسلم

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اذا يَسْسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحَ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَلَوَاءَ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي۔ (رواه الدارمی مدخلۃ صفحہ ۵۱۲)

قیامت کے دن جب تمام لوگ نامید ہو جائیں گے لیکن کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔

محبوب کیا لک کیا مختار بنا یا

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

جنت کا دروازہ

وَهُنَّ حُضُورُ أَكْرَمِ الْمُحَمَّدَةِ هُنَّ ہیں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھکھھتا ہوئیں گے اور داروغہ جنت عرض کریں گا

بَكَ امْرُتْ إِنْ لَا افْتَحْ لَا حَدْ قَبْلَكَ

مجھے حضور اکرم ﷺ کے لئے حکم تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

جنت و دوزخ کی کنجیاں

وَهُنَّ حُضُورُ أَكْرَمِ الْمُحَمَّدَةِ هُنَّ ہیں جن کے لئے عرصاتِ محشر میں جبکہ اولین و آخرین کا مجمع ہو گا عرش کے دائیں بائیں نور کے دو منبر بچھائے جائیں گے اور دوزخ و جنت کے خازن جنت و دوزخ کی کنجیاں حضور اکرم ﷺ کے پر دکردیں گے

اور عزت و کرامت کی کنجیاں حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ہوں گی۔

اعزاز و عزت

وَهُوَ الْحَسُورُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ هُنَىٰ هُنَىٰ ہی ہیں جن کی ایک ممتاز حیثیت ہوگی تمام انبیاء کرام حشر کے میدان میں چار پاؤں پر سوار ہو کر آئیں گے اور

ابعٰتٖ عَلٰى الْبَرْقِ
حضرور برّاق پر جلوہ فرمائیں گے

اوّر رضوانِ جنت صرف حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے قیام کریا اور عرض کریا

لَا فَحْ لَاحِدٌ قَبْلَكَ وَلَا أَقْرَمٌ لَاحِدٌ بَعْدَكَ

حضرور اکرم ﷺ سے پہلے نہ کسی کے لئے جنت کا دروازہ کھولوں اور آپ کے بعد کسی کے لئے قیام کروں۔

حضرور اکرم ﷺ کا تخت

وَهُوَ الْحَسُورُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ هُنَىٰ هُنَىٰ ہی ہیں کہ عرصاتِ محشر میں جن کا تخت سب کے تختوں سے اونچا ہو گا

هُوَ وَالْمَاءُ عَلٰى كَوْرٍ فَوْرٍ لِلنَّاسِ

حضرور اکرم ﷺ اور آپ کی امت روزِ قیامت سب سے اونچے مقام پر ہو گی۔

اور ہر نبی کے لئے ایک نور کا منبر ہو گا اور حضور اکرم ﷺ کے لئے سب سے زیادہ بلند نورانی منبر ہو گا جس پر

حضرور اکرم ﷺ تشریف فرمائیں گے۔

دیدار باری تعالیٰ

وَهُوَ الْحَسُورُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ هُنَىٰ هُنَىٰ ہی ہیں جو سب سے پہلے دیدار باری تعالیٰ سے مشرف ہونگے جب آپ منبر سے اتر کر جنت میں

تشریف لے جائیں گے تو رب تعالیٰ تجلی فرمائے گا

وَلَمْ يَتَجَلِّ لِشَيْءٍ
اور یہ تجلی حضور اکرم ﷺ سے پہلے کسی کے لئے نہ ہو گی۔

وَهُوَ الْحَسُورُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ هُنَىٰ هُنَىٰ ہی ہیں جو سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

الْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ حَتَّىٰ ادْخَلُهَا وَحْرَمَتْ عَلَى الْأَمْمِ حَتَّىٰ تَدْخُلُهَا

اور حضور اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کو اور حضور اکرم ﷺ کی امت سے پہلے اور امتوں کو جنت میں داخلہ حرام ہو گا۔

ہر خطِ کف ہے یہاں اے دست بیضاۓ کلیم
موجز ن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

حل لغات

کف، ہاتھ کی ہتھیلی۔ دست، ہاتھ۔ بیضا، سفید۔ کلیم، موئی علیہ السلام۔ موجز، اسم فعل ترکیبی ہے، موج مارنے والا، موج بمعنی پانی کی اہر، اب معنی ہوا ہر اتا ہوا موج مارنے والا۔

خلاصہ

اے کلیم خدا کے یہ بیضاۓ تیر اکمال بھی سبحان اللہ لیکن ہمارے نبی پاک ﷺ کا کمال بے مثال ہے کہ آپ کے ہاتھ کی ہر لکیر میں اللہ تعالیٰ نے یہ برکت رکھی ہے کہ اس کی ہر لکیر سے دریائے نور موجز ہے۔

شرح

حضرت موئی علیہ نبیتا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجزہ یہ بیضاۓ مشہور ہے۔ قرآن مجید میں ہے
وَنَزَعَ يَدَهُ

اور اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر نکالا

هِيَ بِيَضَاءِ لِلنَّظَرِينَ

تو وہ دیکھنے والوں کے سامنے جگہ گانے لگا۔ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۰۸)

اور ”خُرْقَا لِلْعَادَةِ“ ہاتھ مبارک سے نور کی شعاعیں تھیں۔

فائدة

مردی ہے کہ جب فرعون کو حضرت موئی علیہ السلام نے اپنا مبارک ہاتھ دکھایا تو اس سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی کہ یہ آپ کا ہاتھ ہے پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو ایسا نور انیتا کہ اس کے شعاع سے سورج بنے نور ہو گیا حالانکہ موئی علیہ السلام گندمی رنگ والے تھے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا يَدِ بِيَضَاءِ

موئی علیہ السلام کا ہاتھ مبارک نور انی تھا لیکن نور گرنہ تھا اور حضور اکرم ﷺ کے یہ بیضاۓ کا کمال یہ تھا کہ دوسروں کو نور علی نور بنا دیا۔ اس کا شاہد قرآن ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک صفت ”سِرَاجًا مُّنِيرًا“ بخشی ہے ”مُنِيرًا“ بمعنی نور عطا

کرنے والا اور اس کی شواہد احادیث میں بے شمار ہیں چند نمونے عرض ہیں۔

(۱) احمد میں حضرت قادہ کی آنکھ ضائع ہو گئی تھی کہ آنکھ کا ڈھیلہ باہر نکل گیا حضور اکرم ﷺ نے ان کی آنکھ کے ڈھیلے کو اس جگہ پر رکھ کر اپنے دستِ القدس سے ٹھیک کر دیا۔ عاصم بن عمر بن قادہ کہتے ہیں

فَكَانَتْ أَحْسَنُ عَيْنَيْهِ وَأَخْذَهُمَا وَانْقَادَةً كَانَ حَدِيثُ عَهْدِ بَعْرَسٍ. (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۶)

یعنی حضرت قادہ کی دونوں آنکھوں میں سے وہ آنکھ زیادہ خوبصورت تھی جسے حضور ﷺ نے جوڑ کر ٹھیک کر دیا تھا اور حضرت قادہ کی ان دونوں نئی شادی ہوئی تھی۔

(۲) حضرت قادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اندر ہیری رات میں جب کہ بارش ہو رہی تھی دیر تک حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھ رہے جب جانے لگے تو حضور ﷺ نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔

وَقَالَ انْطَلِقْ بِهِ فَإِنَّهُ سِيِّضِي لَكَ مِنْ بَيْنِ يَدِيْكَ عَشْرًا وَمِنْ خَلْفِكَ عَشْرًا فَإِذَا دَخَلْتَ بَيْتَكَ فَسْتَوْزِيْ
سواداً فاضی بہ حتیٰ بخراج فانہ الشیطان فانطلق فاضاء لہ العرجون حتیٰ دخل بیته ووجد السواد
فَضَى بِهِ حَتَّى خَرَجَ . (شفاء شریف جلد اصححہ ۲۱۹، زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۹۵)

اور فرمایا اس کو لے جاؤ یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تم ایک سیاہی کو دیکھو گے تو اس کو اتنا مارنا کرو وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ پھر حضرت قادہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کروہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے اس سیاہی کو پالیا اور اتنا مارا کرو نکل گئی۔

(۳) دستِ مبارک کی برکت سے شاخ کاروشن ہو جانا اور اس کے مارنے سے شیطان کا گھر سے نکل جانا بظاہر تجب خیز ہے مگر جب ایمانی نگاہ سے دستِ مبارک کی برکتوں اور تاثیروں کو دیکھا جائے تو کوئی تجب نہیں ہوتا کیونکہ حضور ﷺ کا دستِ مبارک دستِ قدرت ہے اور اس دستِ مبارک میں ہر قسم کی قدرت عطااء کی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ جس ارادہ سے دستِ مبارک کو عمل میں لاتے دستِ مبارک سے فوراً اس کا ظہور ہو جاتا۔

فائدة

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اپنے غلاموں کے کس قدر خیر خواہ ہیں کیونکہ حضرت قادہ نے کوئی شکایت نہیں کی کہ میرے گھر میں شیطان یا آسیب ہے حضور اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ اس کے دفع کرنے کی تدبیر بھی

بتلا دی بلکہ ایسی چیزان کو عطا فرمائی جس کے استعمال سے شیطان خود ہی بھاگ جائے۔

(۲) حضرت عائذ بن سعید جسری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے چہرے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیجئے اور دعاۓ برکت فرمائیے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا اس وقت سے حضرت عائذ کا چہرہ تروتازہ اور نورانی رہا کرتا تھا۔

وہ گران سنگی قدر مس وہ ارزانی جود
نوعیہ بدلا کئے سنگ ولآلی ہاتھ میں

حل لغات

مس (بالکسر فارسی) تابنہ جو مشہور دھات ہے۔ ارزانی (فارسی) کثرت اور ستاپن۔ نوعیہ از نوع ڈھنگ، شکل آلی لولو کی جمع ہوتی ہے، موتنی، گوہر۔

شرح

وہ سخت پھر جیسے ہی ہوا آپ صرف تھوڑی سی جودو سنگ کی دھات سے اس پروازش فرما کیں تو پھر اس کے ڈھنگ دیکھیں کہ وہ آپ کے دستِ اقدس کی برکت سے موتنی اور جوہر کی حالت میں تبدیل ہو جائیں گے۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سونے کا ذہیلا

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مہربنوت و دیگر آثار سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی قدیق ہوئی تو عرض کی یا رسول اللہ دوسرا کے متلاشی حق کو سکیفت نصیب ہوئی۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالک ظالم و سخت گیر تھا ان کو عبادت کرنے یا بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے کی مہلت ہی نہ دیتا تھا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں رو رو ہر اپنی داستان کہہ سنائی ارشاد ہوا اپنے مالک سے مکاتبت کرلو۔ حضرت سلمان نے مالک سے اپنی خواہش کا اظہار کیا اس نے چند اوقیہ (ایک پیارہ) سونا اور تین سو کھجور کے درختوں کے باعث لگانے کی شرط پیش کی۔ حضرت سلمان نے حضور ﷺ کی خدمت میں شرائط معاہدہ بیان کر کے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اتنی مقدار میں سونا کیسے فراہم کر سکوں گا اور کھجور ۱۳ سال بعد پھلتا ہے اس طرح غلامی سے تیرہ برس تک تو نجات ہی نہ ملے گی آپ نے فرمایا ساری شرائط قبول کر لے۔

اسی دوران کی نے کبتر کے انٹے کے برادر سونا بارگاہ رسالت میں پیش کیا آپ نے قبول فرمایا کہ سلمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیا اور پہلی قحط توادا کرو اور باغ کے سلسلے میں گڑھے کھو دکر تیار رکھنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا میں خود درخت اپنے ہاتھوں سے لگاؤں گا۔ او قیہ (سونا) حضرت سلمان نے مالک کے دیکھ کر فرمایا اسے تول بھجئے آپ کی شرط سے کم ہوا تو کمی پوری کر دوں گا اس نے سونا تو حضور اکرم ﷺ کی برکت سے ہر وزن سے وہ سونا زائد نکلا۔ دوسری شرط کے لئے حضور ﷺ کے حکم پر صحابہ نے درخت مہیا کر دیئے گڑھے کھو دکر حضور اکرم ﷺ کو اطلاع دی۔ حضور اکرم ﷺ نے ہر گڑھے میں اپنے دست مبارک سے درخت لگائے قدرتِ الہی ایک سال میں بارے آئے اس طرح سے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت مجاہدات کے بعد آزادی نصیب ہوئی۔

(آنینہ حرم صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ اور خصائص کبریٰ للسیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

۱۹۶۸ء میں مصنف آنینہ حرم نے صفحہ ۱۸۳ میں لکھا کہ حضور اکرم ﷺ کے لگائے ہوئے درختوں کے پھوٹ کے بنچ دو درخت آج بھی موجود ہیں اور ان درختوں کے کھجور فی ریال دو عدد کے حساب سے فروخت کرتا ہوں۔ باغ سلمان فارسی کے پھل بازار لے جانے کی نوبت نہیں آئی بلکہ زائرین کے ہاتھوں پوری فصل بک جاتی ہے۔ فقیر اولیٰ غفرلہ ۱۳۹۹ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا باغ میدان بن چکا تھا کوئی پھل دار کھجور درخت وغیرہ نہ تھا۔ سنا گیا کہ اس سال ایک کھجور مبارک تھا جسے نجد یوں نے تبرک کے خطرہ سے کٹوا کر کہیں پھینکوادیا ہے۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دیگر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قربان جان جان انگشت کیا لی ہاتھ میں

حل لغات

دیگر، مدد کرنے والا۔ سبطین، سبط کا مشینیہ بکسر اسین (عربی) اولاً دکی اولاً دزیا دتر نواسے کے لئے مخصوص ہے جیسے پوتے کے لئے۔ کیا، استفہام لی، پکڑی، یعنی کیا خوب انگلی پکڑی۔

خلاصہ

اے نبی پاک ﷺ آپ نے دونوں صاحبزادوں یعنی حسین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دونوں جہانوں کا دیگر بنا دیا آپ پر قربان جاؤں آپ نے ان دونوں کی ان کے بچپن میں انگلی پکڑی اور کیا خوب پکڑی کہ انہیں کوئی نہیں کا دیگر بنا دیا۔

شرح

وَسَيِّدُ الْعَالَمِينَ مَحْمُودٌ^{صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ} کے مختارِ فل ہونے کے عقیدہ کا اظہار ہے اور یہی عقیدہ سیدہ عالم خاتونؓ جنت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں شہزادوں کو لے کر حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئیں عرض کی یا رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قال نعم اما الحسن فقد نحلة علمی و هیئتی و اما الحسین فقد نحلة شجاعتی وجودی.

(ابن عساکر)

یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے فرمایا ہاں حسن کو میں نے اپنا حلم اور ہبیت اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشنا۔

جب حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا جس مرض میں وصال ہوا تو خاتونؓ جنت دونوں شہزادوں کو لئے نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آ کر عرض کیا

هذا ابني فور لهما شيئاً قال اما حسن فله هیئتی و سروری و اما حسین فل جرأتی وجودی. (الطبرانی الکبیر)

یہ میرے دو بیٹے ہیں انہیں کچھ عطا فرمائیے آپ نے فرمایا حسن اپنی ہبیت و سرور بخشنا اور حسین کو جرأت و جدو و شجاعت کیا۔

فائدة

احمد رضا قدس سرہ نے یہ احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حلم و محبت و جدو و شجاعت اور رضا و محبت کچھ اشیاء محسوسہ و اجامیم ظاہرہ تو نہیں کہ ہاتھ میں اٹھا کر دیئے جائیں اور بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سوال بصیغہ عرض و درخواست تھا کہ حضور انہیں کچھ عطا فرمائیں جسے عرف نجاة (نجیوں) میں صیغہ امر کہتے ہیں اور وہ زمان استقبال کے لئے خاص ہے کہ جب تک یہ صیغہ زبان سے ادا ہو گازمانہ حال منقضی (ختم) ہو جائیگا کے بعد قبول و وقوع جو کچھ ہو گازمانہ تکم سے زمانہ مستقبل میں آ جائیگا اگرچہ بحالت فور و اتصال اسے عرف ازمانہ حال کہیں بہر حال درخواست و قبول کو زمانہ ماضی سے اصلاً تعلق نہیں۔

اب حضور اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”نعم“ ہاں دونگلا جرم یہ قبول زمانہ مستقبل کا وعدہ ہوا

فَإِن السُّؤال مَعَادٌ فِي الْجَوابِ إِذَا نَعَمْتُهُمَا

اس لئے کہ سوال جواب میں لوٹایا گیا یعنی کہا گیا ہے کہ ہاں میں انہیں عطااء کروں گا کے متصل ہی فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ میں نے اپنے اس شہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور اس شہزادے کو یہ دو لتیں بخششیں۔ یہ صیغہ بظاہر ماضی کے ہیں اور اس سے زبان و عده تھا اور زبان و عده عطا نہیں کہ وعدہ عطااء پر مقدم ہوتا ہے۔ لاجرم یہ صیغہ اخبار کے نہیں بلکہ انشاء ہیں جسے باائع و مشتری کہتے ہیں۔ ”واشتھری میت“ نے پنجی میں نے خریدی یہ صیغہ کسی گذشتہ خرید و فروخت کے خبر دینے کے نہیں ہوتے بلکہ انہیں سے بیع و شراید اہوتی ہے انشاء کی جاتی ہے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اسے یہ دیا اسے یہ دیا علم ہیبت و جود و شجاعت و رضا و محبت کی دو لتیں شہزادوں کو بخش دیں یہ نعمتیں خاص و اسکن ملک السموات والارض کی ہیں۔ جل جلالہ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تانہ بخشد خدائی بخشنده

تو وہ جوزبان سے فرمادے کہ میں نے دیں اور اس کے فرمانے سے ہی وہ نعمتیں حاصل ہو جائیں قطعاً یقیناً و ہی کر سکتا ہے جس کا ہاتھ و ہاب رب الارباب پر پہنچتا ہے جسے اس کے رب الارباب جل و علائے عطااء فرمانے کا اختیار دیا ہے۔ امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہر منظم میں فرماتے ہیں

هو خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزانی کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیه وارادته یعطی من
یشاء۔ (الامن والعلی صفحہ ۹۰، ۹۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل و علائے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں میں مطیع، اے کے ارادے کے زیر فرمان کردیئے جسے چاہتے ہیں عطااء فرماتے ہیں۔

تعارف امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ نصف رمضان سے ۳۴ھ میں پیدا ہوئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا حسن نام رکھا ساتویں دن عقیقہ کیا اور فرمایا کہ بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔

فضائل از احادیث مبارکہ

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کامد ہے پر بٹھا کھا تھا کسی نے کہا اے بچے تو اچھی سواری پر سوار ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن کی نسبت فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل اس کے باعث

دو بڑے گروہ اسلام میں صلح کرادے۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

علم غیب

اس حدیث شریف میں جیسے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم منقبت ہے اس سے حضور رسول ﷺ کے علم غیب کا ثبوت بھی ہے کہ جیسے فرمایا و یے ہوا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا امام حسن مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک فوج جرار جاثران کے ساتھ عین میدان میں بالقصد و بالاختیار ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور صلح کو ترجیح دی باوجود یہاں کے ساتھ چالیس ہزار آدمی تھے جنہوں نے ان سے موت پر بیعت کر رکھی تھی۔

(۳) امام احمد نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اور ہونٹوں کو چوتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس زبان اور ان لبوں کو کبھی عذاب نہیں دیگا جن کو حضور اکرم ﷺ نے چوما ہو۔

(۴) شیخ علی القاری نے شرح مشکلاۃ میں عبد اللہ بن بریدہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں آپ کو ایسا ہدیہ دوں گا جونہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی دونگا چنانچہ چار لاکھ نقد ہدیہ دیا جو آپ نے قبول فرمایا۔

امام حسن کا وظیفہ اور زیارت رسول ﷺ

حاکم اور بخاری نے بروایت ہشام بن محمدان کے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ ایک لاکھ سالانہ تھا ایک سال وہ وظیفہ رک گیا آپ کو شدید تنگی پیش آئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قلم دوات مغلوائی کر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر یادو ہانی کراؤں لیکن پھر میں رک گیا خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا حسن! کیسے ہو۔ عرض کیا ابا جان خیریت سے ہوں اور وظیفہ کی تاخیر کی شکایت بھی عرض کی فرمایا قلم دوات مغلو کر تم اپنی جیسی مخلوق کو یادو ہانی کا خط لکھنے لگے تھے؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! تو میں کیا کروں؟ فرمایا یہ دعا پڑھ۔

دعائے حل المشکلات

اللهم اقذف في قلبي رجاءك و اقطع رجائی عمن سواك حتى لا ارجو احدا غيرك اللهم وما
ضعف عنہ قوتی و قصی عنہ عملی ولم تنتهی اليه رغبتی ولم تبلغه مسألتی ولم یجر على لسانی مما

اعطیت احدا من الاولین والاخرين عن اليقين فخصنى به يا رب العالمين.

اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید ڈال دے اور اپنے ماسوا کی امید میں کاٹ دے یہاں تک کہ میں تیرے سو اکسی سے کچھ امید نہ رکھوں۔ اے اللہ! جس یقین سے میری قوت کمزور ہے جس سے میرا عمل کوتاہ ہے جس کی طرف میری رغبت نہیں پہنچ سکتی نہ میرا سوال اس کو پہنچ سکتا ہے اور نہ وہ میری زبان پر جاری ہو سکتا ہے ایسا یقین جو تو نے اولین و آخرین میں سے کسی کو عطا فرمایا مجھے اس کے لئے مخصوص کر دے اے رب العالمین۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے ابھی ایک ہفتہ بھی یہ دعائیں کی تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پندرہ لاکھا کا عطیہ موصول ہوا میں نے کہا اس اللہ کا شکر ہے جو اپنی یاد کرنے والے کو نہیں بھوتا اور اپنے سے مانگنے والے کو نامرا دنیں رکھتا۔

مجھے خواب میں دوبارہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا حسن کیسے ہو؟ عرض کیا الحمد للہ خیریت سے ہوں اور اپنا قصہ عرض کیا۔ فرمایا بیٹھا جو شخص خالق سے امید و ابستہ کرے اور مخلوق سے امید نہ رکھے اس کے ساتھ اسی طرح کا معاملہ ہوتا ہے۔

سیرت امام حسین

حسین نام، ابو عبد اللہ کنیت، سید شباب اہل جنت و بیحانۃ النبی لقب، علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم والد اور بتول زہرہ جگر گوشہ رسول اللہ ﷺ آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔

خواب ولادت

آپ کی ولادت مدینہ منور میں ہوئی ایک روایت میں آتا ہے کہ ابھی آپ شکم مادر میں تھے کہ حضرت حارث کی صاحبزادی نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم کا ٹکڑا کاٹ کر ان کی گود میں رکھ دیا گیا تھا۔ وہ نیند سے بیدار ہوتے ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں داخل ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک ناگوار اور ڈراڈنا خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے بیان تو کرو انہوں نے عرض کی کوہا اتنا بھیا نک خواب ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا گھبرا نے اور پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں تم اپنا خواب بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ کے اصرار پر خواب بیان کیا گیا آپ نے فرمایا اس میں پریشانی اور اضطراب کی کون سی بات ہے یہ تو بڑا امبارک خواب ہے اللہ تعالیٰ حضرت فاطمۃ الزہرہ کو لڑ کا عطا کریگا اور تم اسے گود میں لے کر کھلاو گی۔

اس خواب کی تعبیر ۵ شعبان ۱۴ھ کو ظاہر ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کاشانہ ولایت میں حضرت حسین پیدا ہوئے۔

حسین کے کان نبوی اذان

حضورا کرم ﷺ کو جب اس مولود مسعود کا علم ہوا تو آپ خوشی خوشی تشریف لائے اور فرمایا کہ بچے کو لاو میں اسے دیکھوں بچہ حاضر کیا گیا آپ ﷺ نے اس کے کان میں اذان کہی گویا امام حسین کے کان میں توحید الہی کی پہلی آواز زبان وحی والہام سے پہنچی۔

عقيقة

اذان سے فارغ ہونے کے بعد حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ بچہ کا عقيقة کرو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو۔ جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد محترم کے ارشاد کے بوجب بچہ کا عقيقة کیا اور اس کے سر کے بالوں کے برارتول کر چاندی خیرات کر دی۔

حالاتِ حسین

حضرت حسین کے بچپن کے حالات بہت کم ملتے ہیں البتہ یہ یقینی امر ہے کہ آپ والدین کے بہت لاذلے اور پیارے تھے اور خود رسول ﷺ آپ سے محبت کرتے تھے اور تقریباً ہر روز حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھنے کے لئے حضرت فاطمہ کے ہان تشریف لے جاتے اور دونوں کو بلا کر پیار کرتے اور کھلاتے تھے دونوں بھائی آپ سے بہت مانوس بلکہ شوخ ہو گئے تھے آپ ان کی شوختیاں دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔

حضرت بریہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے کہاں حضرت حسن اور حضرت حسین نمودار ہوئے دونوں کے گرتے سرخ رنگ تھے اور صفر سنی کی وجہ سے چلنے میں لڑکھراتے تھے آپ نے ان کو دیکھا خطبہ موقوف کر دیا۔ منبر سے اٹر کر دونوں کو گود میں لے لیا اور اپنے پاس منبر پر بٹھالیا۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حسین کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے مجھے دوست رکھا اس نے حق تعالیٰ کو دوست رکھا جس نے اس سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت حسین کی عمر چھ سال زیادہ تھی جب رسول ﷺ کا وصال ہوا اس واسطے انہیں رسول ﷺ

کی صحبت سے پورا پورا فیضان حاصل کرنے کا موقع نہ ملا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی آپ کم سن ہی تھے اس لئے اس دور کے جہادوں میں آپ شرکت نہ فرمائے البتہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق اور جانشیر تھے اس واسطے خانوادہ رسول ﷺ سے آپ کا محبت رکھنا ایک فطری امر تھا۔ جب آپ وفات پا گئے اور دورِ فاروقی کا آغاز ہوا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ پر بہت شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے چنانچہ جب بیت المال سے مسلمانوں کے وظیفے مقرر ہوئے تو آپ کا وظیفہ پانچ ہزار درہم مقرر کیا حالانکہ اصحاب بدروں کے لڑکوں کے وظیفے دو ہزار سے زیادہ نہ تھے۔

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ توجہ آپ کے حال پر تھی ایک مرتبہ کاذکر ہے کہ یمن کے عامل نے کچھ جعل مدینہ منورہ بھیجے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تمام صحابہ میں تقسیم کر دیا چنانچہ لوگ جلے پہن پہن کر شکریہ ادا کرنے کے لئے آئے تھے۔ اسی اثناء میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب سیدہ کے گھر سے باہر نکلے۔ حضرت عمر کی نظر ان پر پڑی دیکھا کہ ان کے جسم حلوب سے خالی ہیں آپ بے قرار ہو گئے اس پر یثانی کے عالم میں آپ کی جمیں عدالت پر شکن نمایاں ہوئے۔ صحابہ کو فرمایا تم دیکھتے نہیں کہ ان لڑکوں کے جسم حلوب سے خالی ہیں یہ کہہ کر اُسی وقت یمن کے عامل کو فرمان لکھا کہ وہ فی الفور دو جعلے اور بھیج جب وہ آگئے تو حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہنائے اور انہیں حلوب میں ملبوس دیکھ کر فرمایا اب طبیعت کا انتباخ رفع ہوا ہے اور روح کو حقیقی مسرت اور سچی خوشی حاصل ہوئی ہے۔

فائدة

ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ پہلے جلے حسین کے قابل نہ تھے اس لئے امیر المؤمنین نے ان کے لئے خاص جعل یمن سے منگائے۔

فاروق اعظم

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے منبر پر پہنچ کر فرمایا میرے باپ رسول اللہ ﷺ کے منبر سے اتر و اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔ فاروق اعظم نے یہ سن کر فرمایا میرے باپ کا تو کوئی منبر نہ تھا یہ کہہ کر اپنے پاس بٹھا لیا جب خطبہ ختم ہوا اور آپ گھر جانے

لگے تو راستہ میں دریافت فرمایا یہ تم کو کس نے سکھایا تھا؟ بولے والد کسی نے بھی نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کبھی کبھی آیا کرو۔ حضرت حسین نے وعدہ کیا اور ایک مرتبہ تشریف بھی لائے اُس وقت آپ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے اسی میں کسی اہم مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر دروازہ پر کھڑے تھے آپ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ کچھ عرصہ انتظار کیا پھر ملاقات کے بغیر ہی واپس چلے گئے چند یوم کے بعد جب امیر المؤمنین سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو آپ نے اتنی مدت نہ ملنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت حسین نے فرمایا امیر المؤمنین! میں حاضر ہوا تھا مگر آپ امیر معاویہ سے ہو گفتگو تھے اس لئے میں عبداللہ کے ساتھ کھڑا رہا اور پھر انہی کے ساتھ واپس چلا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا تمہیں عبداللہ کا ساتھ دینے کی کیا ضرورت تھی تم ان سے زیادہ حقدار ہو تمہارے لئے کوئی روک نہیں ہے خدا کی قسم جو کچھ ہماری عزت ہے وہ خدا کے بعد تم ہی لوگوں کی دی ہوئی ہے۔

حضرت عمر حسین کو اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے زیادہ محبت کرتے اور عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔

حضرت عثمان

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں آپ پورے جوان ہو چکے تھے اس لئے آپ نے سلطنت کے جہاد میں پہلی مرتبہ حصہ لیا۔ یہ جہاد طبرستان کے خلاف تھا ایران اس موقع پر پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے میں نکالیا۔ ایرانی شہنشاہت کی میدانِ جنگ میں آخری کوشش تھی اس کے بعد اس نے میدانِ جنگ کو چھوڑ کر اور طریقوں سے قادیہ، نہادند وغیرہ کی جنگوں کا انتقام لینا شروع کیا۔

خلافت عثمان کے آخری لمحات

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری خلافت میں ایک زبردست انقلاب برپا ہوا۔ اس انقلاب کا بانی عبداللہ بن سہا تھا جس نے اپنے دام تزویر میں بھولے بھالے اور سیدھے سادے مسلمانوں کو پھنسا کر ان کو باہم اس طرح لٹایا کہ فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ اختلافات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا اور آخر میں مظلوم اور بے گناہ خلیفۃ اللہ یعنی حضرت عثمان کو ان کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ سہائی فتنہ دراصل ایسا فتنہ ہے جس کی روک تھام اگر ابتداء میں کر لی جاتی تو شاید رک جاتا جس وقت یہ سیلا ب کی صورت میں بڑھنا شروع ہوا تو اس کا روکنا تقریباً ناممکن ہو گیا۔

حسین کا پھرہ

اس فتنہ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی جان بچانے کے لئے کوشش کی۔ جب حضرت عثمان قصر خلافت میں گھر گئے اور سبائیوں نے اسے چاروں طرف سے محصور کر لیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسین کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت پر مامور کیا کہ باغی آپ کے مکان میں داخل نہ ہو سکیں۔ انہوں نے اپنے فرض کو پورے طور پر ادا کیا اور جب باغی مکان کے پچھلی طرف سے دیوار پھاند کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے سخت باز پرس کی انہوں نے اپنا عذر پیش کیا جس سے ثابت ہوا کہ آپ بالکل بے قصور ہیں۔

حسین کی گواہی

جگِ صفين میں حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کے درمیان معاہدہ ہوا تو آپ نے بطور شاہد کے اس پر دستخط شبت کئے۔

جگِ صفين کے بعد مسلمانوں میں خوارج کا گروہ پیدا ہوا انہوں نے جا بجا ملکی امن و امان کو مخلص کیا اور اپنے اصولوں کی خاطر سخت سے سخت اور کڑے سے کڑے امتحان میں لوگوں کو بتلا کیا۔ ان کی اجتماعی قوت کا انتشار جنگ نہروان میں ہوا اس جنگ میں بھی حضرت حسین نے بڑے استقلال اور بہادری کا ثبوت دیا۔

وصیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۴ھ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوئے آپ نے اس موقع پر حسین کو وصیت کی کہ وہ محمد بن حنیفہ کے ساتھ حسن سلوک روکار کھیں۔ آپ کے شہادت کے بعد ایک جماعت نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا اور دوسرے لوگوں نے امیر معاویہ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ خلافت کے مسئلہ پر ایک دفعہ پھر مسلمانوں میں تواریخ کھنچنے کی اور وہ وقت دور نہ تھا جب حق پرستوں کا خون پانی کی طرح بہہ جاتا کہ ۱۵ھ میں حضرت حسن نے دست برداری کا اعلان کر دیا۔

دور معاویہ

حضرت امیر معاویہ کی خلافت کا اہم واقعہ قسطنطینیہ پر مسلمانوں کا حملہ ہے رومیوں کی سلطنت کا زور تو فاروقِ اعظم کے وقت میں ٹوٹ چکا تھا مگر اس میں اب تک اتنی سکت ضرور باقی تھی کہ وقاوف قماں پی یورشون اور حملوں سے مسلمانوں کو پریشان کرتے رہتے تھے۔ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں بارہا ایسا ہوا۔ ۱۶ھ میں انہوں

نے پھر سرانحایا مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں شکست فاش دی۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بحری بیڑے کا بڑا شوق تھا اس بیڑے کی بدولت مسلمانوں کو بحر روم میں اچھا خاصا بحری اقتدار حاصل ہوا۔ رومیوں کی بار بار کی بعد عہد یوں نے امیر معاویہ کو اس بات کے سوچنے پر مجبور کیا کہ وہ بحیرہ روم کے تمام جزائر کو اپنے قبضہ میں لے کر ایشیائے کو چک، شام اور انatoیہ کے مغربی ساحل کو محفوظ کر لیں تاکہ ایشیا اور افریقہ کے اسلامی مقبوضات جو ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہیں رومیوں کے حملوں سے مصکون و مامون ہو جائیں۔

ان ایام میں قسطنطینیہ روما میں ایک زبردست سیاسی اہمیت رکھتا تھا وہ مشرقی یورپ کا قلب تھا اگر اس پر کاری ضرب پڑے تو تمام یورپ کا مضطرب ہو جانا ضروری امر تھا۔ امیر معاویہ نے یہ باتیں دیکھ کر ۲۹ھ میں قسطنطینیہ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کی اس حملہ کی کمان صفیان بن عوف کے ہاتھ میں تھی اس میں صحابہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ ان سفر و شوؤں میں میزبانِ رسول حضرت ابوالنصاری، حضرت عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور حضرت حسین بھی شامل تھے۔ ان سب کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کی وہ بشارت تھی کیا ہی اچھی وہ فوج تھی اور کیا ہی اچھا وہ امیر ہو گا جو ہر قل کے شہر پر حملہ آور ہو گا یہ سب بزرگ اس ارشاد کے بوجب سعادتِ دارین حاصل کرنے کے لئے فوج میں شامل ہوتے۔ بحری بیڑا اور فون باسفورس میں داخل ہوئی رومیوں نے مدافعت کا پورا اپر اسaman کیا ہوا تھا انہوں نے بڑے زور سے مقابلہ کیا سخت خون ریزی ہوئی۔ مسلمانوں نے بڑی بے جگہی سے حملہ کیا عبد العزیز بن زرارہ کلبی کی یہ حالت تھی کہ وہ جوشِ شہادت میں آپ سے باہر ہو رہے تھے، رجڑ پڑتے، شہادت کی تمنا میں بڑھ چڑھ کر حملہ کرتے مگرنا کام رہ جاتے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ سعادتِ عظیمی حاصل نہیں ہو رہی تو شہادت کا جام نوش کرنے کے لئے بے دھڑک قریب کی روی صاف میں گھس گئے رومیوں نے اپنے نیزوں سے انہیں چھید کر شہید کر دیا۔

وصال ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالیوب انصاری نے بھی اس مہم میں وفات پائی۔ وفات سے پہلے بعض صحابہ نے پوچھا آپ کوئی وصیت ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا دشمن کی سرز میں میں جہاں تک لے جاؤ سکو مجھے وہاں تک لے جا کر دفن کرو۔ آپ کی اس وصیت پر پورا پورا عمل ہوا آپ کی لاش کورات کے وقت مشعلوں کی روشنی میں قسطنطینیہ کی فصیل کے نیچے لے کر دفن کیا گیا۔ صح رومیوں نے دریافت کیا تم لوگ رات کو کیا کر رہے تھے؟ مسلمانوں نے جواب دیا اپنے آقا مولی رسول اللہ ﷺ کے ایک بہت بڑے ساتھی اور دوست کو فن کر رہے تھے مگر اے لوگو! تم ذہن نشین کرو کہ اگر تم نے ان کی قبر کو

گزند پہنچایا یعنی عش کی بے حرمتی کی تو عرب میں کبھی ناقوس نفع سکے گا۔

شہادت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مہم بغیر کسی قسم کی کامیابی حاصل کئے واپس آگئی۔ اسی سال حضرت حسن شہید ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو وظیفہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقرر تھا وہ جاری رہا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر معاویہ سے تعلقات بڑے خوشگوار تھے۔ ۲۵ھ میں امیر معاویہ کی بیعت کا خیال پیدا ہوا چند مخصوص بزرگوں کے سواباتی تمام اہل مدینہ نے بیعت کر لی حضرت حسین نے بیعت سے انکار کر دیا مگر امیر معاویہ نے اس پر کسی قسم کا اصرار نہ کیا۔

وصیت امیر معاویہ

۲۶ھ میں حضرت امیر معاویہ کا انتقال ہوا آپ نے وفات سے پہلے یزید کو وصیت کی کہ وہ حضرت حسین کے ساتھ اچھا سلوک کرے مگر یزید نے ایسا نہ کیا بلکہ آپ کو بیعت کے لئے مجبور کیا جس کا نتیجہ کربلا کے خون چکاں والقد کی صورت میں ظہور پذیر ہوا اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

اخلاق حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہم اور پر بیان کر سکے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے مستفیض ہونے کا بہت کم موقعہ ملا۔ ابھی آپ کم من تھے کہ سر کار دو عالم ﷺ اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے تاہم انہیں دنیا اور انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور مہتمم اخلاق حسنہ کی آغوش میں آنکھ کھولنے کا موقع ضرور ملا اور جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتی توجہ اور تربیت نے آپ کو رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلانا سکھا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مورخ آپ کے ذاتی کمالات کے معرف ہیں اور بڑے پُر زور الفاظ میں آپ کے محاسن بیان کرتے ہیں ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل تھے اور آپ کا کوئی فعل سنت کے خلاف نہ تھا۔ آپ کے اخلاق کے غیر فانی نقوش اب بھی عرب و عجم بلکہ تمام دنیائے اسلام میں ہر مسلمان کے دل پر موجود ہے ہم ان کا مجمل ساختا کردیں میں پیش کرتے ہیں تاکہ حضرت حسین کی محبت کا دم بھرنے والے کچھ مدت کے لئے آہ و بکا اور گریہ و شیرون کی ہنگامہ آرائیوں سے فرصت پا کر ان پر غور کریں کہ حضرت امام عالیٰ مقام کی عظمت کا راز کیا تھا اور ہم ان کی سیرت کے ان روشن خدو خال کو چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں۔ آپ کی سیرت کا سب سے نمایاں نقش ایک مورخ نے ان الفاظ میں پیش کیا

كان الحسين كثير الصلة والصوم والحج والصدقة وافعال الخير جميعاً

یعنی حضرت حسین بڑے نمازی، روزہ دار، بہت حج کرنے والے، کثرت سے صدقہ دینے والے اور تمام افعال حسنہ کو کثرت سے اختیار کرنے والے تھے۔

ان مختصر سے الفاظ میں آپ کی پوری سیرت ہمارے سامنے آ جاتی ہے جسے ہم ایثار کہتے ہیں وہ انہی اعمالِ حسنہ کے مجموعہ کا نام ہے اور اسی کا نام تقویٰ رکھا جاسکتا ہے۔ اسلام نے عبادت کو تمام اعلیٰ اخلاق کا سرچشمہ قرار دیا ہے اس کے بغیر عبدِ معبود کے تعلقات ادھورے رہ جاتے ہیں بندہ اپنے مالک تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی دل میں خشیتِ الہی پیدا ہو سکتی ہے عبادت کی اصل نماز ہے حضرت حسین کا معمول تھا کہ وہ نماز بڑے ذوق و شوق سے ادا کرتے تھے اور ایک دن رات میں ایک ہزار نوافل پڑھتے تھے۔

۹ محرم ﷺ کو جب میدان کربلا میں مصالحت کی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا، جنگ کے خونیں با دل سر پر منتلا نے لگے تو حضرت حسین نے حریف سے رات بھر کی مہلت مانگی تاکہ وہ دل کھول کر عبادت و استغفار کر لیں چنانچہ عزم و استقلال کے پیکر حسین نے وہ رات اپنے رب کی یاد میں اس طرح بسر کی جیسے کل کچھ ہونے والا ہی نہیں۔

عبدتِ حسین

حضرت حسین کی زندگی کا یہ پہلو مجانِ حسین نے اپنے سامنے رکھنے کی کبھی کوشش نہیں کی شاید وہ اپنے آپ کو اس سے بے نیاز خیال کرتے ہیں، نماز کا وقت آتا ہے گزر جاتا ہے مگر وہ محسوس نہیں کرتے کہ یہ فرض ان سے فوت ہو رہا ہے۔ نماز کے علاوہ حضرت حسین کو روزے بھی مرغوب تھے آپ بکثرت روزے رکھا کرتے تھے آپ نے حج بھی بہت کئے بعض روایتوں کے بوجب آپ نے پچیس پا پیادہ حج کئے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسین کتنی سختی سے شعائرِ اسلام کی پابندی کرتے اور کسی سنت کو ترک نہ ہونے دیتے تھے۔

سخاوتِ حسین

عبادات کے بعد اللہ کی راہ میں مال و دولت کا صرف کرنا بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ صحابہ نے خوب جی لکھ کر اپنی دولتِ اللہ کے راستے میں صرف کی۔ اس سلسلہ میں وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ حضرت حسین کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بکثرت عطا فرمائی تھی اور آپ مال و دولتِ اللہ کے راستے میں صرف کرنے میں ذرہ بھر پس و پیش نہ کرتے تھے۔

علامہ ابن عساکر کا بیان ہے کہ حضرت حسین اللہ تعالیٰ کی راہ میں بکثرت خیرات کرتے تھے اور کوئی سائل آپ

کے دروازہ سے محروم نہ جاتا تھا۔

حکایت

ایک دفعہ کاذکر ہے کہ آپ نماز میں مشغول تھے ایک سائل مدینہ منورہ کی گلیوں میں گھومتا ہوا آپ کے در دلت پر حاضر ہو اخیرات کے لئے صدا کی۔ یہ صدا آپ کے کانوں تک پہنچی آپ نے نماز کو جلدی ختم کیا گھر سے باہر تشریف لائے سائل کی طرف دیکھا اس کے چہرے سے افلاس اور فاقہ کے نشان نمایاں تھے۔ یہ دیکھتے ہی آپ نے قبر کو آواز دی وہ حاضر ہوا پوچھا ہمارے خرچ کی رقم سے کچھ باقی ہے۔ قبر نے جواب دیا دوسورا ہم جو آپ نے اہل بیت میں تقسیم کے لئے مجھے دیے ہیں وہ ابھی تک تقسیم نہیں ہوئے بس یہی رقم موجود ہے آپ نے فرمایا اسے لے آؤ کیونکہ یہ شخص اہل بیت سے زیادہ مستحق ہے اور اب یہ اسی کا حصہ ہے۔ اسی وقت دوسورا ہم منگلا کر سائل کے حوالے کر دیے اور ساتھ ہی معدرت کی کہ ہمارے پاس اس وقت یہی رقم ہے اگر اس سے زیادہ رقم ہوتی تو زیادہ خدمت کرتے۔

حکایت

کشف الکجو ب میں شیخ علی ہجوری بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اس نے عرض کی میں بہت درماندہ ہوا اور کثیر العیال ہوں آپ نے اسے ٹھرا لیا اتنے میں دیناروں کے پانچ توڑے حضرت امیر معاویہ نے آپ کے پاس بھیجے آپ نے وہ پانچوں کے پانچوں توڑے اس شخص کو عطا کر دیے اور عذر کیا کہ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں انتظار کی زحمت گوارا کرنی پڑی اور وہ بھی ان چند توڑوں کے لئے یہ تکلیف مجھے معاف کر دیجئے۔

جتنے آپ فیاض میں ضرب المثل تھے اتنے ہی سیرچشمی میں مشہور تھے کسی شخص نے آپ کو پریشان اور آزر دہ خاطر نہیں دیکھا آپ کو بہترین ادب و رشہ میں ملا تھا اچھے شعروں پر شعراء کو بڑی بڑی رقمیں دے ڈالتے تھے۔ آپ کا یہ مقولہ تھا کہ بہترین مال وہ ہے جس سے آبرو بچائی جاسکے۔

مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسین کی سیرت کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے۔ آپ اپنے وقار، خداری اور تمکنت کو ہر حالت میں برقرار رکھتے تھے۔ تسلیکن قلب کی یہ حالت تھی کہ بڑی سے بڑی مصیبت بھی آپ کو پریشان نہ کر سکتی تھی کہ بلا کے خون چکاں و اعقاٹ اس کی جھٹ گویا ہیں۔ آپ کی مجلس، ممتازت اور وقار کا نقشہ ہوتی تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

ایک شخص نے حضرت حسین کا مقام دریافت کیا امیر معاویہ نے فرمایا کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں داخل ہو گے تو لوگوں کا ایک حلقة نظر آیا گا اس حلقة کے لوگ ایسے سکون اور خاموشی سے بیٹھے ہوئے ہوں گے گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں یہ حضرت ابو عبد اللہ حسین بن علی کا حلقة ہو گا۔

وقار اور تمکنت کی تو یہ حالت تھی انکسار اور تواضع کا یہ درجہ کہ ادنی سے ادنی آدمی کو بے تکف ہو کر ملتے اس کی دلジョئی کرتے، تسلی دیتے۔ اس وقت آپ کی کسی حرکت میں خودی اور غرور کا نام تک بھی نہ ہوتا بلکہ آپ کا حلم، تحلیل، تواضع اور انکساری کی مجسم تصویر نظر آتے۔

حکایت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے آپ نے راستہ میں دیکھا کہ کچھ فقیر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھا اور کھانے کی دعوت دی۔ حضرت حسین ظہر گئے ان کی درخواست پر سواری سے اتر پڑے اور کھانے میں شریک ہو گئے۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا تکبر نہ کرنا کیونکہ تکبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔

حکایت

ایک دن حضرت حسین چند مہماں کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے خادم شور با کا پیالہ لا یا۔ اتفاقاً پیالہ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا اور آپ کے فرقی مبارک پر گر پڑا۔ آپ نے تادیب کی نظر سے اس کی طرف دیکھا۔ غلام نے کہا ”وَ
الْكَظِيمِينَ الْغَيْظَ“ حضرت حسین نے فرمایا میں غصہ کو پی گیا۔ غلام نے عرض کیا ”وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ“ آپ نے فرمایا تیرا گناہ معاف کیا۔ خادم نے پھر عرض کیا ”وَ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ آپ نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔

حضرت حسین کے ایثار اور حق پرستی پر شہادت کر بلکہ اکاذیع گواہ ہے یہ زید کی بیعت سے آپ کو کیا کچھ نہیں مل سکتا تھا۔ زرخیز سے زرخیز صوبے کی نظمت، بڑے سے بڑا اعزاز، مال و دولت کے انبار مگر حق پرست حسین کی نگاہ میں یہ کوئی وقت نہ رکھتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہ مون کی شان کے خلاف ہے کہ دینوی مال و منال کی خاطر حق کے راستے کو چھوڑ دیں اس واسطے انہوں نے اپنے لئے حق کا راستہ اختیار کیا اس راستے میں انہوں نے ایثار کی وہ مثال قائم کی کہ دنیا آج تک حیرت بداماں ہے اور یہ زار کر بلکہ ہر ذرہ پکار کر کہہ رہا ہے ایثار کا نام یعنی والو! حق پرستی کا دم بھرنے والو! ان

کا سبق حضرت حسین سے پڑھو جب تک حق کی خاطرا پنے بچوں کو، رشته داروں کو، دوستوں کو اور پھر اپنے آپ کو تشدید، جبرا اور ظلم کی قربان گاہ پر شانہ نہیں کر سکتے تمہیں ان کا نام لینے کا حق نہیں پہنچتا۔

فقیہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسین نہایت صائب الرائے تھے وہ فقہ کے زبردست عالم تھے یہ چیز آپ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ورثہ میں ملی تھی۔ آپ کے اکثر معاصر فقہ کے پیچیدہ مسائل سمجھنے کے لئے آپ ہی کے پاس آیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر حاضر ہوئے اور قیدی کی رہائی کے بارے میں رائے عالی دریافت کی اور کہا کہ اس کی رہائی کا فرض کس پر عائد ہوتا ہے آپ نے فرمایا یہ تو انہی لوگوں پر فرض ہو گا جن کے لئے وہ لٹھتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے شیر خوار بچہ کے وظیفہ کے متعلق آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا پیدائش کے بعد جو نبی بچہ آواز نکالے وظیفہ واجب ہو جاتا ہے۔

ملفوظات

آپ کے حکیمانہ اقوال بھی مشہور ہیں جن سے آپ کے تدبیر اعلیٰ سیرت اور معاملہ نہی کا پتہ چلتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں سچائی عزت ہے اور جھوٹ بُجز، رازداری امانت ہے، حق جوار قربت ہے، امداد و دستی ہے، عمل تجربہ ہے، حسن خلق عبادت ہے، خاموشی زینت ہے، بخل فقر ہے، سخاوت دولت مندی ہے۔

فضائل

حضرت حسین کے فضائل حدیث کی کتابوں میں اکثر ملتے ہیں چونکہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دل سے محبوب تھے اس واسطے اکثر حدیثوں میں دونوں بھائیوں کا ذکر اکھا ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے تمام اہل بیت میں حسین کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اہل بیت میں مجھے حسن اور حسین سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس محبت کی بناء پر آپ اللہ تعالیٰ سے ان پیاروں کے لئے محبت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قیقداع کے بازار میں گیا۔ جب واپس آیا تو آپ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے آپ نے فرمایا خداوند! میں ان کو محبوب رکھتا ہوں اس لئے تو بھی انہیں محبوب رکھو اور ان کے محبوب رکھنے والوں کو بھی محبوب رکھ۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے رسول ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور اکرم ﷺ مسجد سے تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ میری آواز سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کون کہاں ہے، خذیفہ؟ میں نے عرض کیا جی حضور! آپ نے فرمایا دیکھو ابھی ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو اس سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا اس کو خدا نے اجازت دی ہے کہ وہ مجھے سلام کہے اور بشارت دے کے فاطمہ جنت کی عورتوں اور حسن و حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگ در جین روضہ کی جانی ہاتھ میں

حل لغات

آہ (فارسی) افسوس، ہائے۔ عالم (فتح الالم) دنیا، جہاں تمام مخلوقات، یہاں طور طریقہ مراد ہے۔ وقف، ٹھہراو، قیام وغیرہ۔ سنگ، پتھر، بوجھ، وقار یہاں پہلا معنی مراد ہے۔ جین، ماتھا، پیشانی۔ روضہ، باعچپہ، سبزہ زار، مزار یہاں یہی مراد ہے۔ جانی، خامدہ در، کپڑا یا کوئی چیز، کڑھا ہوا کپڑا جس میں بہت سے خانے ہوا کرتے ہیں یہاں گنبد خضراء کی شہری جانی مراد ہے۔

شرح

ہائے وہ طور طریقہ نصیب ہو کہ آنکھیں بند اور درود شریف کا اور دزبان پر جاری ہو اور آستانہ حسیب ﷺ پر پیشانی رکھی ہو اور گنبد خضراء کی شہری جانی ہاتھ میں ہو۔

تاریخ تعمیرات گنبد خضراء

جس گنبد خضراء میں جانی مبارک ہے اس کی تاریخ ملاحظہ ہو۔ گنبد خضرائی شریف اب تک تعمیری مراحل طے کر چکا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

پہلا مرحلہ

سب سے پہلے تعمیر قبہ کی سعادت ملک منصور قلادون نے ۸۷۲ھ میں حاصل کی۔

دوسرा مرحلہ

ملک ناصر حسن بن محمد قلادون نے تجدید کی پھر ملک اشرف شعبان نے اسے مضبوط کیا یہ تعمیر ۱۵۷۴ء میں ہوئی۔

تیسرا مرحلہ

ملک عادل زین العابدین نے مقصورہ شریف میں جائی اور کھڑکیاں بنو کر مسجد شریف کی چھت تک اوپر کیا یہ مرحلہ ۷۹۶ھ میں طے ہوا۔

چوتھا مرحلہ

ریاض الجنت کی طرف بھی روضہ انور کا ایک دروازہ کھلتا تھا۔ ۸۲۸ھ میں قاضی النجم ابن الحجی نے یہ دروازہ بند کر دیا۔

پانچواں مرحلہ

۸۳۸ھ میں ملک اشرف برسبائی نے روضہ انور کے دروازوں کو کیل لگا کر بند کر دیا بعض لوگ حجرہ انور کی دیواروں سے تبرک حاصل کرنے کے لئے پیٹھ لگایا کرتے تھے۔

چھٹا مرحلہ

۸۸۱ھ میں لکڑیوں میں کچھ خلل واقع ہوا تو متولی شمس ابن زین نے نئی لکڑیاں بدل کر تجدید کی مشرقی جانب کی شکستہ دیوار کو منہدم کر کے دوبارہ تعمیر کیا گیا حجرہ شریف کے ستونوں اور دیوار میں پڑے ہوئے شگافوں کے متعلق مدینہ منورہ کے اکابرین نے مشورہ کیا کہ درستگی میں اس بات کا خیال رکھا جائیے کہ تعمیر کی توڑ پھوڑ میں حضور سید عالم چشتیہ کے دربار میں آوازوں سے بے ادبی نہ ہو جائے اس موقع پر شیخ سعید کو بھی مدعو کیا گیا۔ آپ باہر کھڑے تلاوت کرتے رہے۔ ۲۵ شعبان ۸۸۱ھ کو تعمیر مکمل ہوئی۔

ساتواں مرحلہ

۸۸۶ھ میں روضہ انور کے قربی بینار پر بھلی گرنے سے شدید نقصان ہوا تو ملک اشرف قاست بائی نے سفر الجمالی کو مدینہ منورہ روانہ کیا تعمیراتی سامان کے ساتھ ایک سوانحیتر بھیج جنہوں نے حجرہ اقدس کی دیواروں پر گنبد بنایا۔ اس وقت روضہ اطہر کارنگ سفید تھا اور قبۃ الیہما کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

آنہواں مرحلہ

۹۸۵ھ میں سلطان سلیمان ثانی نے مسجد بنوی شریف کی تعمیر میں دلچسپی لی۔ حجرہ انور کا گنبد شریف بھی بنایا جو بے حد خوبصورت تھا اسے منقش کیا اور نگین پتھروں سے مزین کیا آب زر سے گلکاری کرائی اور ایک کونہ پر اپنا نام بھی کندہ کرایا۔

نواں مرحلہ

۳۲۳ھ میں سلطان محمود غزنوی نے گندکواز سر نو تعمیر کرایا۔ گندپاک پر بزرگ کرایا اسی وجہ سے اس کا نام لگب خضری کہا جاتا ہے۔

جالی مبارک تاریخ کے آئینہ میں

۴۵۵ھ میں ایک عیسائی بادشاہ نے سازش کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کے جدا طبر کو قبر شریف سے نکال لانے کے لئے دو عیسائی بھیجے جو مسلمانوں کے بھیں میں مدینہ منورہ آکر مسجد نبوی کے قریب رباط عنان میں ٹھہرے اور وہاں سرگ کھودنی شروع کی۔ سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی ان دونوں شخصوں کی صورت دکھا کر فرمایا کہ مجھے ان کے شر سے بچاؤ۔ سلطان یہ خواب دیکھ کر تیز اونٹوں پر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ۶ دن میں مصر سے مدینہ پہنچا اور ان سازشیوں کو گرفتار کر کے واصل جہنم کیا۔ جب سلطان نے اس سرگ میں جا کر دیکھا تو وہ سرگ عین قد میں شریفین تک پہنچ گئی تھی سلطان نے قد میں شریفین کو بوسہ دیا، سرگ بند کرائی، پنج گوشہ عمارت کے چاروں طرف زمین کو اتنا کھدوایا کہ پانی نکل آیا، پھر لاکھوں من سیسہ پکھلا کر اس میں ڈالا گیا اور اس طرح سطح آپ سے زمین تک قبر مبارک کے ارد گرد سیسہ کی ایک زائد دیوار قائم ہو گئی۔ یہ سیسہ جس مکان میں پکھلا یا گیا وہ آج بھی ”دارالرصاص“ کے نام سے مشہور ہے جو باب السلام سے باہر جنوب مشرقی کونہ میں واقع ہے۔ روضہ مبارک کے گرد جو جالی ہے سیسہ کی دیوار وہاں تک ہے پہلے یہ جالی لکڑی کی تھی بعد میں پیتل اور تانبے کی جالی بنوائی گئی جواب تک موجود ہے۔

مزارات تیندیں یواروں کے اندر دو گندوں کے نیچے اور ایک جالی سے محیط ہیں اور اس ساری عمارت کو مقصورہ شریف کہتے ہیں۔

اسی مقصورہ شریف کے شمال جانب ایک چبوترہ ۲۰ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا اور زمین سے دو فٹ اونچا بنا ہوا ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ مسکین و نادر صحابہ کرام قیام فرمائے تھے جن کے نہ گھر تھے نہ در اور جوش و روزہ ذکر و تلاوت اور حضور اکرم ﷺ کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ چبوترہ کے تین طرف پیتل کا خوبصورت کٹھرا گا ہوا ہے اس کے آگے خدام حرم نبوی بیٹھے رہتے ہیں مقصورہ شریف میں جالی کے اندر یہی خدام جا کر صفائی کرتے ہیں، دھونی دیتے ہیں اور خوبصورات ہیں۔ صفات مبارکہ پر زائرین تلاوت قرآن کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں اگر موقع مغل جائے تو وہاں بھی

نوافل پر ہے تلاوت سچے اور درود شریف کا اور دسچے دعا کیں مانگنے۔

روضہ مبارک پر حاضری

اگر راستہ میں غسل نہیں کیا ہے تو مدینہ منورہ میں پہنچ کر اسباب وغیرہ رکھ کر غسل کریں یاوضو کریں صاف و عمده لباس پہنچے اور خوشبو گائے اور مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہو باب جبریل سے داخل ہو تو اچھا ہے ورنہ باب السلام، باب الرحمة یا باب الصدیق یا کسی بھی دروازہ سے داخل ہو۔ مسجد میں نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ تحفہ درود وسلام پیش کیجئے۔

جس نے بیعت کی بہار حسن پر قربان رہا
ہیں لکیریں نقشِ تحریر جمالی ہاتھ میں

حل لغات

بیعت، مرید ہونا، عبید باندھنا۔ بہار، نسبت، پھول کھلنے کا موسم، خوشی، شباب، تماشا۔

شرح

جس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور آپ کی غلامی میں داخل ہوا تو وہ آپ کے حسن کی بہار پر قربان ہو گیا۔

تحریر جمالی کے نقش کی لکیریں آپ کے ہاتھ میں ہیں کہ جو بھی ہاتھ ملاتا ہے وہ آپ کا قیدی بن جاتا ہے۔

اس میں حضور اکرم ﷺ میں اس روحانی کشش کا بیان ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو غلام اور نیاز

مند بنایا۔

بخاری شریف کی حدیث ابوسفیان میں ہے کہ ہر قلنے ان سے ایک سوال یہ بھی پیش کیا کہ

ایزیدون ام ینقصون

کیا اس کے تبعین روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں۔

ابوسفیان نے جواب دیا

بلکہ بڑھتے جا رہے ہیں

بل یزیدون

پھر اس نے سوال کیا

فهل یرتداحد منهم سخطة لدنیه

کیا اس کے دین کو بُرا سمجھ کر اس کا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے (مرد ہو جاتا ہے)

ابوسفیان نے کہا نہیں۔ (بخاری شریف کتاب الایمان)

فائدة

یہی دلیل ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل بیچنے کی
جس نے بیعت کی بہارِ حسن پر قربان رہا

بیعت کے بعد

بیعت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ حال تھا کہ جان کی پرواہ تک نہ تھی کفار و مشرکین ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ظلم و ستم کرتے تھے لیکن صحابہ کرام میں امر موافق نہ پڑتا۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں

سیدنا بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امیہ بن خلف کے غلام تھے تو صرف ایک جبشی غلام تھے مگر جب حضور اکرم ﷺ کی ۲ غوشہ رحمت میں آگئے تو مسلمانوں کے آقا اور سردار بن گئے۔ آپ کا مسلمان ہونا امیہ کو قطعاً گوارانہ تھا اس نے آپ پر جور و ستم کی حد کر دی تھی۔ گرمیوں کی چلچلاتی و ہوپ میں گرم گرم رہیت پر آپ کو نگے بدن لٹادریا جاتا اور جلادوں سے پٹوادیا جاتا۔ اتنے المناک ستم سنبھے کے باوجود چنگی ایمان کا یہ عالم تھا کہ زبان سے احمد احمد کے نفرے جاری رہتے گویا دل ہی دل میں یوں فرماتے

حلق پر تغیر ہے سینے پر جلا در ہے
لب پر تیر انام رہے دل میں تیری یاد رہے

ایک مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ کے پاس سے گذر ہوا اس حالت میں آپ پٹ رہے تھے اور نہیں بھی رہے تھے۔ یہ پُر ستم منظر دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ بلاں زد کوب ہو کر ہنسا کیسا؟
حضرت بلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اسے یوں سمجھئے کہ یہ دستور ہے کہ جب کبھی خریدار کو مٹی کا پیالہ خریدنا ہوتا ہو تو وہ اُسے ٹھوک بجا کر ہی خریدتا ہے۔ بقول شاعر

پہلے تو ٹھوک نکے بجائے گا اسے وہ بالیقین
کہ یہ کچا تو نہیں ہے اور ٹوٹا تو نہیں ہے
آگیا ہوں میں پسند اس دم نگاہ یار میں

گویا بازارِ عشق میں آپ کو پر کھا جا رہا تھا کہ آپ کا ایمان کیسا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کو گراں قدر رقم دے کر بلاں کو ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں سے نجات دلائی۔

جب صفوان کا غلام قطاس حضرت زید بن وہنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے لگا تو ابوسفیان نے اسے روکا اور زید سے پوچھا کیا تم ہمیں یہ بات پسند نہیں کہ اس وقت تمہاری جگہ تمہارا نبی ہوتا اور تم مزے سے اپنے گھر بیٹھے ہوتے تھے مگر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشقِ مصطفیٰ کی حلاوت سے تربزان سے یوں فرمایا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی گوار نہیں کہ میری جان کے بد لے جبوب خدا کے پاؤں میں کاٹا بھی چھے۔

اس پر ابوسفیان کی حیرانگی کی حد نہ رہی اور یوں پکارا ٹھاں لوگوں میں اپنے نبی سے الیٰ عقیدت ہے جس کی مثال نہیں۔

حضرت حارث بن عمر وابھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں

اتیت رسول الله وهو بمعنى وقد اطاف به الناس قال فسجئني الاعراب فاذارأ وجهه قالوا هذا

وجه مبارک (رواه ابو داود جلد اصفہان ۲۲۳)

کہ میں منی کے مقام پر اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کی زیارت کے لئے مختلف لوگ آرہے تھے میں نے دیکھا کہ جب بھی کوئی دیہاتی آپ کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا تو وہ پکارا ٹھتا کہ یہ چہرہ انوار الہیہ کا مظہر اتم ہے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری

طارق بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمارا قافلہ مدینہ منورہ کے باہر آرام کے لئے رکا۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اس وقت ہم آپ سے شناسانہ تھے ہمارے پاس سرخ رنگ کا اونٹ تھا جو حضور اکرم ﷺ کو پسند آگیا۔ آپ ﷺ نے اونٹ کے مالک سے اونٹ خریدنے کا اطمینار کیا اور بالآخر سودا طے پا گیا لیکن چونکہ اس وقت آپ ﷺ کے پاس اس کی قیمت نہیں تھی آپ نے قیمت بھجوانے کا وعدہ کیا اور اونٹ لے کر چل دیئے۔ جب آپ روانہ ہو چکے تو اہل قافلہ کی چہ میگویاں ہونے لگیں کہ کسی نے اس شخص کا نام تک نہیں پوچھا مبادا یہ شخص وعدہ پورا نہ کرے وہ اس نوعیت کی قیاس آرائیاں کرہی رہے تھے کہ قافلہ سالار کی بیوی اہل قافلہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی

والله لقد رأيْت رجلاً كَانَ وجْهَهُ قطْعَةُ الْقَمَرِ لِيلَةَ الْبَدْرِ إِنَّا ضَامِنَةٌ لِشَمْنَ جَمْلَكُمْ لَا يَغْدِر بِكُمْ فَلَمَّا

كَانَ العَشِيَّ أَتَانَا رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّا رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَيْكُمْ هَذَا تِمْرَكُمْ فَكَلُوا وَاشْبِعُوا وَاكْتَالُوا

وَاسْتُوْفِرْ فَإِنَّا حَتَّىٰ شَبَعْنَا وَاكْتَلَنَا۔ (زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۹)

خدا کی قسم میں نے اس شخص کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند پایا ہے ایسا شخص ہرگز دھوکہ نہیں دے سکتا میں تمہارے اوٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ جب شام کا وقت آیا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا قادر ہوں یہ کھجور یہیں خوب پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو تو ہم نے خوب کھالیا اور قیمت بھی پوری کر لی۔

ایک مرتبہ رسالت آمبلہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک شکر جو یمامہ کے سربراہ شمامہ بن ٹلال کے گرفتار کر کے لایا حضور اکرم ﷺ نے اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا۔ تین دن تک وہاں بندھا رہا روزانہ آپ ﷺ اس سے گفتگو فرماتے جب تیرے دن آپ ﷺ اس سے فارغ ہوئے تو آپ نے اسے کھول دینے کا حکم صادر فرمایا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے اسے کھول دیا تو وہ مسجد بنوی کے قریب ایک کھجوروں کا باعث تھا وہاں چلا گیا غسل کیا اور پھر فی الفور واپس آ کر آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کر لیا اور یوں عرض کرنے لگا

یا محمد والله ما کان علی و جه الارض و جه البغض الی من و جه ک ف قد اص بع و جه ک اح ب
الوجوه کلها الی والله ما کان من دین ابغض الی من دین ک فاص بع دین ک اح ب الدین کلہ الی و و الله
ما کان من بلد ابغض الی من بلد ک فاص بع بلد ک اح ب البلاد کلہ الی

اے محمد ﷺ اللہ کی قسم مجھے اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے بڑھ کر کوئی شے مبغوض نہ تھی مگر (زیارت کے بعد) اب آپ کے چہرہ اقدس سے بڑھ کر مجھے کوئی شے محبوب نہیں۔ اللہ کی قسم آپ کا دین میرے ہاں سب سے مبغوض تھا لیکن اب تمام ادیان سے پسندیدہ ہے اللہ کی قسم آپ کے شہر سے بڑھ کر کوئی شہر ناپسند نہ تھا مگر اب یہ شہر مدینہ تمام شہروں سے محبوب تر ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آپ ﷺ کے رُخ انور سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھ کر بے اختیار پکارا۔

انک الیوم اح ب والدی و من عینی و منی و انی لا جک بد اخلی و خارجی و سری و علائیتی
(البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۹)

آپ ﷺ مجھے والدین حتیٰ کہ خود اپنی ذات سے زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے اندر باہر ظاہر و باطن میں آپ ﷺ ہی کی محبت کی حکمرانی ہے۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار قریش نے سفیر بنا کر آپ کی خدمت میں بھیجا جب انہوں نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو دل کی حالت بدل گئی عرض کرنے لگے اب واپس جانے کو جی نہیں چاہتا۔ آپ ﷺ مجھے اپنے قدموں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح قاصد کارہ جانا مجھے پسند نہیں آپ واپس جائیں اگر یہی کیفیت باقی رہی تو واپس آنے کی اجازت دیتا ہوں۔ اس کے بعد وہ واپس چلے گئے لیکن پھر واپس آگئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ابو رافع اپنی کہانی یوں بیان کرتے ہیں

بعثنی قریش الی رسول اللہ ﷺ فما رأیت رسول اللہ ﷺ القی قلبی الاسلام فقلت یار رسول ﷺ
الله ﷺ انی والله لا راجع اليهم ابداً

مجھے قریش نے آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں بھیجا۔ آپ کی زیارت سے شرف ہوتے ہی اسلام نے میرے دل میں گھر کر لیا میں نے عرض کیا رسول ﷺ! اب میں لوٹ کر کفار کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ ہمیشہ آپ کے قرب میں ہی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔

میری گفتگوں کر آپ ﷺ نے فرمایا

و انی اخیس بالعهد ولا اجلس البرد ولكن ارجع فان کان فی نفسک الذی فی نفسک الان فارجع
میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی قاصد کو اپنے پاس روک لیتا میرا طریقہ ہے آپ ان کفار کی طرف جائیں اگر یہ محبت قائم رہے تو واپس آ جائیں۔

حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ میں آپ کے حکم پر واپس تو چلا گیا لیکن اب وہاں جی نہ گا
ثم اتیت النبی ﷺ فاسلمت۔ (مشکلۃ شریف صفحہ ۳۲۷)

میں واپس آ گیا اور اسلام قبول کر لیا۔

کاش ہو جاؤں لب کوثر میں یوں وارفتہ ہوش
لے کر اس جان کرم کا نیل عالی ہاتھ میں

آنکھ محو جلوہ دیدار دل پر جوش وجد
لب پر شکر بخشش ساقی پیالی ہاتھ میں

حل لغات

دارفته، شیفتہ، مفتون از خود رفتہ، آپ سے باہر۔ ذیل، نیچے کا حصہ، نیچے دامن، گردہ یہاں دامن مراد ہے۔

شرح

کاش لب کوثر میں یوں ہوش گنا کر آپ سے باہر ہو جاؤں کہ آنکھ موجلوہ دیدار ہو دل وجد میں پُر جوش ہولب پر
شکر بخشش ساقی اور پیالی ہاتھ میں ہو۔

حشر میں کیا کیا مزے دارِ فَنّی کے لوں رَضا
لوٹ جاؤں پاکے وہ دامن عالی ہاتھ میں

حل لغات

دارِ فَنّی (فارسی) بینودی۔ لوٹ جاؤں، مچل جاؤں، لڑکنیان کھانے لگوں، غش ہو جاؤں، عاشق ہو جاؤں،
پھر ک جاؤں، پھر جاؤں، نہایت خوش ہو جاؤں۔ دامن، دامن۔

خلاصہ

اے رضا (امام اہل سنت) حشر میں بے خودی کا کیا کیا مزے لوں بس دامن عالی ہاتھ میں پالیا تو خوشی سے مچل جاؤں۔

شرح

اے رضا (امام محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حشر میں بینودی کے کیا کیا مزے لوں جب حضور ﷺ کا بلند قدر دامن ہاتھ میں آجائے تو پھر میں پھر ک جاؤں پھر خوشی کا حساب مت پوچھو۔ اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ میدان حشر کی سختیاں مشہور ہیں لیکن جسے دامن مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو گیا اس کے لئے وہ سختیاں صدر راحتوں اور ہزار سرتوں سے بدل جائیں گی۔

نعت شریف ۲۸

راہ عرفان سے جو ہم نایدہ رو محروم نہیں
مصطفیٰ ہے مند ارشاد پر کچھ غم نہیں

ہوں مسلمان گرچہ ناقص ہی کسی اے کاملو
ماہیت پانی کی آخریم سے نم میں کم نہیں

حل لغات ۱

عرفاں، واقفیت، خداشناسی۔ محرم (عربی) بہت قریب کارشنہدار، بھید جاننے والا یہی مراد ہے۔

خلاصہ ۱

خداشناسی کی راہ اگر سمندر نا دیدہ رُولوگ بھید نہیں جاننے والے تو کچھ غم نہیں جبکہ مند ارشاد پر حضور اکرم ﷺ ہیں وہ کریم ہیں ہماری نا اہل سے صرفِ نظر فرما کر خود ہی ہمیں سنبھال لیں گے۔

حل لغات ۲

ماہیت (عربی) حقیقت، کیفیت، مادہ۔ جو ہر یہم، دریا، سمندر نہم (فارسی) تری، گیلا پن، تر، گیلا۔

خلاصہ ۲

میں الحمد للہ مسلمان ہوں اے کامل لوگو مجھے اپنے مسلمان ہونے پر ناز ہے اگرچہ ناقص ہی کسی لیکن میرے مسلمان ہونے میں نقص نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ پانی اصل مادہ میں تری میں سمندر کی تری سے کم نہیں۔ علیحدہ بات ہے کہ سمندر دریا کا پانی بے حساب ہے لیکن معمولی سی پانی کی بوند کی تری اور سمندر کے کثیر پانی کی تری کی ماہیت تو ایک ہے۔

شرح

اس شعر میں مصرعہ اول میں دعویٰ دوسرے مصرعہ میں دلیل ہے اور اس میں معزز لہ و خوارج کا رد ہے اور اہل سنت کے عقیدہ کا اثبات انہی کے اصول (معزز لہ و خوارج) سے فرمایا ہے۔

عقیدہ اہل سنت

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مومن کبائر ارتکاب سے خارج از اسلام نہیں ہوتا جب تک اس سے کفر و شرک کا ارتکاب نہ ہو وہ مومن ہے اگرچہ کامل نہ کہی۔ قیامت میں اسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے یا نبی کریم ﷺ یا اولیائے امت کی شفاعت سے جرائم کی سزا سے پہلے یا بعد کو بخش دے گا اگر وہ خدا خواستہ دوزخ میں کسی وجہ سے چلا بھی گیا تو بھی دوزخ میں بہیشہ نہ ہے گا بلکہ اسے بہشت میں داخل ہونا ہے۔

عقیدہ محتزلہ

محتزلہ کا عقیدہ ہے کہ کبیرہ کام رکب ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس لئے کہ وہ ناقص الایمان ہے خوارج و محتزلہ کے نام و نشان ختم ہو گئے لیکن ان کے اصول آج کے دور میں بعض فرقوں میں پائے جاتے ہیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ ان کے مذہب کا رد فرماتے ہیں بندہ مومن ناقص ہی لیکن ایمان سے خارج نہیں۔

غنجے ما او حی کے جو چنکے دنی کے باغ میں
بلبل سدرہ تک اُن کی بو سے بھی محروم نہیں

اُس میں زم زم ہے کہ قسم قسم اُس میں جم جم ہے کہ بیش
کثرت کوثر میں زم زم کی طرح کم کم نہیں

حل لغات ۲

مَا أَوْحَى آیت ”فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى“ کی طرف اشارہ ہے اور ”دَنَا“ میں آیت ”دَنَا فَشَدَّلَى“ کی طرف۔ بلبل سدرہ سے سیدنا جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔ دراصل محروم وہ شخص ہوتا ہے جس کے ساتھ نکاح کرنا درست نہ ہو۔

شرح ۳

”دَنَا“ کے باغ میں ”مَا أَوْحَى“ کے غنجے چمکے تو جبرائیل علیہ السلام کو ان کی خوبیوں سے بھی نا آشنا ہے۔

حل لغات ۴

زم زم، سریانی زبان میں قسم قسم۔ جب یہ چشمہ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے ابلا حضرت ہاجرہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اس خوف سے کہ پانی ریتے میں مل کر خشک نہ ہو جائے ایک دائرة کھینچ کر فرمایا زم زم ٹھہر ٹھہر وہ اسی دائرة

میں رہ کر کنواں ہو گیا۔ حدیث میں فرمایا کہ وہ بی بی نہ رکتیں تو سمندر ہو جاتا۔ جم جم بمعنی کشیر کشیر۔ کوثر کثرت سے مشتق ہے کم کم (مقدار یعنی کتنا کتنا)

شرح ۴

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پانی میں حکم قسم رک جارک جا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے پانی میں جم جم یعنی بہت زیادہ ہے۔ کوثر کی کثرت میں زم زم کی طرح اور مقدار کی کیفیت نہیں۔

زم زم عطیہ نبی علیہ السلام

زم زم کی برکات سب کو معلوم ہیں لیکن یہ برکات اس کے ذاتی نہیں بلکہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے طفیل ہے اس لئے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو یہاں لائے تھے اور اس صحرا میں تنہا چھوڑ کرو اپس چلے گئے تھے اس وقت وہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت اسمعیل کو یہاں لٹایا تھا اور جب حضرت اسمعیل علیہ السلام پانی کے لئے بے چین ہوئے تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر چڑھیں اور پھر وہاں سے اتر کر دوڑتی ہوئی دوسری پہاڑی پر چڑھیں اتنے میں حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اپنی مقدس ایڑیاں زمین پر ماریں تو ان مقدس ایڑیوں کی بدولت خشک زمین سے پانی اُبل پڑا۔ حضرت ہاجرہ نے جو یہ دیکھا تو دوڑتی ہوئی تشریف لا گئیں اور پانی کے ارد گرد ریت و کنکریوں کی حصار کھینچ کر فرمایا ”زم زم“، یعنی ٹھہر ٹھہر یہی وہ کنواں ہے جس کا آج تک نام ہی زم زم زبان ز دخلاءق ہے اور جو حضرت اسمعیل علیہ السلام کی مقدس ایڑیوں کا صدقہ ہے۔

فضائل

آب زم زم کے احادیث مبارکہ میں بے شمار فضائل و فوائد مردی ہیں۔ چند تبرکات یہاں عرض کر دوں۔

احادیث مبارکہ

حضرت چابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا فرمایا

ماء زمزم لما شرب له۔ (ابن ماجہ) زم زم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی اس سے حاصل ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زم زم پیتے ہوئے کہا اے اللہ میں قیامت کے دن کی پیاس بچانے کے لئے پیتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں اور منافقوں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ وہ زم زم کو خوب سیرا ب ہو کر نہیں

پیتے اور ہم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں۔

اسماعیل علیہ السلام کا مججزہ زم زم

سیدنا اسماعیل علیہ نبینا و علیہ السلام کا یہ مججزہ کس سے مخفی ہے اور یہ بھی دائیٰ ہے اس طرح کے مجذات ہمارے نبی پاک ﷺ سے بکثرت صادر ہوئے اور ایک بار نہیں بار بار جب چاہا جہاں چاہا اور وہ آپ کے کسب و اختیار و قصد و ارادہ پر تھا جیسا کہ شمع الماء کے مجذات کے باب میں فقیر نے تفصیل سے لکھا ہے اس مججزے کے اندر جو تاثیرات اللہ نے ددیعت کر کھی ہے وہ بھی دائیٰ ہیں۔ ایک سائنسی تحقیق ملاحظہ ہو

سائنسی تحقیق

آپ زم زم جو سائنسی دنیا کے لئے آج تک معمد بنا ہوا ہے اصل میں ایک جاری و ساری مججزہ ہے۔ یہ پانی ایسا ہے جس کا رنگ اور مزہ بھی نہیں بدلتا چاہے کتنے ہی دن جمع کر کے رکھا جائے ویسا ہی صاف و شفاف نظر آتا ہے جبکہ عام پانی اس طرح جمع کر کے رکھا جائے تو دوسرے ہی روز سے خراب ہونے لگتا ہے جہاں عام لوگوں کے نزدیک یہ سب نقیض پانی ہے وہ ہیں مسلمانوں کے لئے سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ اور قبل احترام بھی ہے یہ خدا کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے۔

ہزاروں سال پہلے جب یہاں دیرانہ تھا حضرت ہاجرہ اپنے کلیجے کے ٹکڑے اپنے نو نظر موصوم لاڈ لے اور پیاس کے مارے اکلوتے فرزند کی دردناک حالت دیکھ کر بے تاب ہو جاتی ہیں اور یہاں نظریں دوڑاتی ہیں اور گھبرا کر پانی کی تلاش میں صفا و مروہ کی پہاڑیوں پر دوڑتی ہوئی چڑھتی ہیں مگر پانی کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا لیکن جس جگہ پانی کے لئے بے قرار بچہ پیر مارہا تھا اسی جگہ سے پانی کا چشمہ ابل پڑتا ہے یہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ دوڑتی ہیں وہ یہ سمجھتی ہیں کہ کہیں پانی بہہ کرنہ چلا جائے اور ختم ہو جائے۔ بیقراری کے اسی عالم میں ان کے منہ سے لکھتا ہے ”زم زم“ یعنی ٹھہر ٹھہر اور وہ پانی ٹھہر جاتا ہے اور اب تک ٹھہر اہوا ہے اور قیامت تک ٹھہر اہے گا۔

تجربے ہی تجربے

ہر سال حج بیت اللہ کے لئے لاکھوں زائرین مکہ جاتے ہیں ہزاروں کواس کا تجربہ ہو گا کہ جب تک وہ اپنے نفس کی قوت و تائید غیبی پر پورا بھروسہ کرتے رہے یہاں نہیں ہوئے۔ بے شمار لاعلان مریض اپنے اعتقاد اور ایمان کے سہارے شفاء پا گئے کئی ایک سے ہم خود اتفاق ہیں مثلاً ایک گھٹیا کام مریض تھا جو بغیر دوا کے ایک پل بھی نہیں رہ سکتا تھا۔

اس کا ایک بھر تقریباً ناکارہ ہو چکا تھا جس میں بے انتہا درد ہوا کرتا تھا چار قدم چلنا دو بھر تھا لیکن جب وہ حج کے لئے روانہ ہوا تو دورانِ سفر اپنی تمام دوائیں میں دریا میں پھینک دیں۔ اسے یہ بھروسہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اب اسے اچھا کر دیگا مکہ پہنچ کروہ بطورِ دوا کے صرف آب زم زم کا استعمال کرتا رہا جس قدر پی سکتا تھا پیتا رہا اور اسی پانی سے نہاتا تھا۔

نہانے کے بعد بدن ہی پر کپڑوں کو خشک ہونے دیتا تھا تاکہ وہ پانی زیادہ سے زیادہ دریتک اس کے جسم سے لگا رہے اور آخر کار وہ اپنے اسی اعتقادِ دوایمان کے سہارے اچھا ہو گیا۔

گنجے کے بال

دوسرਾ شخص ایک گنجانہ تھا۔ حج سے واپسی پر روزانہ اپنے گنجے سر پر آب زم زم ملا کرتا تھا۔ اس کا عقیدہ تھا کہ اس طرح اس کے بال اُگ جائیں گے لوگ ہنستے تھے لیکن اس نے متواتر اپنے عمل کو جاری رکھا اور پھر یہ دیکھ کر لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کے سر پر واقعی بال اُگ آئے۔

کچھ ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا عقیدہ بعد ازاں کمزور پڑ گیا اور دو بارہ پہلے جیسی کیفیت میں بتا ہو گئے اس سلسلہ کا ایک مریض یاد آیا ہے اس کا نام زری والا تھا۔ شروع شروع میں جب وہ بمبی آیا تھا تو ایک معمولی مزدور تھا اور زرد دوزی کا کام کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے کام میں برکت ہوئی اور وہ ایک مزدور سے کارخانے دار بن گیا اور اب وہ زری والا سیٹھ کہلاتا ہے جب دولت آئی تو اس کے ساتھ بہت ساری الجھنیں بھی اُنہیں اور وہ اعصابی مریض بن گیا۔ اس کا بلڈ پریشر چڑھنے لگا اور ہر وقت جان جانے کا خوف طاری رہنے لگا اس کو یہ احساس رہتا تھا کہ گویا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے گھر کے دروازے پر بھی دستک ہوتی تو اس کا دل زور زور سے دھڑ کنے لگتا۔ غرض یہ کہ وہ مستقل طور پر ذہنی مریض بن چکا تھا بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کروارہ تھا ڈاکٹروں کے مطابق وہ دل کا مریض تھا جس کے لئے اسے بیٹھا دوائیں کھانا پڑتی تھیں لیکن دواؤں پر پہیز کے باوجود اس کی ذہنی کیفیت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تھی اسی دوران اسے حج کا خیال آیا اور وہ اس کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں بہت ساری دوائیں اور ڈاکٹروں کے نسخے بھی رکھ لئے سفر کے دوران پابندی سے دوائیں کھاتا اور ڈاکٹروں کی ہدایت پر عمل کرتا رہا لیکن اس کے باوجود دل کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ اس کے خوف نے وہاں بھی اس کا پیچھا دورانِ حج اتفاق سے اس کی دواؤں کا ذہبہ کہیں کھو گیا اب یہ اور بھی زیادہ افسر دہ نظر آنے لگا اس پر ایک دوسرے حاجی نے اسے دلا سادیا اور کہا کہ وہ ناحق پریشان ہے کیونکہ جس جگہ پر وہ ہے وہاں کا تو ہر ذرہ دوا ہے اور خدا کی رحمت ہر جگہ شفاء بن کر موجود ہے لہذا اسے اسی ذاتِ برحق کا سہارا ڈھونڈنا

چاہیے ان باتوں کا اس پر خاطر خواہ اثر ہوا اس کے اندر بھی جذبہ ایمانی پیدا ہوا اس نے اپنے آپ میں ایک مختلف شخص کو پایا رفتہ رفتہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ واپسی پر وہ بہت خوش تھا گھر پہنچنے کے بعد بھی کئی دنوں تک اس کو کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ایک روز اس نے یونہی سوچا کہ اپنے ڈاکٹر کے پاس جائے اور چیک اپ کروائے۔ اس کا ڈاکٹر ایک بڑا نامی گرامی ڈاکٹر تھا اس کو جب معلوم ہوا کہ مریض نے دوائیں کھانی چھوڑ دی ہیں تو بڑا ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تو دل کا مریض ہے اگر دوائیں کھائے گا تو مر جائیگا۔ ڈاکٹر کے یہ جملے سن کر اس کا دل ڈوبنے لگا اور وہ دوبارہ پیارہ پڑ گیا۔ اب وہ پابندی کے ساتھ دوائیں کھاتا ہے لیکن وہ پہلے سے زیادہ پیارہ ہے۔ حق ہے ایسے بڑے ڈاکٹروں کی کمی نہیں ہے جو کہ پہلے مریض کے دل میں شبہات پیدا کر دیتے ہیں اور پھر اس کا علاج کرتے ہیں۔

ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آب زم زم مزیدار کھانا ہے اور امام مسلم کے علاوہ دوسروں نے اپنی سند سے اس میں اتنا اضافہ کیا کہ یہ پانی پیاری کے لئے شفاء ہے۔ سنن ابن ماجہ میں یہ روایت مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

ماء زم زم لما شرب له

یعنی آب زم زم جس مقصد کے لئے پیا جائے اسی کے لئے مفید ہے۔

اس سلسلے میں اور بھی صحابہ کرام کے اپنے الگ الگ تجربات ہیں اور سب نے مختلف امراض میں شفاء حاصل کی بہت سے لوگوں نے کئی کئی دنوں تک صرف اسی پانی کو نوش کیا یہ ان کو تغذیہ دیتا رہا اور انہیں بھوک کا احساس قطعی نہیں ہوا اور وہ عام لوگوں کی طرح طوافِ کعبہ کرتے رہے۔ (ماخوذ)

ان کے بے مانگ ملا ان کو رگڑ کر ایڑیاں

مالک کوثر کے ہمرا صاحب زم زم نہیں

شرح

یہ شعر عام مطبوعہ حدائق بخشش شریف میں نہیں اور حضرت علامہ شمس بریلوی (مدظلہ) کے مرتب مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کراچی میں بھی نہیں ملا لیکن حضرت علامہ محمد شبیر مدظلہ کوٹلیوی نے اپنے سفر نامہ میں لکھا کہ اس موقع پر اعلیٰ حضرت کا ایک شعر بھی سنتے چلنے مذکورہ بالا شعر لکھ کر خود ہی تشرح فرماتے ہیں کہ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایڑیاں رگڑ کر زم زم

ملا اور حضور اکرم ﷺ کو حوضِ کوثر بن مانگے عطا ہوا ہذا حضور اکرم ﷺ کا مرتبہ زیادہ ہے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گود میں اٹھایا اور تھا یہاں تشریف فرماتھیں کہ ایک قافلہ بنی جرہم کا اس طرف سے گزر ہوا۔ قافلہ والوں نے یہاں ایک عورت کو اور اس کی گود میں ایک نورانی بچے کو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ اس صحرائیں یہ کون ہیں؟ تو

ادب کی جا ہے اے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو
ند آئی کاے جرہم کے بچو بادیہ گردو!

یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے
یہ پیغمبر کی بیوی ہے وہ پیغمبر کا بیٹا ہے

خبردار! کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے۔ یہ مقدس گھرانے کے افراد ہیں چنانچہ ان قافلہ والوں نے یہاں پانی دیکھ کر حضرت ہاجرہ سے اجازت لی اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے اور آج یہی جگہ مرکز خلائق ہے جس کا نام کعبہ معظمہ ہے۔

صفا مردہ کی دو پہاڑیاں آج بھی موجود ہیں اور ان دو پہاڑیوں کی عزت و عظمت پر قرآن شاہد ہے اور ان کی عزت و شرافت حضرت ہاجرہ و اسماعیل علیہ السلام کے قدومِ یہمنت لزوم کی رہیں ملت ہے۔

نچہ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
پشمہ خور شید میں تو نام کو بھی نہ نہیں

حل لغات

نچہ (فارسی) پانچ کی طرف منسوب ہاتھ یا پاؤں کی پانچوں انگلیاں، جوتے کا اگلا حصہ، ہتھیلی سمیت پانچوں انگلیاں۔ چشمہ (فارسی) پانی کی سوت، تلاab، عینک۔ نم (فارسی) تری، گیلا پن۔

شرح

مہر عرب ماء عجم ﷺ کا نچہ کریمہ وہ ہے جس سے دریا بہہ گئے یہ آسمانی سورج بھی نچہ کی صورت میں ہے لیکن اس میں تو نام تک تری کا نشان نہیں۔

معجزات

یہاں معجزات کی طرف اشارہ ہے جن میں نبی پاک ﷺ کے نچہ مبارک سے نہ صرف چشمے بلکہ دریا بہہ نکلے۔
چند نمونے ملاحظہ ہوں

روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول ﷺ کے سامنے ایک لوٹا تھا کہ اس سے آپ

نے وضو کیا سب لوگوں نے آپ کے پاس آ کر عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے مگر اس قدر کہ آپ کے اس لوٹے میں ہے پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کی انگلیوں سے مانند چشمتوں کے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا اگر لا کھا کھا آدمی ہوتے تو کفایت کر جاتا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

فائدة

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو یہ مججزہ صادر ہوا تھا کہ ان کے عصا مارنے سے پھر میں سے چشمے جاری ہوئے تھے اس کی بانیت یہ مججزہ حضور اکرم ﷺ کا اعلیٰ ہے اس واسطے کہ پھر ایسی چیز ہے کہ اس میں سے پانی نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَعْقِجُ مِنْهُ الْأَنْهَرُ ۚ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشْقَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ ۱.

(پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۲۷)

اور پھر وہ میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ ٹکتی ہیں اور کچھ وہ ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے۔ وہ مججزات جو پانی کی فراوانی پر مشتمل ہیں۔

(۱) مججزہ حرم یعنی میں ظہور پذیر ہوا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مسلم میں بصر احت مذکور ہے کہ ہم غزوہ ذات الرقاب اور وادیِ افعی میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا جابر ڈھونڈ نے گئے لشکر میں ایک قطرہ نہ ملا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے حکم سے جابر اس النصاری کے پاس پہنچے جو حضور اکرم ﷺ کے پینے کا پانی رکھا کرتے تھے وہاں بھی دیکھا تو ایک پرانی مشک (سبب) کے دہانہ پر ایک قطرہ آب نظر آیا اور پس حکم دی وہی لے آؤ پھر کاٹھ کاٹھرا منگایا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ انگلیاں پھیلائے کر رکھ دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کے مطابق بسم اللہ کہہ کرو وہ قطرہ آب اس بحر خاکے دست مبارک پر ڈال دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عینی شہادت ہے کہ سب انگلیوں میں سے پانی فوارہ دار نکلا۔ پانی نے لکڑی کے کٹھرے کو بھی چکر دے دیا سب کو بلا یا گیا اور سب نے سیرابی حاصل کی جب حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا لیا تب بھی وہ کٹھرے پانی سے بھرا ہوا تھا۔

فائدة

اس غزوہ میں چار سو گازی ہر کا ب مصطفیٰ ﷺ تھے۔

صحیح بخاری میں جابر بن عبد اللہ الشہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں حضور اکرم ﷺ نے وضو کیا پانی ایک رکوہ (کوزہ) میں تھا۔ مسلمان اسے دیکھ کر ثوٹ پڑے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کیا ہے لوگوں نے کہا پانی نہ وضو کے لئے ہے نہ پینے کے لئے بس یہی کوزہ آب ہے جو حضور کے سامنے رکھا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اُسی کوزہ میں ہاتھ رکھ دیا تب پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں میں سے پھوٹ پڑا اور تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ سب نے وضو بھی کر لیا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سالم ابن ابی جعد کے سوال پر بتایا کہ اس وقت ہم پندرہ سو تھے یہ بھی کہا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی وہ پانی سب کو کفایت کر جاتا۔

سوال

ان احادیث کے مضمون میں اختلاف کیوں؟

جواب

چونکہ حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ کا قیام ایک ہفتہ تک رہا تھا اس لئے جمع بین الاحادیث کے قاعدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ اول پہلے روز کا ہے اس کے بعد پانی کی پھر ضرورت لاحق ہوئی تب نبی کریم ﷺ اس چاہ پر تشریف لے گئے جس کا نام حدیبیہ ہے اور یہ مقام اسی چاہ کے نام سے معروف تھا۔ چاہ کا پانی خشک ہو چکا تھا بخاری کی روایت بالا میں ہے

فجلس النبی ﷺ علی شفیر البشر فدعى بماء فمضمض ومع في البشر فمكثنا غير بعيد ثم استقبلنا ذيئه هزار کے لشکر میں یہ مستقل انتظام تھا۔ امام بخاری نے اس واقعہ کو براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں

ثم انها اصدرنا ما شتنا نحن رکابنا

اعجوبہ

امام احمد کی روایت سے ظاہر ہے کہ چاہ کا پانی ابل پڑا ہم سے آخری شخص چادر لے کر بھاگا کہ کہیں ڈوب نہ جائے اور پھر یہ پانی بہہ نکلا۔

چوتھا معجزہ ۹ھ میں ظہورِ پذیر ہوا

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں تھے (معارج النبوة میں اسے سفر بوك بتایا گیا ہے) صحیح

کی نماز دن چڑھے پڑھی گئی کیونکہ سب سوتے رہ گئے تھے مجھے نبی کریم ﷺ نے آگے چلنے کا حکم دیا ہم کو سخت پیاس لگی۔ راہ چلتے ہوئے ہم کو ایک عورت ملی جس کے ساتھ پانی کے دشکیزے تھے اس سے معلوم ہوا کہ پانی اس کے گاؤں سے ایک دن ایک رات کی مسافت پر ہے۔ صحابہ اس عورت کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے وہاں عورت نے یہ بھی کہا کہ وہ تیموں کی ماں ہے نبی کریم ﷺ نے اس کے مشکیزوں کے ہاتھ سے چھو دیا "فمسح عزلہ" پانی بھہ نکلا۔ چالیس صحابہ نے جو سخت پیاس سے تھے سیر ہو کر پانی پی لیا اور مشکل مشکیزہ جتنے تھے وہ بھی بھر لئے (ذنوں کو وہ پانی نہیں پلایا) عمران کہتے ہیں کہ اس وقت وہ مشکیزے پانی سے ایسے بھرے دیکھے جاتے گویا بچھت پڑیں گے "وَهِيَ تَكَادُ تَنْفَضُ مِنَ الْمَاء"

اس عورت نے گھر جا کر لوگوں سے کہا کہ میں سب سے بڑے جادوگر کو مل کر آئی ہوں یا اسے نبی کہنا چاہیے جیسا کہ اس کے ساتھیوں کا یقین ہے۔

معجزہ کی برکت

اس عورت کی اس اطلاع پر یہ دور افتادہ لوگ بھی مسلمان ہو گئے اور وہ بھی اسلام لے آئے۔ عجب معجزہ ہے کہ دیکھنے والی اس وقت غیر مسلمہ ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ذکر "اسْخَنَ النَّاسُ لِظَّهَارِهِ" کے ساتھ کرتی ہے مگر سننے والی قوم فوراً اس نتیجہ پر پہنچ جاتی ہے کہ سحر میں یہ طاقت کہاں کہ پیاسے بھی سیر ہو جائیں اور مشکل مشکیزے بھی پُر کر لیں۔

سحر و معجزہ میں فرق

سحر تو صرف نظر بندی کا نام ہے سحر قوت مسریزم سے ناظرین کی قوت تخلیلہ پر اور نظر پر اثر ڈالتا ہے اور ایسا معمول کسی شے کو اس کی حقیقت کے خلاف کچھ اور شے سمجھنے اور دیکھنے الگ جاتا ہے یہ تغیر صرف دیکھنے والے معمول کی نگاہ اور تخلیل میں ہوتا ہے ورنہ وہ شے جوں کی توں اپنی اصلاحیت پر موجود ہوتی ہے سحر کی قریب تر مثال ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص ایک رسی کو اندر ہیرے میں سانپ سمجھ لیتا ہے اور اپنی کم علمی کی وجہ سے خوف و ہراس وغیرہ دیے ہی طاری ہو جاتے ہیں جیسے اصلی سانپ کی موجودگی سے ہوئے حالانکہ وہ رسی رسی ہوتی ہے اور اس ڈرپوک پر وہ بذاتِ خود کسی طرح موثر نہیں ہوتی۔

فائدة

انبیاء کے معجزات میں حقیقت اصلاحیہ ہوتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو نبی کو ساحر سے بلند و ارفع و اعلیٰ اور پاک و برتر

ثابت کرتی ہے۔

قرآن مجید میں ساحر ان موی کا قصہ موجود ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے فن میں کمال رکھتے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَجَاءُوْ بِسْحُرٍ عَظِيْمٍ۔ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۱۶)

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ سحر عظیم کیا تھا

فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيْهِمْ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ مِنْ سَحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى ۵ (پارہ ۱۶، سورہ طہ، آیت ۲۶)

جبکہ ان کی رسیاں اور لاثھیاں ان کے جادو کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی معلوم ہوئیں۔

ساحروں کی اس نمائش کا نتیجہ کیا ہوا

وَاسْتَرْهَبُوهُمْ۔ (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۱۶)

بس ساحروں کی سب سے بڑی کائنات یہی تھی کہ لوگوں کو یہ تماشا دکھان کر ڈراؤ۔

پھر مویٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے وہ اپنا عصا چینک دیتے ہیں وہ اژدہا بن جاتا ہے اور جادو گروں کی سب لاثھیاں

اور رسیوں کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ اگر مجرمہ موسوی کی حقیقت صرف اتنی ہی ہوتی کہ وہ عصا صرف ساحروں کی نگاہ میں اژدہا

نظر آنے لگ جاتا تو ساحروں کے دلوں پر بھی اتنا ہی اثر ہوتا جتنا فرعون کے دل پر ہوا تھا یعنی ”إِنَّهُ لَكَبِيرُ سُكُونٍ“ تھا (بڑا ہے)

مگر ساحر تو فوراً سمجھ گئے کہ مویٰ کا کام حد سحر سے بالاتر ہے وہ دیکھتے ہیں کہ وہ منوں رسیاں اور سینکڑوں لاثھیاں

موجود نہیں ہیں اس لئے شعبان موسوی کا ان رسیوں اور لاثھیوں کو ہڑپ کر جانے کا نظر ارہ صرف تخیل ہی نہ تھا بلکہ حقیقت تھا

اور بہترین صداقت رکھتا تھا۔ اسی اصلاحیت پر فائز ہو جانے کے بعد نہ فرعون کی پھانسی سے ڈرے اور نہ دست و پا کی قطع

و برید کا عذاب ان کو اسلام سے مرتد کر سکا۔ رحمتِ الہیہ دیکھئے کہ یہ ساحر جب میدان مقابلہ میں آئے تھے اس وقت

بارگاہِ روحانیت کے مقابر و مخدول تھے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد آستان رحمانیت کے منظور و مقبول بن گئے تھے۔

یہی حال اس عورت اور اس کے قبیلہ کا ہوا جس کا مندرجہ بالا میں ذکر ہے۔ حدیث بالا کو صحیح بخاری و صحیح مسلم

دونوں نے روایت کیا ہے ہم نے بخاری کے الفاظ کو یہاں لیا ہے۔

بیہقیٰ کی روایت میں اس قدر اور متزاد ہے کہ راویان حدیث کو خود نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا کہ اس طرف کو جاؤ

تمہیں ایک ایسی ایسی عورت ملے گی اندر میں صورت یہ روایت نہ صرف ایک مجرمہ پر بلکہ ایک اور پیش گوئی پر بھی (جو قسم

مجزہ میں سے ہے) مشتمل ہے۔

پانچواں معجزہ

صحیح بخاری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک بار نماز کا وقت آگیا جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ گھروں میں جا کر وضو کرائے باقی رہ گئے۔ نبی کریم ﷺ کے لئے پھر کا پیالے میں پانی لا یا گیا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں نبی کریم ﷺ کا پورا ہاتھ نہ پھیل سکتا تھا اسی پانی سے ۸۰ سے زیادہ لوگوں نے وضو کر لیا۔

فائدة

بیہقی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس پیالہ میں اپنی چار انگلیاں ڈالی تھیں۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ انگلیوں میں سے پانی پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے یہ واقعہ مقامِ قبا کا ہے۔

فائدة

صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی روایت زوراء کی بابت بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پیالہ میں ہاتھر کھدیا اور پنجہ مبارک سے پانی بہہ نکلا اس روز حضور اکرم ﷺ کی ہمراہیوں کی تعداد تین سو کی تھی۔

چھٹا معجزہ

صحیح بخاری میں ایک روایت ابن مسعود کی بھی ایسی ہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے برتن میں ہاتھر کھدیا اور پانی حضور کے مبارک ہاتھوں سے پھوٹ نکلا اور نبی کریم ﷺ نے زبانِ مبارک سے فرمایا

حَسِيْلَى الظَّهُورِ الْمَبَارِكَ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللَّهِ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ اس پانی سے سب ہی نے وضو کر لیا تھا۔

کھاں زم زم

نبی کریم ﷺ نے اس پانی کو طہور اور مبارک فرمایا ہے۔ علمائے امت کا اتفاق ہے کہ برکت و عزت میں آب زم زم سے بڑھ کر وہ پانی تھا جو حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں میں سے نکلا تھا ایسے ہی واقعات اور بھی ہیں اور روایات کی خصوصیتوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ انگشتان مبارک سے پانی پھوٹ پڑنے کے واقعات بار بار ہوئے، باکثرت ہوئے، بے شک عرب جیسے گرم اور خشک ملک میں اور غزوں اس کے سفر ہائے طول و طویل میں اگر یہ مجزہ نہ ہوتا تو اس بے سر و سامانی کی حالت میں جو بے عہد نبوی اسلامی لشکروں میں پائی جاتی تھی ضرور تھا کہ مجاہدین ہلاک ہو گئے ہوتے

میں کہتا ہوں کہ اس مججزہ کی مثال عہد موسیٰ نزول میں حصولِ سلوی کی صورت میں پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی مججزہ نبوی کا درجہ عہد موسیٰ کے مججزات سے اسی قدر زیادہ بڑھا ہوا ہے جس قدر لقائے حیات میں پانی درجہ طعام پر فاکٹ ہے۔

ذکرہ فی الاہم علیه وسلم

نبی کریم ﷺ کے اس مججزہ اور اس خصوصیت لاثانی کی خبر بھی انبیائے کرام کے مبارک کلام میں دے دی گئی تھی۔ یہ سعیاہ میں ہے ”خداوند خشک بیابانوں میں پانی کے چشمے بھائے گا۔“

ہم کو ان الفاظ کی تاویل کیا ضرورت ہے فی الواقع ان خشک میدانوں میں جہاں پینے کو پانی نہ ملتا تھا ”بِالْمَاء“ کے مججزات متواتر نے چشمے جاری کر کے دھلاندیے تھے۔ (حمدۃ للعلمین حصہ سوم)

ایسا ای کس لئے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقرء ربک الاکرم نہیں

حل لغات

امی، حضور اکرم ﷺ کی صفت کریمہ ہے اس پر علماء محققین نے بہت خوب لکھا یہاں اس کے لئے گنجائش نہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے جو معنی بیان فرمایا ہے یہی نفس بلکہ نفس ترین ہے اور ساتھ ہی دوسرے مصروف میں اس کی دلیل بھی بتا دی ہے۔ کفایت، کافی ہوا، پورا ہونا وغیرہ۔ اقراء، آیت ”إِفْرَاً بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ طرف اشارہ ہے ”رَبِّكَ الْأَكْرَمُ“ ارب اکرم، جو دوسری آیت میں ”إِفْرَا وَرَبِّكَ الْأَكْرَمُ“ ہے کی طرف اشارہ ہے۔ منت کش، خوشامد کرنے والا۔

شرح

نبی پاک ﷺ وہ امی ہیں جسے کسی استاد کی خوشامد اور احسان برداری کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ آپ کو اللہ نے خود ہی تعلیم دی ہے تو کیا اس ذات باری تعالیٰ کی تقسیم ان کے لئے کافی نہیں ہے۔ باوجود یہکہ ہمارے حضور اکرم ﷺ امی تھے لیکن ایسے اسرا رموز و معارف بیان فرمائے جن سے آج تک بڑے بڑے دانشور انگشت بدندان ہیں۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا وہ راز اس کملی والے نے بتا دیا اک اشارے میں

ہمارا عقیدہ ہے کہ استاذِ کھل اگر عالم کائنات میں کوئی کھلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف ہمارے حضور پاک ﷺ

ہیں۔

جس جگہ عیسیٰ بھی آتے ہیں دعا کے واسطے

يَعْلَمُكُمُ الْكِتَابُ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۵)

اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

تعلیم عیسیٰ علیہ السلام

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

ان عیسیٰ اذا نزل يجتمع بالنبی ﷺ فی الارض فلا مانع ان يأخذ عنه الیه من احكام
شريعة. (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۹)

بیشک عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر تشریف لا کیں گے اور نبی پاک ﷺ سے ملاقات ہوا کر گئی تو اس میں کوئی مانع نہیں کہ
آپ حضور ﷺ سے آپ کی شریعت کے احکام حاصل کریں گے جو انہیں ضرورت ہوگی۔

اس موضوع پر امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستقل رسالہ لکھا ہے۔ الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام جو الحاوی
للفتاوی جلد دوم مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۷۶ تک پھیلا ہوا ہے۔

تعلیم الہی

اللہ تعالیٰ کا نبی پاک ﷺ کو برآ راست تعلیم دینا قرآن و احادیث سے ثابت ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

الرَّحْمَنُ ۝ عَلَمَ الْقُرْآنَ ۝ (پارہ ۲۷، سورہ الرحمن، آیت ۲،)

رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

وَعَلِمَكَ مَا لَمْ تَعْلَمُ ۝ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۱۱۳)

اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا افضل ہے۔

فائدة

امام المفسرین علامہ ابن جریر علیہ الرحمۃ تفسیر ابن جریر جز الخامس اسی آیت کریمہ کے ماتحت فرماتے ہیں

علمک ما لم تكن تعلم من خبر الاولين والآخرين وما كان وما هو كائن قبل ذالك من فضل الله

علیک يا محمد مدحلك

اے محبوب سکھایا آپ کو جو کچھ نہ جانتے تھے تمام اولین و آخرین کی خبروں سے اے محمد ﷺ جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت سے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے یعنی ”ما کان و ما یکون“ کا علم عطا فرمادیا ہے یہی آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

فائدة

آیت الملک اور علامہ ابن جریر کے کلام سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور اکرم ﷺ کو تمام علوم سکھا دیئے ہیں۔

احادیث مبارکہ

قطع نظر ان روایات صحیحہ کے اہل سنت حضور اکرم ﷺ کے علم گھنی کے اثبات میں پیش کرتے ہیں صریح الفاظ بھی روایات میں موجود ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا

سئالنی ربی فلم استطع ان اجنبیہ فوضع یده بین کتفی بلا تکییف و تحدید

میرے رب نے مجھ سے پوچھا میں جواب نہ دے سکا پھر اس نے اپنا مبارک ہاتھ رکھا میرے دونوں کاندھوں کے درمیان جسے نہ کیف سے تعبیر کر سکے نہ ہد سے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اس سے ہاتھ مراد نہیں بلکہ اس کی قدرتِ کاملہ مراد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے پاک اور منزہ ہے۔

فوجدت بردها فاور ثنی علم الاولین والاخرين وعلم مني علوما شتى نعلم اخذ على كتمانه اذ علم

انه لا يقدر على حمله غيري وعلم خيرتى فيه وعلم امرني بتبعيغه الى العام والخاص من امتى

میں نے اس کی شخصیت محسوس کی اس کی برکت سے مجھے اولین و آخرین کے علوم کا وارث بنایا اور مختلف علوم سکھائے۔ وہ علم جس پر مجھے شخصی رکھنے کا وعدہ لیا جبکہ اسے معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی اس کا حامل نہیں ہو سکتا۔ وہ جس کی مجھے اجازت بخشی کہ میں چاہوں تو بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ امت کے ہر خاص و عام تک پہنچانے کا امر فرمایا۔

فائدة

حدیث مذکور میں عام و خواص جن و انسان مراد ہیں اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ علوم شتی سے یہی تینوں

علوم مراد ہیں جیسا کہ فاء سے بھی واضح ہے۔

منکرین کمالات رسول اللہ ﷺ

اولاد یوبندی وہابی اس تقسیم مذکور کے قائل نہیں اگرچہ یہی روایت متعدد محدثین و مفسرین نے سند کے ساتھ بیان کی ہے اور اصول حدیث کے مطابق یہ روایت معتبر صحیح ہے۔ اگر دیوبندی فرقہ کچھ قائل ہوتے ہیں تو صرف اتنا کہ اس سے صرف علوم شرعیہ مراد ہیں اور ان کے نزدیک اولین و آخرین سے یہی علوم شرعیہ مراد ہیں۔ صاحب روح البیان ان ہر دونوں فرقوں کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وہی زائد علی علوم الاولین والاخرين

یعنی علوم اولین و آخرین اور حدیث شریف میں تین علوم مذکور ہیں ان سے کوئی دیگر علوم مراد ہیں چنانچہ

اس کی تفصیل صاحب روح البیان نے بیان فرمائی کہ

فالعلم الاول من باب الحقيقة الصرفۃ والثانی من باب المعرفۃ والثالث من باب الشریعۃ

(روح البیان صفحہ ۱۵، آیۃ اسراء)

پہلا علم باب حقیقت خالصہ سے ہے، دوسرا معرفت، تیسرا شریعت۔

پچھلوں کے علوم القاء فرمائے۔ (مواهب الدنیہ)

الاولین والا خرین

مجھے میرے رب نے بہترین ادب سکھایا۔

ادبی رہی فاحسنی تادیبی

میرے رب نے میری بہترین تعلیم فرمائی۔

علممنی رہی فاحسنی تعلیمی

علماء نے فرمادیا

حضرت امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شارح بخاری نے **مواهب الدنیہ** میں لکھا کہ

وراشک ان الله تعالیٰ اطلع على ازيد من ذلك وابقى عليه علوم الاولين والاخرين

اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے زائد پڑا گا یہ بخشی اور آپ کو تمام اگلوں پچھلوں کے علوم القاء فرمائے۔

حضرت امام محمد بصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردا شریف میں فرماتے ہیں

ومن علومك علم اللوح والقلم

فان من جودك الدنيا وضرر تها

تمہارے جو دنیا اور اس کی صورت یعنی آخرت کا ایک حصہ اور تمہارے علوم میں سے لوح و قلم کا علم ایک لکھڑا۔

حضرت ملا علی قاری شارح مشکلۃ حنفی اس کی شرح زبدہ میں فرماتے ہیں

توضیحہ ان المراد بعلم اللوح ما اثیت فيه من النقوش القدسیہ والصور الغیبة وبعلم القلم ما اثبت
کما شاء والاضافۃ الاولی ملا بستہ وکون علمها من علوم ﷺ ان علومہ تتتنوع الى الکلیات
والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمها انما یکون سطراً
من سطور علمہ ونھرآ من بحور عله ثم مع هذا من برکة وجوده ﷺ.

اس کا مطلب کا ایضاح یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقوش اور غیری صورتیں ہیں جو اس میں ثابت کی گئیں اور علم قلم سے
مراد ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں دیجت رکھا اور اضافت ادنیٰ علاقے کے سبب ہے اور لوح و قلم کے
علوم نبی ﷺ سے ایک حصہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے علوم بہت اقسام ہیں کلیات و جزئیات اور حقائق و دقائق
اور عوارف و معارف کی ذات و صفات الہیہ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کا علم نبی کریم ﷺ کے مکتوب علم سے نہیں۔
مگر ایک سطر اور آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک نہر پھر بایں ہے اس کا علم حضور اکرم ﷺ کے صدقے
سے ہے۔

فائدة

لوح و قلم کے علوم کی وسعت کتنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَ كَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ ۵ (پارہ ۲۷، سورہ القمر، آیت ۵۳)

اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرمایا

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ . (پارہ ۲۷، سورہ الانعام، آیت ۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھا ٹھانہ کھا۔

خلاصہ یہ کہ ہر شے لوح محفوظ میں درج ہے اور لوح محفوظ حضور اکرم ﷺ کے علوم میں سے ایک قطرہ ہے لوح
و قلم کے علوم کی فراوانی کے دلائل و تفاصیل فقیر کی کتاب "لوح و قلم" میں ہے۔

امام ابن حجر عسکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **أفضل بقراء امام القراء** میں فرمایا کہ

اطلעה علی العالم نعلم علم الاولین والاخرين وما كان و يكون

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو سارے جہان کا عالم دیا تو آپ نے تمام اگلوں اور پچھلوں کا علم جو کچھ ہوا ہو گا سب کچھ جان لیا۔

حضرت علامہ شہاب الدین الخنافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض میں فرماتے ہیں

ذکر العراقي فی شرح المهدب انه عرضت عليه الخلاق من لدن ادم عليه السلام الى قيام الساعة فعرفهم كلهم كما علم ادم الاسماء.

حضرت امام عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مہدب میں فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے آدم علیہ السلام سے لے کر قیامِ قیامت تک خلائق پیش کی گئیں۔ آپ نے سب کو پہچان لیا جیسے آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے۔

حقیقت مسئلہ

در اصل دیوبندی وہابی نجدی ایک عقیدہ سے ایسے مقامات میں غلط طریقہ اختیار کر جاتے ہیں وہ غلط عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت چالیس سال کی عمر میں شروع ہوتی ہے یہاں تک مودودی اور ان کے دوسرے مولوی دیوبندی، وہابی غیر مقلد و مرزاوی وغیرہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو چالیس سال تک یہ علم نہ تھا کہ میں نبی بنوں گا آپ عام انسان تھے اسی لئے کبھی مزدوری سے پہیٹ پاتے کبھی بکریاں چڑا کرو غیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ)

عقیدہ اہل سنت

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک ﷺ سب سے اول پیدا ہوئے اور اسی وقت سے نبوت ملی آپ ہر عالم میں نبوت کا پیغام پہنچاتے رہے یہاں تک کہ آدم علیہ السلام جب روح و جسد کے درمیان تھے اس وقت بھی آپ ﷺ نبی تھے۔ آپ ہر دور میں اسی دور کے مطابق طور طریقہ رکھتے اسی انسانی ملک میں آئے تو انسان جیسی تخلیق ہوئی اور اسی طرح رہے ورنہ اول میں پیدا ہوئے تو نبی کریم ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ عالمین کی کوئی شے پیدا نہ ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو تمام علوم کی تعلیم فرمادی۔

سوال

دیوبندی وہابی کہتے ہیں کہ اہل سنت کا ایک عجیب مذهب ہے کہ ادھر تو مانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو کل مخلوق سے پہلے پیدا ہوئے اور دنیا میں تشریف لائے تو پڑھئے آئے لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر کوئی اعتراض اٹھتا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ تدریجی علوم کی عطا کا ہے فلہذا یہ اعتراض بیجا ہے وغیرہ وغیرہ۔

جواب

اس کا تفصیلی جواب تو فقیر نے "البشریۃ لتعلیم الامۃ" (باب الحلم) میں لکھا ہے یہاں اجمانی جواب (ان شاء اللہ) تفصیل کا کام دیگا وہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ عالم دنیا میں تعلیم کے لئے تشریف لائے اسی لئے آپ اس دنیا میں از اول تا آخر اسی طرح زندگی پر فرمائی جیسے ایک بشر زندگی گزارتا ہے اسی لئے آپ کے متعلق اہل علم نے فقر اختیاری تسلیم کیا اسی معنی پر آپ کا پیدائشی طور پر عالم ہونا مسلم لیکن تعلیم کی تمجیل کے لئے ابتدائے وحی تا اکمال دین آپ کا طریقہ وہی رہا جو اپنے آقا کے غلام پابند احکام کا ہوتا ہے اسی لئے آپ ہر حکم الہی کو اسی موقع پر صادر فرمایا جو اس کا وقت تھا اگرچہ اس کا علم آپ کو اس سے پہلے تھا مثلاً جمعہ کی فرضیت کا علم آپ کو مکہ معظمه میں سے ہی تھا لیکن چونکہ اس کے اظہار کا وقت نہ تھا اسی لئے آپ نے اسے مدینہ پاک جا کر ظاہر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ علم کے ہوتے ہوئے ظاہرنہ کرنا وہ علمی نہیں بلکہ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس طرح علم اجمانی کے ہوتے تفصیل کا حال ہے کہ تفصیلی علم وقت کا منتظر ہوتا ہے اجمانی ہر وقت موجود رہتا ہے مثلاً حافظ القرآن تمیں پاروں میں جہاں سے چاہے پڑھ سکتا ہے تمیں پاروں کا علم اس کے سینے میں ہر وقت موجود ہے لیکن تفصیل کے وقت اسی طرح پڑھے گا جس طرح قرآن مجید کی ترتیب ہے۔

دوسرے طریق سے

اسے یوں سمجھئے کہ تراویح میں حافظ القرآن نے ہر رات ایک پارہ پڑھنا ہے اسی ترتیب سے وہ ہر رات آگے بڑھتا چلا جائیگا کوئی صاحب حافظ صاحب کو دورانِ قراءۃ ایسا لقمہ دے جو اس کی منزل سے آگے کا ہے حافظ صاحب اس کی نہیں مانیں گے اس لئے کہ وہ جو لقمہ دے رہا ہے اس حصہ قرآنی کا بھی وقت نہیں آیا۔ حافظ صاحب کی اس طرز کو کوئی حافظ صاحب کی لامی پر محمول کر لتو ہم سب کہیں گے کہ حافظ صاحب کی لامی بتانے والا پاگل ہے جاہل ہے ایسے ہی بالتمثیل حضور نبی پاک ﷺ کے اجمال و تفصیل کو سمجھئے کہ آپ نے تمیں سال کی زندگی مبارک میں بشریت کی تمجیل فرمائی تھی آپ کے سامنے جو امور مقدم و مؤخر طوراً داکرنے تھے اس سے سرموآپ ہٹتے تو تمجیل بشریت کے منافی تھا لیکن کفار و شرکیں آپ سے بعض تاخیر کے امور پہلے پوچھ لیتے یا وہ امور جوان کے لاکن نہ تھے بے جا سوال کر دیتے آپ کا انہیں نہ بتانا لامی سے نہ تھا بلکہ مبنی بر حکمت تھا۔ اسی طرح آپ کا جملہ امور کا ابتدأ جاننا اجمانی اور ظاہرنہ کرنا مبنی بر حکمت تھا پھر جب ظاہر کرنے کا وقت آیا تو آپ نے علوم کے سمندر بھائے جنہیں صحابہ کرام نے آنکھوں سے دیکھ کر آپ کی نبوت کی صداقت کی شہادت دی لیکن کفار نے نہ اس وقت مانانہ اب مانتے ہیں۔ الحمد للہ اہل سنت کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کی وراثت میں حضور اکرم ﷺ کے علومِ غیریہ پر پورا یقین ہے کسی بدقسمت کو اگر سمجھنیں آرہا تو یقین کرے تو اسے کفار و مشرکین اور منافقین کی وراثت نصیب ہے۔

سوال

جرائیل علیہ السلام جب حضور اکرم ﷺ کے پاس پہلی وجہ لے آئے تو انہوں نے کہا ”اَفْ پُرْهُنْ“ اے محمد ﷺ تو آپ نے فرمایا ”مَا اَنَا بِقَاتِلٍۢ“ ہا ہو انہیں ایسا تین مرتبہ ہوا۔ پھر جرائیل علیہ السلام نے کہا ”اَفْرَاۤءِ اَسْمِ رَبِّكَ الَّذِي تَحْلِقُ“ نے پڑھا اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور اکرم ﷺ کو علم ہوتا تو آپ کو ”مَا اَنَا بِقَارِي“ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب ۱

منافقین کا یہ اعتراض بھی ان کی صریح مکاری اور جہالت کی بناء پر ہے بھلا بتلائیے تو کہی کہ ”مَا اَنَا بِقَارِي“ ترجمہ کہاں ہے کہ میں پڑھا ہو انہیں ”مَا اَنَا بِقَارِي“ کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نہیں پڑھنے والا یعنی میں نہیں پڑھتا کیونکہ قاری اسم فعل کا صیغہ ہے کہ میں نہیں پڑھتا تو اس میں آپ کے عدم علم ہونے کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے آپ کا یہ جواب اپنے مخاطب کو بالکل صحیح اور آپ کے علم عظیم کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اگر آپ نے اپنے مخاطب حضرت جرائیل علیہ السلام کو یہ جواب نہ فرماتے تو قانون خداوندی ہی غلط ہو جاتا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا سب سے عظیم خاصہ یہی ہے کہ آپ نے کسی مخلوق سے تعلیم حاصل نہیں کی اور آپ کسی مخلوق سے علم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے ہی لقب امی سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اور آپ کا یہی لقب انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و ام ساقیہ کی زبان پر جاری ہوا ہے امی کی طرف منسوب ہے اس لحاظ سے کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی سے علوم و فنون کا اکتساب نہیں کیا آپ کو امی کہتے ہیں ملک کی یہی حالت تھی کہ وہ لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے وہ اپنی عمر ایسی حالت میں گزار دیا کرتے تھے جو ایک ایسے بچہ کی ہوتی ہے جو نہ کتب گیانہ درس لیا نہ قلم ہاتھ میں پکڑا اور نہ سبق زبان پر جاری ہوا چنانچہ یہود نے اہل عرب کا نام امیوں رکھا۔ قرآن کریم خود اس کی وضاحت فرماتا ہے

ذِلِّكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْأُمَمِّ سَبِيلٌ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۷۵)

یا اس لئے کہتے ہیں کہ ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مُؤاخذہ نہیں۔

چنانچہ یہ نام عرب کی پہچان بن گیا اور قرآن کریم نے اسی لفظ کے ساتھ اہل عرب کو خطاب کیا
هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَّةِ رَسُولًا. (پارہ ۲۸، سورہ الجمعہ، آیت ۲)

وہی ہے جس نے آن پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

قرآن مجید نے ناخواندہ آن پڑھا شخص کے لئے لفظ امی کو استعمال کیا ہے
وَ مِنْهُمْ أُمِيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَبَ. (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۷۸)

اور ان میں کچھاں پڑھ ہیں کہ جو کتاب کو نہیں جانتے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لفظ امی کے معنی ان پڑھ اور ناخواندہ کے ہیں۔ اب قرآن کریم نے جو حضور
 اکرم ﷺ کے متعلق اعلان کیا کہ آپ امی ہیں اور پھر آپ کا خود باں تر جہان سے حضرت جبرایل علیہ السلام کے جواب
 میں ”**مَا أَنَا بِقَارِبٍ مِّنْهُ**“ اس کا حاصل یہی ہے کہ آپ کا تخلوق میں کوئی استاد نہیں ہے آپ کو جو بھی علوم ”**مَا كَانَ**
وَمَا يَكُونُ“ حاصل ہیں وہی ہیں اسی لئے امی ہونا حضور اکرم ﷺ کا ایک جلیل القدر مجرزہ قرار پایا ہے۔

جواب ۲

حضور اکرم ﷺ نے جبرایل علیہ السلام کو بتایا کہ میں کسی کاشاگر دتو ہوں نہیں اور نہ ہی مجھے کسی اور سے پڑھنے کی
 ضرورت ہے اب تو مجھے دوسروں کو پڑھانے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ جبرایل علیہ السلام
 نے تین مرتبہ فرمایا پڑھنے تو آپ نے یہی فرمایا کہ میں نہیں پڑھتا لیکن جب جبرایل علیہ السلام نے فرمایا
إِفْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (پارہ ۳۰، سورہ العلق، آیت ۱)

کہ پڑھنے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

تو آپ نے فرمایا

إِفْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ (پارہ ۳۰، سورہ العلق، آیت ۱)

اس کے مزید جوابات و تحقیق فقیر کی کتاب ”غاییۃ المامول“ کا مطالعہ فرمائیے۔

امی کا مطلب

وہ امی ہے اور امام القری کی عزت و وقت اسی نسبت قدیمہ سے ہے۔

وہ امی ہیں ولید سعید کی طرح جملہ افعال و اقوال میں مخصوص ہیں، وہ امی ہیں جن کی تعلیم حروف کتابی یا نقش

مرسیہ کی محتاج نہیں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے رسول امی ہیں نہ کسی مکتب میں داخل ہوئے نہ کہیں تعلیم حاصل کی نہ کوئی کتاب پڑھی نہ اپنے ہاتھ مبارک سے کچھ لکھا پھر تم کتاب اللہ سے کیوں منکر ہوتے ہو؟ تمہیں قرآن کے مجانب اللہ ہونے میں شہر اس وقت ہو سکتا تھا جبکہ یہ رسول کسی مخلوق سے تعلیم حاصل کرتے اور کسی یونیورسٹی کی سند حاصل کرتے اگر ایسا ہوتا تو تم کہہ سکتے تھے کہ یہ کتاب انہوں نے خود مرتب کر لی ہے

حضرت کاظم علم لدنی تھا اے امیر

تاریخ شاہد ہے اور قرآن کریم ناطق ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی سے اکتساب علم نہیں کیا سوائے رب انی انوار و برکات کے آپ کے لوح قلب پر کسی کی تحریر و تقریر کا ایک حرف بھی ثبت نہیں ہوا اور قرآن نے آپ کے اس وصف امیت کا بار بار اظہار فرمایا

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمَّى الَّذِي . (پارہ ۹، سورہ الاعراف، آیت ۱۵)

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی۔

تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ محبوب رسول وہ ہیں جن کی تعلیم حظیرہ قدس میں ہوئی ہے جن کو اگر شاگردی کا شرف عظیم حاصل ہے تو رب العالمین سے ہے یہی وجہ تھی کہ اس نبی امی کے دربار مقدسہ میں جہاں کے فصحاء بلغا، علماء اور فلاسفروں کی جماعتیں حاضر ہوتیں اور عرض کرتیں کہ سرکار ہمارا علم اور آپ کا عرفان قطرہ و قلزم کی مثال بھی نہیں رکھتا اور فصحاء عدنان اور بلغاۓ قحطان کا تو یہ حال تھا کہ

تیرے آگے یوں ہیں دبے پچھاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زبان نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

گویا کافروں کو اشاروں سے سمجھایا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے کسی سے تعلیم حاصل نہیں اور ایک آن پڑھا اور جاہل قوم میں مبعوث ہوئے جن کے لئے تعلیم و تعلم کے تمام دنیاوی اسباب مفقود تھے وہ ساری کائنات کے استاد اور دونوں عالم کے دیققہ دان ہیں اور دماغ کو روشن ضمیر کو ہموار، قلب کو تجلی، روح کو منور کر دینے والی تعلیم سے نواز رہے ہیں۔

تہذیب و اخلاق، تدبیر، منزل اقتصادیات و عمرانیات کے سبق پڑھا رہے ہیں

بے سایہ سائیبان عالم

امی دقیقه دان عالم

محجزہ

ہمارے رسول ﷺ کا نبی امی ہونا بہت بڑا متعجزہ ہے اور کسی کو یہ حق نہیں ہو سکتا کہ آپ کا خلائق میں کوئی بھی ایک آن اور ایک لمحہ کے لئے بھی معلم و استاد بننا ہو۔ مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ”پڑھا لکھا امی“ کا مطالعہ فرمائیجے۔

اوں مہر حشر پر پڑجائے پیاسو تو کہی
اُس گل خداں کا رونا گریے شبتم نہیں

حل لغات

اوں (اردو، مونث) شبتم، تریل، مہر، سورج۔ سہی (اردو) اصل میں صحیح تھا بمعنی ٹھیک، درست، قبول، منظور، تسلیم، فرض کیا۔ گریے، رونا، گل خداں، حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس

شرح

محشر والوں تسلی کرو حشر کے سخت گرم سورج پر شبتم تو پڑنے دو پھر دیکھنا کہ سورج کی گرمی کس طرح خنکی اور ٹھنڈی ہو اسے کیسی تبدیل ہوتی ہے کیونکہ رسول ﷺ کا گریے مبارک معمولی شے نہیں ہے اسے شبتم کی گریہ نہ سمجھنا کہ وہ چند بوند پیکیں اور معمولی سی گرمی کی کیفیت بھی تبدیل نہیں کر سکیں اور یہاں یہ حال ہو گا کہ حشر کا سورج گریے رسول ﷺ انسو مبارک سے نہ صرف ٹھنڈا پڑ جائیگا بلکہ الثارہ دی خنکی کو پیدا کر دیگا۔

احادیث

باختلاف الفاظ احادیث صحیح سے یہ بات اجتماعی طور پر ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی شفاعت اور آپ کا مقامِ محمود اور آپ کی اول سے آخر تک شفاعت کرنا جبکہ لوگ حشر میں جمع ہونگے اور ان کے گلے ٹنگ ہوں گے اور پیمنہ ان کو پہنچتا ہو گا اور سورج بہت قریب ہو گا اور عرصہ تک کھڑا رہنا ہو گا اور یہ حساب سے پہلے ہو گا اس وقت آپ کی شفاعت عرصہ تک کھڑے رہنے کی وجہ سے راحت پہنچانے کے لئے ہو گی پھر پل صراط قائم کی جائے گی اور لوگوں کا حساب ہو گا جیسا کہ ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ذکر ہے اور یہ حدیث زیادہ یقینی ہے۔

پھر آپ کی شفاعت اپنی امت کے ان لوگوں کو جنت میں جلدی لے جانے کے لئے ہو گی جو بلا حساب و کتاب جائیں گے جیسا کہ حدیث میں گزر اپھر آپ کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہو گی جن پر عذاب اور دخول جہنم واجب ہو چکا ہو گا جیسا کہ احادیث صحیح کا اقتضاء ہے پھر ان لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے جنہوں نے صرف ”اللہ لا اله“ کہا ہے یہ آپ کو سو کوئی نہ کریں گا اور احادیث صحیح مشہور میں ہے جن کی تفصیل فقیر بارہا لکھ چکا ہے۔

ہے انہیں کے دم قدم کی باغی عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گروہ نہ ہوں عالم نہیں

حل لغات

دم قدم، زندگی، سلامتی۔

خلاصہ

حضور سرور عالم ﷺ کے دم قدم سے بھی باغی عالم میں بہار ہے آپ عالم ظہور میں آئے تو کوئی شے نہ تھی اگر آپ نہ ہوں تو کوئی شے نہ ہو۔

شرح

حدیث لولاک کا ترجمہ ہے اور حیاتِ حسی کی دلیل ہے بلکہ اس شعر کے مصروفہ اول میں واضح فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ جملہ عالیین کی علتِ غالی اور سببِ اصلی ہیں دوسرے مصروفہ میں اس دعویٰ کی دلیل ہے۔

لولاک کا مضمون

اس شعر میں حدیث لولاک کو بیان کیا گیا ہے اور فقیر نے حدیث لولاک کو شرح ہذا میں متعدد مقامات پر بیان کیا ہے یہاں منصرأ عرض ہے۔

حدیث لولاک

امام نیہنی و حاکم امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو اپنے رب سے عرض کی کہ اے میرے رب! صدقہ محمد ﷺ کا میری مغفرت فرم۔ رب العالمین نے فرمایا محمد کو کیونکر پہچانا عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پاپوں پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پایا جانا کرنے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا صدقت یا ادم انه لاحب الخلق الی اما اذا سئالتنی بحقہ فقد غرفت لک ولو لا محمد ماغفترتك

وما خلقتك

اے آدم تو نے مجھ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہاں سے زیادہ پیارا ہے اب کرنے ان کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا

ہے تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تیری مغفرت نہ کرتا اور نہ تجھے بناتا۔

از اللہ وهم

مکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کی عادت ہے کہ کوئی حدیث کسی سند سے ضعیف یا موضوع ہو تو وہ اس قسم کی تمام احادیث کو ضعیف یا موضوع گردانتے ہیں اور وہ بھی صرف وہی جسے کمالاتِ رسول ﷺ سے تعلق ورنہ دوسری عام روایات پر ان کا یہ قاعدہ جاری نہیں کچھ یہی ظلم اسی حدیث لولاک پر کیا گیا ہے۔ الحمد للہ حدیث لولاک معنا صحیح ہے اس کی تحقیق فقیر کی تصنیف ”شرح حدیث لولاک“ کا مطالعہ فرمائیں۔

حدیث

حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مردی ہے کہ حضرت عزت حق سبحانہ تعالیٰ شانہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ محمد ﷺ پر ایمان لا و اور حکم دو اپنی امت کو جوان کا زمانہ پائے ان پر ایمان لائے اس لئے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت کو پیدا کرتا نہ دوزخ بناتا۔

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیں کہ کسی نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس بنایا، ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا، حضور کو کیا فضل عطا ہوا اسی وقت جبرائیل امین حاضر ہوئے عرض کی رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کہا تو حبیب کہا، اگر موسیٰ سے زمین میں کلام کیا تو تم سے شب معراج آسمان پر کلام کیا، اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچ جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیانہ تمہارے بعد کسی کی رسائی ہو اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا تو تمہیں ختم الانبیاء ٹھہرایا اور تم سے زیادہ عزت و کرامت والا کسی کونہ بنایا۔ قیامت کے دن میرے عرش کا سایہ تم پر گستردہ اور حمد کا تاج تمہارے سر پر آ راستہ ہو گا تمہارا نام میں نے اپنے نام کے ساتھ ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو جب تک تمہاری یاد میرے نام کے ساتھ نہ کی جائے۔

ولقد خلقت الدنيا واهلها لا عرفهم كرامتك ومنزلتك عندى ولولاك ما خلقت الدنيا

اور بے شک میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اسی لئے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کر دوں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کونہ بناتا۔

یعنی آدم و عالم سب تمہارے طفیل ہیں تم نہ ہوتے تو مطبع و عاصی کوئی نہ ہوتا جنت و نارکس کے لئے ہوتیں؟

مقصود و ذات اوست دگر جملگی طفیل

لو لاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ہوئے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منی

امام قسطلانی نے مواہبِ لدنیہ میں نقل کیا کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لئے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سر اٹھا تو آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا پر وہ عرش میں محمد ﷺ کا نور نظر آیا۔ عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے فرمایا یہ نور تیری اولاً دیں ایک نبی کا ہے جس کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔

ولوہ مخلقتک ولا خلقت سماء ولا ارض

اگر وہ نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا

پانچویں حدیث جسے امام ابن اسحیق نے حضرت امیر المؤمنین مولاؑ کا نکات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا میں تیرے لئے زمین بچھاتا ہوں، دریا موجز نکتا ہوں، آسمان بلند کرتا ہوں، جزا و سر امقر رکرتا ہوں۔

ان سب روائقوں سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سب چیزیں حضور اکرم ﷺ کے لئے بنائی گئی ہیں وہی سب کی علمت غائبی ہیں بے شک تج فرمایا امام احمد رضا قدس سرہ نے

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکان تمہارے لئے

چنین و چنان تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

سایہ دیوار و خاکِ دریا رب اور رضا

خواہش دیکیم قیصر شوق تخت جم نہیں

حل لغات

دیکیم، تاج، بادشاہی۔ قیصر (رومی) سلطان، بادشاہ۔ جم، جمشید کا مخفف (فارسی) ایران کے ایک مشہور بادشاہ کا نام۔

شرح

اے خداوند کریم رضا (امام اہل سنت) کو تو تیرے حبیب ﷺ کی دیوار کا سایہ اور ان کے دراقدس کی خاک نصیب

ہو جائے یہی آرزو ہے تیرے بندے رضا (امام اہل سنت) کونہ قیصر کے تاج کی خواہش ہے اور نہ ہی اسے جمیشید بادشاہ کا تخت چاہیے۔

سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب بحکم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے اثنائے گنگو میں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کوئی مجھ سے بوجھ خلافت سوکھی روٹی کے برادر لے لے۔ سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے اپنے کاندھ سے خود ہی ہٹا دیں جسے خواہش ہو گی لے لے گا۔ اس واقعہ پر شیعہ کو اعتراض ہے فقیر نے اس کے جوابات ”ذکر اولیس“ میں بیان کر دیے ہیں۔

تخت سکندر کو تھوکتے نہیں

وہ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اس کو چہ کی خبر ملی تو انہوں نے اس گلی میں زندگی بسر کرنے کو ترجیح دی اور تخت و تاج کو تھوکا تک نہیں۔ لاکھوں کروڑوں واقعات میں سے صرف یہاں ایک واقعہ عرض کر دوں۔ امام ابن جوزی نے کتاب عین الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ سکندر مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور سا کنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے

فاسرهم الروم مرة فقال لهم الملک انى اجعل فيكم الملك وازواجاكم بناتى وتدخلون فى

النصرانية فابوا و قالوا يامحمداه

یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دونگا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیان دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اور نہ اکی یا مدد۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا۔ تیرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرمایا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد معاً ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا

ما كانت الا الغطسة التي رأيت حتى خرجنا في الفردوس

پس وہی تیل کا ایک غوط تھا جو تم نے دیکھا اور اس کے بعد جنتِ اعلیٰ میں تھے۔

فوائد

علماء کرام فرماتے ہیں

هم كانوا مشهورين بذالك معروفين بالشام في الزمان الاول

یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف تھا

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں جملہ یہ بیت ہے

نجاة في الحياة والمماة

سيعطي الصدقين بفضل صدق

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچے کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشنے گا۔

یہ واقعہ عجیب نفس و روح پرور ہے میں نے طوالت کے بجائے اختصار سے کام لیا ہے۔ تفصیل امام جلال الدین

سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرح الصدور میں ہے یہ واقعہ فقیر نے رسالہ "طرق الخیز" میں بھی لکھ دیا ہے یہاں مقصود اس

قدر ہے کہ مصیبت میں یا رسول اللہ کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ ملنے کا

کیا معنی اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی اور مردان خدا خود بھی سلف صالحین میں تھے۔

یہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون

الرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آباد کیا۔ (كماذ کرہ الامام السیوطی فی تاریخ الخلفاء)

ہارون الرشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین کا تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے تو کم از کم تبع تابعین

سے ضرور تھے۔ اس معنی پر یہ واقعہ خیر القرون میں ہوا جو مخالفین کی تسکین کے لئے کافی ہے لیکن شورش قلبی کا علاج مشکل

ہے۔

نعت شریف

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقشِ جہاں نہیں
یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حل لغات

نقش (فتح النون) اسے مضموم پڑھنا غلط ہے بمعنی کی، خامی، عیب داغ۔ شمع، دھواں کی بقیٰ۔

خلاصہ

حسنِ حبیب خدا ﷺ وہ باکمال ہے کہ جس میں خامی، عیب کا گمان تک نہیں کیا جا سکتا اور ہر پھول کے ساتھ خارِ دار ٹھنی ہوتی ہے لیکن جملہ عالم میں صرف یہی ایک پھول ہے جو خار کا ٹھنے سے دور ہے اور ہر شمع کو دھواں لازم ہے لیکن یہی ایک محبوب ہے کہ جہاں دھواں یعنی آلاش اور غبار کا وہم تک نہیں۔

شرح

اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی بے مثلی کا بیان ہے۔

فَاتُّوا بِسُورَةٍ مِّنْ مُّثْلِهِ اٰ (پارہ ۱، سورہ البقرہ، آیت ۲۳)

تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ۔

فائدة

بعض مفسرین نے ”**مُثْلِهِ**“ کی ضمیر حضور اکرم ﷺ کی طرف راجح کی ہے ایک سورۃ ایسی لاد کہ محمد رسول اللہ ﷺ جیسی ذات مبارک کے منہ سے نکلی ہو پہلے تو ایسی شان والا محبوب دنیا میں تلاش کرو پھر اس سے ایسی آیت پڑھوا کر سنو۔ (خازن، مدارک وغیرہ)

احادیث مبارکہ

حضور سرور عالم نے فرمایا

تم میں میرے جیسا کون ہے

ایکم مثلی

میں تمہاری مثل نہیں

انی لست مثلکم

میں تمہاری بیت جیسا نہیں

انی لست کھنکم

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے حضور اکرم ﷺ کے حسن و جمال کو اتناء النظیر کے رنگ میں بیان

فرمایا ہے

حسن ہے بے مثل صورت لا جواب میں فدائم آپ ہوا پنا جواب

مولیٰ عز و جل نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جس کی تعریف و تو صیف سے زبان عاجز ہے۔ چہرہ مصطفیٰ ﷺ حسن و جمال خوبی و کمال کا مظہر ہے آپ حسنِ کل ہیں اور حسن یوسف حسنِ محمدی ﷺ کی ایک تابش تھی اور دنیا بھر کے حسین و جمیل حسنِ محمدی ﷺ کی ایک جھلک ہیں۔ حسن بے مثال کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والوں کو عالمِ حیرت میں یہ کہنا پڑا

لَمْ أَرْقِلْهُ وَلَا بَعْدَهُ مُثْلِهُ۔ (ترمذی، بخشلاۃ صفحہ ۱۵)

ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد
بلکہ جریل علیہ السلام بول اٹھے کہ

آفاقها گرویدہ ام مهرتباں ورزیدہ ام

بسیار خوبیاں ویدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

میں نے تمام عالم چھان ڈالے بہت سورج جیسے محبوبوں سے مابرے بڑے حسین و جمیل دیکھے لیکن اے محبوب مردی ﷺ
آپ جیسا کہیں نہ پایا۔

حسنِ محمدی و حسن یوسفی کا موازنہ

علمائے محققین کا متفقہ فیصلہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں

قال ابو نعیم اعطی یوسف من الحسن ما فاق به الانبياء والمرسلين بل والخلق اجمعين ونبينا ﷺ

اوْتى مِنِ الْجَمَالِ مَا لَمْ يُوتَهُ احْدُ الْوَمَّ بِوْتَ يُوسُفَ إِلَّا شَطَرُ الْحَسَنِ وَأَوْتَى نَبِيًّا عَلَيْهِ جَمِيعَهُ۔

حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن و جمال دیئے گئے تھے مگر ہمارے نبی اللہ کے حبیب ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا یوسف علیہ السلام کو تو حسن و جمال کا ایک جز ملا تھا اور آپ ﷺ کو حسنِ کل دیا گیا۔

آفتاب دلیل آفتاب

حضرت عبداللہ بن رواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وجود اقدس میں وحی و معجزات و دیگر دلائل نبوت کا اثر نہ بھی ہوتا تب بھی آپ کا چہرہ اقدس آپ کی نبوت کے لئے دلیلِ تام تھا۔ (زرقانی جلد ۲ صفحہ ۲۷)

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اس کے وہ ہاں نہیں

حل لغات

امانی (عربی) امید یں، آرزوئیں۔ ہاں بمعنی نعم، ہاں، ہاں نہیں، لائفی کا ترجمہ۔

خلاصہ

دو جہاں کی بہتریاں ہوں یا دل و جاں کی آرزوئیں ہوں بتاؤ یہاں کیا شے ہے جونہ ہو ہاں ایک شے ہے جو یہاں نہیں وہ ہے سوال کرنے پر نہ کہنا۔

عقیدہ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہی عقیدہ پیش کیا جو اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدر گاہش بیاہر چہ خواہی تمنائی

اگر دنیا و آخرت کی کوئی آرزو ہے تو حضور سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں آؤ اور جو چاہو عرض کرو۔

یہی محقق برحق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹ میں فرماتے ہیں

وازان جملہ آنست کہ دادہ شد آن حضرت محمد ﷺ رامفاتیح خزانی و سپردہ شد بہ وظاهر ش

آنست کہ خزانی ملوك فارس و روم ہمہ بددست صحابہ افتادہ و باطنش آنکہ مراد خزانی اجناس

عالیٰ سنت کہ رزق ہمہ در کف اقتدار و سپرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ وسیع داد چنانکہ مفاتیح

غیب در دست علم الہی مگر دی مفاتیح خزانی رزق و قسمت آن در دست ایں سید کریم نہاوند قوله

”انما انا قاسم المعطی هو الله“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اسی میں ایک یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمادی گئیں اور پر در کردی گئیں اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ فارس اور روم کے باڈشاہوں کے خزانے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے

قبضہ میں آگئے اور اس کا باطن یہ کہ دنیا میں زہد جس کی پیداوار کے خزانے مرا دیں کہ ہر کسی جاندار کا رزق حضرت محمد ﷺ کے قبضہ و اختیار میں دے دیا گیا ہے اور تمام مخلوق کی ظاہری اور باطنی تربیت مکمل طور پر آپ کے پردازدگی گئی ہے جس طرح کہ غیب کی سنجیاں دستِ علم الہی میں ہیں کہ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی طرح رزق کے خزانوں کی سنجیاں اور رزق کی تقسیم اس سچی سرو اور سردار کے ہاتھ میں دے دی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔

تفہیم خازن جلد سوم پارہ ۷ زیر آیت ”وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِيطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ، لکھا ہے کہ

وَاللَّهُ أَنْبِيَاءُ وَهُمُ الَّذِينَ أُعْطَاهُمُ اللَّهُ تَعَالَى مِنَ الْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ مَا لَا جُلُّهُ يَقْدِرُهُنَّ عَلَى التَّصْرِيفِ
فِي بُوَاطِنِ الْخَلْقِ وَإِيَّاً أَعْطَاهُمُ اللَّهُ تَعَالَى الْقُدْرَةَ وَالْمَلَائِكَةُ مَا يَقْدِرُهُنَّ عَلَى التَّصْرِيفِ فِي ظُواهِرِ الْخَلْقِ
تیسرے ان میں انبیاء ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کو آپ نے علوم اور معارف اس قدر دیئے ہیں جن سے وہ مخلوق کی
اندر وہی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں اور ان کو اس قدر قدرت و قوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر
تصرف کر سکتے ہیں۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاش اغلف طغطیہ ہوں بے بصر کی ہے

عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا عقیدہ قرآن کریم اور حدیث شریف کے مطابق یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور لینے کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری اور آپ کا وسیلہ پکڑنا ضروری ہے چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام کو اگر کوئی تکلیف پہنچتی یا کوئی حاجت درپیش ہوتی تو دربار پر سالت میں حاضر ہوتے اور حضور اکرم ﷺ سے فریاد و استغاثہ کرتے اور مشکل کشائی اور حاجت روائی کی درخواست کر کے کامیاب و کامران ہوتے چنانچہ میدان جہاد میں اگر کسی کی آنکھ میں تیر لگا اور آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو اس نے کسی جراح یا طبیب کی تلاش نہ کی بلکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی حالت زار بیان کی اور آپ نے اس کے پھوٹے ہوئے اور نکلے ہوئے ڈھیلے کو ہاتھ مبارک سے خانہ چشم میں لعاب دہن لگا دیا تو اس کی آنکھ صحیح و سالم ہو گئی۔

ثانگ ٹوٹ گئی

ایک صحابی کی ثانگ ٹوٹ گئی تو وہ بھی سر کارِ دو عالم ﷺ کی خدمت عالیہ قدسیہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا اپنی

ٹانگ کو بچا وہ اور ٹوپی ہوئی ٹانگ پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا جس سے ٹوپی ہوئی ٹانگ فوراً ٹھیک ہو گئی گویا اس کی ٹانگ کبھی ٹوپی ہی نہ تھی ایسے ہی مجاہدین کو پانی نہ ملا تو آپ کی خدمت میں پنچھے اور آپ نے اپنی مبارک انگلیوں سے شیریں اور ٹھنڈے پانی کے چشمے بہا کر انہیں سیراب فرمادیا۔ ایسے ہی راشن ختم ہو جانے پر بھوک نے ستایا تو آپ کی خدمت میں آئے اپنی تکلیف بیان کی آپ نے قلیل طعام میں تصرف فرمائے اسارے لشکر کو شکم سیر کر دیا۔ ایک شخص رمضان میں باحالت روزہ اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا اور روزہ توڑڈا لئے پرخوف خدا سے کانپ اٹھا تو بخشش اور معافی کے لئے برآ راست اللہ تعالیٰ سے فریاد اور دعا کرنے کے بجائے شفع المذنبین، رحمۃ العالمین ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنی اس لغزش کے بیان و اعتراف کے بعد بخشش کا طالب ہوا آپ نے نہ صرف یہ کہ اس کا کفارہ معاف فرمادیا بلکہ بھجوروں کی بوری عطا فرمائے اور خصت کر دیا۔

آپ فریادوں کے نام اور ان کے حسب و نسب اور ان کے احوال کو جانتے ہیں اور فریاد کو سنتے اور امداد فرماتے ہیں۔ یہ روایت ہمارے عقیدہ کی ترجیحی ہے

فریادِ امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ البشر کو خبر نہ ہو
بے خبر ہو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

اعربی کی فریاد

حدیث شریف میں ہے جسے امام نبیقی نے سند صالح کے ساتھ دلائل میں اور دیلمی نے مند الفردوس میں حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے حاضر ہو کر یوں عرض کیا

یار رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی خدمت میں شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں نا داری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے کام کاچ کرتے کرتے ان کے سینے شک ہو گئے ہیں ان کی چھاتیوں سے خون بہہ رہا ہے۔ ماں میں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں جو ان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے گر سُنگی سے عاجزانہ زمین پر اپے گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں تکلتی اور ہمارا

حضرور ﷺ کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور مخلوق کی جائے پناہ حضور اکرم ﷺ ہیں۔ یہ فریاد سن کر عجلت منبر پر جلوہ فرمائے اور دونوں ہاتھ مبارک بلند کر کے اپنے رب عز و جل سے پانی ماں گا بھی آپ کے ہاتھ مبارک جھک کر گلوے پُر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان بھیوں کے ساتھ امداد اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یار رسول ﷺ ہم دو بے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "حَوَّالِيْنَا وَلَا عَلَيْنَا" بے بادل ہمارے اردوگرد برس ہم پر نہ برس۔ فوراً ابتدیہ پر سے کھل گیا آس پاس گھیرا تھامدیہ پر سے کھلا ہوا۔ یہ ملاحظہ فرمائے حضور اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا اللہ کے لئے ہے خوبی ابو طالب اس وقت زندہ ہوتا تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یار رسول ﷺ شاید حضور اکرم ﷺ یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے آپ کی نعمت میں عرض کئے

ثمال اليتامي عصبية للارابل

وابيض يستسقى الغمام بوجهه

فهم عنده في نعمة وفراصل

تلودبه الھال من آل هاشم

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی ماں گا جاتا ہے تیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنی ہاشم جیسے غیور لوگ بتاہی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمت و فضل میں بسر کرتے ہیں۔

اشعار سن کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ہاں یہی نظم ہمیں مقصود تھی

ذالک اردست

فائدة

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم رسول اللہ ﷺ کو "دافع البلا" کا نام دیا گیا جائے پناہ اور حل المشکلات کا ذریعہ اور اپنامد دگار جانتے اور ان القابات کے ساتھ آپ کے حضور میں مشکل کشائی کی درخواستیں عرض کرتے۔ سرکار دو عالم ﷺ فرماتے کہ یہ شرکیہ عقائد ہیں میرے پاس کیا لینے آئے ہو اور مجھ سے کیوں فریاد کرتے ہو برآہ راست اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ حضور اکرم ﷺ صاحبہ کے ان امور پر ناراض ہونے کے بجائے خوش ہوتے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت بر اری کرادیتے اور مشکل کشائی فرماتے بخدا آج صحابہ زندہ ہوتے تو شرک کے مخفیوں کو سنگسار کرتے۔

طلب بارش

بخاری شریف صفحہ ۱۳۹ اور مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۹۷ میں ہے

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی ﷺ يخطب یوم الجمعة فقال الناس ولفظ مسلم فقال
الناس اليهم فصاحوا فقالوا يا رسول الله قحط المطر واحمرت الشجر وهلکت البهائم فادع الله
لنا فقال اللہم استقنا مرتین وایم الله ما نری فی السمااء من سحاب منشات سحابه والمطرت عن
المنبر فلما انصرف تمطر الى الجمعة التي تليها فلما قام النبی ﷺ يخطب صاحوا اليه تهدمت
البيوت وانقطعت السبيل فادع الله يحبسها عنا قال فتبسمالنبی ﷺ و فقال اللہم حوالينا ولا
علينا وتكشطت المدينة فجعلت تمطر حولها وما تمطر بالمدينة قطرة فنظرت إلى المدينة وإنها
لفى مثل الاكلىل.

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبه ارشاد فرمادے تھے پس لوگ آپ کی طرف
متوجہ ہو کر کھڑے ہوئے اور شدتِ تکلیف کی وجہ سے فریاد کرتے ہوئے چیخ اٹھے اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ
باش بند ہے جس کی وجہ سے قحط پڑ گیا ہے، درخت خشک ہو گئے، ان کا رنگ بدل گیا سرخ ہو گئے پس آپ اللہ تعالیٰ سے
دعا فرمائیں کہ باش برسائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ ہمارے لئے باش برسادے اس طرح دوبار فرمایا۔ اللہ
تعالیٰ کی قسم اس وقت حالت یتھی کہ ہمیں آسان میں بادل کا نشان تک دکھائی نہ دیتا تھا پس حضور اکرم ﷺ کے اس
فرمانے سے بہت عظیم بادل چھا گئے اور فی الفور برنسے لگا۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر سے اترے اور آپ نے نماز پڑھائی
پس جب لوئے تو باش بند نہ ہوئی اور دوسرے جمعے تک برستی رہی۔ جب دوسرے جمعہ کے روز حضور اکرم ﷺ ارشاد
فرمانے لگے تو لوگ چیخ اٹھے اور فریاد کی مکان گر گئے، زیادہ پانی کی وجہ سے راستے بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا
ما نگیں کہ وہ ہم سے باش کروک دے۔ حضور اکرم ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے اللہ تعالیٰ ہمارے گردونواح میں ہمارے
پر اور نہ ہم پر فوراً مدینہ سے بادل چھپت گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بادل کو انگلی کے اشارے سے ہٹنے کا
اشارة فرماتے بادل اسی طرح ہٹ جاتا باش ہمارے گردونواح میں برنسے لگی اور مدینہ منورہ پر ایک قطرہ باش کانہ گرتا۔
میں نے مدینہ منورہ کو دیکھا کہ گویا وہ تاج پہنے ہوئے ہے کیونکہ مدینہ منورہ کے ارد گرد بادل چھایا ہوا ہے اور مدینہ پر سورج
چمک رہا تھا جس کی کرنوں سے بادل مختلف رنگوں میں چمکتا نظر آ رہا تھا۔

فوائد

(۱) مشکل کے وقت مشکل کشائی کے لئے بارگاہ رسالت میں اجتماعی طور سے فریاد کرنا سنت ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

(۲) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا میں بھی شفاعت اور ہماری مشکل کشائی اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے اور آپ کا وسیلہ پکڑنے سے مخلوق کی پکار اور فریاد یقیناً سنی جاتی یہ اور یقیناً یقیناً مقبول ہوتی ہے۔

(۳) صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو براہ راست پکارنے کے بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی حاجت عرض کر کے حاجت روائی کے لئے آپ سے اتجہ کی جائے کہ حضور ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔

(۴) بارگاہ رسالت میں عرض معروض کے لئے قیام کرنا سنت ہے کہ صحابہ کرام بیٹھے ہوئے خطبہ سن رہے تھے مگر درخواست پیش کرتے وقت بیٹھے نہ رہے بلکہ کھڑے ہوتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ بیٹھے بیٹھے عرض کرو۔ کھڑے کیوں ہوں ہوا اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی علوشان کا مظاہرہ منثور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے اور جاننے کے باوجود کھلوق بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط کی مصیبت میں بتلا ہے ان پر رحم فرماء کر بارش نہ برسائی جب تک صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارگاہ رسالت میں مل کر فریاد نہ کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو شرف فرمایا۔

میں شار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زبان نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیان ہے جس کا بیان نہیں

خلاصہ

اے عجیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے کلام پر قربان جاؤں و یسے تو ہر ایک کو بولنے کے لئے زبان نصیب ہے لیکن کا آپ ہر سخن بے مثال ہے جس میں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں آپ کا ہر بیان ایسا ہے نظری بیان ہے کہ جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۲۳)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وہ جو انہیں کی جاتی ہے۔

وَ قَيْلِهِ يَرَبُّ إِنَّ هُوَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ (پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۸۸)

محبھے رسول کے اس کہنے کی قسم کا ہے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

فائدة

مولیٰ عزوجل کا حضورا کرم ﷺ کے قول مبارک کی قسم فرمانا حضورا کرم ﷺ کی دعا اور التجاء کے احترام کا اظہار ہے۔ (خزانہ العرفان)

علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ کی گفتگو کریمانہ، نہایت پاکیزہ اور علم و ادب، فصاحت و بلاغت، حق و صداقت اور لطف و محبت کا منبع و مظہر تھی۔ آپ کا کلام شیریں، حق و باطل میں فرق کرنے والا، واضح اور مبین اور ہر قسم کے عیوب یعنی افراط و تفریط، جھوٹ، غیبت، بدگوئی اور نخش کلامی وغیرہ سے منزہ اور پاک تھا گویا آپ کا کلام اڑی کے موئی ہیں جو گر ہے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۹)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

محمد بن عبد الرحمن زہری اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسی شخص نے غیر عربی میں بائیں الفاظ ”یار رسول اللہ ایدالک الرجل امراته“ والی حضورا کرم ﷺ نے جواب میں فرمایا ”نعم اذا كان مفلجا“ فقال له ابو بکر یار رسول اللہ ما قال لك وما قلت له قال انه قال ايماطل الرجل اهلle قلت له نعم اذا كان مفلسا قال ابو بکر یا رسول اللہ لقد طفت في العرب وسمعت فصحاء هم فما سمعت افصح منك قال ادبني ربی۔

حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے آپ سے کیا فرمایا؟ فرمایا اس نے مجھ سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر اداۓ قرض میں دیر لگادے تو جائز ہے میں نے کہا ہاں جب کوہ مفلس اور ندار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر بولے کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو سنائے لیکن میں نے آپ سے زیادہ فصح نہیں سن۔ حضورا کرم ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے سکھایا۔

(خاصیں کبریٰ جلد اصفہان ۶۳، زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو مکہ مکرمہ میں ایک کام ہے تم بکریوں کی حفاظت رکھنا یہ کہہ کروہ چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا خدا کی قسم

لقد سمعت قول الكهنة فما هو بقولهم ولقد وضعت قوله على اقراء الشعر فما يلائم على لسان أحد بعدي انه شعر والله انه لصادق وانهم لکاذبون.

(مسلم شریف، کتاب الفضائل جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، دلائل انبوت صفحہ ۲۰۸)

میں نے کاہنوں کا کلام سنائے ہے اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں کے ساتھ ملا کر دیکھا ہے میرے بعد بھی کوئی یہ نہ کہے گا کہ اس کا کلام شعر ہے خدا کی قسم وہ سچا ہے اور وہ لوگ جو اسے شاعر وغیرہ کہتے ہیں جھوٹے ہیں۔

یہ سن کر حضرت ابوذر غفاریؓ کے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور جب اپنے بھائی انبیاء کے پاس واپس آئے تو ان کے اسلام کی خبر سن کر حضرت انبیاء اور ان کی والدہ بھی ایمان لے آئے پھر تینوں اپنی قوم غفار میں آئے ان کو دیکھ کر ان کی آدمی قوم ایمان لے آئی جب حضور اکرم ﷺ ہجرت فرمائیں نے منورہ تشریف لائے تو باقی قوم بھی ایمان لے آئی اسی طرح قبیلۃ اسلم بھی مسلمان ہو گیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا

غفار غفرالله لها واسلم سالمها الله

یعنی اللہ تعالیٰ قبیلۃ غفار کو بخش دے اور قبیلۃ اسلم کو سلامت رکھے۔

قبیلۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

یزید بن رومان اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص جس کا نام قبیلۃ بن نسیہ تھا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سنائے اور آپ سے کئی باتیں دریافت کیں آپ نے ان کا جواب دیا اس نے وہ سب کچھ یاد کر لیا اور حضور اکرم ﷺ کے رسول برحق ہونے کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہو گیا پھر وہ قوم میں جا کر کہنے لگاے لوگوں بے شک میں نے روم کا نغمہ، فارس کا زمزمه، عرب کے اشعار، کاہن کی کہانیت اور ملوك حمیر کا کلام سنائے ہے مگر محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ وہ سچے نبی ہیں اس لئے تم میرا کہا مانو اور ان سے بہرہ ور ہو جاؤ۔ (طبقات

بن سحد

ضماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ضمادنا می (یمن کے قبیلہ) از دشنه سے مکہ میں آیا تو اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنائے کہ محمد کو جن ہے یا جنون تو اس نے کہا کہ میں ایسے بیماروں کا علاج اور منتظر جانتا

ہوں میرے ہاتھ سے بہت لوگ شفاء یا ب ہوئے ہیں مجھے دکھا دوہ کہاں ہے؟ لوگ اس حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر بیٹھا تو آپ نے اس وقت پڑھا

الحمد لله نحمسدہ و نستعينہ و نؤمِن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات

أَعْمَلُنَا مِنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلٌّ لَهُ وَمَنْ يَضْلِلُهُ فَلَا هَادِي لَهُ

واشہد ان لا إله إلا الله واشہد انی رسول الله

ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں نفس کی شرارتیں اور بُرے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جس کو وہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کا رسول برحق ہوں۔

ضماد نے سن کر کہا پھر پڑھیے حضور اکرم ﷺ نے دو بارہ پڑھا۔ ضماد نے کہا

وَاللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهْنَةِ وَقَوْلَ السَّحْرَةِ وَقَوْلَ الشَّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الْكَلْمَاتِ وَلَقَدْ

بَلَغْنَ قَامِوسَ الْبَحْرِ فَهَلْمِ يَدِكَ أَبَا يَعْكُبَ عَلَىِ الْإِسْلَامِ فَبِاعِيهِ (مسلم، احمد، بنیہی، خصائص کبری)

خدا کی قسم میں بہت سے کاہنوں، ساروں اور شاعروں کا کلام سن چکا ہوں لیکن ان کلمات کی مثل میں نے نہیں سنایا تو معاً ایک بحر خار اور دریائے بے کنار ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے میں دین اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کروہ مسلمان ہو گیا (اور وہ جو اس کو لائے تھے حیران و نادم ہو کر پھر گئے)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حل لغات

مفر، بھاگنے کی جگہ۔ مقر، قرار گاہ، ٹھکانہ۔

شرح

خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کا دروازہ یہی بارگاہ رسول ﷺ ہے اس کے سوانہ کہیں بھاگنے کی جگہ ہے اور نہ ہی کہیں قرار ملے گا جو اللہ تعالیٰ سے ہونا ہے وہ یہیں آکے ہونا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی ہر نعمت کے قاسم ہیں جو یہاں نہیں تو

یقین کرلو کہ ہاں اللہ تعالیٰ سے بھی کچھ نہ ملے گا۔

قرآن مجید

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۳)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تھارے حضور حاضر ہوں۔

عقیدہ صحابہ کرام

امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ نے صحابہ کرام و اسلاف صالحین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ترجمانی فرمائی

ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہی صحیحہ اور اسی عقیدہ پر تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت حضور اکرم ﷺ کے دربار سے ہی عطا ہوگی۔

احادیث مبارکہ کا مطالعہ رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بھی مشکل پڑتی تو باوجود یہ کہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے ”أَجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ“ اور ”أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّكُونَ“ مشکل پڑی تو بجائے خود دعا ملنے کے اور اللہ تعالیٰ کو عرض کرنے کے بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہو کر مشکل آسان کرتے۔ ہزاروں واقعات میں سے ایک واقعہ ملاحظہ ہوں

بارش ہی بارش

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی غزوہ عسیر (توبہ) کی کوئی نئی بات سنائیے آپ نے فرمایا کہ ہم ایک روز رسول ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے گرمی سخت تھی ہم ایک ایسی جگہ پر اترے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا اور ہماری پیاس سے یہ کیفیت تھی کہ جان لبوں پر آگئی اور جو پانی تلاش کرنے جاتا اس کے لئے ہم سوچتے رہتے کہ نامعلوم جان بچا کر آتا ہے یا نہیں اور شدت پیاس کی وجہ سے ہمارے بعض اونٹ کی تریخنگی نچوڑ کر پیتے اور تریخنگی سینہ سے چپکاتے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ حبیب ﷺ میں عرض کی

یار رسول الله ان الله قد عودك في الدعاء خيرا فادع لنا

یار رسول ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دعائے خیر کے پورا کرنے کا وعدہ فرمایا آپ ہمارے لئے دعائے خیر فرمائیے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”اتحب ذالک“ کیا آپ ایسے چاہتے ہیں عرض کی ہاں اس کے بعد کیا ہوا

فرفع رسول الله ﷺ یہ فلم یرجع حتی مالت السحاب فاظلت فامطرت حتی رؤ او ملئوا ماما هم
من الاوعية فذهبنا تنظر فلم نجدها جاوزت العسكر. (اعلام النبوة صفحہ ۱۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے تو ابھی ہاتھ نہ لوئے تھے کہ بادل اٹھا تو ہم پر سایہ کرنے لگا اور خوب برسا۔
یہاں تک تمام پیاسے سیر ہو گئے اور اپنے تمام برتن پُر کرنے لئے ہم باہر نکلے تو بارش صرف ہمارے لشکر تک ہی تھی اور بس۔

قاعدہ

نبی پاک ﷺ کا ہر فعل و قول تعلیم امت کے لئے ہوتا ہے بعض وقت کسی فعل و قول سے علم و اختیار کی نیکی کا وہ ہم پڑتا
ہے تو وہ غلط ہے مثلاً یہاں ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیاس کی شدت سے مذہل ہیں لیکن حضور اکرم ﷺ اپنا
اختیار عمل میں نہیں لاتے یہاں تک کہ منافقین نے طعن و تشنج بھی کی لیکن آپ خاموش رہے (ان کی تصریحات غزوہ توبوک کی
تفصیل میں ہے) اس میں صرف صبر کا سبق دینا مطلوب تھا اور صحابہ کا امتحان بھی جب دونوں امر و ارض ہو گئے اب صدایق
اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض پر اختیار کو استعمال فرمایا۔

عقیدہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس سے ثابت ہوا کہ سیدنا صدایق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی عقیدہ تھا کہ جو کچھ ملے گا حضور اکرم ﷺ سے ہی
ملے گا۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جرأتمیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

حل لغات

اہانتیں، اہانت کی جمع ہے بمعنی تو ہیں اور گستاخی۔ کھلے بندوں، کھلم کھلا، ظاہر، ڈنگے کی چوٹ، بے دھڑک، بے
خوف، ڈر ہو کر۔ جرأتمیں، جرأت کی جمع بمعنی دلیری۔ محمدی (امتی) ارے، حرف ندا اور تعجب ظاہر کرنے کے لئے بھی
استعمال کرتے ہیں جیسے ارے کیا ہوا لیکن یہاں گستاخ کوندا کر کے اسے یقین دلایا کہ ہاں ہاں تو بالکل امتی ہو سکتا ہی
نہیں۔

خلاصہ

نجدی، وہابی، دیوبندی حضور اکرم ﷺ کی کھلم کھلا گستاخیاں کر کے دلیری ایسی کہ پھر بھی کہتا ہے کہ کیا میں امتی

نہیں ہوں۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے جواب فرمایا ہاں تو ہرگز ہرگز امتنی نہیں۔

شرح

محمد بن عبد الوہاب اور اسماعیل دہلوی اور ان دونوں کے چیلے وہابی دینوبندی گروہ اپنی کتابوں میں بے دھڑک رسول اللہ ﷺ کی گستاخیاں لکھی ان کا مختصر سانحونہ ملاحظہ ہو

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے عقائد کی فہرست طویل ہے صرف ایک حوالہ حاضر ہے۔

شانِ نبوت و حضرت رسالت (علیٰ صاحبہا اصلوۃ والسلام) میں وہابیہ (مقلدین ابن عبد الوہاب) نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مثال ذاتِ سرور کائنات خیال کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان و فائدہ ان کی ذات پاک سے بعدوفات ہے ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لائھی ذاتِ سرور کائنات علیہ اصلوۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔

(الشہاب الثاقب، حسین احمد مردی، صفحہ ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵)

نجد کے عقائد و مسائل کے لئے "تاریخ نجد و حجاز" کا مطالعہ کیجئے۔

اسماعیل دہلوی

انگریز (برطانیہ) نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کو ترکوں کے خلاف کھڑا کیا چنانچہ بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح نے اکشاف کیا ہے کہ اگر کسی وقت شریف مکہ امیر فیصل برطانیہ کے خلاف ہو جائیں تو بنظر حفظ مالقدم ایک دوسرے پھٹوکو بھی تیار کر لیا ہے اور وہ ابن سعود ہے جسے ساٹھ ہزار پونڈ (۱۹ لاکھ روپیہ) سالانہ دینے جاتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت اس کو شریف کی جگہ پر بٹھا دیا جائے۔ (قاریر مسٹر محمد علی صاحب مطبوعہ غنی المطابع دہلی حصہ دوم صفحہ ۶۷)

اسی طریقہ پر یہاں ہندو پاک میں مولوی اسماعیل دہلوی کو انگریزوں نے کھڑا کیا اس نے نجدی کی کتاب التوحید کے رنگ میں تقویۃ الایمان میں وہی گستاخیاں دھرا کیں جو نجدی نے کتاب التوحید میں لکھیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر۔

نشہ توحید میں توهین رسالت

اس کی ہزاروں مثالیں ان کی تصانیف اور اہل سنت کی تردیدی تالیفات ہیں صرف چند حوالے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد کو آڑ بنا کر لکھتا ہے الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال

دیکھ کر علمِ محیط زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیلِ محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعتِ نفس سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت کی کون سی صیغہ ہے جس سے تمام نصوصِ رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ (براہین قاطعہ مولوی غلیل احمد آنیشخوی)

فائدة

توحید کے نشر میں کتنی بڑی گستاخی کر ڈالی۔ نیز لکھا کہ حضور اکرم ﷺ کو اپنی عاقبت کا علم ہے نہ دیوار کے پیچھے حضور اکرم ﷺ جانتے ہیں۔ خود فخر عالم ﷺ فرماتے ہیں
والله لا ادرى ما يفعل بي ولا بكم. (معاذ اللہ) (براہین قاطعہ)

فائدة

علم غیب اللہ تعالیٰ کے خاص ثابت کرنے پر توحید کی آڑ میں کتنی بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا۔
ترے آگے یوں ہیں دبے پچھے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حل لغات

دبے از دبنا، بوجھ تلے آنا، گرنا، چھپنا، ہٹنا، رکنا، شرما، سمشنا، ڈرنا۔ پچھے، جھکے

خلاصہ

اے عجیب خدا ﷺ آپ کے سامنے عرب کے بڑے بڑے نامور فصحاء شرما تے رہے اور آپ کی فصاحت کے آگے جھک گئے ایسے محسوس ہوتا کہ ان کے منہ میں زبان نہیں بلکہ پچھوتو ان کے جسم میں جان تک نہ ہی۔

شرح

نبی کریم ﷺ ذاتِ خداوندی کے مظہر اتم تھے آپ کو صوری و معنوی اور ظاہری و باطنی خوبیوں کا ایسا آئینہ بنایا گیا تھا جس کی مثل اس کائنات کا نگار خانہ زیبا کش میں عام انسان تو کیا پیغمبر اور انبیاء بھی فرد افراد اپیش نہیں کر سکے۔

حسنِ یوسف دم عیسیٰ یہ بیضاداری آنچہ خوبیان ہمہ در آند تو تھا داری

ان تمام خوبیوں کا بیک وقت کسی ایک مضمون میں احاطہ کرنا تو کجا کسی ایک خوبی پر زندگی میں سیر حاصل تبصرہ کرنا بھی ممکن نہیں کیونکہ

سفینہ چاہیے اس بحر بیکران کے لئے

میں یہاں آپ کی زبان و بیان کی بعض خوبیوں کا سرسری ذکر کروں گا جس سے یہ اندازہ کیا جاسکے گا کہ وہ سرز میں جس کے فصحاء و بلغاں کے آگے ساری دنیا گونی سمجھی جاتی تھی اور جس کی طلاقتِ لسانی کے مقابلے میں لب کشائی کی کسی کو مجال نہ تھے اس نے آپ کی آواز پر کس طرح لبیک کہی اور بڑے بڑے فصیح البيان شاعر جنہیں اپنی سحر البيانی اور قادر الکلامی پر نماز تھا آپ کے کلام و بیان کے آگے کیسے پر انداز اور بے بس ہو کرہ گئے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں مشرکین نے مدینہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی دیکھی تو اُسے دیکھنے کے لئے اہل الرائے جمع ہوئے اور یہ سوچنے لگے کہ حضور اکرم ﷺ کو ان کے مشن سے کس طرح باز رکھا جائے۔ ایک نے کہا کہ یہاں پہننا کر قید کر دو، دوسرے نے کہا خارج البلد کر دو۔

ان تجویزوں پر اہل مدینہ نے کہا کہ اس طرح تو آپ اپنے کلام کے زور سے قابل عرب کو سخر کر کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں گے گویا انہیں خوف تھا تو آپ کے کلام کی تاثیر سے جسے وہ اپنے خلاف استعمال ہونے والا مہلک ترین ہتھیار خیال کرتے تھے۔

قرآن حکیم میں پندرہ سجدہ تلاوت ہیں۔ واجنم پہلی سورۃ ہے جس میں سجدہ تلاوت ادا کیا گیا ہے اس سلسلہ میں جو واقعہ پیش آیا اس سے بھی حضور اکرم ﷺ کی مجرزہ میانی کا ثبوت ملتا ہے۔

چونکہ کفار حضور اکرم ﷺ کو ساحروں و مجنوں کے القاب سے پکارتے تھے اس لئے پہلے یہ بتایا گیا کہ تمہارے رسول بہکے ہوئے نہیں ہیں اور نہ اپنی جی سے بات کرتے ہیں۔ پھر نزولِ وحی کی کیفیت بیان کی، شرک و بدعت سے منع کیا، اگلے پیغمبروں کی تعلیمات کا ذکر کیا، نیک و بد اعمال کی سزا و جزا کے متعلق بتایا۔ پھر سوال کیا کہ اب بھی تمہاری آنکھیں نہیں کھلیں گی، کیا اب بھی اس کلام کا مٹھکہ اڑاؤ گے اس کے بعد فرمایا ہاں آنکھوں سے آنسو بہاؤ اور سجدہ میں گر پڑو۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ سجدہ کرتے ہیں اور آپ کے مانندے والے بھی سجدہ ریز ہو جاتے ہیں جب یہ فصیح العرب تقریر کر رہا تھا تو تمام مجمع ساکت و جامد تھا۔ اسی اثناء میں ایک بوڑھا جو آپ کا سخت مخالف تھا مٹھی میں خاک لئے اپنی جگہ سے اٹھتا ہے آپ کے قریب آتا ہے مشہد خاک پیشانی تک لے جاتا ہے اور پھر ایک دم سر جھکاتا ہے۔

فائدة

زبان و بیان کی تاثیر کے ان مناظر کی صحیح کیفیت وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنہیں کبھی کسی فصیح و بلیغ مقرر کی

دکش تقریر کا اثر سامعین پر مرتب ہوتے دیکھنے کا موقع ملا ہو۔

عربی کوام اللہ کہا جاتا ہے اس کی فصاحت و بلاحوت کا کوئی زبان مقابلہ نہیں کر سکتی۔ عربی شعراء نے جو گلہائے رنگارنگ اور جذبات نگاری کے جو نمونے پیش کئے ہیں وہ ہر زبان کی شاعری پر بھاری ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ظہور جس دور میں ہوا وہ بھی جادو و بیان شاعروں سے خالی نہ تھا اہل عرب بے پناہ ان کی قدر و منزلت کرتے تھے اور ان کے ایک ایک شعر پر ہزار جان سے فدا تھے۔

اس ماحول میں حضور اکرم ﷺ کا وہ نغمہ پچھیرنا جو عرب کی عام روایات سے ہٹ کر تھا اور جس سے ان کے معتقدات پر بھی کاری ضرب پڑتی تھی بڑا جرأۃ مندانہ اقدام تھا یقیناً اس میں نبوت کی کارفرمائی کو سب سے زیادہ دخل تھا لیکن اگر آپ کا کام صرف پیغام رسانی تک محدود رہتا اور زبان و بیان کے ذاتی جوہ آپ میں موجود ہوتے تو شاہد اہل عرب کو اپنی طرف متوجہ کرنا سخت مشکل ہوتا۔ اس قسم کی مشکلات آپ کو پھر بھی پیش آئیں اور اس سلسلے میں آپ کو بڑے بڑے امتحانوں سے بھی گذرنا پڑا لیکن فی الحقيقة اس دشوار گذار مرحلے کو طے کرنے میں آپ کی فصیح ابیانی بہت حد تک مددگار ثابت ہوئی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو مکہ مکرمہ میں ایک کام ہے تم بکریوں کی حفاظت رکھنا یہ کہہ کروہ چلا گیا۔ کچھ دیر کے بعد واپس آیا تو بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا خدا کی قسم

لقد سمعت قول الکهنة فما هو بقولهم ولقد وضعت قوله على اقراء الشعر فما يلتئم على لسان
احد بعدي انه شعر والله انه لصادق وانهم لکاذبون.

(مسلم شریف، کتاب الفہائل جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، دلائل النبوت صفحہ ۲۰۸)

میں نے کاہنوں کا کلام سنایا ہے اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں کے ساتھ ملا کر دیکھا ہے میرے بعد بھی کوئی یہ نہ کہے گا کہ اس کا کلام شعر ہے خدا کی قسم وہ سچا ہے اور وہ لوگ جو اسے شاعر وغیرہ کہتے ہیں جھوٹے ہیں۔

یہ سن کر حضرت ابوذر غفاری کے میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور جب اپنے

بھائی انہیں کے پاس واپس آئے تو ان کے اسلام کی خبر سن کر حضرت انہیں اور ان کی والدہ بھی ایمان لے آئے پھر تینوں اپنی قوم غفار میں آئے ان کو دیکھ کر ان کی آدمی قوم ایمان لے آئی جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت فرمادیں نورہ تشریف لائے تو باقی قوم بھی ایمان لے آئی اسی طرح قبیلہ اسلم بھی مسلمان ہو گیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا

غفار غفر اللہ لها واسلم سالمها اللہ

یعنی اللہ تعالیٰ قبیلہ غفار کو بخش دے اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے۔

حضرت یزید بن رومان اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیہ تھا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سننا اور آپ سے کئی باتیں دریافت کیں آپ نے ان کا جواب دیا اس نے وہ سب کچھ یاد کر لیا اور حضور اکرم ﷺ کے رسول برحق ہونے کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہو گیا پھر وہ قوم میں جا کر کہنے لگا اے لوگو! بے شک میں نے روم کا نفع، فارس کا زم زمہ، عرب کے اشعار، کاہن کی کہانت اور ملوک حمیر کا کلام سنایا ہے مگر محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ وہ سچے نبی ہیں اس لئے تم میرا کہا مانو اور ان سے بہرہ ور ہو جاؤ۔ (طبقات ابن سعد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ضمادنامی (یمن کے قبیلہ) از دشنهو سے مکہ میں آیا تو اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد کو جن ہے یا جنون تو اس نے کہا کہ میں ایسے بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں میرے ہاتھ سے بہت لوگ شفاء یا ب ہوئے ہیں مجھے دکھا وہ کہاں ہے؟ لوگ اس کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر بیٹھا تو آپ نے اس وقت پڑھا

الحمد لله نحمدہ و نستعينہ و نؤمِن به و نتوکل علیہ و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات

أَعْمَلُنَا مِنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضْلَلٌ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلَهُ فَلَا هَادِي لَهُ

وَاشْهَدُ إِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں نفس کی شرارتیں اور بُرے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جس کو وہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لا ائق نہیں اور میں اُس کا رسول برحق ہوں۔

ضمانے سن کر کہا پھر پڑھیے حضور اکرم ﷺ نے دو بارہ پڑھا۔ ضمانے کہا

والله لقد سمعت قول الکهنة وقول السحرة وقول الشعرا فما سمعت مثل هؤلاء الكلمات ولقد

بلغن قاموس البحر فهلم يدك أبایعک علی الإسلام فبایعه (سلم، احمد، بنہجی، خصائص کبری)

خدا کی قسم میں بہت سے کاہنوں، ساحروں اور شاعروں کا کلام سن چکا ہوں لیکن ان کلمات کی مثل میں میں نے نہیں سنایا تو معاً ایک بحر خار اور دریائے بے کنار ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے میں دین اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کروہ مسلمان ہو گیا (اور وہ جو اس کو لائے تھے حیران و نادم ہو کر پھر گئے)

فصاحت و بلافت کیا ہے؟

علمائے ادب نے فصاحت کی تعریف یہ کی ہے کہ لفظ میں جو حروف آئیں ان میں تنافر نہ ہو الفاظ غیر مانوس نہ ہوں قواعد حرفي کے خلاف نہ ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ لفظ درحقیقت ایک قسم کی آواز ہے اور چونکہ آوازیں بعض شیریں، دلاؤیں اور لطیف ہوتی ہیں جیسے طوطے اور بلبل کی آواز اور بعض مکروہ و ناگوار مثلاً کوئے اور گدھے کی آواز اس بناء پر الفاظ بھی قسم کے و قسم کے ہوتے ہیں بعض شستہ، سبک، سیریں اور بعض ثقیل، بحدے اور ناگوار۔ پہلی قسم کے الفاظ کو فصح کہتے ہیں اور دوسرے کو غیر فصح لیکن کلام کی فصاحت میں صرف لفظ کا فصح ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ جن الفاظ کے ساتھ وہ ترکیب میں آتے ہیں ان کی ساخت، بہت، نشت، سکی اور گرانی کے ساتھ اس کو خاص تناسب اور توازن ہو۔

حضور اکرم ﷺ کے تمام ارشادات اس معیار پر پورے اترتے ہیں آپ کے کسی فقرے میں کوئی جھول نہیں۔ الفاظ کی نشت و برخاست انگوٹھی میں نگینہ کی مانند ہوتی ہے اور الفاظ سے سینے سے معنی و مفہوم کے پیکر یوں جھلکتے ہیں جیسے ماہ نیم سے نور کر نہیں نمودار ہوتی ہیں اس کلام فصاحت السیام کا صحیح لطف تو وہی اٹھا سکتے ہیں جنہیں عربی زبان پر عبور ہے اور جو اس کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے ذوقِ لطیف کی دولت سے مالا مال ہیں۔

خلاصہ

متقدمہ فیصلہ ہے کہ آپ فصحِ اخلاق تھے اور فصاحت میں خارقِ عادت حد کو پہنچ ہوئے تھے آپ کے جوامِ الكلم، بدائع حکم، امثالِ سائرہ، درمنشوہ، قضایائے محکمہ و صایائے مبرمہ اور مواعظ و مکاتیب و مناشر مشہور آفاق ہیں۔

شہادات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سابق مضمون میں مخالفین اسلام کے چند واقعات عرض کئے اور ان پر حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کریمانہ ایسی اثر

انداز ہوئی کہ انہیں اسلام قبول کرنا پڑا۔ اب ذیل میں چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بیانات عرض کروں جو خود بھی فصحیج بلغ عرب تھے لیکن سرور عالم ﷺ کی فصاحت و بلافت کے گن گاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو حضور اکرم ﷺ سے زیادہ خوش آواز نہیں دیکھا علاوہ خوش آواز کے آواز میں ایک دلنشیں بلندی تھی جو ہر بڑے مجمع میں یکساں سب تک پہنچتی۔

باوجود یہکہ آپ نے کسی درس گاہ میں بیٹھ کر تعلیم حاصل نہ فرمائی تھی مگر زبان میں وہ تاثیر تھی کہ فصحائے عرب بھی دنگ رہ گئے ادھر ایک جملہ نکلا اور ہزاروں جانی دشمن بندے اور غلام ہو گئے۔ احادیث میں تو اتر کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ آپ نہایت فصح و شیریں بیاس تھے جو کوئی آپ کا کلام سنتا دیوانہ ہو جاتا۔

مواہب میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے لب مبارک اللہ کے تمام بندوں سے اچھے تھے۔ عادتِ شریفہ یہ تھی کہ لب اور دبانہ اچھی طرح کھول کر فصاحت ووضاحت سے گفتگو فرماتے یعنی کلام کے وقت یہ معلوم ہوتا کہ منہ سے نور بر سر رہا ہے۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے اسی حدائق شریف میں درودوسلام کے باب میں کیا خوب فرمایا
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلش بlags بلاقحوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کلام تمہارے کلام کی مانند نہ تھا کہ بوجہ عجلت سامع پر ملہتس ہو بلکہ آپ کا کلام واضح اور مبین ایسا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا۔ (شامل ترمذی)

حضرت ام معبد نے جو آپ کا حلیہ شریف بیان کیا ہے اس میں یوں ہے آپ کا کلام شیریں، حق و باطل میں فرق کرنے والا، نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ، گویا آپ کا کلام اسی اڑی کے موتی ہیں جو گر ہے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب)

فائدة

یہی امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی زبانِ اقدس نہایت پاکیزہ اور علم و اب، فصاحت و بلافت، حق و صداقت اور لطف و محبت کا منبع و مظہر تھی۔ آپ کا کلام شیریں، حق و باطل میں فرق کرنے والا، واضح اور مبین اور ہر قسم کے عیوب یعنی افراط و تفریط، جھوٹ، غیبت، بد گوئی اور فحش کلامی وغیرہ سے منزہ اور پاک تھا گویا آپ کا کلام اڑی کے موتی ہیں جو گر ہے ہیں۔ (زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۹۹)

زبان دان

نہ صرف عربی زبان بلکہ حضور اکرم ﷺ کو ہر زبان پر کامل دسترس اور فصاحت و بلاغت کا انتہائی مقام حاصل تھا۔

محمد شین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہوتا آپ کے حضور حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا تو آپ اسی بولی میں اس سے باتیں کرتے یہ آپ کی زبان میں خدا داد قدرت و قوت تھی۔ (شفاء شریف جلد ایک صفحہ ۳۲)

دلیل

آپ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اس لئے کہ آپ تمام مخلوق کی طرف سمجھ گئے تھے الہذا ضروری تھا کہ آپ کو تمام مخلوق کا علم دیا جاتا اور آپ تمام مخلوق کی زبانوں کے عالم ہوں۔ نہ نو نے ملاحظہ ہوں

علامہ شہاب الدین خنجری مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک دند کی صورت میں چند لوگ سر کا طبقہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ اس وقت مسجد حرام میں تشریف فرماتھے جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو آپ کو پہچان نہ سکے (کیونکہ آپ بادشاہوں کی طرح اتیازی شان سے نہیں بلکہ صحابہ میں مل جل کر بیٹھا کرتے تھے) تو ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں کہا "من اب وان اسیئن تم میں ران" رسول اللہ ہیں؟ حاضرین میں سے کوئی نہ سمجھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اشکدادر" یعنی آگے آگے آگے کروہ آگے اور اپنی بولی میں جو جو پوچھتے رہے آپ اس کا جواب ان کی بولی میں ہی دیتے رہے جس کو وائے ان کے صحابہ کرام میں کوئی نہ سمجھا آخر انہوں نے آپ کو اللہ کا رسول برحق تسلیم کیا اور بعد از قبولِ اسلام اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ (شیم الریاض، مواہب الدنیہ)

محمد بن عبد الرحمن زہری اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسی شخص نے غیر عربی میں باہیں الفاظ "یار رسول اللہ ایدالک الرجل امراته" نوال کیا حضور اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا "نعم اذا كان مفلجا"

فقال له ابو بکر یار رسول اللہ ما قال لك وما قلت له قال انه قال ايماطل الرجل اهله قلت له نعم اذا كان مفلسا قال ابو بکر یا رسول اللہ لقد طفت في العرب وسمعت فصحاء هم فما سمعت افصح منك قال ادبني ربی۔

حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کیا رسول اللہ اس نے آپ سے کیا فرمایا؟ فرمایا اس نے مجھے سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر ادا کئے قرض میں دیر گا دے تو جائز ہے میں نے کہا ہاں جب کوہ مفلس اور ندار ہو۔ یہ سن کر حضرت

ابو بکر بولے کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو سنائے لیکن میں نے آپ سے زیادہ فصح نہیں سن۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے سکھایا۔

(خاصیتِ کبریٰ جلد اصفہن ۲۳، زرقانی علی المواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

امام حلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شواہد النبوت سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے اور اپنا کلام سنانا شروع کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ایک یہودی کو بطورِ ترجمان طلب کیا (جونا جزا اور فارسی زبان کا عالم تھا) اس نے حضرت سلمان کا کلام سنا حضرت سلمان نے اپنے کلام میں حضور اکرم ﷺ کی تعریف اور ان لوگوں کی برائی کی تھی جو لوگوں کو حضور اکرم ﷺ کے پاس جانے سے روکتے تھے مگر ترجمان یہودی نے یہ سمجھ کر حضور اکرم ﷺ تو فارسی جانتے نہیں کہا اے محمد! یہ سلمان تو آپ کو بُرا کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ تو ہماری تعریف اور ان کا فروں کی بُرا کی کر رہا ہے جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ یہ سن کر

فقال اليهودی يا محمد قد كنت قبل هذا اتهمك والآن تتحقق عندي انك رسول الله وشهادان

لا إله إلا الله وأشهد انك رسول الله (سیرۃ الحلبیہ جلد اصفہن ۱۸۲)

اس یہودی نے کہا کاے محمد ﷺ بے شک اس سے پہلے تو میں آپ کو بُرا جانتا تھا مگر اب میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لاائق نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے جبریل امین سے فرمایا کہ سلمان کو عربی سکھا دو۔

فقال قل له ليغمض عينيه ويفتح فاه ففعل سلمان فتفل جبريل في فيه فشرع سلمان يتكلم بالعربي الفصيح. (سیرۃ الحلبیہ جلد اصفہن ۱۸۲)

تو جبریل نے فرمایا آپ سلمان سے کہیئے کہ وہ آنکھیں بند کر لیں اور منہ کھول دیں انہوں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے ان کے منہ میں اپنا العاب ڈالا تو پس حضرت سلمان نے فصح عربی بولنی شروع کر دی۔

فائدة

یہ باب خاصہ طویل ہے اور فصحائے عرب و بلغائے زمن کو دم مارنے کی سک کہاں جبکہ بولنے والے جبیب پاک ﷺ کی زبان پروہ بوتا ہے جو ہر بولی کا خالق و مالک ہے۔ اسی لئے تو حضور اکرم ﷺ کو اپنی زبان پر نماز ہے۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ تحدیث نعمت کے طور پر خود اشارہ فرماتے ہیں

انا افصح العرب بعشت بجواح الكلم

میں فصح ترین عرب ہوں میں کلماتِ جامعہ لے کر مجموع ہوا ہوں۔

محبوبانہ انداز و عظ

اعلیٰ درجہ کے بولنے والے کے لئے متعدد امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ آواز کا شیریں ہونا، کلام کا مختصر اور جامع ہونا اور تنافر حروف، ضعف تایف، غرابت مخالفت، قیاس لغوی سے خالی ہونا اور گفتگو کا متفقeni حال کے مطابق ہونا اور ہر شخص کی فہم کے مطابق بات کرنا۔

اگر رحمت عالم ﷺ کی گفتگو، آواز، اس کی شیرینی دلاؤیزی، طرز بیان اور فصاحت و بلاغت پر تبصرہ کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں یہاں ہم خطبہ کے آخری اور مہتمم بالشان جز جس کو اثر انگیزی سے تعبیر کرتے ہیں اس کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں کیونکہ اسی جزو کو حضرت موسیٰ کی دعا سے شدید لگاؤ ہے۔

وعظ نبوی ﷺ کی اثر انگیزی

خطباتِ نبوی کی اثر انگیزی اور رفتار حقیقت مجھہ تھی پھر سے پھر دل بھی حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتا تھا مکہ معظمه میں ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے سورہ والجنم کی آیتیں تلاوت فرمائیں تو یہ اثر ہوا کہ آپ کے ساتھ مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے سرکش اور سخت دل کفار بھی سجدہ میں گر پڑے۔ (بخاری)

مکہ میں ایک شخص خمادنامی جو جھاڑ پھونک کرنا جانتے تھے اے اور یہ سن کر کے نعوذ بالله آپ ﷺ کو جنون ہے بغرض علاج آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے سامنے ایک مختصر سی تقریر فرمائی انہوں نے عرض کی ذرا پھر دھرا یے۔ حضور اکرم ﷺ نے وہی تقریر کی بار دھرائی تو اخیر میں خمادنے کہا

وَاللَّهُ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهْنَةِ وَقَوْلَ الشَّعْرَاءِ فَمَا سَمِعْتَ مِثْلَ هَؤُلَاءِ الْكَلْمَاتِ۔ (رواہ مسلم)

خدا کی قسم میں نے شاعروں، کاہنوں اور ساحروں کے کلام نے ہیں لیکن یہ تو چیز ہی اور ہے۔

ایک دفعہ نو مسلم قبیلہ بھرت کر کے مدینہ آیا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی امداد کی ضرورت سمجھی۔ مسجد نبوی میں جمع کے روز لوگ جمع ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا جس میں یہ آیت بھی تلاوت فرمائی

يَأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّمَا

اے لوگوں اپنے رب سے ڈرو۔

اس کے بعد فرمایا درہم، کپڑا، غلہ بلکہ چھوہارہ کا ایک ٹکڑا جو ہوراہ خدا میں دو۔ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت جو تھی وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے تاہم حضور اکرم ﷺ کی رفت انگلیز اور موثر تقریر نے یہ اثر کیا کہ جس کے پاس جو کچھ تھا دے دیا، بعض نے اپنے کپڑے تک اتار دیئے، کسی نے گھر کا غلہ حاضر کر دیا، ایک انصاری اپنے گھر سے اشرافیوں کا توڑا اٹھالائے جو اس قدر بھاری تھا کہ ان سے مشکل سے اُٹھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے سامنے غلہ اور کپڑے کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔ (رواه مسلم)

خلاصہ یہ کہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک خطبات میں اس درجہ کا اثر تھا کہ جب دو قبیلوں میں اشتعال پیدا ہوتا تو سرکار کے چند فقرے جوشِ محبت کا دریا بہادیتے۔

غزوہ ندر سے پہلے ایک دفعہ جب آپ ﷺ سوار ہو کر نکلے مسلمان اور منافقین سمجھا بیٹھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے تو سلام کیا مگر منافقین نے ایک گستاخانہ فقرہ استعمال کیا یہ چنگاری تھی جس نے سارے خرمن کو آگ لگادی۔ قریب تھا کہ جنگ وجدل برپا ہو جائے مگر حضور اکرم ﷺ کے چند الفاظ مبارکے نے اس آگ پر پانی ڈال دیا سلام علی جماعة فيها المسلم والكافر۔ (بخاری شریف)

اس جماعت پر سلام جس میں مسلم و کافر ہیں۔ واقعہ افک میں اوس و خزر ج میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ خاص مسجد نبوی میں تواریں نیام سے نکل پڑیں۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ فرماتھے اپنے سلسلہ تقریر کو جاری رکھا جس کا اثر یہ ہوا کہ محبت و شفقت کی لہریں پھر جاری ہو گئیں۔ (صحیح بخاری، قصہ افک)

غزوہ مصطلق سے واپسی پر ایک واقعہ پیش آیا۔ مہاجرین و انصار میں شدید اشتعال پیدا ہوا قریب تھا کہ دست و گریاں ہو جائیں۔ سید عالم ﷺ کو اطلاع ہوئی آپ تشریف لائے اور اس طرح تقریر فرمائی کہ چند محوں میں مہاجرین و انصار شیر و شکر تھے۔ (بخاری)

وعظ و نصیحت کے اثرات

وعظ و نصیحت میں جو خطبات حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے تھے ان کی اثر انگلیزی کا یہ عالم تھا کہ انسان تو انسان جہادات بھی مورث ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک صحابی حضور اکرم ﷺ کے خطبه کی تصویر ان الفاظ میں کھنچتے ہیں

وعظ لنا رسول الله ﷺ يو ما بعد الصلوة الغداة موعظة بلغة ذرفت منها العيون وجلت منها القلوب. (ترمذی)

صحح کی نماز کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ایسا موصیٰ اور بیخ و عظ فرمایا کہ آنکھیں اشک ریز ہو گئیں اور دل کانپ آئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک اور مجلس وعظ کی تاثیر کی کیفیت یوں بیان فرمائی

قام نبینا رسول الله ﷺ خطیباً فذ کر فتنۃ القبر التی یفتن بها المرء فلما ذکر ذالک صاح
المسلمون صیحة. (بخاری)

حضور خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں فتنۃ قبر جس میں انسان کی آزمائش ہو گی بیان فرمایا تو مسلمان چیخ آئے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے خطبہ دیا اور

آپ کی زبانِ اقدس سے یہ الفاظ نکلے

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے

یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے اور پھر جھک گئے لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ جو جہاں تھا وہیں سر جھکا کروانے

لگا۔ راوی کہتے ہیں ہمیں بھی ہوش نہ رہا کہ حضور اکرم ﷺ نے قسم کس بات پر کھار ہے ہیں۔ (سنن النسائی کتاب الزکوة)

حضور اکرم ﷺ نے اثنائے تقریر میں فرمایا لوگوں جو میں جانتا ہوں وہ تم بھی جانتے تو ہستے کم روٹے زیادہ۔ اس

مبارک فقرہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ منہ میں کپڑے ڈال کر بے اختیار رونے لگے۔ (صحیح بخاری)

امام ابو نعیم و بیزانہ ابن عدی حضرت ابن عمران سے راوی وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے منبر پر جلوہ

فرما ہو کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی

مَا قَدْرُوا اللَّهُ حَقُّ قَدْرِهِۚ (پارہ ۷۱، سورہ الحج، آیت ۲۷)

اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی

جب زبانِ اقدس سے یہ الفاظ نکلے تو لکڑی کے منبر سے یہ آواز آئی

قال المنبر هذا فجاجة و ذهب ثلاث مرات. (خاص انص جلد ۲ صفحہ ۷۷)

ایسا ہی ہے یعنی صحیح فرمایا ہے پھر منبر تین مرتبہ آگے پیچھے ہوا۔

امام احمد و مسلم ونسائی و ابن ماجہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی فرماتے ہیں کہ میں نے سا حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نبیر پر تشریف رکھے ہوئے فرمائے تھے

یا خذہ الجبار سموتہ وارضہ بیدہ ثم یقول انا الجبار این الجبارون این المتكبرون ویتقبل عن یمینہ

ویسارہ

قیامت کے دن زمین و آسمان اللہ کی مٹھی میں ہوں گے۔ جبار فرمائے گا متنکرین کہاں ہیں، جبارین کہاں ہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے جاتے تھے اور دائیں باکیں مائل بھی ہوتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کے جلال سے حتی نظرت الی المنبر متحرک من اسفل شیی منه حتی انی اقول اساقط هو بر رسول الله.

(خاصص جلد ۲ صفحہ ۷۷)

قدم پاک کے نیچے منبر حرکت کر رہا تھا اور منبر اس قدر متحرک ہوا کہ ہمیں یہ کہنا پڑا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر زمین پر آرے گا۔

فائدة

امام الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں کمال عطا ہوا تھا جو کسی نبی و رسول میں نہ تھا اور آپ میں وصفِ گفتگو اس درجہ کا تھا جسے امام احمد رضا قدس سرہ نے بتایا کہ

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

وہ شرف کہ قطع ہیں نسبتیں وہ کرم کہ سب سے قریب ہیں
کوئی کہہ دو یا سو امید سے وہ کہیں نہیں وہ کہاں نہیں

شرح

شراحت و بزرگی میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم منفرد ہیں کسی کو بھی آپ سے کوئی مساویانہ نسبت نہیں تمام نسبتیں اس مسئلہ میں بالکل منقطع ہیں ہاں آپ کا کرم وفضل ہر ایک کو قریب ہے۔ اب یا س (نامیدی) اور امید دنوں کو کہہ دو کہ تم دنوں میں سے ہر ایک کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے۔ یا س (نامیدی) کو اول مسئلہ میں اور امید کو مسئلہ دوم میں۔

مسئلہ اول

- نبی پاک، شریلواک ﷺ کی منسوب شے دوسری تمام خلوق سے اسی نسبت سے افضل و اشرف ہوگی۔
- (۱) آپ کے صحابہ کرام و آل عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے کسی نبی علیہ السلام کے صحابی و آل کہاں۔
 - (۲) آپ کی کتاب (قرآن) جیسی کتاب کہاں جب کوہ بھی کتب الہیہ تھیں مثلاً تورات و انجیل، زبور، صحف وغیرہ۔
 - (۳) آپ کی امت جیسی دوسری امم کہاں وغیرہ وغیرہ۔

مسئلہ ثانی

حضورا کرم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اس لئے ہر ایک یہاں تک کہ ابلیس نے اس سے حصہ پایا مختصر اعرض ہے
ملائکہ کرام میں سے جبریل علیہ السلام کا بیان

حضورا کرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کیا میری رحمت سے تم کو بھی کچھ حصہ ملا ہے؟
عرض کرتے ہیں ہاں!

كَتَ أَخْشِيَ الْعَاقِبَةَ فَامْنَتْ لِشَاءِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى بِقُولِهِ ذُي قُوَّةٍ إِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٌ
مُطَاعٍ ثُمَّ أَمِينٌ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ التکویر، آیت ۲۱، ۲۰)

میں اپنے انجام و آخرت سے ڈرتا تھا اللہ تعالیٰ نے میری مدح میں یہ آیتہ کریمہ ”جو قوت والا ہے مالکِ عرش کے حضور
عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے۔“ آپ پر نازل ہوئی فرمائی تو اب بے خوف ہوں۔

مومن و کافر پر رحمت

حضرت فقیر ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین میں عام جن و انس پر رحمت کرنا مراد
ہے۔ ایک روایت میں ہے اس سے تمام کائنات و مخلوقات پر رحمت فرما ہے، مومنین کے لئے رحمت، ہدایت کرنا ہے اور
منافقین کے لئے رحمت قتل سے محفوظ رکھنا ہے اور کافرین پر رحمت یہ ہے کہ ان پر عذاب میں تاخیر کی جائے (کتاب وہ دنیا
میں عذاب عام سے محفوظ ہیں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ مومنین و کافرین کے لئے رحمت ہیں کیونکہ
پھر ان امتوں کی طرح جنہوں نے اپنے نبیوں کی تکذیب کی تھی دنیا میں عذاب عام سے بچانے گئے ہیں۔

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو وہ نکوئی کی بھی ہے آردو
مگر اے مدینے کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

حل لغات

خلد (بضم الحاء) جنت، بہشت، دامُم، ہیئتگلی۔ نکو (خوب، اچھا) آردو، عزت، بزرگی، حیثیت، نام، نیک نامی،
ٹھاٹ، شہرت، شان و شوکت وغیرہ۔ سماں، وقت زمانہ، موقع، محل، لطف، جو بن، اچھی فصل۔

شرح

کون کہتا ہے کہ بہشت خوب نہیں بلکہ وہ تو تمام خوبیوں کی عزت و آردو ہے لیکن جسے مدینہ پاک کی آرزو ہے اس
کی نظروں میں بہشت کی وقعت نہیں اس لئے بہشت میں محبوب رحمٰن ﷺ

قریبست از کجا تا کجا

اس تمام مضمون کو کسی نے ایک مرصودہ میں سمیا ہے
فردوس سے پوچھو کہ مدینہ کیا ہے

جنت و مدینہ پاک میں موازنہ

نقیر نے اسی شعر میں تحقیق پردازی ہے کہ مدینہ پاک کے معروف مقامات بہشت میں منتقل کئے جائیں گے
باخصوص ریاض الجنتہ تو محققین کے نزدیک لازماً جنت میں ہی جائے گا۔ (وفا الوفاء و جواہری البحار وغیرہ)

اور ریاض الجنتہ صرف اسی ایک ٹکڑے کا نام عرف میں ہے ورنہ حدیث شریف میں ہے کہ مسجد نبوی تمام کی تمام
ریاض الجنتہ ہے اور مسجد نبوی کے متعلق بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ تا قیامت مسجد میں اضافہ ہوتا جائے تب بھی مسجد
نبوی کھلائے گی خواہ صنعتاً تک بھی چلی جائے۔ ہم اپنے دور ۱۵۲۳ھ میں آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ
کے دورِ اقدس کا تمام مدینہ مسجد نبوی ہے۔

نکتہ

دور زمانہ کی گردش اہل مدینہ میں وہ تقویٰ وہ طہارت اور ادب و عشق کا فقدان یا کم از کم کی واقع ہو گئی تو صحابہ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اقامت گاہیں ایسی خرابیوں و غلطیوں کے لا ائق نہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ
کے یاروں کی نشست گاہوں کو بوجہ گاہ بنا دیا۔ کل قیامت میں یہ بھی بہشت کا ایک حصہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ جہاں رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رونق افروز ہوں گے وہ بہشت کے دیگر حصوں سے ممتاز اور بلند و بالا مقام متصور ہو گا۔ اسی لئے جنت الفردوس ہو یاد دیگر جنتیں سب ہیں ثار مدد پسہ پر اگر زاہد کو جنت کی طلب ہے تو ہم غریبوں کو مدینہ چاہیے۔

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہای
بنے صحیح تاثیش مہر سے رہے پیش مہر یہ جان نہیں

شرح

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے ہرشے عیاں ہے آپ کے جلوہ میں ہی سب پوشیدہ ہیں۔ صحیح کی روشنی سورج سے تو ہے لیکن اسے تاب و تواں کہاں کوہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے دم مار کے

ترک و تاجیک و عرب هندوئی تو شش جہت روشن زتاب روئے تو

مهر رات نویر قلب تو ضیاء ماه را مہر رخت نور و بہا

شش جہات آپ کے رُخ انور سے تابان ہیں ترک ہوتا جیک ہو عرب ہوتا مام آپ کے غلام ہیں۔

چاند کو آپ کے چہرہ اقدس سے نور اور رونق نصیب ہے سورج کو بھی روشنی نصیب ہے تو آپ کے قلب اطہر کی ضیاء سے۔

ہر گلہر شجر میں

اس موضوع پر متعدد حوالے اور تحقیقی مقالے اسی شرح حدائق جلد دوم میں آچکے اور اس جلد سوم میں بھی متعدد مقامات پر بحث ہو گئی۔ یہاں صرف ایک حوالہ پر اتفاق کرتا ہوں تفسیر روح البیان جلد اصفہان ۵۲۸ میں ہے

واعلم ان الله تعالى بعث النبي ﷺ نور و انه تعالى سمى نفسه نوراً بقوله تعالى "الله نُور السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضِ" وسمی الرسول نوراً لأن اول شيء اظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم كان نور

محمد ﷺ كما قال اول ما خلق الله نوري ثم خلق العالم بما فيه من نوره

بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی نور رکھا "اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ

وَالْأَرْضِ" اور پہلی شے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور عدم کے اندر ہرے سے اپنے نور قدرت سے ظاہر کیا۔ وہ حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک تھا جیسا کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو شے سب سے اول پیدا فرمائی

وہ میر انور ہے پھر اس نور پاک سے دنیا و ما فیہا کو بیدا کیا۔

وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

شرح

اس شعر کا ایک ایک جملہ شرح کے لئے دفاتر چاہتا ہے
چھوڑوں تو خوفِ طوالت ہے
لکھوں تو خوفِ طوالت ہے
مشتے نمونہ از خروارے کچھ عرض کردوں۔

وہی نورِ حق

قرآن مجید کی چند آیات مع قفایر
قدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَّ كَيْبَطْ مُبِينٌ^۵ (پارہ ۶، سورہ المائدہ، آیت ۱۵)
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

فائده

اس آیت کریمہ میں کلمہ ”نور“ ہے اس سے مراد بنی کریمہ ﷺ کا وجود اظہر ہے۔ دیکھئے تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۲۷ ”قدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ“ یعنی ”محمدؐ ﷺ“ بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ۔ تفسیر جلالیں شریف صفحہ ۷۹ ”قدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ“ ہو نور النبی ﷺ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نور نبی کریم ﷺ ہیں۔ روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۸ ”قدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ“ عظیم وہ نور الانوار والنبی المختار ﷺ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بہت بڑا نور وہ نور الانوار نبی مختار ﷺ ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں ”اما نورہ علیہ السلام فهو في غایة من الظهور شرقاً و غرباً“ اول ما خلق اللہ نورہ و سماہ فی کتابہ نبی کریم ﷺ کا نور مشرق و مغرب میں انتہائی طور پر چمک رہا ہے اور سب سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ حضور اکرم ﷺ کا نور ہے اور قرآن کریم نے ان کو نور فرمایا۔ مطالع امسراں صفحہ ۲۲۰ ”نورہ علیہ الحسنی والمعنی ظاهر واضح لمعنی“ حضور اکرم ﷺ کا نور حسنی اور معنی واضح ہے۔ تفسیر صاوی صفحہ ۲۳۹ میں ہے ”انہ اصل نور حسنی و معنی لمعنی“

حضورا کر مصلی اللہ علیہ وسلم ہر نورِ حسی اور معنوی کا اصل ہیں۔ تو تمام نبیوں، رسولوں، فرشتوں، لوح، قلم، عرش، کرسی، چاند، سورج اور ستاروں کے انوار اسی نورِ محمد ﷺ کے پرتو ہیں۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ (۸۹۸ھ/۱۳۲۵ء) فرماتے ہیں

هم از لوح و قلم تا عرش و کرسی
از ان نور است گر تحقیق پرسی

ان کے علاوہ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، تفسیر مدارک جلد اصحفہ ۲۱۷، تفسیر روح البیان جلد اصحفہ ۵۲۸، تفسیر کبیر جلد ۲

صفحہ ۳۹۵، شفاء شریف وغیرہ میں اس نور سے مراد حضورا کر مصلی اللہ علیہ وسلم ہر مراد ہیں۔

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِمَثُلُ نُورِهِ كَمِشْكُوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۲۵)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کا اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔

اس آیت میں ”مَثَلُ نُورٍ“ سے حضورا کر مصلی اللہ علیہ وسلم کا وجہ اطہر مراد ہے۔ (تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صفحہ ۱۰۶)

جاءَ ابْنُ عَبَّاسَ إِلَى كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَقَالَ حَدَّثَنِي مِنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِمَثُلُ نُورٍ مِثْلُ نُورِهِ مَثْلُ مُحَمَّدٍ" وَقَالَ عَلَى ابْنِ الْحَسَنِ الْأَزْدِيِّ قَالَ ثَابَتَ حِسَابِيْ بِإِيمَانِهِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْمَغِيرَةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّاِرِ فِي قَوْلِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (تفسیر خازن و معالم التزیل جلد ۵ صفحہ ۲۳)

مثل نورہ ہو محمد ﷺ قال سعید بن جبیر والضحاک ہو محمد ﷺ

شفاء شریف جلد اصحفہ ۱۰، تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۲۲۲، تفسیر نبوی، تفسیر محمدی جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس، کعب احبار، سعید بن جبیر، کہل بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں

المراد بالنور الثانی هنا نور محمد ﷺ و قوله تعالى مثل نورہ ای نور محمد ﷺ

کے نورِ ثانی سے مراد اللہ کے قول میں محمد ﷺ کا نور ہے۔

ظل رب

بعنی رب کا سایہ اللہ تعالیٰ سایہ سے پاک اور منزہ ہے اس سے مراد بادشاہ عادل ہوتا ہے اور حضورا کر مصلی اللہ علیہ وسلم تو بادشاہوں کے شہنشاہ ہیں اسی لئے بطریق اولیٰ ظلِ رب ہیں لیکن یہاں اللہ تعالیٰ کا مظہر اتم و اکمل مراد ہیں یعنی حضورا کر مصلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے مظہر ذات و صفات ہیں۔

قرآن مجید

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وادیٰ طویٰ پر پہنچ تو آواز آئی

إِنَّى أَنَا رَبُّكَ (پارہ ۲۶، سورہ طہ، آیت ۱۲) بیشک میں تیر ارب ہوں۔

يَمُوسَى إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (پارہ ۱۹، سورہ نہمل، آیت ۹)

اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا۔

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَرَّكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمُوسَى إِنَّى أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (پارہ ۲۰، سورہ القصص، آیت ۳۰)

برکت والے مقام میں پیڑ سے کہاے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔

فائدة

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر بزر درخت میں آگ دیکھی تو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوایہ کسی کی قدرت

نہیں اور بیشک اس کلام کا اللہ تعالیٰ ہی متكلّم ہے یہ بھی منقول ہے کہ یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف گوش مبارک

ہی سے نہیں بلکہ اپنے جسم اقدس کے ہر جزو سے سنا۔ (خزانۃ العرفان)

ہم اس مسئلہ کو حدیث قدسی مع شروح ذرا تفصیل سے عرض کرتے ہیں۔

حدیث قدسی شریف

یہ حدیث شریف بخاری شریف باب التواضع کے علاوہ دوسرے ابواب میں اور دیگر کتب احادیث میں بہترین

سن� سے مردی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے میرے ولی سے عداوت و بغض و کینہ رکھا

میں نے اسے اعلانِ جنگ فرمایا ہے جن چیزوں سے بندہ مجھ سے قریب ہوتا ان میں سب سے زیادہ محظوظ شے میرے

نزدیک فراپس ہیں اور میرا بندہ نوافل سے میری طرف ہمیشہ قربت حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محظوظ

بنالیتا ہوں

فَإِذَا أَحَبَبْتَهُ فَكُنْتَ سَمْعَةَ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصْرَهُ الَّذِي يَبْصِرُ بِهِ وَرِجْلَهُ الَّتِي

يَمْشِي بِهَا وَأَنَّ سَائِلَنِي لَا عَطِينِهِ وَلَئِنْ اسْتَعَاذْنِي لَا عِذْنِهِ.

پس جب میں اسے بنالیتا ہوں تو میں اس کی سمع بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس

سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے چلتا

ہے اگر مجھ سے مانگے میں عطا کرتا ہوں اگر وہ پناہ مانگے تو پناہ دیتا ہوں۔

فائدة

اس قدسی حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بندہ قرب الہی پا کر خود کو ذاتِ حق تعالیٰ کے سامنے فنا کر دیتا ہے اس کے ظاہری جسم و صورت کے علاوہ باقی کچھ نہیں رہتا یہیے بندے کو فانی فی اللہ باقی باللہ کہا جاتا ہے۔ بظاہر بندہ متصرف محسوس ہوتا ہے درحقیقت اس کا متصرف حق اللہ خود ہوتا ہے۔ پیشوایان اسلام نے بھی یہی فرمایا ہے۔

اقوال العلماء والمشائخ

حضرت امام شیر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

هذا الخبر يدل انه لم يبق في سمعهم نصيب لغير الله ولا في بصرهم ولا فيسائر اعضاءهم اذ لو
بقي هناك نصيب لغير الله تعالى لما قال انا سمعه وبصره

ولهذا قال علي بن ابی طالب کرم الله وجهه والله ماتلعت باب خیر بقوة جسد انية ولكن بقوه
ربانية وذلك لأن علياً كرم الله وجهه في ذلك الوقت انقطع نظره عن عالم الاجساد واشرقت
الملائكة بانوار عالم الكبriاء فتقوى روحه وتشبه بجواهر ارواح الملائكة وتلالات فيه اصوات
عالم القدس والعظمة فلا جرم حصل له من القدرة ما قدر بها على ما لم يقدر عليه غيره.
بارگاہ الہی کی آنکھوں، کانوں بلکہ تمام اعضاء میں اللہ کے سوا کسی غیر کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر غیر کے
لئے کوئی حصہ باقی ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ کبھی نہ فرماتا کہ میں خود اس کی سمع و بصر بن جاتا ہوں۔

اسی بناء پر حضرت علی نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے خیر کا دروازہ جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ رباني طاقت سے اکھڑا تھا
کیونکہ حضرت علی کی نظر اس وقت عالم اجسام سے منقطع ہو چکی تھی اور ملکی قوتوں نے حضرت علی کو عالم کبریا کے نور سے چمکا
دیا تھا جس کی وجہ سے ان کی روح قوی ہو کر روح ملکیت کے جواہر سے مشابہ ہو گئی تھی اور اس میں عالم قدس و عظمت کے
انوار چکنے لگے تھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں وہ قدرت حاصل ہو گئی جوان کے غیر کو حاصل نہ تھی۔

اگرے فرماتے ہیں کہ یہ چیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اپنے مولیٰ کی
طاعت و بندگی پر ^{نیکی} اور استقامت اختیار کرتا ہے

بلغ المقام الذي يقول الله كنت له سمعا و بصرًا فإذا صار نور جلال الله سمعا له سمع القريب

والبعيد اذا صار ذلک النور بصر الله راى القریب والبعيد اذا صار ذلک النور يد الله قدر على التصرف في الصعب والسهل والبعيد والقریب. (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۸۷، ۶۸۸)

تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے "کنت له سمعاً وبصراً" ہے جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک آوازوں کو سن لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو یہ بندہ مشکل اور آسان، دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

علامہ محمود آلوی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

وذکروا ان من القوم من يسمع في الله ولله وبالله ومن الله جل وعلا ولا يسمع بالسمع الانسانی بل يسمع بالسمع الربانی كما في الحديث القدسی كنت سمعه الذي يسمع به.

(روح المعانی، پارہ ۲۱، صفحہ ۱۰۲)

اہل معرفت نے بیان کیا ہے کہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ میں، اللہ کے لئے، اللہ کے ساتھ، اللہ سے سنتے ہیں اور وہ سمع انسانی کے ساتھ سمع ربانی کے ساتھ سنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی "كنت سمعه الذي يسمع به" ہے۔

امام شعرانی نے اس سے بھی بڑھ کر واضح انداز میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلع فرمادیا ہے کہ جب وہ کسی بندے کو محظوظ بنالیتا ہے تو وہ اس کی سمع و بصر ہو جاتا ہے (یعنی وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہونا جاتا ہے) قد یجمع اللہ تعالیٰ لمن شاء فی هذا المقام الصفات كلها وقد یعطيه بعض الصفات علی التدرج شيئاً بعد شيئاً. (ایسا واقعیت والجواب جلد اصفہان ۱۲۵)

اس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے بعض محظوظ بندوں میں اپنی کل صفات (جن کا مظہر ہونا بندے کے حق میں شرعاً ممکن ہے) جمع فرمادیتا ہے اور کبھی بعض صفات اور درج بدرجہ صفات عطا فرماتا ہے۔

سوال

حدیث شریف مذکور کا وہ مطلب نہیں جو تم نے لکھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے کے حوالے کو اپنی پسندیدہ اشیاء کے لئے وسیلہ بنادیتا ہے اور وہ بندہ اپنے کانوں سے کوئی ناجائز چیز نہیں سنتا اور اپنی آنکھوں سے خلاف حکم شرع کوئی چیز نہیں دیکھتا اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے خلاف شرع کوئی کام نہیں کرتا۔

جواب

مذکورہ بالا حدیث کامفہوم نہیں بلکہ تحریف ہے۔ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس معنی و مفہوم کے بارے میں رقمطراز ہیں ”الفاظ حدیث ان معنی کے محتمل نہیں کیونکہ ان معنی کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے کسی عضو یا حصہ سے کوئی گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان آنکھ وغیرہ سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں لیکن ان معنی کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو کوئی لفظ ان کی تائید نہیں کرتا۔ ایک معمولی سمجھو والا انسان بھی اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ گناہوں سے بچنے کا مرتبہ تو اسے محبوبیت سے پہلے ہی حاصل ہو گیا ہے اب اگر محبوبیت کے بعد بھی وہ اسی مقام پر رہے تو یہ اس کے حق میں بلندی مراتب ہو گی یا ترقی مکوس۔ اگر موصیتیوں میں بتلا ہونے کے باوجود بھی خدا کی محبوبیت کا مقام حاصل ہو سکتا ہے تو تقویٰ اور پرہیز گاری کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ نص قرآنی اس امر پر شاہد ہے کہ اتباع رسول ﷺ کے بعد ہی اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا مرتبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”**فُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتِّبِعُونِي يُحِبِّنُكُمُ اللَّهُ**“ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۳۱) اے محبوب تم فرمادو کہ لوگوں اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا، حضور اکرم ﷺ کی اتباع یعنی تقویٰ اور پرہیز گاری کے بغیر مقام محبوبیت کا حصول ناممکن ہے۔ ”**ك** سمعہ وبصرہ“ کا مرتبہ ”فَإِذَا أَحَبْتَهُ“ ہونا ”اتقاعن المعااصی“ کے علاوہ اس سے بلند اور بالا مرتبہ ہے جس کو گناہوں سے پاک ہونے کے بعد ہی حاصل کیا جاسکتا ہے جو پرہیز گاری کا نتیجہ اور قرب نوافل کا شمرہ ہے۔“ (تسکین الخواطر صفحہ ۲۲)

کھرکی گواہی

مولوی محمد انور شاہ کشمیری بھی ان الفاظ میں وضاحت کرتے ہیں کہ علماء شریعت نے کہا کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ بندے کے اعضاء و جوارح رضائے الٰہی کے تابع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ رضائے رب کے خلاف بالکل حرکت نہیں کرتے تو جب اس کے سمع و بصر اور تمام اعضاء و جوارح کی غایت اللہ تعالیٰ ہو جائے تو اس وقت یہ کہنا صحیح ہو گا کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لئے سمنا اور اس کے لئے بولتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ اس کی سمع و بصر ہو گیا۔

قلت وهذا عدول عن حق الالفاظ لأن قوله كنت سمعه بصيغة المتكلّم يدل على انه لم ييق من المقرب بالتوافق الا جسده وشبهه وصار المتصرف فيه الحضرة الالهية فحسبه وهو الذي عناه

الصوفية بالفناء فی الله ای الا نسلام عن دواعی نفسہ حتی لا یکون التصرف فیه الا هو.

(فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

میرے نزدیک حدیث کا یہ معنی بیان کرنا حق الفاظ سے تجاوز اور کچھ روی ہے اس لئے کہ بصیرۃ متكلم اللہ تعالیٰ کا "کنست سمعہ" فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد متقرب بالتوافق میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ متصرف ہو گیا ہے اور فنا فی اللہ سے صوفیاء کی مراد بھی یہی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز تصرف کرنے والی (سنن، دیکھنے اور بولنے والی) باقی نہ رہے۔

اس کی عملی مثال دیتے ہوئے لکھا کہ

اذا صاح للشجرة ان ينادي فيها باني انا الله فما بال المتقرب بالتوافق ان لا یکون الله سمعه وبصره
كيف وان ابن ادم الذى خلق على صورة الرحمن ليس نادون من شجرة موسى عليه السلام .

(فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۳۲۹)

جب درخت سے "إِنِّي أَنَا الْكَلِيلُ أَوَلَمْ يَعْلَمْ" سمجھتی ہے تو متصرف بالتوافق کا کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سمع و بصر نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں کی سمع و بصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہو سکتا ہے جبکہ وہ ابن آدم جو صورتِ حُنْ پر پیدا کیا گیا شرف و مکال میں شجر موسیٰ علیہ السلام سے کسی طرح کم نہیں۔

کتاب و سنت کے مذکورہ مباحث و مفاهیم سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ عبد متقرب صفاتِ الہیہ کا مظہر بن جاتا ہے یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کے نور سمع سے سنتا، نور بصر سے دیکھتا اور اسی کے نورِ قدرت سے تصرف کرتا ہے، نہ خدا بندے میں حلول کرتا ہے نہ بندہ خدا ہو جاتا ہے بلکہ خدا کا یہ مقرب بندہ مظہر خدا ہو کر انسانیت کے اس کمال پر فائز ہوتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی تھی۔

مقام فنا و بقاء

یاد رہے کہ اگرچہ یہ مقام نبی کریم ﷺ کو حاصل تھا کیونکہ آپ روزِ ازل سے مقامِ محبویت پر فائز ہیں جس کا ذکرہ ابتدائی شعر کے تحت گزر چکا ہے مگر کائنات کو عملاً مجرّہِ معراج کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کے اس مقام سے آگاہ کیا گیا۔ قرب و فنا بیت اور مظہر بیت میں وہ کمال عطا فرمایا جو آپ ہی کا حصہ ہے آپ کے اس قرب و فنا بیت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا

ثُمَّ دَنَا فَتَدْلِيٌ ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ (پارہ ۲۷، سورہ النجم، آیت ۹، ۸)

پھر وہ جلوہ زدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ بالکل اس سے بھی کم۔

تمام فاصلے ختم ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی تمام جهات سے آزاد ہو کر وحدتِ گھلی میں اس طرح جذب ہو گئی جس طرح قطرہ سمندر میں جذب ہو جاتا ہے۔ اہل معرفت کے ہاں فنا کا اعلیٰ مقام یہی ہے کہ بندہ وجود حق میں اس طرح کامل طور پر فنا ہو جائے کہ اپنے فنا کے مشاہدے سے بھی آگاہ نہ رہے۔ امام قشیری فنا و بقاء پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں پہلی فنازات اور صفات کی فنا ہے جن کی بقا صفاتِ حق کے ساتھ ہے۔ دوسرا مرتبہ حق تعالیٰ کے مشاہدہ کی وجہ سے صفاتِ حق سے فنا ہے اس کے بعد تیسرا مرتبہ آتا ہے

فَنَاءٌ هُوَ شَهُودٌ فَنَائِهٖ بِاسْتِهْلَاكٍ فِي وِجُودِ الْحَقِّ۔ (الرسالة القشيری صفحہ ۲۰)

وہ یہ کہ وجود حق میں کامل فنا ہونے کی وجہ سے اپنی فنا کے مشاہدے سے بھی فنا حاصل کر لینا۔

سرور عالم ﷺ وجود حق میں کس طرح فنا تھے قرآن نے اسے "اوْ أَدْنَى" سے بیان کر دیا کہ اتنا قرب تھا کہ کوئی دوسرا اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اہل معرفت نے اسے سمجھا ہے کہ لئے مختلف الفاظ بیان کئے ہیں۔ شارح برده شیخ زادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقامِ حبیب ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

ثُمَّ الْحَبِيبُ لِمَا دَنَا فَتَدْلِيٌ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى وَتَخَلَّفَ عَنْهُ رَفِيقُهُ عِنْدَ سُدْرَةِ الْمُنْتَهِيٍّ وَقَالَ لِرَبِّهِ
دُنُوتُ أَنْمَلَةٌ لَا حَنَرَقَتُ ثُمَّ إِنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ إِنَّهُ يَخْلُعُ عَلَيْهِ فَسَمِعَ مِنْ أَتِينَ الْعَرْشَ إِنَّ لَا
تَخْلُعَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ وَلَا يَخْبِيَنِي عَنِ التَّشْرِيفِ بِغَيْرِ نَعْلَيْكَ فَإِنْ جَمِيعُ ذَالِكَ مِنْ آثارِ اللَّهِ حِيثُ
أَنْمَحْتُ هُوَ تِيكَ فِي هُوَ تِيهِ وَاضْمَحْلَتْ أَنَا نِيتِكَ فِي أَحْدِيَةِ فَانَّتْ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ وَبِاللَّهِ
أَرَادْتِكَ مِنْهُ وَرَجَوْعَكَ إِلَيْهِ وَسَعِيْكَ وَقِيَامَكَ **شیخ شنزادہ مع الخرپوی صفحہ ۱۷)**

جب حبیب مقام "دَنَا فَتَدْلِيٌ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى پر" پہنچے اور آپ کا رفیق جبریل سدرۃ پر یہ کہتے ہوئے رک گیا کہ اگر میں ایک پورا آگے بڑھتا ہوں تو میں جل جاؤں گا پھر آپ ﷺ نے نعلین اتارنے کا ارادہ کیا تو عرش نے روئے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے حبیب مجھے اپنی نعلین کے شرف سے محروم نہ کیجئے کیونکہ آپ کی ہر شے اللہ تعالیٰ کے آثار میں ہے کیونکہ آپ کی ہویت اس کی ہویت اور آپ کی ذات اس کی احادیث میں فنا ہو چکی ہے پس آپ اللہ سے اللہ کی طرف، اللہ کے لئے، اللہ کے ساتھ ہیں۔ آپ کا ارادہ اس طرف اور آپ کی سعی و قیام اسی کے ساتھ ہے۔

اعلیٰ حضرت نے بھی آپ کے اس مقامِ عالیٰ کو اپنے شعر میں یوں بیان فرمایا

بندہ ملنے کو قریب حضرت قادر گیا
لمعہ باطن میں گئے جلوہ ظاہر گیا

اس کی تفصیل کے اعلیٰ حضرت کے قصیدہ مراجیہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے یہاں اس میں چند اشعار ملاحظہ

ہوں

بڑھاۓ محمد! قریس ہواحمد! قریب آسردِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

شارجاوں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

خرد سے کہہ دوسرا جھکائے گماں سے گزرے گزرنے والے

پڑے ہیں یاں خود جہت کو لا لے کے بتائے کدھر گئے تھے

سراغ این و متی کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا

نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ کوئی منزل نہ مر حلے تھے

مزید تفصیل و تشریح انہی اشعار کے موقعہ پر آئے گی۔ ان شاء اللہ

انہی سے سب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں۔ اس موضوع پر شرح ہذا میں متعدد مقامات پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے یہاں صرف دو حوالے حوالہ قلم ہیں۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی اس آیت نور کے تحت تحریر فرماتے ہیں

وسمی الرسول نوراً لآن اول شیء اظہرہ الحق بنور قدرته من ظلمة العدم کان نور محمد ﷺ
کما قال اول ما خلق اللہ نوری ثم خلق العالم بما فيه من نوره بعضه من بعض فلما ظا
الموجودات من وجود نوره سماه نوراً۔ (روح البیان جلد اصفہن ۲۲۵)

فائدة

اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا ہے کیونکہ نورِ محمدی وہ پہلی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور قدرت سے

ظاہر فرمایا جس طرح حضور اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے خداوند عالم نے میرے نور کو فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے عالم کی ہر چیز کو میرے نور سے پیدا کیا پس جب آپ کے نور سے موجودات ظاہر ہو گئے تو آپ کا نام نور رکھا۔
یہی امام حق تکھتے ہیں کہ

فَالنَّبِيُّ كَانَ أَوْلَى بِاسْمِ النُّورِ وَلَهُذَا كَانَ يَقُولُ إِنَّا مِنَ اللَّهِ الْمُوْمِنُونَ مِنِّي . (إِيَّاكَ)

یعنی اسم گرامی سب سے زیادہ آپ ہی کی ذات مقدسہ کے مناسب ہے اسی لئے آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور کی تخلی سے پیدا ہوا اور مومنین میرے نور سے۔

انہی کا سب

یہ مضمون بھی بار بار گذر اہے کہ خالق کائنات نے اپنی جملہ مخلوق کا اپنے حبیب اکرم ﷺ کو مالکِ کل بنایا ہے۔
صرف چند احادیث مقدسہ تبرکات عرض کر دوں۔

احادیث مبارکہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اتَّيْتُ بِمَقَالِيدِ الدُّنْيَا عَلَى فَرْسِ ابْلَقِ جَاءَ بِهِ جَبَرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ قَطِيفَةً مِنْ سَنَدِسٍ

(ابو نعیم دلائل النبوة)

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش با نقش و نگار پڑا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

بَيْنَا إِنَا نَائِمٌ أَذْ جَيَّنِي بِمَفَاتِيحِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي . (بخاری و مسلم)

میں سور ہاتھا کر تمام خزانے میں کی چاہیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے تو منادی پکار ہاتھا

بَخْ بَخْ قَبْضَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) عَلَى الدُّنْيَا كُلَّهَا لَمْ يَقِنْ خَلْقُ مَنْ أَهْلُهَا إِلَّا دَخَلَ فِي قَبْضَةٍ . (ابو يعلى و غيره)

دوسرा مصرعہ

شعر ہذا کا مصرعہ ثانی مذکورہ بالا احادیث صحیحہ کا مصدقہ ہے اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔

حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی مضمون کے ساتھ ملا یجئے۔

صحیح مسلم شریف و سنن ابو داؤد، ابن ماجہ و مجمع کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

قال کنت ابیت مع رسول اللہ ﷺ فاتیتہ بوضوئہ و حاجتہ فقال لی سل (ولفظ الطبرانی فقال يوماً يا

ربیعہ سلنی فاعطليک رجعنا الی لفظ مسلم) قال فقلت اسئالک مرافقک فی الجنة فقال اوغیر ذلك قلت

هو ذالک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود

میں ربیعہ بن کعب حضور اکرم ﷺ کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب حضور اکرم ﷺ کے لئے آپ وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم ﷺ کا بحرحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا (ہم سے) مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے

حیف باشد از وغیر او تمائی

سائل ہوں تر مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

سید عالم ﷺ نے فرمایا تو میری اعانت اپنے نفس پر کثرت بجود سے کر۔

حضور اکرم ﷺ کا مطلبًا بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمانا ”**سملنگ**“ کیا مانگتا ہے۔ جان وہا بیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرماسکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور اکرم ﷺ کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔ شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول برکۃ المصطفیٰ بذہ الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی نے قصیدہ نقیۃ حضور اکرم ﷺ میں عرض کیا ہے

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بذرگاہش بیاؤ هر چہ میخواہی تمناکن

اگر دنیا و آخرت کی خیریت چاہتا ہے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دنیا و آخرت کی جو چیز چاہتا ہے اس کی تمنا کر۔

(اخبار الاخیار صفحہ ۳۳۲)

شرح

مشکوٰۃ شریف میں اسی حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نہ کر د بمطلوبی خاص معلوم یشود کہ کار ہمہ بدلست همت و کرامت اوست ﷺ هر چہ خواهد باذن پروردگار خود بدهد قان من جودک الدنیا وضرتها۔

وہی لامکاں کے کمین ہوئے سر عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

شرح

حضور سرور عالم ﷺ لامکاں کے کمین ہوئے آپ ہی عرش پر مسند نشین ہوئے۔ دراصل یہ مکان نبی کریم ﷺ کے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت کا تصور تک نہیں ہو سکتا وہ تو ہر قید سے منزہ اور پاک ذات ہے۔

سر عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

شرح

حبیب کبریا، شے ہر دوسرا ﷺ آپ نے تو عرشِ الہی سے گزر کر آگے لامکاں کی سیر فرمائی اور ہر دل کی گہرائی تک آپ کی زگاہ ہے ملکوت ہو یا ملک کوئی ایسی شے نہیں جو آپ کے سامنے نہ ہو۔

عقیدہ

اسے ”ما کان و ما یکون“ کا علم کہا جاتا ہے جسے دوسرے لفظوں میں علم غیب گھلی سے تعبیر کیا گیا ہے جس پر ایک مدت سے ہمارے اور منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے درمیان نزاع جاری ہے۔ اثبات و فنی میں بے شمار تصانیف لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ ہمارے دلائل میں سے چند تبرکاتیہاں حاضر ہیں

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۳۳)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِيدًا (پارہ ۲۲، سورہ الحزاد، آیت ۲۵)

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضروناظر۔

فائدة

شہد و شہید از شہود بمعنى الحضور والمعاينة وغيره۔ مفرداتِ راغب میں ہے "الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بال بصیرة" یعنی شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا معاشر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لئے شہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔ سید عالم ﷺ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے جیسا کہ سورہ فرقان کی پہلی آیت میں بیان ہوا کہ حضور اکرم ﷺ قیامت تک ہونے والی ساری خلق کے شاہد ہیں اور ان کے اعمال و افعال و احوال، تصدیق، تکذیب، ہدایت، ضلال سب کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ (ابوالسعود جمل)

حضور اکرم ﷺ کا علم مشاہدہ اور معاینہ سے ہے اسی لئے ہم نے اسی کے متعلق دو آیات اور المفردات اور دو تغیروں سے ثابت کیا۔ اب چند احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو "ما کان و ما یکٹلوفن" یا چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عذیفہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ اس میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے والا ہے سب بیان فرمادیا کسی نے اسے یاد کھا اور کسی نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کا میرے یاروں کو بھی علم ہے جو کچھ آپ نے خبر دی اس میں سے جب ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا ہوتا ہوں جب اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کر لیتا ہوں جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (طريق اجمال) یاد رکھتا ہے جب کوہ غائب ہو جاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو اسے (تفصیل تشخیص) پہچان لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن)

حضرت ابو زید فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر ورق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے نیچے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر ورق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اتر آئے اور نماز پڑھی پھر منبر پر ورق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا آپ نے جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبر دی ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہ زیادہ عالم ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ثوبان روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرق اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دو خزانے سرخ و سفید دیئے گئے۔ (الحدیث مسلم شریف)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت امامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنہ تھارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عالیش سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تو زیادہ دانا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی

وَكَذَلِكَ نُرِيَ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَيَكُونُ مِنَ الْمُوْقِنِينَ

(پارہ ۷، سورہ الانعام، آیت ۵)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین ایقین والوں میں ہو جائے۔

اس حدیث کو داری نے بطريق ارسال روایت کیا ہے اسی کی مانند ترمذی میں ہے (مشکوہ شریف) اس کی شرح میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا کہ

عبارة است از حصول تمام علوم جزوی وكلی واحاطه آن۔ (اشعة المغات)

یعنی اس سے مراد یہ ہے آپ کو تمام علوم جزوی و کلی حاصل ہوئے اور آپ نے ان کا احاطہ کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ اپنے دولت خانہ سے نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول ﷺ! مگر یہ کہ آپ ہمیں بتا دیں جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور ان کے آباء و قبائل کے نام ہیں پھر اخیر میں ان کا مجموعہ دیا گیا ہے ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں کے نام ہیں پھر اخیر میں مجموعہ دیا گیا ہے ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول ﷺ! اگر اس امر سے فرا غت ہوچکی تو عمل کس واسطے سے ہے آپ نے فرمایا اپنے علوم کو درست کرو اور

قرب الہی ڈھونڈو کیونکہ جو بہتی ہے اس کا خاتمہ بہشیوں کے عمل پر ہو گا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے اور جو دوزخی ہے اس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہو گا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان دونوں کتابوں کو پس پشت ڈال دیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا ہے۔ ایک گروہ بہشت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔ اس حدیث کوتمدی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الایمان بالقدر)

امام احمد و طبرانی نے برداشت ابوذر نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے اس حال میں کہ آسمان میں پرندہ جوانپاباز وہلاتا ہے اس کے متعلق بھی اپنے علم کا آپ نے ہم سے ذکر فرمایا۔

طبرانی میں برداشت ابن عمر مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے رکھا دنیا کو۔ میں دنیا کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے حادث کی طرف یوں دیکھتا تھا جیسے اپنے اس ہاتھ کی چھپلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (مواہب الدنیہ)

طبرانی میں حضرت حذیفہ بن اسید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل رات اس مجرہ کے پاس میری امت اول سے آخر تک مجھ پر پیش کی گئی آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! پیش کئے گئے آپ پر وہ جو پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ وہ موجود ہیں مگر وہ کیونکر پیش کئے گئے جو پیدا نہیں ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے آب و گل میں ان کی صورتیں بنائی گئیں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر ایک کو اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں جتنا تم اپنے ساتھی کو پہچانتے ہو۔ (مواہب الدنیہ)

سر عرش پر گزر

اس کے متعلق فقیر تفصیل سے شرح حدائق بخشش کے اسی حصہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے۔

دل فرش پر نظر

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

ان رسول الله ﷺ قال هل ترون قبلتی ههنا فوالله لا يخفى على رکوعكم ولا خشوعكم انى
لارى من وراء ظهرى۔ (بخاری شریف صفحہ ۱۵۳)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میرا چہرہ مبارک صرف قبلہ کو دیکھتے ہو بخدا مجھ پر نہ تمہارا کوئی مخفی ہے اور نہ خشوع بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

فائدة

خشوی قلب کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاةٍ هُمْ خَشِعُونَ ۝ (پارہ ۱۸، سورہ المؤمنون، آیت ۲)

جو انہی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ آپ کو قلوب کی کیفیات پر بھی آگاہی ہے۔

علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا

اے فروغت صبح آثار و دھور
چشم تو بینندہ ما فی الصدور

اے وہ ذات آپ کی روشنی آثار و دھور کی صبح ہے آپ کی پیشان مبارک دیکھتی ہیں جو لوگوں کے سینوں یعنی دلوں میں ہے۔

اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے ”فیض الغفور فی علم ما فی الصدور“ اہل ذوق مطالعہ فرمائیں۔ یہاں چند نمونے حاضر ہیں۔

حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں دل سے یہ نیت اور ارادہ کر کے حاضر ہوا کہ آپ سے ہر نیکی اور ہر برائی کے بارے میں سوال کروں گا آپ کے آس پاس صحابہ کرام بیٹھے سوالات کر رہے تھے اور آپ انہیں جوابات دے رہے تھے میں ان کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ صحابے نے مجھے روکنا چاہا کہ حضور اکرم ﷺ کے قریب نہ جاؤ کہ بحوم سے کہیں آپ کو تکلیف نہ ہو۔ میں نے کہا نہیں مجھے تو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے میں آپ کے پاس جاؤں گا۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ وابصہ کو مت روکو میرے پاس آنے دو پھر مجھے دو یا تین مرتبہ فرمایا ”اذن يَا وابصة“ وابصہ میرے قریب آ جاؤ۔ پس میں آپ کے قریب ہو گیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ وابصہ تمہیں میں خود ہی بتا دوں یا پوچھو گے؟ میں نے عرض کی اگر آپ میرے دل کی بات خود ہی بتا دیں تو مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا ”جئست تسال عن الہ والا شکم“ مجھ سے ہر نیکی اور بدی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کی انگلیوں کے پوروں کو اکٹھا کر کے میرے سینے پر آہستہ آہستہ مارا اور کٹھ کایا ساتھ ہی فرمایا

يَا وابصة أستفت قلبك النفس والاثم ماحاك في النفس وترود في الصدر وان افناك الناس وافشووك

یعنی اے وابصہ نیکی وہی ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو اور گناہ وہی ہے جو تمہارے دل میں کھکلے اور سینے میں چھپے اگرچہ لوگ کہیں کہ یہ گناہ نہیں ہے دل کی بات اور دل کافتوی ہی جھٹ ہو گا۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۸۲)

فضلہ بن عمیر بن ملوح بشی نے بظاہر مسلمان بن کر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف شروع کر دیا اور دل میں یہ خیال کر کے آیا تھا کہ طواف کے دوران موقع پا کر حضور اکرم ﷺ کو قتل کر دوں گا۔ جب اسی خیال سے حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارا نام فضلہ ہے کہنے لگے ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا مالذی کنت تحدث به نفسک؟ کہ تمہارے دل میں کیا خیال ہے؟

یہ کہنے لگے کہ کچھ نہیں میں تو دل میں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نہ پڑے اور فرمایا "استغفراللہ کلہ" جھوٹ پر اللہ سے معافی مانگو پھر آپ نے فضلہ کے سینے پر ہاتھ رکھا تو ان کے دل کی دنیا بدل کر رکھدی ان کا دل بعض نبی سے پاک ہو کر حب نبی کا گھوارہ بن گیا۔ حضرت فضلہ کہتے ہیں واللہ مارفع يده عن صدری حتى مامن خلق الله شيء احب الى منه.

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۱، البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۸، الاصابہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۱)

کہ خدا کی قسم حضور اکرم ﷺ نے ابھی میرے سینے سے ہاتھ مبارک اٹھایا ہی نہیں تھا کہ کائنات کی کوئی چیز حضور سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ تھی۔

ملک و ملکوت

ملک، دنیا کا جہاں۔ ملکوت، فرشتوں کا جہاں۔

اس مصروفہ کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے جہاں کی کوئی شے مخفی نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو جملہ عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم غیب عطا فرمایا ہے۔ کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے مکر آپ کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں یا ان کی بہت دھرمی اور محض ضد ہے ورنہ خود لفظ نبی کا معنی بھی لغۃ اور شرعاً غیب کی خبریں دینے والا ہے چنانچہ چند حوالے حاضر ہیں

حضرت علامہ قاضی ابو الفضل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "الشفاء" میں اور شارح صحیح بخاری حضرت علامہ امام احمد شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مواہب الدنیہ" میں فرماتے ہیں

النبوة الاطلاع على الغيب

نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب کا جانا

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک ”نبی“ کے بیان میں فرمایا
النبوة ماخوذة من النباء وهو الخبر ای ان الله تعالیٰ اطلعه على غیبه.

حضور اکرم ﷺ کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے غیب کو علم دیا۔ (مواہب الدنیہ)

کتاب مصباح اللغات استاذِ دارالعلوم دیوبند عبدالحقیظ بلیاوی کی عربی اردو لغت ہے جس میں نبی کا معنی اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتانے والا ہی بیان کیا گیا ہے۔ (مصباح اللغات صفحہ ۱۲۷)

عربی کی ایک او مشہور لغت المجد میں ہے

النبي المخبر عن الغیب یعنی غیب کی باتیں بتانے والے کو نبی کہتے ہیں۔ (المجد صفحہ ۸۷)

غرض کو عربی لغت نے بھی یہ فیصلہ کر دیا کہ غیب کے جاننے والے اور غیب بتانے والے کو نبی کہتے ہیں۔

اسی قاعدہ پر ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی عطا سے جملہ عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم رکھتے ہیں

جسے امام احمد رضا قدس سرہ نے ”ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں“ سے تعبیر فرمایا ہے اسے شرح میں غیب گلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی غیب سے بیشتر صحابہ کرام کو دولت ایمان نصیب ہوئی۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنہیں علم غیب دیکھ کر دولت اسلام نصیب ہوئی۔

سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوہ بدر ۲ھ میں پیش آیا اس غزوہ کو غزوہ بدر کبریٰ اور غزوہ بدر عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔ بدر ایک بستی کا نام ہے جو بدر بن مخلد بن نصر بن کنانہ کے نام سے منسوب و مشہور ہے۔ غزوہ بدر میں اسیر ان بدر کی تعداد بھی وہی تھی جوان کے مقتولوں کی تھی یعنی وہ بھی ست تھے اور ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔

(مدارج النبیۃ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ بدر میں آتے وقت اپنی بیوی اُم الفضل کو اندر بلا کر کہا کہ یہ اشرفیوں کی تخلی ہے اسے سنبھال کر کھانا کے کسی کو خبر نہ ہو یہ راز کسی پر ظاہرنہ کرنا اگر میں سلامتی سے واپس آگیا تو ٹھیک ورنہ اتنی اشرفیاں فلاں کو اتنی اشرفیاں فلاں شخص کو دے دینا۔ اتنا کہہ کروہ جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔

نیز مردی ہے کہ حضرت عباس کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ وہ اپنے ہمراہ بیس او قیہ سونالائے تھے تاکہ مشرکوں کو کھانا دیں لیکن جنگ میں ان سے وہ لے لیا گیا اور اسے مال غنیمت میں داخل کر دیا گیا تو انہوں نے رسول

الله ﷺ سے عرض کیا کہ اس میں او قیہ سو نے کو ان کے فدیہ میں محسوب کر لیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول نہ فرمایا اور کہا کہ یہ تو وہ مال ہے جسے تم ہمارے خلاف جنگ میں کفار کی مدد کے لئے لائے تھے۔ اب وہ مسلمانوں کی غنیمت میں ہے اسے فدیہ میں محسوب نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ میں اور کوئی مال نہیں رکھتا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے پیچالوگوں سے بھیک مانگے اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ سونا کہاں ہے جسے تم مکے نکلتے وقت اپنی زوجہ ام الفضل کے سپرد کر کے آئے تھے؟

انہوں نے کہا آپ کو اس کی خبر کیے ملی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے خبر دی۔ پھر وہ کہنے لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صادق ہیں بھر خدا کے کوئی اس سے باخبر نہیں تھا۔ اس کے بعد وہ اسلام لائے اور کہنے لگے

اشهدان لا الہ الا الله وانک رسول الله (مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)

فائده

یہ ہے حضور سرور عالم ﷺ کے علم غیب کا اعجاز حضرت عباس جواب تک دولت ایمان سے محروم تھے سرکار کے علم غیب کو دیکھ کر ایمان لے آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ واقعہ بدر سے چند روز بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن صفوان بن امیہ (جس کا باپ غزوة بدر میں قتل ہوا تھا) اور عمر بن وہب مکہ سے باہر سنان جگہ میں مقام حجر کے قریب مصروف گفتگو تھے۔ باتوں باتوں میں جنگ بدر میں شکست کھانے اور اپنے اکابرین کے قتل ہونے اور گڑھوں میں ڈالے جانے کے ذلت آمیزو اقعات کا ذکر آگیا۔ صفوان نے کہا ان کے مرنے کے بعد میری زندگی و بالی جان بن گئی ہے زندگی میں اب مزہ نہیں رہا۔ عمر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا میری حالت بھی یہی ہے جی چاہتا ہے کہ مدینہ جا کر محمد ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر کے دل کا غبار نکال لوں کیونکہ وہ مدینہ کے کوچہ و بازار میں عام پھرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ پیشہ اٹھتے ہیں۔ ان مرنے والوں کے علاوہ میرا بیٹا بھی تو بھی تک انہی کے پاس قید ہے چنانچہ یہ بہانہ میرے بیٹے کی اس اسارت کے باعث کافی تھا لیکن کیا کروں مجبوری ہے کہ لوگوں کا مقر و ضم ہوں میرے اہل و عیال کو سنجھانے والا کوئی نہیں۔ میرے بعد وہ سب بر باد ہو جائیں گے۔

صفوان نے یہ سب کچھ سننے کے بعد عمر کو مزید اشتھمال دلایا اور کہا کہ میں تمہارے اہل و عیال کی پروش اور قرض

کی ادا یگی اپنے ذمہ لیتا ہوں اس کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ الغرض جب دونوں اس سازش پر متفق ہو گئے تو ایک دوسرے سے فتنمیں لیں کہ بات راز ہی میں رہے تاکہ کام خاموشی سے پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ چنانچہ صفوان نے تواریخ کر کے اُسے زہر میں بجھایا اور وصیت کی کہ یہ راز سر بستہ ہی رہے (کسی پر نہ کھلے) اس وصیت کے بعد عمر مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب عمر مدنیہ منورہ پہنچا تو مسجد نبوی کے دروازہ پر آبیٹھا چاک و چوبند ہو کر تواریخاتھ میں لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند احباب کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ اُن کی نگاہ دورس نے اُسے تازلیا اور لکار کر کہا اس کے کو پکڑو یہ خدا اور رسول ﷺ کا دشمن ہے میدان بدر میں اپنی قوم کو ابھار رہا تھا اور قلت تعداد کی خبریں نشر کرتا تھا چنانچہ اُسے پکڑ لیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے پیش کیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تلوار کو ایک ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا اور لا کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا ساتھ النصار نوجوانوں کو اس کی کڑی نگرانی کی ہدایت کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اسے چھوڑ دو اور آگے آنے دو۔ قریب آکر عمر نے "انعموا صبا کہا" (یعنی خدا کی نعمتوں میں صح کرو) جو جاہلیت کا سلام تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے سلام سے بہت بہتر سلام عطا فرمایا ہے جو اہل جنت کا سلام ہے۔

السلام علیکم، پھر پوچھا بتاؤ مدنیہ میں کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگا میر ابیٹا میں ہے اس کی رہائی کے لئے آیا ہوں۔ آپ نے پوچھا پھر یہ تلوار کیوں لٹکائے ہوئے ہو؟ کہنے لگا ہماری تلواریں تو اسی دن ٹوٹ گئی تھیں جب ہمیں شکست ہو گئی تھی۔ آپ نے فرمایا عمر ریج بنا دو کہ تم کس غرض سے آئے ہو؟ اس نے پھر وہی بات دہرائی کہ محض اسی غرض سے آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عمر کیا تم صفوان بن امیہ کے ساتھ مقامِ مجرم کے پاس بیٹھ کر اپنے اکابرین کے قتل ہونے اور مقتولوں کے گڑھے میں ڈالے جانے کا تذکرہ نہیں کر رہے تھے؟ اور جب صفوان نے تمہارے قرض اور اہل و عیال کی دیکھ بھال کا عہد کیا تو کیا تم قتلِ محمد ﷺ کے لئے تیار نہیں ہوئے تھے؟ تم تو اسی کام کے لئے آئے تھے مگر اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہو گیا۔ اتنا سننا تھا کہ عمر بول اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ہم اپنی جہالت کے باعث آپ سے روگردانی کرتے رہے لیکن اس وقت آپ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس راز کو میرے اور صفوان کے سوا کوئی نہیں جانتا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس بہانہ اسلام کی راہ سمجھائی۔ (شوادر النبوة صفحہ

(۱۲۹ او دیگر کتب سیر و مغازی)

حضرت قبات کتابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قبات بن ابیثم الکتابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میدان بدر میں میں شرکیں مکہ کی طرف تھا۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے مسلمانوں کی قلت اور کفار کے پیادہ اور سواروں کی کثرت پھر رہی ہے مگر باس ہمه جب ہمارے لشکر کو شکست ہوئی تو میں بھی بھاگا شکست خورده شرکیں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے میں نے اپنے آپ سے کہا

مارایت مثل هذا الامر فرمنه النساء

یعنی ایسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے سواب بھاگ کھڑے ہوئے۔

جب میں مکہ پہنچا اور کچھ عرصہ قیام کیا تو اسلام کا تصور میرے ذہن میں جا گزیں ہونے لگا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مدینہ جا کر دیکھوں تو سبی کہ حضور اکرم ﷺ کیا کہنے ہیں؟ مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے زیر سایہ صحابیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں میں بھی وہاں چلا گیا لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تے قبات! تم ہی تھے نا جس نے میدان بدر میں ”مارایت مثل هذا الامر فرمنه النساء“ میں نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں کیونکہ یہ جملہ میں نے دوسروں کے سامنے نہیں کہا تھا یہ بات مخفی مجھی تک محدود تھی۔ اگر آپ رسولِ خدا نہ ہوتے تو آپ کو قطعاً خبر نہ ہوتی اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں میں اس کے بعد مسلمان ہو گیا۔ (شوادر النبوۃ صفحہ ۱۳۱)

اللّٰہ گنگا

وہ وقت تھا کہ کافر سرور عالم ﷺ کے علم غیب کو دیکھ کر دولت ایمان سے مالا مال ہوتا تھا اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعویٰ کر کے بھی حضور کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں بلکہ ماننے والوں کو کافر کو شرک کہتے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھلیا جنوں کا خرد

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

حل لغات

فدا، قربان۔ جی بھرا، سیر ہوا۔ کروڑوں، کروڑ کی جمع، سولا کھیہاں ان گنت مراد ہے۔

شرح

اے حبیبِ خدا ﷺ آپ کے نام پر میری جان قربان نہ صرف ایک جان بلکہ دونوں جہاں قربان لیکن سچ پوچھتے تو میرا دل اس سے بھی سیر نہیں ہوا لیکن کیا کروں اور جہاں ہیں نہیں ورنہ آپ پر ان گنت جہاں قربان کئے جائیں تب بھی ہمارا دل چاہتا ہے نہ جہاں ختم ہونے کو آئیں نہ ہم آپ کے نام پر جانوں کا نذرانہ بند کریں۔

عاشقِ حبیبِ رب‌انی علی‌ولیم کی نشانی

غزوہ تبوک میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس جانشاری اور قربانی کا ثبوت دیا ہے دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ آپ نے اپنے گھر کارتی رتی مال را خدا میں قربان کر دیا۔

جب آپ سے رسول ﷺ نے دریافت فرمایا کہ صدیق کچھ گھر میں باقی بھی چھوڑا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے یہی جواب دیا کہ خدا اور خدا کے رسول کے سوا اور کچھ باقی نہیں چھوڑا۔

پروانے کو چڑاغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تر ا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے

کہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرد چماں نہیں

حل لغات

قد (عربی) جسم کی لمبائی۔ نادر (عربی) قلیل، کنبہ، تھفہ۔ دہر (عربی) زمانہ، وقت۔ پودوں، پودائی جمع ہے (اردو) نیا پیڑ، بوٹا۔ ڈالیاں، ڈالی کی جمع (اردو) ٹہنی، وہ ٹوکری جس میں پھول وغیرہ سجا کر حکام کو نذر کرتے ہیں۔ چمن (فارسی) سبز کیا چھوٹا سا باغ۔ چماں (فارسی) انداز سے چلانا۔

شرح

اے حبیبِ خدا ﷺ آپ کا قد مبارک زمانہ بھر میں ایک عجیب تھفہ ہے اس کی کوئی مثل ہو تو مثال دی جائے۔

قد مبارک کے اوصاف

حضورا کرم ﷺ نہ بہت دراز تھے نہ کوتاہ قد بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضورا کرم ﷺ بہت دراز قد نہ تھے اور مائل بہ درازی ہونے کے سبب اوسط قد سے زیادہ تھے مگر جب لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سب سے بلند و سرفراز ہوتے۔ حقیقت میں آپ کا مجزہ تھا کہ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل

بہ درازی ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر و صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔ اس لئے کہ خالق ارض و سماء و جل و علا نے آپ کو اس حسن تناسب سے نواز اکہ دیکھنے والا جس زاویے اور پہلو سے بھی دیکھتا ہے کوئی عجیب یا ستم دکھائی نہ دیتا اسی لئے بڑے سے بڑا طویل القامة آپ کے ساتھ کھڑا ہوتا یا ساتھ چلتا یا بیٹھتا تو وہ آپ سے قدو قامت میں چھوٹا نظر آتا اور کمال یہ کہ آپ کے اصلی قدو قامت میں بھی فرق نہ پڑتا۔

دریں عبرت

اللہ تعالیٰ کو گوارانہ ہوا کہ کوئی کہہ سکے کہ فلاں حضور اکرم ﷺ سے بڑا ہے اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اعلیٰ امر میں آپ کو جملہ مخلوق سے اکبر بنایا۔ امور حسیہ ہو یا معنویہ جس طرح آپ کی ذات کی کہنا میں ادراک عاجز ہے ایسے ہی آپ کے ظاہری معاملات میں بھی ادراک کو عجز کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

زفرق تابقدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

بہر حال آپ سر اقدس تاقدم مبارک حسن مجسم تھے یہ سمجھنا ناممکن ہے کہ بتایا جاسکے کہ جسم اطہر کے صوری محسان کے کس مقام پر کمال حسن کی کن کن رفتتوں کو چھوڑ رہا ہے۔

صحابہ کرام کے بیانات

سیدہ صدیقہ بنت صدیقہ یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ درمیانہ قد تھے نہ طویل القامت تھے نہ پستہ قد تھے (آپ کا یہ مجرہ تھا) جب دراز قد آپ کے ساتھ چلتے تو ان سے آپ اوپ نظر آتے ان کے جدا ہونے کے بعد آپ درمیانہ قد نظر آتے تھے۔ (تیہقی و ابن عساکر)

ابن سعیج نے خصائص میں لکھا کہ سرورِ عالم ﷺ مجلس میں سب سے اوپ نظر آتے تھے جمع اہل مجلس آپ کے دوش مبارک تک ہوتے تھے۔

کان رسول الله ﷺ احسن الناس قواماً واحسن الناس وجهاً۔ (ابن عساکر)

محبوب خدا ﷺ قامت زیبا اور چہرہ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔

حضرت ہند بن ابی بالقہقد انور بیان کرتے ہیں

کان رسول الله ﷺ معتدل الخلق بادن متاسل اطول امر بوع واقصر من امتدب۔ (شامل ترمذی)

آپ کا تمام جسم نہایت ہی معتدل تھا، تمام اعضاً کامل تھے، گوشت سے پُر ہونے کے باوجود ان میں ڈھیلا پن نہ تھا، قد اور اعتدال کے ساتھ دراز تھا اور نزیکیاں دبلا پتلا۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول الله ﷺ لیس بالقصیر ولا بالطويل

حضور اکرم ﷺ کا قدر عنا انتہائی دراز تھا اور نہ ہی کوتاہ (یعنی انتہائی موزوں و مناسب تھا)

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے

انہ سمع انس بن مالک ینعت رسول الله ﷺ کان ربعة من القوم لیس بالطويل البائن ولا القصیر

میں نے حضرت انس بن مالک کو رسول اللہ ﷺ کی نعت ان الفاظ میں کرتے ہوئے سنائے کہ آپ ﷺ زیادہ دراز اور کوتاہ قدر نہ تھے۔

سیدنا علی الرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

لم يكن بالطويل الممغط ولا بالقصير المتردد و كان ربعة من القوم

آپ نہ انتہائی بلند قامت تھا اور نہ ہی بالکل کوتاہ بلکہ آپ ﷺ کا قدر انور مناسب تھا۔

حضرت ابوالطفیل عامرو اشہد آپ ﷺ کے جسم اطہر کے اعتدال خلقت کے بارے میں کہتے ہیں

كان رسول الله ﷺ مقصدًا

لغت میں مقصد کا معنی یوں بیان ہوا ہے

لیس بتطویل ولا تقصر ولا جسم

ایسے جسم کو مقصد کہتے ہیں جو قد میں نہ لمبا ہونے پست اور نہ ہی اس میں موٹا پا ہو۔

سفر بھرت میں آپ کی زیارت سے مشرف ہونے والی خاتون ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے قد انور کا حسن بیان کیا اور ساتھ ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمار بن فہیرہ سے تقابل بھی کیا ہے۔

كان رسول الله ﷺ ربعة لا تشته من طول ولا تقحمه عين من قصر غصن بين غصنين فهو

انضر الثالثة مظرا ونخسهم قدما

اپ ﷺ کا مبارک قد نہایت خوبصورت میانہ تھا ایسی طوالت کو دیکھنے والا ناپسند کرے اور نہ ایسا پست کہ خیر نظر آئے بلکہ دو شاخوں نے درمیان تروتازہ شاخ کی مانند تھا اور ان تینوں میں زیادہ حسین نظر آرہا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب خدا ﷺ کے قد زیبائی کی جمال آفرینی کے بارے میں فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نہ ہی زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد بلکہ آپ کا قد مبارک میانہ تھا جب کسی طویل القامت کے ساتھ مل کر چلتے تو اس سے بلند نظر آتے۔

ولم يكن يماثيه أحد من الناس ينسب الى الطول الاطاله رسول الله ﷺ لربما اكتفه الرجال

الطويلان فيطولهما رسول الله ﷺ فإذا فارقاه نسب رسول الله ﷺ الى الربعة

اور بسا اوقات دو بلند قامت آدمیوں کے درمیان چلتے تو ان سے بلند نظر آتے یعنی (دیکھنے والا جیرانہ جانا) جب وہ جدا ہوتے تو وہ دراز قد اور آپ ﷺ کا قد انور میانہ دکھائی دیتا یعنی دوسروں کے مقابلے میں بلند دکھائی دیتے مگر تباہ معقول اور میانہ قد تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خصوصیت کو یوں بیان کیا ہے

ماشی رسول الله ﷺ احدا لا طاله آپ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت دکھائی دیتے تھے۔

امام ابن سعیج اور رزین رحیمہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ دو عالم ﷺ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ

انه كان اذا جلس يكون كتفيه اعلى من جميع الجالسين (زرقانی جلد ۲ صفحہ ۳۰۰)

جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو آپ کا کندھا سب سے اوپ پر چاہوتا۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فتح کہ فرمایا تو آپ خانہ کعبہ میں تشریف لائے اور اپنے دوش مبارک پر مجھے چڑھا کر حکم فرمایا ان بتوں کو منہدم کرو۔ میں نے بت گرانے شروع کر دیئے مجھے جتنا اوپنچا ہونے کی ضرورت ہوتی میں اتنا ہی اوپنچا ہو جاتا یہاں تک کہ کعبہ کی چھپت تک پہنچ گیا بخدا اگر میں آسمان تک بلند ہونا چاہتا تو آپ مجھ کو اتنا اوپنچا بھی کر دیتے۔ آپ نے فرمایا قریش کے تانبے والے بڑے بت کو جو لوہے کی میخوں سے نصب ہے گرا دو میں نے اس کو بلانا شروع کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھنی شروع کر دی

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَرَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوفًا (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۸۱)

اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیٹک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

یہاں تک کہ وہ بہت اکھڑ گیا میں نے اس کو زمین پر پنج دیا وہ پاش پا ش ہو گیا۔ (مدارج و انوار محمدیہ)

انتباہ

نقیر نے قد زیبائے کے ظاہر اوصاف بیان کئے ورنہ باطنی اوصاف اس سے کہیں اور زیادہ ہیں مثلاً جسمانی طاقت و قوت۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی شخص کو بہادر و دلیر نہیں دیکھا اور حضرت حارث بن ابی اسامہ نے مجہد سے روایات کیا اللہ قادر و قیوم نے رسول اللہ ﷺ کو چالیس جنتیوں کی طاقت عطا فرمائی تھی۔ (جنتۃ اللہ علی العالیین)

وصف ۲

حضور سرور عالم ﷺ کے جسم اطہر یعنی قد زیبائے پیدائشی طور پر زندگی بھر خوبصورت تھی جس کی تفصیل نقیر نے رسالہ "خوبصورت رسول" میں لکھ دی ہے۔ یہاں ایک حوالہ ملاحظہ ہو ابوبعلی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول ﷺ جب دولت کدہ سے مسجد میں رات کو تشریف لاتے تو آپ کی تشریف آوری کا علم خوبصورت ہے جو جاتا تھا۔

وصف ۳

بعد وصال جسم اطہر یعنی قدر عنا کو مٹی نہیں کھائیگی

رسول ﷺ نے فرمایا اے لوگو جمعہ کا دن سب دنوں سے افضل ہے اسی دن جمعہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن رحلت فرمائی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، قیامت قائم ہو گی اے لوگوں جمعہ کے دن مجھ پر درود وسلام کثرت سے پڑھا کرو تمہارا درود وسلام میرے ہاں پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا حضور آپ کے بعد وصال قبر کی مٹی آپ کے جسم مبارک کو بوسیدہ کر دے گی تو ہمارا درود وسلام آپ کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے وہ ان کو نہیں کھاتی۔ (نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

فائده

اگر چہ وصف دیگر انبیاء بلکہ اولیاء صلحاء میں بھی ہے لیکن انہیں بھی یہ وصف ہمارے نبی پاک ﷺ کے طفیل نصیب ہوا۔

وصف ۴

وَشُمُونُ كُوْقَدْ زِيَادَةً نَظَرَنَهُ آتَا جَبَ وَهَا ذِيْتَ دِينَيْنَ كَيْرَادَه مِنْ هُوتَه حَضَرَتْ اسْمَاءَ بَنْتَ أَبُو بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَرَمَاتِي ہیں کہ جب سورۃ **تَبَّعَتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَّ تَبَّ**، نازل ہوئی تو ابوہب کی بیوی گالیاں کہتی تھیں لے کر آپ کو تلاش کرتی کعبہ میں آئی آپ اُس وقت کعبہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف فرماتھے۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو اس حالت میں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ کی طرف آ رہی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی آپ نے ارشاد فرمایا وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی اور تلاوت قرآن شروع کر دی۔ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی اس نے آپ کو نہیں دیکھا اور بولی اے ابو بکر مجھے معلوم ہوا ہے تمہارے صاحب نے میری ہجتو (توہین) کی ہے وہ اب کہاں ہے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا اس گھر کے رب کی قسم بخدا میرے آقا شاعر نہیں ہیں وہ شعر نہیں کہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے معلوم کرو کیا تو میرے پاس کسی کو دیکھتی ہے اس نے کہا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے تیرے پاس تو اور کوئی نظر نہیں آتا اس کے جانے کے بعد آپ نے فرمایا اللہ نے اس کے اور میرے درمیان پرده کر دیا تھا وہ مجھ کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ (ابو عیم)

وصف ۵

سایہ ندارد، ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ کے جسم بے سایہ کا سایہ چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی میں نہیں ہوتا تھا۔

ابن سبع نے خصائص النبی میں تحریر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نور مجسم تھے۔ آپ کا سایہ ڈھوپ یا چاندنی میں نظر نہیں آتا تھا۔ آپ اکثر یہ دعا پڑھتے تھے ”اے اللہ تو مجھے نور بنادے“ مزید تحقیق شرح ہذا کے علاوہ تصانیف اہل سنت کا مطالعہ کیجئے۔

قد زیبا کے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ نے حدائق بخشش شریف میں دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا ہے

لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

سرتابقدم ہے تن سلطان زمِن پھول

یک دن ز فضیلت پہ لاکھوں سلام

سر و ناز قدم مغراز حکم

ظلِ مدد و درافت پہ لاکھوں سلام

قد بے سایہ کے سایہ مرحمت

اس سہی سر و قامت پہ لاکھوں سلام

طاہر ان قدس جس کی ہیں قریاں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ تو ہو کوئی نہ کبھی ہوا
کہو اس کو گل کہے کیا کوئی کہ گلوں کا ڈھیر کہاں نہیں

حل لغات

گلوں، گلی کی جمع۔ ڈھیر (اردو) تودہ، انبار۔

خلاصہ

حضور سرور عالم ﷺ جیسا اور کوئی دوسرا نہ ہے نہ کبھی ہوا اور نہ ہو گا اور نہ ہو سکتا ہے۔ ایسے بے مثل محبوب ﷺ کے مقابلہ میں کتنا ہی بے شمار حسین پیش ہوں تب بھی ان جیسے کہاں۔

عارضی بشریت

مکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ حضور سرور عالم ﷺ کی بشریت (ظاہری صورت) سے دھوکہ کھا بیٹھے حالانکہ محققین کا فیصلہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی بشریت عارض ہے۔ حضرت امام اسماعیل حقی خلقی قدس سرہ نے لکھا کہ امام واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "يَدُ اللَّهِ فَرْقٌ أَيْدِيهِمْ أَكَيْفِيرُ كَرْتَهُ ہوئے لکھتے ہیں کہ

خبرِ اللہ بہذا الایة ان البشریة فی نبیه عارضیة واضافية لا حقيقة۔ (روح البیان جلد ۹ صفحہ ۲۱)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بشریت عارضی واضافية ہے حقیقی نہیں۔

نبوی صورتیں

یہی امام حقی خلقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ رکن الدوّلہ سمنانی قدس سرہ "کھعیص" کی تفسیر میں لکھتے ہیں

حضرت رسالت پناہ علیہ راسہ صورت است یکے بشری "إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مُّثُلُكُمْ" دوم صورت ملکی

چنانچہ فرمودہ "لست کاحد کم ابیت عدد ربی" سوم صورت حقی کما قال لی

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

یا ابابکر لم یعرفنی حقیقتہ غیر ربی۔ (مطالع امسرات)

اے ابو بکر مجھے حقیقتہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

ممتنع النظیر

اس لئے ہم کہتے ہیں

نہیں جس کے رنگ کا دوسرا نہ ہو کوئی نہ کبھی ہوا

حضور سرور عالم ﷺ نائب خدا غلیفہ حق مقام قاب و فو سین تک جس کی رسائی ہے حرم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر جو عین ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں پھر کہاں ان جیسا۔ مولا نافرماتے ہیں

اے هزاراں جبریل اندر بشر بھر حق سوئے غریبان یا ک نظر

اے وہ ذاتِ مقدس جس کے اندر ہزاروں جبریل چھپے ہوئے ہیں خدا کے لئے ہم پر بھی کرم فرمائیے۔

فائدة

عارفِ رومی کے اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ ہزاروں جبریل بھی حضور کی بشریت کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور حضور کی بشریت ہزارہا جبریل سے افضل و اعلیٰ، اکمل و اولیٰ ہے۔

منکرِ یعنی عظمت رسول اگر ایمان کی نظر سے دیکھیں اور تعصُّب و ہٹ و ہر می کو بالائے طاقِ رکھ دیں تو ایک ادنیٰ سی فکر سے انہیں معلوم ہو گا کہ حضور اکرم ﷺ عبادات، معاملات، احکامات اور اپنے جسم مبارک کی خصوصیات کے لحاظ سے کسی بات میں بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔ آپ کے اعضاً مبارک کی خصوصیات و مجذبات، فضائل و مناقب اور آپ کے سراپائے اقدس کا نقشہ ہے جو اہل محبت کے ایمان کی تازگی کا سبب ہے اور منکرِ یعنی عظمت رسول ﷺ کے اتمامِ جدت ہے اور انہیں دعوت ہے کہ وہ سراپا مبارک کا مطالعہ کر کے حق کو قبول کریں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ نان نہیں

حل لغات

مدح، تعریف۔ دول، بستہ حرکاتِ دال و فتح و اوجمع دولت (غیاث) بلا، مصیبت، دکھ اور چڑیل، بھوتی۔

شان درود

بعض حضرات نے فرمائش کرڈالی کہ نواب نانپارہ ایسے ایسے اوصافِ حسنہ کا حامل ہے آپ بھی اس کی کوئی منقبت لکھ ڈالیں اور وہ اہل سخن کو داد دہش سے نوازتا ہے آپ کو بھی کچھ نوازدے گا جو ابا امام اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی نعت لکھی جس کے مصطفیٰ نہیں نان پارہ کو ایک کربانہ دھا۔ (معارفِ رضا، کراچی شمارہ ۱۰، صفحہ ۱۵۵)

استخناء

اس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے استغنا کا ثبوت دیا ہے اور یہی طریقہ صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیاء و مشائخ اور علمائے ربانیین کا ہے۔

نعت شریف

رُخْ دَنْ هُوْ يَا مَهْرَ سَمَا يِهْ بَحْرِيْ نَهْيِنْ وَهْ بَحْرِيْ نَهْيِنْ
شَبَّ زَلْفَ يَا مَشْكَ خَتَّا يِهْ بَحْرِيْ نَهْيِنْ وَهْ بَحْرِيْ نَهْيِنْ

حل لغات

رُخ (بالضم فارسی مذکور) چہرہ، رخسار۔ سما (عربی، مذکور) آسمان، فلک۔

شرح

چہرہ اقدس دن ہے یا آسمانی آفتاب ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ یہ ہے نہ وہ بلکہ ان دونوں سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ شب زلف ہے یا ختا کی مشک لیکن یہ خیال غلط ہے نہ وہ ہے نہ یہ۔

رُخ پاک

چہرہ اقدس کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن جتنا بھی لکھا جائے کم ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے حضرت ربیع بنت معوذ سے عرض کیا حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیجئے کہ جناب کیسے تھے؟

قالت يا بنى لورايتها رايت الشمس طالعة

فرمایا اے بیٹا! اگر تو ان کے جمالِ جہاں آراء کو دیکھتا تو دیکھتے ہی پکارا ٹھتا کہ (افق سے) آفتاب طلوع ہو رہا ہے۔

ایک ہدایتی عورت آفتاب رسالت کی معیت میں حج کی سعادت حاصل کرتی ہے جب وہ اپنے وطن مالوف کو

واپس لوئی تو ابو اسحاق نے اس عورت سے حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا

قالت كالقمر ليلة البدر ارقبله ولا بعده مثله. (فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۳۶۱)

کہا چودھویں رات کے چاند تھے میں نے ان سے پہلے نہ ان کے بعد کسی کو ان کی مثل حسین و جمیل دیکھا۔

عن أبي بكر الصديق رضى الله تعالى عنه قال كان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم كذا اثرة القمر.

(مواهب المدنیہ جلد ۲ صفحہ ۷۷)

حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں میرے حبیب ﷺ کا چہرہ انور بدر کامل کی مانند تھا یعنی نورانیت میں بدرجہ غایت و اتم تھا۔

نہایہ ابن اثیر، مواهب، زرقانی جلد ۲ صفحہ ۹۷ میں ہے

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکان وجهہ المرأة یبصر شخص الجدر فی وجهہ عذیۃ
بیشک نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور آئینہ کی مانند تھا دیواروں کا عکس روئے انور میں نظر آتا ہے۔

جمع الرسائل بشرح الشماں جلد ۲ صفحہ ۱۲ میں ملاعی قاری محدث فرماتے ہیں

فکان وجهہ عذیۃ وجہہ المرأة و كان الجدر تلاحک وجہه والمعنى ان جدر البيت ترى في وجهه
عذیۃ كما ترى في المرأة لو ضاءته

حضور اکرم ﷺ کا رُخ زیبا تابندگی درختانی میں صاف و شفاف آئینہ کی مانند تھا۔ دیواروں کا عکس آپ کے چہرہ انور میں یوں نظر آتا تھا جیسے آئینہ میں نظر آتا تھا۔

اور علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

كان النبي عذیۃ يضئي البيت المظلم من نوره . (نسم الریاض جلد ۳ صفحہ ۲۵۵)

نبی کریم ﷺ اندھیرے گھر کے اپنے نورانی چہرے سے روشن کر دیتے تھے۔ (مطلع المسراۃ صفحہ ۱۰)

دربار رسالت کے شاعر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

من یهد للنور المبارک یهتدی

نورا اضاء له علی البریة کلها

آپ کے نور نے تمام کائنات کو روشن کر دیا جو اس نور سے ممتاز ہوا ہی ہدایت یافتہ ہوا۔

ایسی جیسیں کہ صبح تمنا کہیں اسے

ایسی جیسیں کہ نور کا دریا کہیں اسے

دیکھیں کہیں تو عرشِ معلیٰ کہیں اسے

ایسی جیسیں کہ نورِ تجلی کہیں اسے

معراجِ نور ہوئی کوئیں مل گئے

پھر اس پہ ابردؤں کے جو قوسین مل گئے

بلوح مثل مصباح الدجی المتوقد

یہی سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

متى یبدفی اللیل البھیم جبینہ

جب آپ کی جبین اقدس انہیری رات میں ظاہر ہوتی ہے تو انہیری رات میں روشن چراغ کی طرح چمکتی ہے۔

گیسوئے محنبر

جس کی خود اللہ تعالیٰ اپنے سچے کلام میں قسم یاد فرمائے ”وَاللَّلِ إِذَا يَغْشِي“ تو اس پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ

دکھانا ہے۔ تبرکات چند حوالے ملاحظہ ہوں

بال مبارک بطور تبرک تقسیم

بموقعہ حجۃ الوداع حضور اکرم ﷺ قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے

تم دعا بالحلاق و ناول الحالق شقه الایمن و حلقة ثم دعا ابا طلحۃ الانصاری فاعطاہ ثم ناول الشق

الا یسر فقال احلق فحلقة فاعطاہ ابا طلحۃ فقال اقسمہ بین الناس . (بخاری و مسلم و مثکلۃ صفحہ ۲۳۲)

پھر آپ نے حمام کو بلا یا اور اپنے سر مبارک کے دوسری طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے پھر آپ نے اپنے باکیں طرف کے بال منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت کئے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کرو۔

دریں عبرت

نبی پاک ﷺ نے اپنے گیسوپاک تقسیم کرنے کا حکم فرمایا اسی لئے تاکہ امت کو ان کے برکات نصیب ہوں اور فقیر پہلے عرض کر چکا ہے کہ آپ کے بال تمام لوگوں سے زیادہ تھے یعنی آپ کے بال ہزاروں کی تعداد میں تھے وہ تمام صحابہ کرام میں تقسیم ہو گئے۔ ان سے صحابہ کرام نے دینی و دنیوی فوائد حاصل کئے یہاں تک کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات سر کارِ دعویٰ ﷺ کے بال اقدس کی مر ہون منت ہیں جیسا کہ گذر اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد امت میں جہاں بال اقدس پائے گئے ہزاروں یہاروں کی شفاء و دیگر منافع امت کو نصیب ہوئے اسے ہم تبرکات سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام بلکہ خود حضور اکرم ﷺ کی نظر وہ میں ایک بال دنیا و ما فیہا سے عظیم تر ہے اور اس کی بے ادبی کفر اور بے دینی ہے چنانچہ سیدنا علی کرم اللہ و جہہ الکریم فرماتے ہیں

سمعت رسول الله ﷺ وهو اخذ شعرة يقول من اذى شعرة فالجنة عليه حرام

(جامع صغیر صفحہ ۲۵، کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۷۶)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ اپنا ایک موئے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرمادے تھے کہ جس نے میرے

ایک بال کو بھی اذیت دی تو اس پر جنت حرام ہے۔

فائدة

اذیت سے بے ادب و گستاخ مراد ہے اس سے وہ بے ادب و گستاخ غور کریں جو حضور اکرم ﷺ کو ہر معاملہ میں گھٹانے کے درپے ہیں جب حضور اکرم ﷺ اپنے ایک بال مبارک کی بے ادب و گستاخی سے جنت حرام فرماد ہے ہیں تو پھر اس کا کیا حشر ہو گا جو ذاست اقدس پر حملہ کرتا ہے۔

بال مبارک سے شفاء

حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور اکرم ﷺ کا موئے مبارک تھا

فاحرجت من شعر رسول الله ﷺ و كانت تمسله في جلجل من فضة فخض خضته له فشربات منه. (بخاري، مسلكولا صفحہ ۳۹۱)

تو وہ رسول ﷺ کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلاکر دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔

فائدة

غور فرمائیے کہ صحابہ کرام اور امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقیدہ پر بال مبارک میں قدرت نے کتنی برکات رکھی تھیں کہ ہر بیماری کی شفاء اسی بال سے نصیب ہو رہی ہے۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیران ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شرح

ناممکن میں یہ قدرت کہاں اور واجب میں عبدیت ہم حیران ہیں اور یہ بھی خطاب ہے کیونکہ آپ یہ بھی نہیں اور وہ بھی نہیں۔

حضور سرورِ کونین ﷺ کی حکومت و سلطنت اور آپ کا تصرف اور اختیار کچھ اس قدر وسیع ہے کہ چشمِ فلک نے
حقوق میں اتنا بڑا اختیار و تصرف اور اتنی بڑی ہر جہاں گیر حکومت کبھی دیکھی۔ زمین و آسمان، برگ و شجر، نہش و قمر، بحر و بر
غرضیکہ کون و مکان کا ہر ذرہ اس سلطانِ ذی جاہ کے اختیار و تصرف میں ہے اس تاجدارِ ذی وقار کا ہر شے پر حکم و فرمان
جاری ہے۔

یہ نہ و پر یہ تاج و کمر یہ حکم روں تمہارے لئے

یہ تج و پر یہ تاج و کمر یہ باغ و شتر

ادھرز میں والے اگر حضور کے مطیع و فرمانبردار ہیں تو ادھر آسمان والے بھی حضور کے ہر اشارہ پر قربان ہونے کو
تیار ہیں۔ زمین پر اگر پتھر کلمہ پڑھ رہے ہیں، درخت بلانے پر چلے آرہے ہیں، اونٹ فریاد سی کے لئے حاضر ہو رہے
ہیں اور جانور سجدہ کر رہے ہیں تو آسمان پر سورج حکم پا کر اُنے قدم لوٹ رہا ہے، چاند اشارہ پاتے ہیں لکڑے ہو رہا ہے،
شبِ معراج ہر آسمان کے دروازے کھل رہے ہیں اور ملائکہ صفہ صفتِ قیامت و استقبال کے لئے چشمِ برداہ ہیں۔ گواہ
دونوں جہاں میں راج ہے ان کا تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا

خدا کے بعد اتنی بڑی بڑائی صرف حضور اکرم ہی کو حاصل ہے اور آپ سے کوئی بڑا نہیں

سارے اونچوں سے اوپر چھکھے جیسے

باوجود اتنی بڑی بڑائی کے حضور کا سرِ اقدس اپنے بڑائی دینے والے مالک کی بارگاہ میں جھکارہا اور آپ نے
باوجودِ تتمیلیک حقِ مالکِ جنت ہونے کے خدا کی اس قدر عبادت فرمائی کہ کمالِ عبادت کاظمہ اور آپ ہی کی ذاتِ بارکات
سے ہوا اور اس وصفِ خاص سے بھی محظوظ کو موصوف فرمایا کہ ”سُبْحَنَ اللّٰهِ أَسْمَاعِي بِعَبْدِهِ“ فواز اور
کہیں ”مَمَّا نَزَّلَنَا عَلٰى عَبْدِهِ“ اور کہیں ”نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهِ“ فرمایا کہ عبدیت کاملہ کا اعلان فرمادیا اور
یہ واقعہ ہے کہ جس طرح معجودِ حقیقی اپنی الوہیت میں وحدہ لا شریک ہے اور اس کا کوئی شریک و ثانی نہیں اسی طرح آپ
عبدِ کامل ہونے میں (حضور ﷺ) بھی بے مثال و با کمال ہیں اور ان کا کوئی ثانی و مثل نہیں۔

تجھے یکنے یک بنایا

تیرے پا یہ کانہ پا یا

مذکورہ بالامضوں سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ ہمارے آقا مولیٰ ﷺ کو وہ خدا دادقوت و قدرت حاصل
ہے کہ چاہیں تو پتھروں سے کلمہ پڑھوالیں، چاہیں تو غروب شدہ سورج کو لوٹا لیں اور چاند کے لکڑے کرڈا لیں۔ دوسرے
یہ کہ آپ نے جس قدر عظمت و رفعت پائی اُسی قدر آپ نے خدا کی عبادت کر کے دکھائی گیا حضور اکرم ﷺ قدرت

وعبدیت ان دونوں صفتیں سے موصوف ہیں۔

اس کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ خدا کے سوا ہر چیز عالمِ ممکنات میں شمار کی جاتی ہے صرف ایک خدا کی ہستی ہے جو واجب الوجود ہے اور خدا کے سوا ہر چیز پر لفظ ممکن صادق آتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کے شعر میں ”ممکن“ سے مراد ماوشہ عوامِ الناس ہیں اور واجب سے مراد خدا کی ذات ہے۔

اب سنئے! اعلیٰ حضرت نے اپنے اس شعر میں حضور اکرم ﷺ کی حیثیت مقدسہ کے متعلق بیان فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کیا ہے اور انہیں کیا سمجھا جائے؟ سواس باب میں دو صورتیں ظاہر ہیں کہ یا تو آپ کو گستاخانِ رسالت کی طرح اپنی مشل بشر کہا جائے اور یا خدا کہہ کر ارتکابِ شرک کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے ان دونوں صورتوں کا بلیغ و بادلیل رد فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے

ممکن ہیں یہ قدرت کہاں؟

اگر انہیں ممکن یعنی عام انسانوں کی طرح سمجھا جائے تو پھر ایک عام انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں ہے کہ وہ چاہے تو درختوں کو بلا لے، پتھروں سے کلمہ پڑھو لے، سورج کو لوٹا لے اور ایک انگلی کے اشارہ سے چاند کے دلکشے کر دے، بھی پانچوں انگلیوں سے پانی کے چشمے بھادے۔ یہ قدرت ماشماں ہرگز نہیں ہے لیکن حضور میں یقیناً ہے سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی جب یہ قدرت حضور میں ہے تو پھر آپ ہماری مشل میں بھی یقیناً نہیں ہیں کہ ہم جو ممکن ہیں ہم میں یہ قدرت کہاں ہے تو پھر حضور کیا ہیں؟ کیا خدا ہیں؟ معاذ اللہ یہ بھی نہیں اس لئے کہ

واجب ہیں عبدیت کہاں؟

اگر آپ کو واجب یعنی خدا مانا جائے تو پھر خدا میں یہ عبدیت کہاں ہے کہ اپنے خالق کی عبادت کرے، اُسے سجدے کرے اور اپنی عبدیت کا اظہار کرے یہ چیز تو شایانِ شان حضور ہے اور آپ ہی نے عبدیت کاملہ کا اظہار فرمایا اور واجب الوجود میں تو عبدیت نہیں اس لئے کہ وہ معبدو ہے، مسجدو ہے، عابدو ساجد نہیں ہے۔

الہذا یہ دونوں صورتیں ممکن و واجب کی بیان کر کے اعلیٰ حضرت جیرانی کا اظہار فرماتے ہیں

حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی ممکن بھی نہیں اور واجب بھی نہیں پھر حضور کیا ہیں؟ چنانچہ اس شعر کے ساتھ ہی آگے فرمایا

حق یہ کہ ہیں عبد اللہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سرِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

برزخ (عربی) درمیانی درجہ۔ سر بکسر اسین وراء مشدده بمعنی راز اس کی جمع اسرار ہے۔ عربی کامقولہ ہے
”صَدْوَرُ الْأَحْرَارِ قَبْوُرُ الْأَمْوَالِ“ (نیکوں) کے سینے بھیدوں کے لئے قبریں ہیں۔ عربی لوگ کہتے ہیں
”رجل سری“ کاموں کو خفیہ طریق سے کرنے والا مرد اور کہتے ہیں ”فَلَمْ سَرْ هَذَا الْأَمْوَالُ“ اس معاملہ سے
واقف ہے۔

شرح

حق تو یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بندے ہیں اور ساری کائنات کے باادشاہ ہیں خالق اور مخلوق کے
درمیان ایک امر فاصل میں ”ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل“ کے مطابق ایک ہاتھ آپ کا خدا کے ہاتھ میں ہے
اور دوسرا مخلوق کے ہاتھ میں ادھر خدائی میں بانٹتے ہیں آپ نہ تو خدا ہیں نہ ہی اس سے جدا ہیں۔ خدا
کی مخلوق میں مگر ساری مخلوق سے ممتاز اور ساری مخلوق کے حکم و سلطان، آپ کی رفت و عظمت اور آپ کی حیثیت مقدس کو
اللہ ہی جانے آپ ایک راز خدا ہیں

یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہونہ خدا ہو اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جائیئے کیا ہو

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ

مجھے حقیقتہ میر اللہ ہی جانتا ہے۔ لم یعرفنی حقیقتہ غیر ربی

ہم تو محظوظ کبڑیا، سلطان دوسرا، سرور انیما ﷺ کے لئے مختصر الفاظ میں یہی سکتے ہیں جو اعلیٰ حضرت نے ہی
دوسری جگہ لکھا ہے کہ

بس رضا نے ختمِ سخن اس پر کر دیا خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

شعر سابق اور شعر ہذا میں وحدۃ الوجود کا خوب حل فرمایا ہے۔

وحدة الوجود

صوفیہ کرام اور اہل عرفان "لا موجود الا اللہ" کے قائل ہوتے ہیں ان کی نظر میں خدا کے مساوا سب معدوم ہیں موجود وہی ذات احاد ہے اہل ظاہر نے ہمیشہ یہی کہایہ معنی عقول متوسطہ کی دنیا سے اور اداک ہونا ممکن نہیں لیکن علامہ فضل حق خیر آبادی غائب اور پہلے عالم ہیں جنہوں نے اپنے رسالہ "الروض الحجۃ وحدۃ الوجود" میں اس مسئلہ کی حقانیت پر دلیل عقلی قائم کی اور فرمایا یہ دلائل عقول متوسطہ ہی کی دنیا میں ہیں جنہیں کوئی فلسفی رد کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

پورا رسالہ قابل دید ہے ترجمہ کے ساتھ مکتبہ قادریہ لا ہور سے دوسری بار شائع ہو چکا ہے۔ علامہ نے اپنے حاشیہ قاضی مبارک میں بھی جابجا اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور بہت کچھ تفصیل بھی فرمائی ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ اپنی زندگی بھر وحدۃ الوجود کی حقانیت کے معتقد رہے اور متعدد تصانیف میں بھی اس کا ذکر فرمایا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں مرتبہ وجود میں صرف حق عز و جل ہے کہ ہستی حقیقتہ اسی کی ذات پاک سے خاص ہے۔ وحدت وجود کے جس قدر معنی عقل میں آسکتے ہیں یہی ہیں کہ وجود واحد، موجود واحد سب مظاہر ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصل وجود و ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے۔

کل شئی هالک الا وجہہ

اور حاشیہ معنی ہر گز نہیں کہ من و تو زید و عمر ہر شی خدا ہے۔ یہ اہل اتحاد کا قول ہے جو ایک فرقہ کافروں کا ہے اور پہلی بات اہل توحید کا نہ ہب ہے جو اہل اسلام و ایمان حقیقی ہے۔ (کشف حقائق و اسرار واقعیت ۱۵۰۰ھ مطبوعہ اللہ آباد صفحہ ۱۵)

دوسری جگہ ایک تقریبی مثال سے یہ مسئلہ اور اس میں تین فرقوں کا بیان قدرتے تفصیل سے لکھا ہے فرماتے ہیں ایک بادشاہ اعلیٰ جاہ آئینہ خانہ میں جلوہ فرمائے جس میں تمام مختلف اقسام و اضاف کے آئینے نصب ہیں۔ آئینوں کا تجربہ کرنے والا جانتا ہے کہ ان میں ایک ہی شے کا عکس کس قدر مختلف طوروں پر متحلی ہوتا ہے، بعض میں صورت خلاف نظر آتی ہے، بعض دھنڈلی، کسی میں سیدھی، کسی میں الٹی، ایک میں بڑی، ایک چھوٹی، بعض میں پتلی، بعض میں چوڑی، کسی میں خوشنما، کسی میں بھوٹدی۔

یہ اختلاف آئینوں کی قابلیت کا ہوتا ہے ورنہ وہ صورت جس کا ان میں عکس ہے خود واحد ہے ان میں جو حالتیں پیدا ہوئیں متحلی ان سے منزہ ہے ان کے اُلٹے، بھوٹدے، دھنڈے ہونے سے اس میں کوئی قصور نہیں ہوتا "ولله مثل

الاعلیٰ ”اب اس آئینہ خانہ کو دیکھنے والے تین قسم کے ہوئے۔

اول

نا سمجھ بچے انہوں نے گمان کیا کہ جس طرح بادشاہ موجود ہے یہ سب عکس بھی موجود کہ یہ بھی تو ہمیں ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے وہ ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ اس کے تابع ہیں جب وہ اٹھتا ہے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں، وہ چلتا ہے یہ سب چلنے لگتے ہیں، وہ بیٹھتا ہے یہ سب بیٹھ جاتے ہیں تو عین یہ بھی اور وہ بھی مگر وہ حاکم ہے یہ ملکوم اور اپنی نادانی سے یہ نہ سمجھا کہ وہاں تو بادشاہ ہی بادشاہ ہے یہ سب اسی کے عکس ہیں اگر اس سے جواب ہو جائے تو یہ سب صفحہ، هستی سے معدوم مغض ہو جائیں گے۔ ہو کیا جائیں گے اب بھی تو حقیقی وجود سے کوئی حصہ ان میں نہیں حقیقتاً بادشاہ ہی موجود ہے باقی سب پرتو کی نمود ہے۔

دوم اهل نظر و عقل کامل

وہ اس حقیقت کو پہنچے اور اعتقاد بنائے کہ بے شک وجود ایک بادشاہ کے لئے ہے موجود ایک ہی ہے یہ سب ظل عکس ہیں کہ اپنی حد ذات میں اصلاح و جو نہیں رکھتے اس تجلی سے قطع نظر کر کے دیکھو کہ پھر ان میں کچھ رہتا ہے؟ حاشا عدم مغض کے سوا کچھ نہیں اور جب یہاں پی ذات میں معدوم و فانی ہیں اور بادشاہ موجود یہ اس نمود میں اسی کے محتاج ہیں اور وہ سب سے غنی، یہ ناقص ہیں وہ تام، یہ ذرہ کے بھی مالک نہیں اور وہ سلطنت کا مالک، یہ کوئی کمال نہیں رکھتے۔ حیات، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام سب سے خالی ہیں اور وہ سب کا جامع تو یہ اس کا عین کیونکر ہو سکتے ہیں لا جرم یہ نہیں کہ یہ سب وہی ہیں بلکہ وہی وہ ہے اور یہ صرف اس تجلی کی نمود۔ یہی حق و حقیقت ہے اور یہی وحدۃ الوجود۔

سوم

عقل کے اندر ہے، سمجھ کے اوندر ہے، اُن نا سمجھ بچوں سے بھی گزرے انہوں نے دیکھا کہ جو صورت بادشاہ کی ہے وہی ان کی، جو حرکت وہ کرتا ہے یہ سب بھی، تاج جیسا اس کے سر پر ہے بعینہ ان کے سروں پر بھی۔ انہوں نے عقل و دلش کو پیٹھ دے کر بکنا شروع کیا کہ یہ سب بادشاہ ہیں اور اپنی سفاہت سے وہ تمام عیوب و نقائص جو نقصان قوابل کے باعث ان میں تھے خود بادشاہ کو ان کا مورد کر دیا کہ جب یہ وہی ہیں تو ناقص، عاجز، محتاج، اٹھے بھوٹے، بد نما، دھنڈے کا جو عین ہے قطعاً انہیں دنائم سے متصف ہے۔

سُبْحَنَهُ وَ تَعَلَّى عَمَّا يُكَوِّلُونَ غُلُوْا كَبِيرًا۔ (پارہ ۱۵، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۳)

انسان عکس ڈالنے میں آئینے کا محتاج ہے اور وجودِ حقیقی احتیاج سے پاک وہاں جسے آئینہ کہیوہ خود بھی ایک ظل ہے پھر آئینہ میں انسان کی صرف سطحِ مقابل کا عکس پڑتا ہے جس میں انسان کے صفات مثلاً کلام و بصر و علم و ارادہ و حیات و قدرت سے اصلاً نام کو بھی کچھ نہیں آتا لیکن وجودِ حقیقی عز جلالہ کی تجلی نے اپنے بہت ظلال پر نفسِ ہستی کے سوا ان صفات کا بھی پرتو ڈالا یہ وجود اور بھی ان بچوں کی نافہی اور ان اندھوں کی گمراہی کا باعث ہوئیں اور جن کوہداشت ہوئی وہ سمجھ گئے کہ

یہ چراگیست دریں خانہ کہ از پرتو آن

انہوں نے صفات اور خود و جود کی دو فتمیں کیں۔

(۱) حقیقی ذاتی کم تجلی کے لئے خاص ہے (۲) ظلِ عطائی کر ظلال کے لئے ہے اور حاشایہ تقسیم اشتراک معنی نہیں بلکہ مخصوص موافقت فی اللفظ۔

یہ ہے حقِ حقیقت و عینِ معرفت ولہا الحمد۔ (فتاویٰ رضویہ ششم صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳ اشاعت مبارکبور)

صفاتِ باری

صفاتِ باری سے متعلق بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ مسلک عرفاء کی حقانیت کے قائل ہیں۔ ظاہر ہے کہ صوفیہ کرام جب لا موجود الا الله کے قائل ہیں تو صفاتِ باری کو غیر ذات یا لا عین لا غیر کیسے کہہ سکتے ہیں جب سارا عالم ان کی نظر میں وجود واحد کا پرتو ہے تو خود صفاتِ باری کو لا عین کیونکر کہہ سکتے ہیں؟

امام احمد رضا قدس سرہ جس ماحول میں کلام فرماتے تھے وہ عوامِ اہل سنت اور اہل ظاہر کا ماحول تھا اس مقام پر انہوں نے متكلمین کی طرح صفاتِ باری کو لا عین ولا غیر ہی بتایا ہے مگر "المعتمد المستند بناء نجاة الا" (۱۳۲ھ) میں مسلکِ صوفیہ کی کامل تحقیق فرمائی ہے اور آخر میں فرماتے ہیں

فالذى نعتقده فى دين الله تعالى ان له عز وجل صفات ازلية قديمة وهى الكمالات الحاصلة للذات

بنفس الذات فلا مصدق لها الا الذات فلها حقيقة بها هي وهي المعانى القائمة القديمة

المقتضيات للذات وحقيقة بها هي وما هي الا عين الذات من دون زيادة اصلاحاتهم وثبتت واياك

ان تزل فان المقام مزلة الاقدام وبالله التوفيق وبه الاعتصام.

(ملخصاً، المعتمد المستند بناء نجاة البدار طبع اتنبول صفحه ۲۹)

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ نفسی اور لفظی کی تقسیم متاخرین نے معتزلہ کو خاموش کرنے اور پست عقول کو سمجھانے کی خاطر کی ہے جیسے کہ متاخرین نے مشابہات میں تاویل کی راہ اختیار فرمائی ہے اور مذہب وہی ہے جس پر ائمہ سلف ہیں کہ کلام باری واحد ہے جس میں اصلاً کوئی تعدد نہیں۔

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں وہی قرآن جو باری تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے جو اس کی ذات پاک سے ازاً ابدأ قائم و مستحیل الانفكاك ہے وہی ہماری زبانوں سے مغلوب، ہمارے کانوں سے سموع، ہمارے اوراق میں مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے نہ یہ کہ کوئی اور جدا شی قرآن پر دال ہے نہیں نہیں یہ سب اسی کی تجلیاں ہیں حقیقتاً وہی متجلى ہے بغیر اس کے کوہ ذاتِ الہی سے جدا ہو یا کسوتوں (لباسوں) کے حدوث سے ان کے دامنِ قدم پر کوئی داغ آیا ہو یا ان کے تکش سے اس کی طرف تعدد نے راہ پایا ہو۔

شخص صاحب لباس گشت بدل

ومبدل گر لباس گشت بدل

عارف بالله سیدی عبدالوهاب شعرانی قدس سرہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں اہل سنت نے قرآن مکتوب کو حقیقتاً کلام اللہ ہی قرار دیا ہے اگرچہ اس کا لفظ ہماری زبان سے واقع ہے اس سے زیادہ کچھ بولنے یا کسی کتاب میں لکھنے کی گنجائش نہیں۔ ملخصاً (الکشف شافیا حکم فو تو جرافیا ۱۳۲۸ھ مطبوعہ کانپور صفحہ ۲۶، تلخیص)

حاشیہ المعتقد میں فرماتے ہیں

عَرَفَ هَذَا مِنْ عَرْفٍ وَمِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى فَهْمِهِ فَعَلِيهِ أَنْ يُؤْمِنْ بِهِ كَمَا يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَسَائِرَ صَفَاتِهِ مِنْ دُونِ

ادراک الکنۃ (المعتمد المستند صفحہ ۳۶)

اس پر ایمان لانا بھی ایک علم ہے۔ ملفوظات میں حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن کا قول فرماتے ہیں علم باطن کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تقدیق کرے اگر نہ جانتا ان کی تقدیق نہ کرتا۔ پھر حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس حالت میں صحیح کر کر تو خود عالم ہے یا علم یکھتا ہے یا علم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچوں کا ہلاک ہو جائے گا۔ (الملفوظ مطبوعہ دہلی اشاعت سمنانی کتب خانہ میرٹھ جلد اول ملخصاً)

مقامِ مصطفیٰ ﷺ

مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنی تصانیف میں بہت کچھ لکھا ہے اہل نظر کے یہاں

جہان اس کے آنکھیں۔ وفی هذا قول

خالق کل الوری ربک لا غیرہ نورک کل الوری غیر ک لم ليس لن

ای لم يوجد، وليس موجودا، ولن يوجد ابدا

نور محمدی ﷺ کا جس طرح عالم اپنی ابتداء وجود میں محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا کچھ نہ بنتا یوں ہی ہر شئی اپنی بقاء میں اس کی دست نگر ہے آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃٰ فائے محض ہو جائے۔

وہ جونہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جونہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اسی مضمون کو قدرے اختصار کے ساتھ کشف حقائق میں لکھا ہے اور سلطنتِ مصطفیٰ فی ملکوت الوری میں مزید تفصیل کا حوالہ دیا ہے۔ صلات الصفا میں بھی علمائے ربانیین عرفائے کاملین کے بعض اقوال نقل فرمائے ہیں اور بڑے انوکھے انداز میں حدائق بخشش میں اظہار فرمایا ہے۔

شرح شعر سابق ولاحق

حقیقت محمد یہ علیہا التحیۃ والثنا عاصمہ ممکنات اور ذاتِ واجب الوجود کے درمیان برزخ اور واسطہ ہے۔ اس مسئلہ کو شاعرانہ لطافت کے ساتھ بیان کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ ہم نے موجود کی دو ہی فسیلیں ہی جانیں واجب اور ممکن۔ ذاتِ رسالت کو ہم کس میں شامل کریں اگر واجب کہیں تو واجب بندہ نہیں ہو سکتا اور مصطفیٰ ﷺ بندہ ہیں اور اگر ممکن کہیں تو ممکنات میں تصرفات و اختیارات کی وہ قدرت کہاں جو ہم مصطفیٰ ﷺ میں دیکھ رہے ہیں۔

انہوں نے چشم زدن میں زمین سے آسمان اور آسمان سے لامکاں تک سیر کی پھراسی وقت لامکاں سے زمین تک واپس بھی آگئے۔ اس عالم امکان میں ایک سے ایک اربابِ فضل و کمال اور اربابِ حکومت و اقتدار و نما ہوئے لیکن یہ قدرت اور یہ کمال کسی میں نہ تھا۔ مصطفیٰ ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے کر دیا، ان کی مرضی پر ڈوبا ہوا سورج واپس آیا، ان کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ روایہ ہوا اور ایک لشکر سیراب ہوا۔ نہ جانے کتنے تصرفات و اختیارات

ہیں جو ان کی ذات سے چشمِ عالم نے ملاحظہ کئے اور کسی میں دیکھنے نہ گئے۔ ایسے بیان اور عظیم تفاوت کے باوجود انہیں ممکن کہیں تو کیسے کہیں؟ عقلِ حیران ہے کہ اگر یہ کہیں کہ وہ واجب بھی نہیں ممکن بھی نہیں تو یہ خطأ اور غلط ہے وہ واجب نہیں تو ممکن ضرور ہیں اس لئے حق یہ ہے کہ وہ خدا کے بندے اور ممکن ہونے کے ساتھِ عامِ امکان کے باادشاہ ہیں نہ تو وہ خدا ہیں نہ عالمِ امکان یعنی عامِ ممکنات میں سے ہیں بلکہ وہ اللہ کے رازِ سرِ بستہ اور خالقِ مخلوق کے درمیان واسطہ اور بزرخ ہیں۔

پہلے شعر میں ”یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“ کا اشارہ ممکن اور واجب کی طرف ہے یعنی ان کی ذات سے ممکن و واجب دونوں کی نفی کرنا خطأ ہے کیونکہ واجب قطعاً نہیں اور ممکن ضرور ہیں اگر چہ قدرت و اختیار میں سارے ممکنات سے برتر و بالا ہیں۔

دوسرے شعر میں عالمِ امکان سے مراد عامِ ممکنات ہیں جیسے ہم کہیں سکندر سارے انسانوں کا باادشاہ اور پوری دنیا کا حکمران تھا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود دنیا سے باہر اور انسانوں سے ماوراء کوئی ہستی تھا بلکہ مراد یہی ہے کہ وہ تمام انسانوں کا باادشاہ ہونے کے باعث ان عامِ انسانوں کی صفت میں شامل نہ تھا اس میں اور دیگر انسانوں میں بیان فرق تھا۔ سارے انسان اس کے سامنے ملکیت اور رعایا کی حیثیت رکھتے تھے اور وہ ان کے باادشاہ اور فرمزاوا کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس لئے اس کو ان مخلوقوں انسانوں کی فہرست میں لانا درست نہیں اگر چہ بذاتِ خود وہ بھی انسان ہی تھے۔

اب یہ بات واضح ہو گئی کہ دوسرے شعر میں ”عالمِ امکان“ سے مراد عامِ ممکنات ہیں اور دوسرے شعر میں ”یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں“ کا اشارہ عامِ ممکنات اور الہ و خدا کی طرف ہے۔ شعروال میں ذکر شدہ لفظِ ممکن و واجب کی طرف نہیں یعنی جب وہ عامِ ممکنات کے باادشاہ اور عالمِ امکان کے فرمزاوا ہوئے تو وہ ان مخلوقوں میں اور اپنے رعایا کی صفت میں شامل ہوئے اور جب وہ خدا کے بندے اور ممکن ہوئے تو خدا نہ ہوئے۔ حاصل یہ کہ وہ عامِ ممکنات میں بھی نہیں اور خدا بھی نہیں بلکہ دونوں کے درمیان بزرخ و واسطہ ہیں۔ سننے میں آیا ہے کہ کچھ عناد پورا اور متحصب قسم کے جاہل افراد اور اعتراض و استہزاء کے ساتھ ان شعروں کا عجب غلط سلط مطلب بیان کرتے ہیں۔ ایک تبحر عالم اور بلند پایہ عارف کا شعر سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا کرنی چاہیے یہاں علم و فن میں دستِ گاہ اور شعروخن سے تعلق کے ساتھِ ذوقِ لطیف اور پارسِ انصاف کی بھی سخت ضرورت ہے۔ (مضمون مولانا محمد احمد مصباحی بھیروی، معارف رضا، شمارہ نمبر ۱۹۸۹ء، صفحہ ۲۶۷)

امام احمد رضا قدس سرہ نے اس مضمون کو دوسرا جگہ یوں فرمایا

نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

محمد مظہر کامل ہے حق کی شانِ عزت کا
یہی ہے اصل عالم مادہ ایجاد خلقت کا
اور فرمایا

کنزِ مکتوم ازل میں درکمنوں خدا ہو
تھوڑے سیلے سب نبی تم اصل مقصود ہدی ہو
کوئی جانے کیا ہو عقلِ عالم سے وار ہو
سب سے اول سب سے آخر ابتدا ہوا تھا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے تم موخر مبتدا ہو

نوت

چونکہ یہ اشعار علمِ تصوف سے متعلق ہیں بطورِ تتمہر چند ضروری امور ذہنِ نشین ضروری ہیں۔

تصوف اعتقادی

جس میں یہ بیان ہو گا کہ امام احمد رضا اعتقادیات میں عرفائے کاملین اور صوفیہ و اصلین ہی کے مسلک پر کار بند رہے یا در ہے کہ اعتقاد صرف خیال و ادراک کا نام نہیں بلکہ اعتقاد ایک عمل بھی ہے لیکن خاص عمل قلب ہے یعنی دل کا کسی نظر کو راست و مضبوط طور پر قبول کر لینا اور اس کے اذعان و یقین سے سرشار ہو جانا۔ آپ امام احمد رضا کے اعتقادیات میں وہی سرشاری اور وہی یقین و اذعان پائیں گے جو خاص عرف اور اہل دل کا حصہ ہے۔

تصوف عملی

اس سے مراد صوفیہ کے قلبی اعمال اور ان کا درع و تقوی ہے جسے رب العالمین نے اپنے اولیاء کا عالمتی نشان بنایا ہے۔

الَّذِينَ امْنَوْا وَ كَانُوا يَعْقُلُونَ ۝ (پارہ ۱۱، سورہ یوس، آیت ۶۳)

وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔

تصوف علمی

امام احمد رضا نے فنِ تصوف میں جو گران قدر حقائق و معارف بیان کئے ہیں اور اہل سلوک کی جو عظیم رہنمائی فرمائی ہے وہ سب ”تصوف علمی“ یا تعلیماتِ تصوف سے عبارت ہیں۔

اقسام عقائد

باب عقائد پر نظرڈالنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ تمام عقائد ایسے قطعی اور یقینی نہیں ہوتے جن کو اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو اسلام سے خارج ہو جائے بلکہ اس حیثیت کے حامل صرف وہی عقائد ہوتے ہیں جو قطعی یقینی دلیلوں سے ثابت ہوں اور ان پر اجماع مسلمین قائم ہو جس طرح بہت سے اعمال و عبادات دین و شریعت میں داخل ہیں لیکن ان سب کی حیثیت یکساں نہیں اور سب کی بجا آوری لازم و ضروری نہیں بلکہ ان اعمال کے درجات و مراتب ہیں اور وہ فرض، واجب، سنت، مستحب، حرام، مکروہ تحریکی، اساعت وغیرہ قسموں میں منقسم ہیں ان کے دلائل اور احکام دونوں میں تفاوت ہے جن کی بجا آوری یا ترک کا وجوب قطعی دلیلوں سے ثابت نہ ہو۔

اسی طرح عقائد کا بھی معاملہ ہے بعض ایسی قطعی یقینی اجتماعی دلیلوں سے ثابت ہیں جن میں سے کسی ایک کا بھی مکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کا کذب اور عیب سے پاک ہونا، نبی کریم ﷺ کی رسالت ان کا آخری نبی ہونا تو ہیں رسول کامنافی ایمان ہونا، ہر نبی کا بعطائے الہی غیب پر مطلع ہونا۔ اور بعض عقائد احادیث مشہورہ یا قابل تاویل آیات قرآنیہ سے ثابت ہوئے ان کے لئے ویسی قطعی یقینی دلیلیں فراہم نہ ہو سکیں تو ان کا مکر مبتدع، بد دین، گمراہ قرار پاتا ہے اور بعض ان سے بھی کم درجہ کی دلیلوں سے ثابت ہوئے ان کا مکر گمراہ نہیں کہا جاتا بلکہ فاسق فی الاعتقاد قرار پاتا ہے اور کچھ ان سے بھی کم درجہ کے ہو سکتے ہیں جن کے مکر پرفق فی الاعتقاد کا بھی حکم نافذ نہ ہو۔

ان اقسام عقائد کی مثالیں اور ان کی تفصیلات یہاں بیان کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ان کا اصل میدان علم کلام اور تکب عقائد ہی۔

صوفیہ کرام ان تمام عقائد کے معتقد ہوتے ہیں جو قطعی یقینی دلیلوں سے ثابت ہیں کسی بھی مسئلہ میں اور کسی بھی جگہ وہ ان سے سرواحراف نہیں کر سکتے۔ اسی طرح جو اہل سنت کے مسلمہ عقائد ہیں انہیں بھی وہ مانتے ہیں لیکن عقائد کی بعض فروع میں، کشف و شہود کے نتیجہ میں ان پر بہت سی ایسی باتیں عیاں ہوتی ہیں جن تک عام عقولوں کی رسائی نہیں ہوتی اور وہ متفقہ عقائد کے خلاف بھی نہیں ہوتیں بلکہ ان میں پختگی اور تقویت کا سامان ہوتا ہے ان باتوں کو وہ مانتے ہیں اور انہیں اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں لیکن اہل ظاہر اور اس مقام سے قاصر لوگوں پر وہ ان عقائد کو مسلط نہیں کرتے بلکہ وہ ان کا اپنا اور اک اور اپنا اعتقاد ہوتا ہے جو اس منزل بلند پر فائز ہونے اور مظاہر ذات و صفات میں فکر و تدریک کے نتیجہ میں رونما ہوتا ہے اس پر وہ قرآن و حدیث سے دلائل بھی رکھتے ہیں کیونکہ ان کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جو کشف بھی نصوص قرآن و

حدیث کے خلاف ہو رد کر دیا جائے گا۔ پہلے وہ اپنے ہر انکشاف کو ان نصوص و اصول پر پیش کر کے پرکھ لیتے ہیں جب اسے کلام باری اور حدیث نبوی کے مطابق پاتے ہیں تو قبول کرتے ہیں ورنہ رد کر دیتے ہیں۔

قرآن و حدیث کے لائق و معانی کی انتہاء نہیں ”وَفُوقَ الْعُلَمِ عَلَيْهِ“، اس لئے یہ کوئی مقام حیرت نہیں کہ بہت سے معانی تک عام عقولوں کی رسائی نہ ہو سکے اور ارباب کشف و مشاہدہ کو صفائے قلب اور فضلِ ربانی کے نتیجہ میں ان معانی کا بدینہیات و محسوسات کی طرح ادراک ہو جائے اور ارباب ظاہر کسی دیدہ ور کی تفہیم و تلقین کے بغیر انہیں سمجھنے سے بھی قادر ہوں۔ یہ عام عقولوں کا قصور ہے اُن اجلہ اولیاء اور ان کے پاکیزہ و بلند عقائد و افکار کا نہیں۔

عامی یا تو ان کے علم و تقویٰ اور کشف و مشاہدہ پر اعتماد کرتے ہوئے قبول کرے یا خاموش رہے کیونکہ وہ ایسے لازمی عقائد نہیں جن کا قبول جزو ایمان اور لازم اسلام ہو۔ بہت سے لوگ ان مخصوص عقائد صوفیہ و مشاہداتِ اولیاء کی اس حیثیت کو بھول جاتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ سب وہ قطعیات ہیں جن کے بغیر صوفیہ کرام کے نزدیک کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا حالانکہ محض خام خیالی اور اقسام عقائد سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ خود وہ عقائد جو اہل سنت کی کتابوں میں مدون ہیں انہیں کتنے ایسے ہیں جن کو آج تک کسی عالم دین نے قطعیہ ضروریہ سے شامل نہیں کیا اور نہ ان کا منکر کافر سمجھا گیا ہاں عقائد قطعیٰ یعنی اجماعی بھی ہیں جن میں ایک کا بھی صریح انکار حکم تکفیر کے لئے کافی ہے۔ یہ سب عقائد کی مہسوٹ کتابوں کے مطابعہ اور ان پر اچھی طرح غور و فکر کرنے سے بے شمار منکشف ہو سکتا ہے۔

تصوف کیا ہے؟

تصوف کے دشمن ابن تیمیہ اور اس کے معتقدین تصوف اسلام کے خلاف ثابت کرتے ہیں حالانکہ تصوف خلاصہ اسلام کا نام ہے۔

چنانچہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں

التصوف إنما هو زبدة عمل العبد باحكام الشريعة.

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ صفحہ ۲، مقال عرف باعز از شرع و علماء ۱۳۲ هـ اہاز امام احمد رضا قدس سرہ، طبع دہل صفحہ ۳۰)

تصوف کیا ہے؟ بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

اور سیدی ابو عبد اللہ محمد خفیف ضمی قدس سرہ فرماتے ہیں

التصوف تصفية القلوب و اتباع النبي ﷺ في الشريعة. (طبقاتِ کبریٰ الامام الشعرانی صفحہ ۱۸، مقال عرف

باعز از شرع و علماء ۲۳۲ھ از امام احمد رضا قدس سره، اشاعت سمنانی کتب خانه میراث صفحہ ۲۱)

تصوف طریقت ہی کا دوسرا نام ہے اور طریقت اُس راہ کا نام ہے جو خدا تک پہنچانے والی ہو۔ اب خدا تک

پہنچانے والی راہ کون ہی ہے؟ اُسے سیدنا غوثٰ اعظم شیخ عبدال قادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان فیضِ ترجمان سے
سینئے

اقرب الطرق الى الله تعالى لزوم قانون العبودية والاستمساك بعروة الشريعة.

(ہجۃ الاسرار، للعلامة ابی الحسن علی الشاطئی صفحہ ۵۰، مقال عرف باعزم از شرع و علماء، صفحہ ۱۶)

ہر صوفی کامل درجہ ولایت پر فائز ہوتا ہے اور ہر ولی صوفی کامل ضرور ہوتا ہے۔ ولی کون ہے؟ اس کی تعریف میں

بہت سے اقوال ہیں لیکن قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ ۝ (پارہ ۱۱، سورہ یوں، آیت ۶۳)

وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ولایت کے لئے کرامت لازم ہے مگر کرامت دو طرح کی ہے ایک وہ جس میں کس وہو کہ کا

دخل نہیں ہو سکتا۔ دوسری وہ جس میں استدرج اور شعبدہ کاشبہ ہو سکتا ہے تو اصل کرامت وہی ہے جو شبہ سے پاک ہوا سی

لئے سیدنا غوثٰ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کرامۃ الولی استقامة فعله علی قانون قول النبی ﷺ۔ (ہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۳۹ طبع مصر، ایضاً صفحہ ۱۵)

ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی کریم ﷺ کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔

حضرت شیخ اکبر مجحی الدین بن محمد بن العربي قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک کرامت تو حسی ہوتی ہے جسے عوام بھی جانتے

ہیں جیسے ہوا میں اڑنا، پانی پر چلا، گذشتہ و آئندہ حالات کی خبر دینا، یعنکروں منزل بیک قدم طے کر لینا۔ دوسری کرامت

معنوی ہوتی ہے جسے صرف خواص پہچانتے ہیں وہ یہ ہے کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھنے، عدمہ خصلتیں

حاصل کرنے اور بُری عادتوں سے بچنے تو فیق پائے، تمام واجبات ٹھیک وقت سے ادا کرنے کا التزام رکھے۔

ان کرامتوں میں مکرو استدرج کو دخل نہیں اور وہ کرامتیں جنہیں عوام پہچانتے ہیں ان سب میں مکر نہایا کی

مدخلت ہو سکتی ہے کرامت معنویہ میں مکرو استدرج کی مدائلت نہیں۔ (فتوات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۲۸، مقال عرف صفحہ ۲۰)

علمائے باطن کے ان ارشادات کی روشنی میں تصوف، صاحبِ تصوف کرامت، صاحبِ کرامت اور ولی کا اجمالی

نقشہ ذہن میں آ جاتا ہے کہ اصل تصوف تصفیہ قلب اور اتباع شریعت ہے۔ حقیقی اور اعلیٰ کرامت شریعت پر استقامت ہے سچا ولی وہی ہو گا جو سید الکوئین مصطفیٰ اللہ کی اطاعت و پیروی میں سچا ہو۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ قشیری صفحہ ۳۰ میں سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الادمی معاصر سیدنا جنید بغدادی قدس سرہ ما کافرمان نقل کرتے ہیں

من الزم نفسه اداب الشریعة نور الله قلبه بنور المعرفة و لامقام اشرف من مقام متابعة الحبيب في
او امره و افعاله و اخلاقه۔ (مقال عرفاصفحہ ۲۷)

جو اپنے اوپر آ دا ب شریعت لازم کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نورِ معرفت سے روشن کر دیگا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کر سکیں کہ مصطفیٰ اللہ کے احکام، افعال، عادات سب میں حضور اکرم مصطفیٰ اللہ کی پیروی کی جائے۔

حضرت بازیز یہ بسطامی قدس سرہ فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ایسی کرامت دی گئی کہ خلاء میں چار زانوبیٹھ کے تو اس سے فریب نہ کھانا جب یہ نہ دیکھو کہ فرض و واجب، مکروہ و حرام اور محافظت حد و دو آ دا ب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔ (فشریر یہ صفحہ ۱۸، مقال عرفاصفحہ ۱۸)

فائده

یہاں تک تصوف و ولایت اور صوفی و ولی کا مختصر تعارف تھا اب میں چاہتا ہوں کہ ان اقوال کی روشنی میں امام احمد رضا قدس سرہ کا صاحب تصوف، حامل طریقت، صاحب کرامت اور ولی کامل ہونا اجمالاً ثابت کر لیا جائے پھر کچھ تفصیلات پیش ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر ایک طاری نظر ڈالنے ہی یہ حقیقت رو ز روشن کی طرح عیاں ہو کر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے پوری زندگی شریعت پرحتی سے عمل کیا۔ ہر فرض و واجب کی محافظت اور اتباع سنت و شریعت میں کوئی دقیقتہ فروغز اشتہر نہ ہونے دیا جس کے نتیجہ میں ان کا قلب مبارک ایسا پاکیزہ اور مصافی ہو چکا تھا کہ نورِ معرفت کی تابندگی اور اکل زندگی ہی میں نظر آنے لگی۔

امام احمد رضا ۱۲۹۲ھ میں جب محبت رسول مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کے ایماء پر اپنے والد گرامی عمدۃ الحققین مولانا نقی علی خاں قدس سرہ کی معیت میں مارہرہ شریف سیدنا شاہ آل رسول مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیعت سے شرف یا ب ہوئے تو اسی وقت والد گرامی کے ساتھ اجازت و خلافت سے بھی سرفراز کئے گئے۔

حضرت مولانا سید شاہ آل رسول مارہوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان ارباب سلوک اور اہل ایصال مرشدین کرام میں سے تھے جو اپنے مسترشدین و مریدین کو ریاضت و مجاہدہ کی سخت منزلوں سے گزارتے ان کے قلوب کا بھر پور تزکیہ و تصفیہ کرتے پھر جب انہیں سجادہ مشیخت اور مندار شاد پر جلوہ آرائی کے قابل دیکھتے تو خلافت و اجازت سے سرفراز کرتے مگر امام احمد رضا قدس سرہ اور ان کے والد گرامی کو بالا ریاضت و مجاہدہ بیعت کے ساتھ ہی خلافت بھی دے دی گئی یا اس بارگاہ کا عجیب و غریب واقعہ تھا۔

حضرت خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول کے ولی عہد پوتے اور خلیفہ با کمال سیدنا ابو الحسین نوری علیہ الرحمۃ (۱۲۹۶ھ) نے عرض کیا حضور آپ کے یہاں تو بڑی ریاضت و مجاہدہ کے بعد خلافت دی جاتی ہے ان کو ابھی کیسے دے دی گئی؟ فرمایا اور لوگ میلا پچیلا زنگ آلوہ دل لے کر آتے ہیں اس کے تزکیہ کے لئے ریاضت و مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے یہ مصفلی و مزکی قلب لے کر آئے انہیں ریاضت و مجاہدہ کی کیا ضرورت تھی صرف اتصال نسبت کی حاجت تھی جو بیعت کے ساتھ ہی حاصل ہو گئی۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تصوف کے متعلق جو وضاحتیں فرمائی ہیں آپ کی تصنیف مقال العرفاء کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔

بلبل نے گل ان کو کہا قری نے سرو جانفرزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

حیرت (عربی) بسبب تجہب، ایک حال پر رہ جانا، پہنچ کا پن۔ جھنجھلا کر، جھنجھلانا سے ہے بمعنی خفا ہونا، غصے میں آ جانا۔

خلاصہ

حضور اکرم ﷺ نے دیکھ کر کہا یہ میرا محبوب گل ہے قربوںی نہیں یہ میرا مطلوب سرو جانفرزا ہے۔ حیرت نے دونوں کو غصے میں آ کر کہا ملت بولونہ آپ گل ہیں اور نہ سرو جانفرزا یہ تو جان جانا ہیں کہ تمہارے سب کے محبوبوں کو ان پر فدا کیا جائے۔

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

شرح

سورج اپنی تابانی اور جوبن جوش میں تھا۔ چاند بھی اپنے طور پر بڑھ کر خوب چکا لیکن جب رُخ مصطفیٰ ﷺ بے پردہ ہوا تو نہ سورج کی تابانی رہی اور نہ چاند کی چاندی ہر دنوں کی روشنی چھپ گئی جیسے سورج کے طلوع کے بعد تمام ستارے منہ چھپا لیتے ہیں ایسے ہی حضور اکرم ﷺ کی نورانیت کے سامنے نہ سورج کی روشنی نہ چاند کی چمک۔
کیونکہ قاعدہ ہے کہ اقویٰ روشنی کے سامنے ادنیٰ کا نور گم ہو جاتا ہے نبی پاک ﷺ کے نور اقویٰ کے آگے سورج و چاند کیا ہیں جبکہ جملہ انوار سے آپ کا نور اقویٰ ہے۔

نوت

نیز آپ کی تشریف آوری سے انبیاء و رسول کی آمد کا سلسلہ بند ہو گیا ان کی شرعتیں منسوخ ہو گئیں گویا کہ آسمانِ نبوت کے تمام چاند، سورج اور ستارے آپ ایسے مٹس کبریٰ کے انوار و تجلیات میں گم ہو گئے۔
ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روزِ جزا
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

عصیاں (عربی) گناہ، پاپ۔ صدا (عربی مونث) گنبد کی آہٹ، فقیر کی آواز یہاں مطلق آواز مراد ہے۔

شرح

خوف تھا کہ گناہوں کی سزا نامعلوم دنیا میں ہوگی یا آخرت میں۔ رحمۃ للعالیین، شفیع المذنبین ﷺ کی رحمت نے آواز دی ارے مت گھبرانہ دنیا میں سزا نہ آخرت میں۔ قرآن و احادیث مبارکہ سے تائید حاضر ہے
قرآن مجید

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَعْذِبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ أَ (بپارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۳۳)

اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرمaho۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کیونکہ رحمۃ للعالیین بنا کر بھیجے گئے ہو اور سنت

الہیہ یہ ہے کہ جب تک کسی قوم میں اس کے نبی موجود ہوں ان پر عام بر بادی کا عذاب نہیں بھیجتا جس سے سب کے سب ہلاک ہو جائیں اور کوئی نہ بچے۔ ایک جماعت مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم ﷺ پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے پھر جب آپ نے ہجرت فرمائی اور کچھ مسلمان رہ گئے جو استغفار کیا کرتے تھے تو

وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ (پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۳۳)

اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ جب تک استغفار کرنے والے ایماندار موجود ہیں اس وقت تک عذاب نہ آئے گا پھر جب وہ حضرات بھی مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کا اذن دیا اور یہ عذاب موعود آگیا جس کی نسبت اس آیت میں فرمایا

”وَمَا لَهُمْ أَلَا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ“ (پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۳۴)

اور انہیں کیا ہے اللہ انہیں عذاب نہ کرے۔

محمد بن اسحاق نے کہا ”وَمَا لَهُمْ أَلَا يُعَذِّبُهُمُ“ کفار کا مقولہ ہے جو ان سے حکایہ نقل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جہالت کا ذکر فرمایا کہ اس قدر حمق ہیں آپ ہی تو یہ کہتے ہیں یا رب اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر عذاب نازل کر اور آپ ہی یہ کہتے ہیں کہ یا محمد ﷺ جب تک آپ ہیں عذاب نہ ہو گا کیونکہ کوئی امت اپنے نبی کی موجودگی میں ہلاک نہیں کی جاتی کس قدر معارض اقوال ہیں۔ بہر حال آیت میں دنیا میں عذاب کفار پر نہ آنے کی نوید ہے تو فتن و فجور والوں پر عذاب کیا؟

”فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أُوحَى“ کی تفسیر میں حضرت امام شعبی فرماتے ہیں کہ مضمون وحی یہ تھا
ان الجنة حرام على الانبياء حتى تدخلها وعلى الامم حتى تدخلها امتك

بیشک جنت تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک کہ تم اس میں نہ جاؤ اور سب امتوں پر حرام جب تک کہ تمہاری امت اس میں نہ داخل ہو۔

کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن توبہ ہے پر
یا ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

پر (فارسی مونث) ڈھال

شرح

کسی کو ناز ہے زہد و عبادت پر کوئی سمجھتا ہے کہ اس نے تو نہ نصوح (خاص) کر لی اب عذاب الٰہی سے تو بے ڈھال بن جائے گی لیکن ہمارے ہاں تو صرف اے حبیب خدا ﷺ آپ کی عطا و بخشش کا سہارا ہے، ہمارے ہاں تو زہد ہے اور نہ ہی تو بے نصوح (خاص) کا اعتبار۔

شرح

اس شعر کی کسی شاعر نے یوں ترجمانی کی ہے

عبادت پر کسی کو ناز کسی کو ہے اطاعت پر ہمیں بس ناز ہے تو ہے محمد کی شفاعت پر ﷺ
دن لہو میں کھونا تجھے شب صح تک سونا تجھے
شرم نبی خوفِ خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

لہو، کھیل تماشہ، عیش۔ کھونا، ضائع کرنا۔

شرح

اے بندہ خدادون کو لہو و لعب میں ضائع کر دیتا ہے اور ساری رات غفلت کی نیند گزار دیتا ہے کسی کو نبی کریم ﷺ کی شرم ہوتی ہے کسی کو خدا کا خوف ہوتا ہے تجھے تو نہ وہ ہے نہ یہ یعنی تجھے نہ نبی کریم ﷺ سے شرم اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف تو دونوں سے محروم ہے ان میں کوئی ایک ہوتا تو کبھی اپنی زندگی بر باد نہ کرتا۔

اس شعر میں ان احباب کو وعظ و نصیحت ہے جو دنیوی امور میں منہک ہو کر یادِ خدا سے غافل ہیں اس لئے کامر بالمعروف و نبھی عن المنکر بھی حکم خداوندی اور فرمان نبوی ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

(پارہ ۲۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

وَلَتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَذْهَبُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۱۰۲)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہوا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلا کمیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

احادیث مبارکہ

آقائے نامدار سرکارِ مدینہ، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکی کا حکم کرو اگر چشم نہ کرسکو اور بُری بات سے منع کرو اگر چشم وہ بات کرتے ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ امر بالمعروف ہاتھ سے امیر کے لئے ہے اور زبان سے علماء کے لئے اور دل سے عامہ خلق کے لئے۔

مسئلہ

امر بالمعروف کرنے والے کو چاہیے کہ پوشیدہ طور سے کہہتا کہ نصیحت کا ثواب اُسے مل جائے۔ ابو دردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو ظاہر طور پر نصیحت کی تو گویا اُس کے لئے برائی کی اور اگر پوشیدہ طور سے نصیحت کرے تو گویا اُس نے اسی کوسنوار اور اگر اس نے پوشیدہ طور سے نصیحت اور کچھ فائدہ نہ ہوا تو پھر ظاہر طور پر نصیحت کرے اور اہل خیر و صلاح سے مدد طلب کرے تاکہ اس کا سُنگناہ سے باز رکھیں اور اگر باز نہ رکھیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ بہت ہو جائیں اور اہل صلاح پر غلبہ کریں اس وقت عذاب آئے اور سب کو ہلاک کر دے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص تم سے کوئی بُری بات دیکھتا تو چاہیے کہ اُسے ہاتھ سے روکے، اگر ہاتھ سے نہ روک سکتے تو زبان سے منع کرے، اگر زبان سے بھی نہ روک سکتے تو دل سے ہی بُرا سمجھے اور یہ ایمان بہت ہی ضعیف مرتبہ کا ہے۔

فائدة

یا رب سے دور سے رہنا چاہیے اور بیگانے سے صحبت نہ رکو اور جو شخص اپنے کو زاہدوں اور صالحوں سے مشابہ رکھتا ہے لیکن حرام کھاتا ہے اور اپنے مریدوں کو حرام کھانے اور لینے سے منع نہیں کرتا تو ایسے آدمی سے بچنا چاہیے کیونکہ حقیقت میں وہ دین کے دشمنوں سے ہے۔ نیز بزرگوں نے فرمایا کہ بد مذہب سے انس نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کے ساتھ کھانا چاہیے اور جو شخص بد مذہب کے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو ایمان و اسلام کا نور اس سے چھینا جاتا ہے۔ (نحوہ باللہ منہما)

حکایت

کسی بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ ہمیں ایسے حلال کی خبر دیجئے کہ جس میں حرام نہ ہوا اور ایسے حرام سے کہ جس میں حلال نہ ہو جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرایسا حلال ہے کہ اس میں حرام نہیں اور مخلوقات کا ذکر کرایسا حرام ہے کہ اس میں حلال نہیں ہے اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔

فائده

بزرگوں نے کہا ہے کسی کے عیب نہ شمار کرنے چاہیے اور ایسا ہی منہ پر تعریف و مدح بھی ناجائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے آپ کی اصلاح کرے جس وقت اپنی اصلاح ہو جائے گی تو دوسرے پر بھی ضرور اثر پڑے گا وجہ یہی ہے کہ ہم کو کامیابی کا ممکنہ ہوتی تو ہمارے ایمانوں میں خرابی ہو گئی ہے نہ ہم دین کے رہے اور نہ دنیا کے۔ پچھلے لوگ سنت کا نام سنتے ہی اپنے آپ کو سنت پر فنا کر دیتے تھے اب ہم نے سنت کو ٹھکرایا ہے کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

رزقِ خدا کھایا کیا فرمانِ حق ٹالا کیا
شکرِ کرمِ ترس سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

ٹالا از ٹالنا، بہانہ، ہٹانا۔

شرح

اے بندہ خدا مولیٰ عز و جل کا رزق کھایا اس سے تجھ پر لازم تھا کہ اس کی عبادت و اطاعت کرتا اور اس کے عطا کردہ رزق پر شکر کرتا اور اپنی نافرمانی پر ندامت کر کے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا لیکن نہ تو نے شکر کیا اور نہ اس سے خوف کھایا۔

اس شعر میں بھی وعظ و نصیحت فرمائی لیکن پہلے شعر میں سادہ لفظوں سے اس شعر میں دلیل دے کر سمجھایا کہ سر سے پاؤں تک خامیوں اور غلطیوں سے بھر پور ہو تو چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار ہو اور پھر سوچنا بھی چاہیے کہ رزق بھی اس کا کھائیں اور نافرمانی بھی اسی کی بلکہ ہمارے اوپر فرض ہے کہ اس کے کرم ہائے بے شمار کا ہر وقت شکر کریں لیکن ہمارے اندر نہ شکر کی عادت اور نہ ہی اس کے عذاب کا خوف۔

سیرت رسول عربی علیہ السلام

حضور اکرم ﷺ امام المعنو میں ہیں اس کے باوجود یہ حال تھا

عن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ الی لاستغفرالله واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرہ۔ (رواه البخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم ہے خدا کی میں استغفار کرتا ہوں اللہ سے اور تو پر کرتا ہوں اللہ کی طرف دن میں ۲۰ بار سے زیادہ۔

عن الاغر المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ انه ليغان علی قلبي واني لاستغفرالله فی الیوم مائة مرہ۔ (رواه مسلم)

اغمزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پرده ڈالا جاتا ہے میرے دل پر اور میں استغفار کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو بار۔

عن اغرا المزنی قال قال رسول اللہ ﷺ يا يه الناس توبوا الی الله فانی اتوب الیہ فی الیوم مائة مرہ۔ (رواه مسلم)

اغمزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگو تو بہ کرو خدا سے میں توبہ کرتا ہوں خدا کی طرف دن میں سو مرتبہ۔

انتباہ

حضور سرور عالم ﷺ سے غلطی کے صدور کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اگر کوئی ایسا تصور کرتا ہے تو وہ مجرم ہے اس کے باوجود آپ کا دن میں توبہ و استغفار کا تکرار سو بار تک پہنچتا ہے اور ایک ہم ہیں کہ زندگی گزر جاتی ہے ایک بار بھی توبہ و استغفار نصیب ہوتا۔

فائدة

غین قلب (قلب پر پڑھ) کی بے شمار توجیہات ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ آپ ہر لمحہ ترقی میں ہیں جب پہلے سے دوسرے مرتبہ پر ترقی فرماتے ہیں تو آپ کو پہلا مرتبہ پر دھوکہ محسوس ہوتا ہے۔

زندگی بسر کرنے کا طریقہ

رسول ﷺ نے ایک صحابی کو نصیحت فرمائی تھی کہ ہر وقت تیری زبان اللہ کی یاد میں تر رہے یعنی ہر وقت انسان

یا خدا میں وقت گزارے۔ اس کے لئے بہترین طریقہ پاس انفاس ہے جو تقریباً ہر طریقت کے سلسلہ میں مردوج ہے۔

پاس انفاس

ہر سانس جوانہ درجائے "اللہ" جو باہر نکلے "ہو" کا تصور ہواں پر اتنی مداومت کی جائے کہ نیند میں بھی یہ شغل جاری ہو۔

ہے بلبل رنگین رضا یا طوی نغمہ سرا
حق یہ کہ واصف ہے ترا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حل لغات

رنگین، رنگیلا، رنگدار، گلکاری کیا ہوا۔ نغمہ سرا، فاعل ترکیبی نغمہ بمعنی خوش آوازی۔ سرا از سرائیدن بمعنی گانا۔

شرح

(امام احمد رضا) رسول اللہ ﷺ کا رنگین بلبل یا خوش آوازی سے گیت گانے والا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ تو صرف اے حبیب خدا ﷺ آپ کا واصف ہے نہ بلبل رنگین ہونے پر ناز ہے اور نہ ہی طوی نغمہ سرا ای پر اگر چہ لوگ اس سے بھی بڑھ کر سمجھتے ہیں۔

شخصیت امام احمد رضا قدس سرہ

امام احمد رضا قدس سرہ محدث بریلوی بہ ہمسہ پہلو جامع شخصیت تھی۔ صاحبزادہ سید وجاہت رسول شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سچ پوچھئے تو امام احمد رضا علوم ظاہری و باطنی کا ایک سعکم ہے جہاں پر پشہ لب کو سیرابی و آسودگی کی دولت ملتی ہے۔ یہ ایک ایسا کیمیاگر ہے جس نے لاکھوں گم کشتبگان کو جاوہ حق سے ہمکنار کیا، جس کے علم میں امام اعظم کی فکر، امام رازی کی حکمت، شیخ اکبر کی نگاہِ حقیقت شناس، امام غزالی کا روشن دماغ اور مولاۓ روم کا سوز و گداز پہاں ہے۔ جس کی نوک قلم نے عظمت الہی، ناموس رسالت، طہارتی اہل بیت اور عزت و عظمت صحابہ و اولیاء کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ جس نے اسلاف کرام کے دینی و رشد اور ان کے عقائد و تعلیمات کے تحفظ کے لئے اپنی بے نیام شمشیر قلم کو اپنے دور کے "رشدیوں" اور مسلمہ کذابوں کے بخس عزائم کا سر قلم کرنے کے لئے ہر وقت تیار و سر بلند رکھا۔ اقتداء عالم میں علم و عرفان کی دنیا آباد کی اور مسلمانوں کے دلوں میں چراغِ مصطفوی کی لو تیز تر کر کے شرار بُلہمی کو راکھ کا ذہیر بنادیا۔ بقول ماهر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کہ اس عاشق رسول ﷺ کے علم کی وسعت اور ہمہ

گیریت کا اعجاز یہ ہے کہ جب بھی ہم ایک طویل سفر طے کر کے امام احمد رضا کی فکر و علم شروع کئے جانے والے تحقیقی اور تصنیفی کاموں کا جائزہ لیتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہابھی ان کے برعکس علم کے ساحل ہی پر کھڑے ہیں۔

(معارف رضا شمارہ ۲۰۱۴ء)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کو سمجھنے کے لئے ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب (مدخلہ) کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے۔ یہاں فقیر آپ کے ایک ہم عصر شاعر کی نظم پر اتفاقاً کرتا ہے۔

منقبت رضوی

شاعر عالیٰ بیان احمد رضا چل دیئے سوئے جناں احمد رضا
آپ کے مانند مضمون آفریں نعت گوئی میں کہاں احمد رضا
ہائے وہ رطب اللسانی کے مزے ہائے وہ شیریں بیان احمد رضا
آج پابند شریعت اُٹھ گیا پیر و پیغمبر احمد رضا
آسمانِ علم و فضل و دین پناہ ہو گئے ہم سے نہاں احمد رضا
اُٹھ گیا دنیائے دوں سے اُٹھ گیا جانشین مرسلان احمد رضا
کون ہے قائل نہیں جو آپ کا مانتا ہے اک اک جہاں احمد رضا
ہم کو کس پر چھوڑ کر تم چل بے حضرت جنت مکاں احمد رضا
خوف سے ہر وقت لرزہ میں رہی تجھ سے جان بدگمان احمد رضا
ہے عرب سے تا عجم شہرا ترا تجھ سے واقف گل جہاں احمد رضا
پینے والے تھے میے عرفان کے ہم اور تھا پیر مغاں احمد رضا
دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں آج تیری جلوہ بیزیاں احمد رضا
لے گیا ہے شوق ان کو سوئے دوست اب بریلی میں کہاں احمد رضا
راہ حق جس نے بتائی مدتیں آج ہے ہم سے نہاں احمد رضا
حق بجانب تھا جو کچھ فرمائے گئے خاص تھے حق کی زبان احمد رضا
از پائے اعداء دینِ مصطفیٰ تیز تھے مش سنان احمد رضا

نام کیا پیارا ہے رحمت ان پر ہو ہے دعا دری زبان احمد رضا
 ذرے کو خورشید سے نسبت ہی کیا مجھ سے اور تیرا بیان احمد رضا
 حاجی و مفتی و حافظ خضر راہ دوستدار مرسلان احمد رضا
 مر رہے ہیں سینکڑوں مشتاق دید ہو ذرا جلوہ کنان احمد رضا
 پھرتا ہے مشتاق آنکھوں میں میری تیری محفل کا سماں احمد رضا
 حق ہے پیارے تم نبی کے لاذلے تم سے خوش نوری یہاں احمد رضا
 عیش صاحب روک لو اپنا قلم تم کہاں ہو اور کہاں احمد رضا
 میں وظیفے میں پڑھا کرتا ہوں عیش مرشدی جنت مکان احمد رضا
 (مفتی جان محمد خان عیش فیروز پوری، شاگرد رشید جناب شمس لکھنؤی)

(معارف رضا کراچی شمارہ ۱۳۲۲ھ، بحوالہ دبدبہ سکندری جلد ۵۸ شمارہ ۱۲ جون ۱۹۲۲ء)

نوت

باوجود اتنا وسیع الاوصاف والمناقب والکمالات امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سره اپنی کسی وصف پر فخر نہیں
 اگر فخر ہے تو صرف اس وصف پر کواصف حبیب کبریٰ ﷺ ہیں۔

نعت شریف

وصف رُخ ان کا کیا کرتے ہیں شرح والشمس وضحی کرتے ہیں
 ان کی ہم مدح و ثناء کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

شرح

ہم حضور سرور عالم ﷺ کے رُخ انور کی کیا تعریف کرتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ”وَالشَّمْسِ“ اور ”وَ
 ضُحَّهَا“ قرآنی آیات کی شرح کرتے ہیں اور ہم اس ذات کی مدح و ثناء کرتے ہیں جن کو خالق و مخلوق محمود کہتے ہیں۔

رُخ انور

حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ اقدس ”الشَّمْسِ“ اور ”ضُحَّهَا“ اس کے وصف بیان کرتے ہیں تو ہمیں

چہرہ اقدس کا وصف "وَالشَّمْسِ وَضُلْحَهَا" کی تفسیر کے رنگ میں نظر آتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے ایک بار تفسیر لکھنا شروع کی تو صرف "وَضُلْحَهَا" کی تفسیر میں آٹھ صفحات قلم بند کر ڈالے۔ (معارف رضا کراچی شمارہ ۳۲۳۰)

اور مفسرین نے "وَالشَّمْسِ وَضُلْحَهَا" سے حضور اکرم ﷺ کا چہرہ انور مرادیا ہے یعنی
وَالضُّلْحَى ۝ وَاللَّيلِ إِذَا سَجَى ۝ (پارہ ۳۰، سورہ الصبح، آیت ۱، ۲)

چاشت کی قسم اور رات کی جب پر دہ ڈالے۔

اس آیتہ کریمہ کی تفسیر میں بعض مفسرین فرماتے ہیں "الضُّلْحَى" شارہ ہے نورِ جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور
وَاللَّيلِ " کنایہ ہے حضور اکرم ﷺ کے گیسوئے عنبریں سے۔ (خزانہ العرفان)

اے کشرح الصبحي آمد جمال روئے تو نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بونے تو

حضرت عبد اللہ بن رواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک میں وحی الہی، مجرمات اور دیگر دلائل نبوت کا اثر ظہور نہ بھی ہوتا تو آپ کا چہرہ مبارک ہی آپ کی دلیل نبوت کو کافی تھا۔

(زرقانی علی المواهب جلد ۲ صفحہ ۷)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے) فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ کام کا ج چھوڑ کر جلدی جلدی آپ کو دیکھنے آرہے تھے میں بھی آیا

فلما رأيْتَ وَجْهَهُ عَرَفْتَ أَنَّهُ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوْجْهِهِ كَذَابٌ فَسَمِعْتَهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ افْشُوا السَّلَامَ

وَصُلُوْا الْأَرْحَامَ وَاطَّعُمُوا الطَّعَامَ وَصُلُوْا بِاللَّيلِ وَالنَّاسُ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

(امتندر ک جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، خصائص کبریٰ)

تجب میں نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ اس وقت فرماتے ہیں تھے اے لوگو سلامتی پھیلا و اور صدر حمی یعنی اپنوں سے محبت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلا و اور رات کو جب لوگ سور ہے ہوں اللہ کی عبادت کرو اور سلامتی سے جنت میں جاؤ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول الله ﷺ احسن الناس وجهها واحسنهم خلقا۔ (بخاری شریف، مسلم شریف صفحہ ۲۵۸)

کے حضور اکرم ﷺ صورت و سیرت میں تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے۔

حضرت ابو قرقاص فرماتے ہیں کہ جب میں، میری والدہ اور میری خالہ حضور اکرم ﷺ صورت سے بیت کر کے واپس آئے تو میری والدہ اور میری خالہ نے کہا

ماراینا مثل هذا الرجل احسن وجهها ولا انقى ثوبا ولا البن کالنور يخرج من فيه. (زرقانی علی المواهب جلد ۲ صفحہ ۲۵)

ہم نے اس شخص کی مثل خوبصورت چہرے والا پاکیزہ لباس والا نرم اور میٹھے کلام والا کوئی نہیں دیکھا اور ہم نے دیکھا کہ گفتگو کے وقت آپ کے منہ سے نور نکلتا ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کان رسول الله ﷺ احسن الناس وجهها و انورهم لونالم يصفه و اصف قط الا شيء وجهه بالقمر ليلة البدر و كان عرقه في وجهه مثل اللؤلؤ. (زرقانی علی المواهب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

رسول ﷺ صورت تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش رنگ تھے جس کسی نے بھی آپ کی تصیف کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی۔ پسینہ کی بوند آپ کے چہرہ میں یوں معلوم ہوتی تھی جیسے موتنی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

كان رسول الله ﷺ اذا سر استنا ر وجهه حتى كانه قطعة من القمر. (بخاری شریف)

جب حضور اکرم ﷺ صورت شادماں ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسا منور ہو جاتا گویا کہ چاند کا نکڑا ہے۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے

انه عليه الصلوة والسلام كان اذا سر فكان وجهه المراة التي ترى فيها صور الاشياء وكان الجدر تلاحد وجهه اي سيري الجدر في وجهه ﷺ.

کے جب حضور اکرم ﷺ صورت مسرو و خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مثل آئینے کے ہو جاتا کہ اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا اور دیواریں آپ کے چہرہ میں نظر آ جاتیں۔

مارایت احسن بشرًا في ثوبین احمررين من رسول الله ﷺ. (ابن سعد جلد اصحابہ ۳۲۲)

میں نے سرخ لباس میں رحمت دو جہاں سے بڑھ کر کسی کے قامت زیبا کو حسین نہیں دیکھا۔

ماہ شق گشته کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

حل لغات

شق (عربی) پھٹا ہوا، شگاف پڑا ہوا۔ کانپ، اسم از کانپنا، تحریرانا، خوف کھانا۔ رجعت (عربی) واپسی، لوٹنا۔
اعجاز (عربی) عاجز کرنا، مجرزہ (کرامت) یہاں مجرزہ مراد ہے۔

شرح

اے خدا کے بندو! چاند دلکش رے ہوا اس کی صورت تمہارے سامنے ہے آنکھوں سے اب بھی دیکھ سکتے ہو ایسے سورج کا حال ہے کہ تحریرا کر پچھے لوٹ آیا ان دونوں کا حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی قدرت کا اندازہ لگائیے کہ مجرزے کیسے ہوتے ہیں کہ چاند دلکش رے ہوا اور سورج لوٹ آیا۔

شق القمر اور رد الشمس

ان دونوں کے متعلق فقیر کی دو بہترین تصنیفیں ہیں۔ کفار و مشرکین اور دیگر اعداءے دین ان دونوں مجرزات کے منکر تو تھے ہی افسوس ہمارے دور میں بعض اسلام کا دم بھرنے والے بھی منکر ہو گئے حالانکہ محدثین نے فرمایا یہ دونوں مجرزے علاماتِ نبوت کے لئے اعلیٰ بہترین مجرزے ہیں۔

علامہ مفتی عنایت احمد کا کوری علیہ الرحمۃ مصنف علم الصیغہ و دیگر تصانیف مفیدہ اپنی تصنیف **الکلام الممین فی مجرزات سید المرسلین صفحہ ۷** پر مجرزہ شق القمر کا واقع لکھ کر منکرین کے رو میں لکھتے ہیں کافروں کو کہا گیا کہ اب تم لوگوں کو قیامت کے انے میں مجال استبعاد نہیں رہا بڑی وجہ استبعاد قیامت کی یہ تھی کہ صورتِ عالم کا بگڑ جانا بالخصوص اجرام علویہ یعنی آسمان اور ستاروں کا پھٹ جانا تمہارے زندگی کے غیر ممکن تھا سوم نے اے اہل کلمہ پوچشم خود دیکھ لیا کہ **وَ انشَقَ الْقَمَرُ** یعنی چاند پھٹ گیا جبکہ تم نے ہمارے پیغمبر سے درخواست کی تھی کہ کوئی مجرزہ دکھائیں سو انہوں نے چاند کو دلکش رے دلکھا دیا یہاں تک جب راءِ ان دونوں دلکھوں کے درمیان میں دیکھا گیا اور جب چاند کے مخملہ اجرام علویہ ایک نیر نورانی ہی پھٹ گیا تو اور ستاروں کا اور آسمانوں کا پھٹ جانا اور سارے عالم کی ہیبت کا بدلت جانا اور فنا ہو جانا کچھ محل نہیں پس تم پیغمبر کو جو ہمیشہ قیامت سے ڈراتے ہیں سچا بھجو اور ان کی اطاعت اختیار کرو اور ایمان لا ۔ لیکن عجب حال ہے جاہلان بنے دین کا جو باقی ان کے دلوں میں سارہی ہیں اگرچہ صریح خلافِ عقل ہیں اور ان کی خوبی پر کوئی دلیل نہیں جیسے بت پرستی

ان کو بہتر جانتے ہیں ”وَإِنْ يَرَوْا إِيمَانًا“ اگر دیکھتے ہیں کوئی مجزہ نہ مایاں جیسے پھٹ جانا چاہند کا کہ بہت بڑا مجزہ ہے اور تصرف ہے اور دلیل کامل ہے اور صدق پیغمبر اور آنے قیامت کے ”يُغْرِضُوا وَيَقْرَأُونَهُ“ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جادو ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتا ہے اس کے بعد (ف) فائدہ کی لگا کر لکھا

مجزہ شق القمر

مجزہات مشہورہ متواتر میں سے ہے اور قرآن مجید میں بوضوح تمام مذکور ہے اور بعض نافہم جو نقل قول ضعیف مرجوح یہ کہتے ہیں کہ ”وَإِنْ شَقَ الْقَمَرُ“ مراد یہ ہے کہ قیامت کو چاہند پھٹ جائے گا سو یہ قول باطل محض ہے کوئی عاقل بنظر سیاق و سماق آیت کے اس مقام پر ہرگز نہ سمجھے کہ ”إِنْ شَقَاقَ“ نکندہ روز قیامت مراد ہے۔ اولاً ”إِنْ شَقَاقَ اللَّهُ أَكْبَرُ“ کو کہ قرب و قوع قیامت ہے۔ انشقاق قمر حالی کے ساتھ مناسبت ہے کہ دلیل ہے اور امکان قیامت کے جیسا کہ ہم نے تفسیر میں بیان کیا نہ انشقاق قمر آنکندہ کو اس واسطے کہ اس کو علاقہ ساتھ و قوع قیامت کے ہے نہ ساتھ قرب قیامت کے پس اگر منظور بیان انشقاق روز قیامت ہوتا تو یوں کہتے کہ آئے گی قیامت اور پھٹ جائے گا چاہند جیسا کہ اہل سلیقہ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ثانیاً انشقاص صینہ ماضی ہے بیوجہ موجہ اس کو بمعنی مغاریع ٹھہرانا بیجا ہے۔ ثالثاً وہ معطوف ہے اقتربت پر کوہ بھی صینہ ماضی ہے بمعنی ماضی پس مناسبت عطف بھی مقتضی اس بات کو ہے کہ انشقاص سے معنی ماضی ہے مراد ہوں۔ رابعاً ”وَإِنْ يَرَوْا إِيمَانًا يُغْرِضُوا“ یہ صاف دلیل ہے اس بات پر کاس سے ما قبل مجزہ شق القمر ہی مذکور ہے نہ انشقاق روز قیامت بالجملہ بے شبہ و شک اس مقام پر ذکر مجزہ شق القمر ہے اور بخصوص قرآنی تحقیق اس مجزہ کے ثبوت اور احادیث کے طریقہ سے یہ مجزہ برداشت معتبرہ ثابت ہے۔ جماعت اصحاب نے مثل حضرت علی اور ابن عباس اور ابن عمر اور جبیر بن مطعم اور خذیفہ بن الیمان اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس مجزہ کو روایت کیا ہے اور ان اصحاب سے جماعت کثیر تابعین نے ان سے بے شمار تبع تابعین نے روایت کی ہے اور صحیحین میں اور بہت کتب معتبرہ حدیث میں اس کی روایت ہے اور امام تاج الدین سُبْکی (سبکی منسوب ہے طرف سبک کے اضم میں محلہ و سکون بائی موحدہ ایک قریب ہے) نے شرح مختصر ابن حاچب میں صاف لکھا ہے کہ روایت شق القمر کی متواتر ہے اور تفصیل اس کے مجزہ کی یہ ہے کہ قبل بجرت کے مکہ معظمه میں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ اور خواص بن واکل وغیرہ کفار قریش نے مجتمع ہو کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر تم چھ ہو تو چاہند کے دو ٹکڑے کر دو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کر دوں تو ایمان لاوے گے انہوں نے کہا ایمان لا سیں گے آپ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یہ بات ہو جائے یعنی چاہند آپ

کے حکم سے شق ہو جائے سو چاند دلکڑے ہو گیا اور آپ نے پکار کے اور ہر ایک کافر کا نام لے کر فرمایا اسفلانے اے فلاںے گواہ رہو سب لوگوں نے اچھی طرح سے دیکھ لیا اور دلکڑے اتنے فرق سے ہو گئے تھے کہ جبل حران دونوں کے درمیان نظر آتا تھا کافروں نے کہا کہ یہاں کا سحر ہے پھر ابو جہل نے کہا کہ سحر ہے تو تمہارے اوپر سحر ہو گا یہ بات تو نہیں ہو سکتی کہ ساری زمین والوں پر سحر ہوا اور شہروں والے لوگ جو تمہارے ہاں آئیں ان سے تم حال پوچھو سو اور آفاق کے آنے والوں سے پوچھا سب نے بیان کیا کہ ہم نے بھی چاند کا شق ہونا دیکھا۔

فائدة

بے دینوں نے اس مجرمے پر دو اعتراض کئے ہیں ایک یہ کہ آسمان اور ستاروں میں خرق والتیام محال ہے پھر چاند کیسے پھٹ گیا اور دوسرا یہ کہ اگر یہ امر واقع ہوتا تو اوراقا لیم کے لوگ بھی دیکھتے اور اپنی تواریخ میں نقل کرتے تو یہ دونوں اعتراض بیہودہ ہیں۔

اعتراض اول کا جواب یہ ہے کہ موافق مذہب اہل اسلام کے آسمان اور ستاروں میں خرق اور التیام ہرگز محال نہیں قیامت میں آسمان اور ستارے سب پاش پاش ہو جائیں گے چنانچہ نصوص قطعیہ آیاتِ قرآنی و احادیث نبوی اس باب میں بے شمار وارد ہیں اور موافق قواعد حکمت کے بھی یہ بات باطل ہے حکماء انگلستان نے جوفیسا غورس کی ہبات کی کمال تشریح اور تو پیچ کی ہے۔ صاف ثابت کیا ہے کہ سب ستارے کثیف مثل زمین کے ہیں اور سب قابل کون و فساد اور خرق والتیام کے ہیں اور حکماء مشائیں نے جن کامد ہب اتناء خرق والتیام فلکیات ہے کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں کی کہ سب کو اکب میں فرق والتیام نہیں ہو سکتا بلکہ صرف فلک الافق کی اتناء خرق والتیام افق الافق پر دلیل کران کے اصول بے سر و پر مبنی ہی قائم کی ہے چنانچہ صدر شیرازی فی شرح ہدایۃ الحکمة میں دو جگہ یہ بات ذکر کی ہے پس چاند کا اتناء خرق مذہب مشائیں کے بھی ثابت نہیں اور دوسرے اعتراض کا یہ جواب ہے کہ یہ بات غلط ہے اور اوراقا لیم والوں نے نہیں دیکھا اور نقل نہیں کیا زمانہ و قوع میں کافر ان قریش اور اہل اقبالیم سے جو حال شق اقمر کا دریافت کیا تو سب نے مشاہدہ اس کا بیان کیا چنانچہ کتب معتبرہ احادیث میں مذکور ہے اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ملیکا رکے ایک راجہ نے مسلمانوں کی زبانی قصہ شق اقمر کا سنا اور اپنے برہمنوں سے ان سالوں کے حالات میں کہ جوز مانہ رسول اللہ ﷺ کا تھا اس قصہ کو تلاش کرایا سو برہمنوں نے کتابوں میں دیکھ کر اس کی تقدیم کی اور وہ راجہ مسلمان ہو گیا اور سوانح المحر میں میں لکھا ہے کہ شہر دہار کے متصل دریائے چنبل صوبہ مالوہ میں واقع ہے وہاں کا راجہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا کیبارگی اُس

نے دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر مل گیا اُس نے اپنے ہاں کے پنڈتوں سے استفسار کیا انہوں نے کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک پیغمبر عرب میں پیدا ہوں گے ان کے ہاتھ پر مجرا شق القمر ظاہر ہو گا چنانچہ راجہ نے ایک ایلچی حضور اکرم ﷺ کے حضور بھیجا اور ایمان لا یا اور آپ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا اور قبر اُس راجہ کی اس شہر کے باہر اب تک زیارت گاہ ہے فقط اور مولا نار فیع الدین صاحب نے اپنے رسالہ شق القمر میں بھی اسی قصے کو تاریخ فضلی سے نقل کیا ہے اور نام اس راجہ کا راجہ بھوج لکھا ہے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ مجرا شق القمر میں بھی اسی قصے واقع ہوا تھا اور تھوڑی دیر تک ٹھہر اتھا یہاں تک کہ حاضرین نے اُسے بخوب وجہ مشاہدہ کر لیا کچھ پھر دو پھر نہیں ٹھہر اتھا اور عادت لوگوں کی یہ ہے کہ رات میں مسقف مکان بیٹھتے ہیں اور ہر شخص کی نگاہ آسمان پر نہیں ہوتی اور مانند خسوف اور کسوف کے پہلے اس امر کا انتظار بھی نہیں تھا کہ لوگ خیال رکھتے اور چاند کو دیکھا کرتے اور بہت سی جگہ پر چاند اس وقت تک موافق قاعدہ ہیات کے نکلا بھی نہ ہو گا یعنی اس وقت وہاں دن ہو گا اور بہت شہروں میں اس وقت چاند ابر میں اور برف میں چھپا ہو گا پس اکثر اہل اقایم کا اس مجرا کے کونہ دیکھنا اور اپنی کتابوں میں نقل نہ کرنا موجب تکذیب اس مجرا کے کافی نہیں ہو سکتا۔ توریت میں لکھا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے آفتاب ٹھہر گیا اس قصے کو بھی کسی اہل تواریخ نے نقل نہیں کیا حالانکہ وہ معاملہ دن کا تھا پس جس طرح اُس کی نقل نہ کرنے سے اُس کی تکذیب لازم نہیں آتی اسی طرح مجرا شق القمر کو اگر اور اہل تواریخ نے نقل نہیں کیا تو اس سے تکذیب اس مجرا کی لازم نہیں آتی بلکہ اس میں عدم نزوم تکذیب کا بسبب ہونے معاملہ شب کے بطریق اولی ہے۔

فائدة

مولانا نار فیع الدین صاحب کا ایک رسالہ ہے دفع اعتراضات مجرا شق القمر میں اس میں بہت شرح و بسط سے شبہات منکرین کو دفع کیا ہے اور ہم نے جس قدر بیان کیا یہ بھی کافی ہے۔

فائدة

یہ جو مشہور ہے کہ چاند کا ایک ٹکڑا زمین پر آیا اور حضور اکرم ﷺ کے گریبان میں گھس کر آستین میں ہو کے نکل گیا یہ محض بے اصل ہے۔ اکابر محدثین نے تصریح کی ہے یہ بات کسی سند سے ثابت نہیں صحیح اس قدر ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور دونوں ٹکڑے علیحدہ بہت فرق سے ہو گئے کان کے درمیان میں سے جبلِ حران نظر آتا تھا۔

رد الشماس

امام طحاوی اور طبرانی نے امامے بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ موضع صہبہ میں کا ایک موضع کا نام ہے متصل خیر کے تشریف رکھتے تھے اور آپ پر وحی نازل ہوئی اور سر مبارک حضرت علیؑ کے زانو پر تھا اور آپ سو گئے اور حضرت علیؑ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تب آپ بیدار ہوئے آپ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تم نے نماز پڑھ لی انہوں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے جناب اللہ میں دعا کی کہ الہی یہ علی تیری طاعت میں اور تیرے رسول کی طاعت میں مشغول تھے آفتاب کو پھیر ل۔ امامہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا یہاں تک کہ دھوپ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔

فائدة

حدیث رد الشمس کو اگر چہابن جوزی نے جو موضوعات میں لکھا ہے مگر محققین محدثین نے قریح کی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن جوزی کا اعتراض اس پر غلط ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک رسالہ اس حدیث کے بیان میں تصنیف کیا ہے اس کا نام ہے **کشف اللبس فی حدیث رد الشمس** اور طرق اس حدیث کی باسانید کشیرہ بیان کی ہیں اور اس حدیث کی صحت کو بدلاکل قویہ ثابت کیا ہے۔

فائدة

امامہ بنت عمیس بعین و سین بروزن زیر صحابیہ ہیں۔ اول حضرت جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں آئیں بعد ان کے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک سے ان کی اولاد ہوئی اور باپ ان کے عمیس بن سعد بھی صحابی ہیں۔ (**التقریب وقاموس**)

منکرین معجزہ رد الشمس

چونکہ دور سابق میں اس معجزہ کے منکرین اعدادے دین تھے ان کا رد علمی لحاظ سے خوب ہو چکا۔ ہمارے دور میں مودودی نے انکار کیا اور اس کے پاس کوئی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ ابن تیمیہ و ابن الجوزی کا سہارالیا اور ان دونوں نے صرف اتنا کہا کہ رد الشمس کی حدیث موضوع ہے ان کے اس غلط دعویٰ کی بھی علمائے محققین نے خوب خبری اس لئے کہ یہ حدیث امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سند سے مروی ہیں اور حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حدیثان ثابتان و رواثهما ثقات۔ (**شفاء شریف جلد اصفہنہ ۲۸۲**)

یعنی اس حدیث پاک کی دونوں سندیں ثابت ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں معتبر ہیں۔

ایماندار کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس کلمہ گو کے دل میں رسول اکرم ﷺ کی محبت کا کچھ بھی حصہ ہے اس کےطمینان کے لئے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جس حدیث پاک کو امام طحاوی جیسے جلیل القدر اور حضرت قاضی عیاض جیسے حافظ حدیث جن کی جلالت شان اور علوم مرتبہ کا اقرارخالفین کو بھی ہے وہ فرمائیں کہ حدیث ثابت ہے اس کے راوی معتبر ہیں کیا ایماندار کے لئے یہ کافی نہیں ہے حالانکہ ایمان کا تقاضا تو یہ ہے

الا يَمَان يَقْطُعُ الْنَّكَارُ وَالْاعْتِرَاضُ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا۔ (روح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۸)

ایمان انکار کی ظاہری باطنی جزاً کھیڑ دیتا ہے۔

راشمس کے مجھہ کے مکرین اور مودودی کے رد میں فقیر نے رسالہ لکھا ہے "مجھہ راشمس" اس کا مطالعہ

فرمائیے۔

نوت

شہاب ثاقب کا ثوتے رہنا کیا یہ اجرام نیکی کے خرق وال تیام پر دال نہیں؟ یوں بھی کہ "وَفِي السَّمَاوَاتِ
رِزْقٌ كُلُّ تَهْبِطُ إِلَيْهِ مِنْ آسمَانٍ مِّنْ هُنَّا" ارزق آسمان میں ہے کھاتے زمین پر ہوا وہ ہے وہ آسمان میں۔ جب روحانی طور پر خرق التیام کو رزق
کے سبب مانا جائے گا تو ظاہرًا بھی تسلیم کرنے میں کوئی مصاہقہ نہیں۔

ہے تو خورشید رسالت پیارے چھت گئے تیری ضیا میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

شرح

اس شعر کے مصرعہ اول میں بتایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام کمالات حضور اکرم ﷺ کے کمالات کا ظل
تھے وہ اپنے وقت میں کمالات دکھاتے رہے۔ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے ان سب کے کمالات آپ کے
کمالات میں ایسے پوشیدہ ہو گئے جیسے سورج کے آنے پر ستارے پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام احمد قسطلانی شارح
بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اندر ج فی نورہ کل نور والطوى تحت منشور آية كل آية بغیرہ ودخلت الرسالات كلها في سلب

نبوة والنبوات تحت لواء رسالة. (مواہب الدنیہ جلد اصفہ ۳۷۹)

نور محمدی میں تمام نور مندرج ہو گئے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات و آیات حضور اکرم ﷺ کے فقر آیات میں لپٹ

گئے اور تمام رسالتیں سلب نبوۃ مصطفویہ میں آئیں اور تمام نبوتیں لوائے رسالت محمد یہ میں داخل ہو گئیں۔

فائده

حضور فضل و شرف کے سورج اور حسن و خوبی کے چاند ہیں اسی فضل کے سورج سے نور لے کر تمام انبياء کرام پھکنے ہیں یعنی حضور اصل ہیں اور سارے انبياء فرع ہیں۔ آپ سورج ہیں اور رسول تارے ہیں

سب نبی نور ہیں لیکن ہے تفاوت اتنا
نیر نور ہوتم سارے رسول تارے ہیں

جس طرح ستارے آفتاب نور لے کر دیکھتے ہیں لیکن کب چکتے ہیں جبکہ آفتاب چھپا ہوا سی طرح تمام انبياء کرام اسی آفتاب فضل سے نور لے کر پھکنے اور اس وقت تک چکتے رہے جب تک کہ آفتاب نبوت کے نیر اعظم نے صحیح عالم میں قدم نہ رکھا

قرنوں بدلتی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلتی کائنات ہمارا نبی

حوالہ جات

علامہ قسطلانی شارح بخاری میں فرماتے ہیں

فجمعیع ما ظہر علی ایڈی الرسل علیہم السلام من الانوار فانما من نورہ الفائض

(مواہب جلد اصفہن ۳۷۹)

انبياء کرام و رسول عظام سے مججزات ظاہر ہوئے وہ سب حضور کے فیض کا ظہور تھا۔

علامہ مرزا ذوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں سب سے اول جو فیضان نور محمدی ظاہر ہوا وہ پیشانی آدم علیہ السلام میں ہوا جبکہ اللہ عز وجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نائب بنایا کہ تعلیم اسماء فرمائی اور مقام جو اعم الکلم محمد یہ علی صاحبہ اصول و اخلاقیہ سے نواز اور حضرت آدم نے ملائکہ پر وہ علم الہی ظاہر کیا حتیٰ کہ مخلوق الہی کا ظہور ہوا اور اصلاح و انساب بدلتے بدلتے زمانہ سید المرسلین آیا۔

حضرت علامہ بوصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ غُرْفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيمِ

تمام پیغمبران عظام علیہم السلام حضور اکرم ﷺ کے دریائے معرفت سے پانی کے چلویا قطرہ آب کے ملتمس ہیں۔

قرآن مجید

یہ مضمون قرآن مجید کی آیتہ ذیل سے موئید ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيشَاقَ النَّبِيِّنَ لِمَا أَتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةً ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ
لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتُنَصِّرُنَّهُ ا قَالَ إِنَّا أَفَرَأَتُمُ وَآخَذْتُمُ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِيْ ا قَالَ فَأَشَهَدُوا وَآتَاكُمْ

مِنَ الشَّهِيدِيْنَ ۝ فَمَنْ تَوَلََّ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ (پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۲، ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے وہ رسول کے تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ دیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کی نبوت ہمارے نبی ﷺ کے طفیل

شرح مواہب الدنیہ میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ کا نور پیدا ہوا اور اس نور سے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے انوار ظاہر فرمائے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو حکم فرمایا کہ ان انوار کی طرف نظر کرم فرمائیں جب آپ کے نور نے ان انوار پر نظر ڈالی تو وہ تمام انوار ماند پڑ گئے۔ عرض کی یا اللہ یہ کس کا نور ہے اگر اس پر ایمان لاوے گے تو مرتبہ نبوت پاوے گے سب نے عرض کی ہم ان کی نبوت پر ایمان لائے۔

فائدة

اس روایت کی تائید مذکورہ بالا آیتہ کے علاوہ تفسیر ابن جریر میں ہے امام طبری وغیرہ محدثین اس آیتہ کریمہ کی تفسیر میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ

لَمْ يَبْعَثْ اللَّهُ مِنْ أَدْمَ وَمِنْ دُونِهِ إِلَّا أَخْذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ لَئِنْ بَعْثَ وَهُوَ حَتَّىٰ لِيُوْمَنْ بَهْ

ولِيُنَصِّرَنَّهُ وَيَا خَذِ الْعَهْدَ بِذَلِكَ عَلَىٰ قَوْمِهِ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء صحیح سب سے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اسی مضمون کا عہد لے چنانچہ اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناصب حضور اکرم ﷺ سے رطب المان رہتے اور اپنی پاک مجالس و مخالفی کو حضور کی یاد و مدح زیب وزینت دیتے اور اپنی

امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رسان حضرت مسیح کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ اللہ "مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد" کہتا تشریف لایا۔

اے بلا بے خردی کفار رکھتے ہیں ایسے کے حق میں انکار کے گواہی ہو گر اس کو درکار بے زبان بول اٹھا کرتے ہیں

حل لغات

بلا، مصیبت، دکھ۔ بے خردی، بے عقلی۔

شرح

کفار بے عقلی کی مصیبت میں بتلا ہیں کا یہے محظوظ کل ہادی سبل ﷺ کے متعلق انکار کر رہے ہیں کہ آپ کو اگر گواہی کی ضرورت ہو تو بے زبان چیزیں بول اٹھتی ہیں۔

معجزات ہی معجزات

اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ صرف ایک مصرعہ کے اندر ہزاروں معجزات کی طرف اشارہ فرمادیا ہے گویا دریا در کوزہ کی مثال کوچ کر دکھلایا ہے۔

بے زبان بول اٹھیں

اس جملہ میں اربعہ عناصر اور حیوانات، نباتات، جمادات، اشجار و احجار و جبال وغیرہ سب شامل ہیں اور ہر ایک جنس کے سینکڑوں معجزات کتب سیر و احادیث میں مذکور ہیں با اترتیب مشتمل نمونہ خروار ملاحظہ ہو۔

جبال و احجار و اشجار

ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ کے میں تھا آپ بعض اطرافِ مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا جو پہاڑیا درخت سامنے آیا وہ یہ کہتا تھا "السلام علیک یا رسول اللہ"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ایک پانی کے کنارے پر تشریف فرماتھے کہ عکرمہ بن ابو جہل آیا اور کہا اگر تم سچے ہو پس اس پتھر کو بلا وجوہ پانی کے دوسرا رے کنارے پر ہے۔ پتھر پانی پر تیرتا آئے اور ڈوبے نہیں اور نبی کریم ﷺ نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور پانی پر تیرتا ہوا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ پتھر نے باؤز بلند کلمہ شہادت پڑھا حضور اکرم ﷺ نے عکرمہ سے

فرمایا اتنا ہی کافی ہے یا اور کچھ تو اس نے کہا یہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ آپ نے اشارہ فرمایا اور وہ پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ (انوار محمدیہ)

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں چلا یہاں تک کہ ایک چوڑے میدان میں اُترے۔ حضور اکرم ﷺ قضاۓ حاجت کو تشریف لے گئے وہاں کوئی چیز نہ پائی جس کی آڑ میں قضاۓ حاجت کریں دو درخت نظر آئے اس وادی کے کنارے حضور اکرم ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ میری فرمانبرداری کروہ درخت آپ کے ساتھ ہولیا جس طرح اونٹ مہار پکڑنے والے کے ساتھ ہولیتا ہے بعد اس کے دوسراے درخت کے پاس آپ تشریف لے گئے اور اس کی بھی ایک شاخ پکڑ کر فرمایا کہ بحکم خدا میری اطاعت کروہ بھی ساتھ ہولیا پھر ان دونوں کو اس جگہ پر پھرایا جو بیچائی مسافت کا درمیان ان دونوں کے درختوں کے تھا اور فرمایا کہ دونوں مل جاؤ بحکم خدائے تعالیٰ وہ دونوں درخت مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیٹھا دل میں کچھ خیال کرتا تھا اور ادھر سے میری نگاہ علیحدہ ہو گئی پھر میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آتے ہیں اور وہ دونوں درخت علیحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہوئے۔

دارمی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک اعرابی آیا جب وہ قریب ہوا آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبد نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کا شریک کوئی نہیں اور محمد ﷺ بنہ اور اس کا رسول ہے۔ اس نے کہا اس پر آپ کی کون گواہی دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ درخت اور اس درخت کو آپ نے بلا یا اور وہ اس میدان کے کنارے پر تھا وہ زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے کھڑا ہوا آپ نے اس سے تین بار گواہی چاہی اُس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ آپ سچے ہیں پھر اپنی جگہ کو چلا گیا۔

ایک بد و حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ پیغمبر ہیں آپ نے فرمایا اگر میں اس درخت خرمائی کے خوش کو بلا دوں وہ گواہی دے گا کہ میں رسول خدا ہوں پھر آپ نے اس خوشے کو بلا یادہ درخت دور سے جھلتا ہوا آیا یہاں تک کہ آپ کے پاس گرا اور اس نے آپ کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ نے اس سے فرمایا پھر جاوہ اپنی جگہ پر پھر گیا اور وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

بزار نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے مجزہ طلب کیا آپ نے فرمایا کہ تو اس درخت سے جا کے کہہ کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں اس اعرابی نے جا کر کہا تو اس درخت نے اپنے دائیں بائیں اور

اگے اور پیچھے حرکت کی اور زمین کو چیرتا ہوا اور اپنی جڑوں کا گھسیتا ہوا جھپٹتا ہوا آپ کے سامنے آ کے کھڑا ہوا اور کہا ”السلام علیک یار رسول اللہ“، اعرابی نے کہا آپ اسے اجازت دیجئے کہ اپنی جگہ پر چلا جائے آپ نے پھر جانے کا حکم دیا وہ پھر گیا اور جزیں اُس کی پھر زمین میں گھس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یار رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کے لئے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے پھر اس نے کہا کہ اگر اجازت دیجئے تو میں آپ کے پاؤں چوموں آپ نے اجازت دی اور اس نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک چوئے۔

فائدة ۵

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگ و نیدار کی تعظیم کے واسطے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اگر برداہ محبت دینی ہو چنانچہ امام نووی نے اپنی کتاب اذ کار میں لکھا ہے۔

نبیقیٰ اور ابو یعلیٰ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک سفر جہاد میں فرمایا کہ کہیں قضاۓ حاجت کے لئے جگہ ہے میں عرض کیا کہ اس میدان میں آدمیوں کی کثرت سے کوئی ٹھکانا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھو کہیں درخت یا پھر ہیں میں نے عرض کیا کہ یہاں آس پاس میں درخت ہیں آپ نے فرمایا درختوں کو کہہ کر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اسکے ہو جاؤ اور پھر وہ سے بھی اسی طرح کہو میں نے جا کے کہا قسم خدا کی میں نے دیکھا ان درختوں کو کہ قریب ہو کے ایک جگہ ہو لئے اور پھر مل کے مثل دیوار کے ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے پیچھے ان کے بیٹھ کر قضاۓ حاجت کی جب آپ فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ علیحدہ ہو جائیں میں نے کہہ دیا قسم خدا کی دیکھا میں نے ان پھر وہ سے درختوں کو وجہ اہو کے اپنی اپنی جگہ پر ہو گئے۔

امام احمد اور نبیقیٰ اور طبرانی نے یعنی ابن سیابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کو ضرورت قضاۓ حاجت کی ہوئی آپ نے چھوہارے کے دو چھوٹے درختوں کو حکم کیا وہ دونوں مل گئے آپ نے قضاۓ حاجت فرمائی۔

صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب جن حضور اکرم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے تھے انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کون گواہی دیتا ہے کہ آپ رسول خدا ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ درخت اس کے بعد آپ نے اس کو بلا یا کہ اے درخت چلا آ تو وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیتا ہوا چلا آیا اور آ کر اس نے آپ کی

رسالت کی گواہی دی۔

بیہقی اور ابو نعیم نے ابی امامہ سے روایت کی ہے کہ رکانہ پہلوان نے جب حضور اکرم ﷺ سے مجزہ طلب کیا آپ نے ایک درخت سرہ کو کہ آپ سے قریب تھا فرمایا کہ ادھر آج ہم خدا وہ درخت آ کر آپ کے سامنے کھڑا ہو ا بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ پھر گیا اس کے بعد رکانہ پہلوان کا مفصل واقعہ ہے۔

مسلم اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا شریر جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاشنے کے لئے جھپٹتا آپ نے اسے بلا یا اور وہ آیا اور اس نے آپ کے لئے سجدہ کیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کی ناک میں مہارڈال دی اور فرمایا کہ جتنی چیزیں آسمان وزمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں تو اے نافرمان جن و انس کے۔

فائدة

حدیث ہذا حضرت ابو ہریرہ اور جابر بن عبد اللہ اور یعلیٰ بن مرہ اور عبد اللہ بن جعفر اور عبد اللہ بن ابی او فی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بطريق متعددہ مروی ہے اور محدثین میں سے مسلم اور ابو داؤد اور ابو نعیم اور بیہقی اور حاکم اور امام احمد اور دارمی اور بزار نے اپنے طریقے سے روایت کی ہے۔ (شیم الریاض)

طرانی اور بیہقی نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک جنگل میں تھے ایک ہرنی نے آپ کو پکارا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے پھر کے دیکھا کہ ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور ایک اعرابی وہاں سو رہا تھا آپ نے ہرنی سے پوچھا کہ کیا ہے اس نے کہا کہ مجھے اس اعرابی نے شکار کیا ہے اور میرے اس پہاڑ میں دونپچھے ہیں آپ مجھے چھوڑ دیں میں انہیں دودھ پلا کے پھر آؤں گی۔ آپ نے فرمایا کہ تو بیٹک پھر آئے گی اس نے کہا کہ ہاں بیٹک پھر آؤں گی آپ نے اُسے کھول دیا۔ وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کے پھر آگئی آپ نے اُسے پھر باندھ دیا بعد اس کے وہ اعرابی جا گا اور حضور اکرم ﷺ کو وہاں دیکھا اس نے عرض کیا کہ کچھ آپ کو ارشاد فرمانا ہے جو آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اس نے چھوڑ دیا ہرنی وہاں سے چلی اور کہتی تھی

اشهدان لا اله الا الله و اشهد انك رسول الله

فائدة

یہ حدیث کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے الہذا ان مجرمے اسے صحیح کہا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بھیڑیا ایک چڑا ہے کی بکریوں میں سے ایک بکری لے گیا چڑا ہے نے جھپٹ کر بکری اُس سے چھڑا لی وہ بھیڑیا ایک ٹیلہ پر جا بیٹھا اور اس نے چڑا ہے سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے جو رزق دیا تھا وہ تو نے مجھے سے چھڑا لیا۔ چڑا ہے نے کہا بڑے تجھب کی بات ہے ایسی بات میں نے کبھی نہیں دیکھی کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کہ اس سے زیادہ تجھب کی بات ہے کہ ان چھوہارے کے درختوں میں درمیان پھر میلی زمین کے ایک شخص تمہیں اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ مدینے میں کنگستان ہے اور درمیان دو سنگستان کے واقع ہے۔ احوال گذشتہ اور اخبار آئندہ بیان فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ چڑا ہا یہودی تھا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کے اس نے سارا قصہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ (شرح السنۃ)

طبرانی اور یہنی نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے ایک اعرابی آیا اس نے اس ایک سو سارکو شکار کیا تھا اُس نے اصحاب پیغمبر خدا ﷺ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اصحاب پیغمبر نے کہا یہ پیغمبر خدا ہیں۔ اس نے کہا کہ تم ہے لات و عزی کی تم پر ایمان نہ لاؤں گا جب تک یہ سو سارے ایمان نہ لائے اور اس سو سارکو آپ کے رو بروڈال دیا۔ آپ نے اس سو سارکو پکارا کہ اے سو سار اس نے فضیح صاف کہ سب لوگوں نے سنا جواب دیا کہ میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں اے زینت ان لوگوں کی جو قیامت میں موجود ہوں گے آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے اس نے کہا کہ اُس خدا کی جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اُس کا حکم ہے اور دریا میں اُس کی بتائی ہوئی راہ ہے اور بہشت میں اس کی رحمت ہے اور دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اُس نے کہا کہ آپ رسول ہو پروردگارِ عالم کے اور خاتم النبیین ہو جو کوئی آپ کی تقدیق کرے اُس نے فلاح پائی اور جو کوئی آپ کی تکذیب کرے وہ محروم رہا۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا آپ نے اُسے اسلام کی تعلیم دی وہ اپس پہنچا تو اس کی تمام قوم مسلمان ہو گئی۔

اپنے مولیٰ کی بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

شرح

ہمارے آقا مولیٰ، امام الانبیاء ﷺ کی بہت بڑی شان ہے کہ جانور بھی آپ کی تعظیم کرتے ہیں، پھر آپ کو ادب سے سلام عرض کرتے ہیں اور درخت تو سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ اس شعر میں بھی بے شمار مجذبات کو بیان فرمایا گیا ہے مثلاً

(۱) تعظیم جانوران (۲) احجار کا ادب ہو کر سلام کرنا (۳) درختوں کا سجدہ رین ہونا

ان تینوں کے واقعات جمع کئے جائیں تو ایک صحیم تصنیف تیار ہو جائے گذشتہ شعر کی شرح میں بلا ترتیب چند
مجزات عرض کر دیئے یہاں ان تینوں کے نمونے ملاحظہ ہو

تعظیم جانوران

سیدنا یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین چیزوں حضور اکرم ﷺ سے دیکھیں ہم ساتھ جناب
رسول ﷺ کے چلے جاتے تھے ایک اونٹ اب کش پر گزرے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر اونٹ نے اپنے گلے میں آواز
کی اور گردن ز میں پر رکھی آپ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کہاں ہے۔ اونٹ کا مالک حاضر ہوا اُس سے آپ
نے کہا کہ اس اونٹ کو ہمارے ہاتھ پنج ڈالوں اُس نے کہا کہ ہم اس اونٹ کو دیے ہی آپ کی نذر کرتے ہیں مگر یہ اونٹ ان
لوگوں کا ہے جن کے سارے گھر کی معاش اُسی پر ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم اس اونٹ کا یہ حال بیان کیا تو میں اسے
نہیں لیتا مگر اس نے مجھ سے شکایت کی ہے اس بات کی کہ محنت اس سے زیادہ لی جاتی ہے اور دانہ چارہ اسے کم ملتا ہے تم
اسے اچھی طرح رکھو۔ (دوسرا بات باب الاشجار میں آئے گی) ان شاء اللہ

حاکم اور طبرانی اور ابو الفیض نے روایت کی ہے کہ پانچ یا چھ یا سات اونٹ عید کے دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت
میں قربانی کے واسطے لائے گئے سب وہ اونٹ آپ کی طرف کو جھپٹئے اور ہر ایک چاہتا تھا کہ مجھے پہلے قربان کریں۔

درخت سجدہ کریں

یعلیٰ کہتے ہیں کہ پھر ہم آپ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ایک جگہ اترے حضور ﷺ سور ہے تھے ایک
درخت ز میں چیرتا ہوا آپ کے قریب آیا یہاں تک کہ آپ کو ڈھانپ لیا پھر اپنے مقام کو چلا گیا۔ جب حضور ﷺ جا گئے
میں نے اس درخت کا حال بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُس درخت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لی کہ رسول ﷺ پر
سلام کرے اللہ تعالیٰ نے اُسے اجازت دی تو وہ میرے سلام کو آیا تھا۔

فائده

حدیث مذکور کا آخری مضمون یہ ہے کہ یعلیٰ فرماتے ہیں کہ ہم وہاں چل پڑے تو ایک ندی پر گزر ہوا۔ وہاں ایک
عورت اپنے بیٹے کو لائی جسے جنون تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے نخنے کو پکڑ کر فرمایا نکل جا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ
ہوں۔ پھر ہم لوگ چلے گئے جب اس سفر سے پھرے اور پھر اس ندی پر پہنچے اُس عورت سے آپ نے اس کے بیٹے کا

حال پوچھا اُس نے کہا کہ قسم اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا اس دن سے ہم نے اُس لڑکے میں کچھ بھی آثار مرض کے نہیں دیکھے۔

انتباہ

صرف حدیث شریف کی تمجیل کے لئے مذکورہ بیان درمیان میں آگیا ہے اسی لئے موضوع اگر چہ تبدیل ہوا لیکن کمالات مصطفیٰ ﷺ کے لئے تو موضوع نہ کہی موزوں تو ہے۔

تسليم الحجر

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا
انی لا عرف حجر اب مکہ کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لا عرف الان۔ (مشکلوۃ باب علامات نبوت)
 میں مکہ اس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے مبعوث ہونے سے قبل مجھے سلام کرتا تھا۔
 ملاعلیٰ قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں غارِ حراء سے واپس ہو تو
جعلت لا امر بحجر ولا شجر الا قال السلام عليك يارسول الله
 یعنی میں جس درخت اور پتھر سے گزرتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یار رسول اللہ۔

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔

(مرقات شرح مشکلوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ گردنواح جاتے تو
فما استقبله جبل و لا شجر الا وهو يقول السلام عليك يارسول الله (مشکلوۃ شریف)

جو پہاڑ اور درخت بھی سامنے آتا وہ کہتا سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول

ایک مرتبہ حضور ﷺ دریا کے کنارے کھڑے تھے کہ عکرمہ بن ابی جہل وہاں آیا اور کہنے لگا کہ آپ سچ ہیں تو اس پتھر کو بلا یئے جو دریا کے پار پڑا ہے وہ پانی پر تیرتا آئے اور ڈوبے نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پتھر کو اشارہ کیا وہ اپنی جگہ سے ہلا اور پانی پر تیرتا ہوا آپ کے سامنے آیا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ آپ نے عکرمہ سے فرمایا کیا تجھے اتنا ہی کافی ہے اس نے کہا کہا کہا ب یا اپنی جگہ پر لوٹ جائے آپ نے اس پتھر کو پھر اشارہ کیا وہ اپنی جگہ

لوٹ کر چلا گیا۔ (جوہر الحجہ جلد اصفہہ ۲۷)

پڑھا بے زبانوں نے کلمہ تمہارا
ہے سنگ و شجر میں بھی چرچا تمہارا
رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح و شنا کرتے ہیں

حل لغات

رفعت (عربی) بلندی۔ چرچا (اردو) ذکر، گفتگو، شہر، بحث۔ مرغ فردوس، جنت کے فرشتے۔

شرح

ذکر کی بلندی صرف آپ کا ہی حصہ ہے دونوں عالم میں صرف آپ کا ذکر اور شہرت ہے جنت کے فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کے بعد آپ کی ہی مدح و شنا کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَرَفِعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (پارہ ۳۰، سورہ المشرح، آیت ۲)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

احادیث مبارکہ

امام ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اکرم ﷺ نے جبریل امین سے اس آیت کے متعلق استفسار فرمایا یعنی یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ذکر کیسے بلند فرمایا۔ جبریل نے عرض کی اذا ذکرت ذکرت معی۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہو گا۔

فائدة

ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکر مصطفیٰ بھی ہے۔ ذکر خدا ذکر مصطفیٰ کے بغیر بیکار ہے۔

ذکر خدا جوان سے جدا چاہون جدید یو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی ستر کی ہے

حضرت قادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

رفع الله ذكره في الدنيا والآخرة فليس خطيب ولا متشهد ولا صاحب صلوة الا وهو ينادي

ا شہد ان لا إله إلا الله محمد رسول الله۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

اللہ عز وجل نے حضور کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادتِ رسالت ادا نہ کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذان میں ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد ﷺ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ جبریل نے آکر عرض کی کہ رب عز وجل فرماتا ہے

قربت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی

یعنی ہم نے آپ کے نامِ نامی کو اپنے نام سے ملایا پس نہ ذکر کئے جائیں گے ہم کسی جگہ یہاں تک کہ آپ ہمارے ساتھ ذکر کئے جائیں۔

چنانچہ یہی دونوں جہاں میں معمول فرمایا گیا کہ جہاں اللہ کا نام ہے وہاں اُس کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام ہے جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہاں اُس کے پیارے حبیب کا ذکر ہوتا ہے کوئی کلمہ گو، کوئی نمازی، کوئی متشہد، کوئی مؤذن و خطیب ایسا نہیں جو اللہ کے نام اور اللہ کے ذکر کے ساتھ اس کے پیارے حبیب کا ذکر کرنے کرتا ہو۔ بخش وقت اذان و اقامت و نمازوں کلمه طیبہ و کلمہ شہادت و خطبہ غیرہ اشیاء میں سوائے تین مقام عطسہ و ذبیحہ و آخر اذان کے سب جگہ برادر اللہ کے نام کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا نام پکارا جاتا ہے اور اللہ کا ذکر کر کے حضور اکرم ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے

خطبوطوں میں نمازوں میں اقامت میں اذان میں ہے نام سے اللہ کے ملا نامِ محمد ﷺ

تمام آسمان حتیٰ کہ عرشِ معلیٰ اور تمام جنتیں اور ان کی اشیاء حور غلامان، اشجار اشمار درود یوار سب پر حضور اکرم ﷺ کا نامِ نامی اسی گرامی منقوش و لکننده ہے گویا یہ دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب اشیاء ملک محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اور حضور سب کے مالک و مختار ہیں۔ بزرگ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے جب میں آسمان پر بلا یا گیا تو میں کسی آسمان پر نہ گذر اگر اس پر کلمہ طیبہ "لا إله إلا الله محمد رسول الله" منقوش پایا۔

طرانی وغیرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ سے جب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی کہ میری خطا کو صدقہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بخش دے فرمایا تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ عرض کی کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی تو میں نے سر اٹھایا

فرایت علی قوائم العرش وفي روایة في كل موضع من الجنة مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله

فعلمت انه کرم خلقک علیک

تو عرش کے پایوں پر اور جنت کے ہر گوشہ پر ”**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُهُ**“ جان لیا کوہ تیری
بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری جن سے دریائے کرم ہیں چاری
جوش پر آتی ہے جب غنخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

حل لغات

تشنے، تشنہ کی جمع ہے بمعنی پیاس و خواہش مند۔ سیراب، پانی سے بھرا ہوا، بھر پور، پھولا پھلا۔

شرح

پائے ناز کی انگلیاں مبارک ایسی پیاری ہیں جن سے کرم کے دریا بہرہ رہے ہیں جب آپ کی غنخواری جوش میں
آتی ہے تو پیاس سے سیراب ہو جاتے ہیں۔

معجزات آب

نقیر نے اسی شرح حدائق میں متعدد مقامات پر ایسے مجھرات کو تفصیل سے لکھا ہے لیکن یہاں بھی تبر کا عرض ہے
حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کے ہمراہ تھا کہ نمازِ عصر کا وقت آگیا
اور ہمارے پاس سوائے تھوڑے بچے ہوئے پانی کے اور پانی نہ تھا وہی ایک برتن میں ڈال کر رسول ﷺ کی خدمت
میں لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پر کھکھلایا اس پر پھیلایا دیں اور فرمایا اے اللہ کی برکت و ضوکرنے والوں پر
اپنا سایہ ڈال۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے ابل رہے ہیں اور لوگ وضو کر رہے ہیں اور پانی
پی رہے ہیں۔ میں نے بھی جس قدر میرے پیٹ میں آیا بھر لیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ برکت ہے (سالم شاگرد جابر کہتے
ہیں) میں نے پوچھا آپ اس روز کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۳۲۸)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں لوگ پیاس کی شدت سے بہت پریشان تھے
بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی گئی یا رسول اللہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے جس سے وضو کریں اور پیکیں سوائے اس پانی
کے جو آپ کے پاس ایک لوٹے کے برادر برتن میں ہے پس حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا

(جو آپ کے پاس تھا) تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشے جاری ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام نے پیا اور وضو کیا
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کتنے آدمی تھے آپ نے فرمایا کہ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں
کافی ہوتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔ (بخاری شریف)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مقام پر فرمایا

چشمہ خور شید میں تو نام کو نہیں	جنجہ مہر عرب جس سے دریا بہے گئے
انگلیوں کی کرامت پر لاکھوں سلام	نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

حبیب اللہ و کلیم اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب پانی کا مطالبہ کیا تو آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے پھر پر عصا مار تو پھر
سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ بے شک پھروں سے پانی نکلنا موسیٰ علیہ السلام کا بہت بڑا مجزہ ہے لیکن ذرا غور
کریں تو معلوم ہو گا کہ پھر زمین کی ایک قسم ہے اور پہاڑی زمینوں سے اکثر چشمے پھوٹتے رہتے ہیں۔ آج بھی پہاڑوں
کو جا کر دیکھا جا سکتا ہے کہ چاروں طرف پھر ہیں اور درمیان سے صاف شفاف پانی کا چشمہ جاری ہے۔ گوشت پوست
خون اور ہڈیوں میں صاف شفاف پانی کا نکلا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر حضور اکرم ﷺ کے عہد تک
کسی آنکھ نے یہ کمال نہ دیکھا اگر دیکھاتو حضور اکرم ﷺ نے یہ عظیم و عجیب و غریب مجزہ دیکھا بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے
کہ آپ اپنے صحابہ کرام کی پیاس بجھانے اور ان کی وضو وغیرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔

آب زم زم

آب زم زم بڑا مبتبرک اور پاکیزہ پانی ہے اس پانی میں دو خصوصیتیں ہیں یہ پیاس بھی بجھاتا ہے اور بھوک بھی دور
کرتا ہے۔ دنیا کے اور کسی پانی کو یہ شرف حاصل نہیں یہ پانی اتنا برکت والا ہے کہ ہر مومن اس کے پینے کا متنبی اور خواہش
مند ہے اور دوسرے تمام پانیوں پر اس پانی کو ترجیح دیتا ہے مثلاً ایک مسلمان کوشش سے پیاس لگی ہوئی ہوا اور اس کے
سامنے ایک طرف آب زم زم کا پیالہ اور دوسری طرف روح افزاء کی بوتل رکھ دی جائے تو عقل کہے گی کہ روح افزاء کی
بوتل پی کر پیاس بجھاؤ لیکن عشق کہے گا نہیں آب زم زم سے سیراب ہو جاؤ۔ عقل کہے گی کہ روح افزاء رنگ والا ہے اس
میں کیف و سرور کی مستقی ہے بڑا خوش ذائقہ ہے عشق کہے گا کہ یہ ٹھیک ہے کہ آب زم زم میں وہ رنگ اور وہ مزہ نہیں جو
روح افزاء میں ہے لیکن ذرا یہ تو دیکھ کر روح افزاء ایک انسان کی ذہنی اختراق کا نتیجہ ہے اور آب زم زم وہ پانی ہے جس

نے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کا بوس دیا ہے اب وہ مومن روح افراء کے تمام اوصاف کو نظر انداز کرتے ہوئے آب زم زم کو پینے گا اس لئے ایک تو اس پانی نے ایک معصوم نبی کی ایڑی کو بوس دیا اور دوسرے اس لئے کاس پانی میں جبیب کبریاء ﷺ کا العابِ دہن ملا ہوا ہے۔

آب زم زم و آب کرم کا موازنہ

آب زم زم کتنی فضیلت اور برکت کا حامل ہے لیکن علمائے کرام نے لکھا ہے کہ اس آب زم زم سے بھی وہ پانی افضل و اعلیٰ ہے جو حضور اکرم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہوا کیونکہ آب زم زم کا چشمہ زمین سے جاری ہوا اور وہ پانی جو آپ کی انگشتان مبارک سے جاری ہوا اس کا تعلق حوض کوثر سے ہے۔

تھانوی کا انکار

اشرف علی تھانوی نے حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی نکلنے کا انکار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے اس واقعہ کے مجرزہ ہونے کو اس پر موقوف کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا حالانکہ اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ احادیث سے صرف اس قدر ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک پیالہ میں پانی منگا کر اپنا دست مبارک اس میں رکھ دیا تو پانی الٹنے لگا۔ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے البتا ہو انظر آتا تھا اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ لم و شحم سے پانی نکلتا تھا بلکہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک رکھ دینے سے وہ پانی بڑھنے لگا اور جوش مارنے لگا اور انگلیوں کے درمیان سے اس کا ابلنا نظر آتا تھا۔ اب جن صاحب نے اس مجرزہ کے اعجاز کو اس بات پر موقوف کیا ہے کہ پانی لم و شحم سے نکلتا تھا جس کا کچھ ثبوت نہیں تو گویا در پرده وہ اس اعجاز کے مجرزہ ہونے کا انکار کرتے ہیں کیونکہ لم و شحم سے پانی کا نکلنा ثابت ہی نہیں۔ (شکر الانعمۃ صفحہ ۳۲)

انتباہ

تھانوی نے از خود انکار کیا ہے کسی امام کا کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اسے کہتے ہیں مداخلت فی الدین اور ہم نے حدیث کی تصریح کے علاوہ آئندہ کے حوالے پیش کئے ہیں۔

نوٹ

تھانوی صاحب کی یہ انتہائی بے وقوفی ہے حالانکہ لم و شحم سے پانی تو نکلتا ہے پسینہ کہاں سے نکلتا ہے؟ جب یہ بھی گوشت پوشت سے نکلتا ہے اور تسلیم ہے تو افسوس ہے حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوں تو انکار یا

للعجب!

تردید تھانوی

مولوی اشرف علی کا یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں س پانی کا لکنا کہیں ثابت نہیں اور کتب احادیث و سیرے نا بلد ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ محققین کی بہت بڑی جماعت نے اپنی اپنی تصانیف میں زیر بحث احادیث کا یہی مطلب لیا ہے کہ وہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے نکلتا تھا۔

مسلم شریف کی شرح میں علامہ شرف الدین النووی نے لکھا ہے

ونقله القاضی عن المزنی واکثر العلماء ان معناه ان الماء کان يخرج من نفس اصابعه ﷺ وينبع من ذاتها

قاضی عیاض نے مرنی اور اکثر علماء سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ پانی خود آپ کی انگشان مبارک سے نکل رہا تھا۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ولم يسمع بهذه المعجزة عن نبينا ﷺ حيث نبع الماء من بين عظمه عصبه ولحمه ودمه.

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۵۳)

یہ معجزہ کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کی ہڈی، پٹھے، گوشت اور خون میں سے پانی جاری ہوا ہمارے نبی پاک ﷺ کے سوا اور کسی نبی کے بارے میں نہیں سنا گیا۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں

نبع الماء من بين عظمه وعصبه ولحمه ودمه . (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۵۸)

آپ کی ہڈی، پٹھے، گوشت اور خون کے درمیان سے پانی جاری ہوا۔

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں

انه نبع من نفس اللحم الكائن في الاصابع . (مواهب الدنیہ)

آپ کی انگلیوں کے گوشت سے پانی جاری ہوا۔

حافظ کبیر محدث شہیر علامہ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ فرماتے ہیں

لَمْ يَنْوِي الْمَاءُ مِنْ بَيْنِ الْلَّحْمِ وَالْعَظَمِ أَعْجَبٌ وَأَعْظَمُ مِنْ خَرْوَجِهِ مِنَ الْحَجْرِ

(دَلَائل النبوة صفحہ ۳۲۵)

گوشت اور ہڈی کے درمیان سے پانی کا جاری ہونا عجیب تر ہے عظیم تر ہے پھر سے پانی نکلا۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

هَذَا الْمَعْجَزَةُ أَعْظَمُ مِنْ مَعْجَزَةِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ نَبَغَ لِهِ الْمَاءُ مِنَ الْحَجْرِ لَأَنَّهُ مَعْتَادٌ وَأَمَا خَرْوَجُهُ مِنْ لَحْمٍ وَدَمٍ فَلَمْ يَعْهُدْ. (شیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۱۷)

اور یہ مججزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مجزوے سے عظیم تر ہے کیونکہ ان کے لئے پھر سے پانی جاری ہونا متعارف نہیں ہے۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں

هَذَا الْمَعْجَزَةُ أَعْظَمُ مِنْ تَفْجُرِ الْمَاءِ مِنَ الْحَجْرِ كَمَا وَقَعَ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنْ ذَالِكَ مِنْ عَادَةِ الْحَجْرِ فِي الْجَمْلَةِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ "وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَنْفَجِرُ مِنْهُ الْأَنْهَرُ" وَأَمَا مِنْ لَحْمٍ وَدَمٍ فَلَمْ يَعْهُدْ مِنْ غَيْرِهِ عَلَيْهِ اللَّهُ تَعَالَىٰ. (شرح شفاء جلد ۲ صفحہ ۱۵)

یہ مججزہ پھر سے چشمہ جاری ہونے سے بڑھ کر ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے وقوع پذیر ہوا کیونکہ آخر یہ پھر کی عادات میں سے ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے ”اوپھر وہ میں تو کچھ وہ ہیں جن سے ندیاں بہہ لٹکتی ہیں“، لیکن گوشت اور خون سے پانی جاری ہونا ہمارے نبی پاک ﷺ کے سوا اور کسی کے لئے ثابت نہیں۔

علامہ یوسف بن اساعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

إِنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ الطَّهُورَ وَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ مَدَاصِبَهُ فَيَتَفَجَّرُ مِنْهَا الْمَاءُ حَتَّىٰ يَقْضِي طَهُورَهُ

(جوہر المختار جلد اصفہان ۲۹۱)

جب حضور اکرم ﷺ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی موجود نہ ہوتا تو اپنی انگشتان مبارک کو پھیلاتے تو ان سے پانی کے چشمے بہنے لگتے یہاں تک کہ آپ طہارت سے فراغت حاصل کر لیتے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نویں صدی کے مجدد ہیں ان کے متعلق مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ علامہ سیوطی کو باعث مرتبہ جا گئے ہوئے امام الانبیاء کی زیارت ہوئی ہے اس سے اندازہ

کر لیجئ کہ آپ رسول خدا کی بارگاہ میں کتنے مقبول ہیں ایسے جلیل القدر مجدد نے بھی لکھا ہے کہ آپ کی انگشتان مبارک سے پانی جاری ہوا تھا گوشت اور خون سے پانی کا نکنا عجیب ہے۔ (خاص اص جلد ۲ صفحہ ۳۷۸)

علامہ علی بن برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے

هو اعجَبُ مِنْ نَبْعَدِ المَاءِ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْحَجْرِ فَإِنْ نَبَعَهُ مِنْ الْحَجْرِ مَتَعَارِفٌ مَعْهُودٌ وَمَا
مِنْ بَيْنِ الْلَّحْمِ وَالدَّمِ فَلَمْ يَعْهُدْ. (حلیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پھر سے جو چشمہ جاری ہوا تھا اس سے یہ مججزہ عظیم تر ہے کیونکہ پھر سے پانی کا جاری ہونا معلوم و متعارف ہے لیکن گوشت اور خون سے پانی کا نکنا متعارف نہیں۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں

داده شده است موسیٰ علیہ السلام از تفجير ماء از حجر و برآمدن چشمها از شنگ داده است آن

حضرت را انفجار آب از انگشتانِ وی و این ابلغ و المکست ازان چه حجر از جنس ارض است که
بیرون می آید ازان ینابیع بخلاف برآمدن چشمها از گوشت و پوست۔ (مدارج النبوة جلد اصفہان ۱۳۸)

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہیں ہر فی داد
اسی در پر شترانِ ناشاد گلۂ رنج و عناء کرتے ہیں

حل لغات

داد، انصاف، نیاز، بخشش، تعریف، واہ واہ۔ فریاد، سزا۔ شتران، شتر کی جمع اونٹ۔ عنا (عربی) تکلیف، دکھ، رنج،
مصیبت۔

شرح

رسول ﷺ کے حضور میں چڑیاں فریاد کرتی ہیں اسی درگاہ میں ہر فی انصاف چاہتی ہے اسی بارگاہ میں ستم رسیدہ اونٹ اپنے دکھ درد مصیبت کی شکایت کرتے ہیں۔

محجزات

اس شعر میں درجنوں محجزات کا ذکر فرمادیا مثلاً چڑیوں کی انصاف طلبی، اونٹوں کا استغاثہ۔ ان تمام محجزات کے لئے دفتر درکار ہیں۔ چند نمونے حاضر ہیں

چڑیوں کی فریاد

حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ قضاۓ حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک پرندہ دیکھا کہ اس کے پاس اس کے دو بچے تھے ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا وہ پرندہ (اندھیا) آیا اور اترنے کے لئے بازو پھیلائے اتنے میں آپ تشریف لے آئے آپ نے فرمایا اس کے بچوں کو پکڑ کر کس نے اس کا دل دکھایا ہے اس کے بچے واپس کر دو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے ناگاہ ایک شخص آیا جس پر کمبل تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر اس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ درختوں کے جنگل میں میرا گذر ہوا میں نے اس میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے کمبل کو بچوں پر دور کر دیا وہ ان پر گر پڑی میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو رکھ دے میں نے ان کو رکھ دیا مگر ان کی ماں نے ان کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تجھب کرتے ہو اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے تحقیق اللہ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تو ان کو واپس لے جا اور ان کو ان سماں دے ہیں رکھ دے جہاں سے انہیں پکڑا ہے پھر وہ انہیں واپس لے گیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہرنی کی فریاد

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک صحرائیں تشریف فرماتھ تو ایک ہرنی نے آپ کو ندادی یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا اس اعرابی نے مجھ کو شکار کر لیا ہے حالانکہ میرے اس پہاڑ پر دو بچے ہیں آپ مجھے آزاد کر دیجئے تاکہ میں جا کر انہیں دودھ پلا آؤں۔ آپ نے فرمایا کیا تو ایسا کرے گی ہرنی نے کہا ہاں تو آپ نے اُسے چھوڑ دیا تو وہ گئی اور بچوں کو دودھ پلا کے واپس آگئی آپ نے اُسے باندھ دیا اتنے میں اعرابی جاگ گیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دو اس نے چھوڑ دیا ہرنی دوڑتی ہوئی جنگل میں چلی گئی اور کہتی جا رہی تھی

اشهدان لا الہ الا اللہ و اشهد انک رسول اللہ ﷺ (شفاء شریف باب المجرات، جیۃ اللہ علی العالمین)

اعجوبہ

ایک بزرگ نے باب السلام کی طرف ایک ہر فنی کو سر جھکائے کھرا دیکھ کر فرمایا کہ جنگلی جانور یہاں کیسے۔ اس نے کہا حضرت میں اسی ہرنی کی اولاد سے ہوں جسے حضور اکرم ﷺ نے قید سے آزاد کرایا تھا اس ہرنی نے وصیت کی تھی کہ میری اولاد پر لازم ہے کہ بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری دیں اور ہدیہ صلوٰۃ وسلام عرض کریں۔ (نہۃ المساجد)

اوٹھوں کی فریاد

اوٹھوں کے متعدد واقعات فقیر اسی شرح میں بیان کرچکا ہے لیکن یہاں بھی موضوع خالی از بیان چھوڑنا مناسب نہیں۔ یہ واقعات ان سے مختلف ہیں

شفاء شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تو ایک اوٹ نے آپ کو بجھہ کیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جو بھی باغ میں داخل ہوتا وہ اوٹ اُس پر حملہ کرتا لیکن جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے تو اس کو چکارا اور اس نے اپنے ہونٹ زمین پر رکھ دیئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کو نکیل ڈال دی اس وقت فرمایا زمین و آسمان کے درمیان کوئی چیز ایسی نہیں مگر یہ کہ وہ جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے نافرمان جنات و انسان کے۔ اسی طرح عبد اللہ بن ابی اوفر سے بھی مروی ہے۔

اوٹ نے کے بارے میں دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اوٹ کا حال لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اس کے ذبح کرنے کا قصد کر رہے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اوٹ نے کام کی زیادتی اور چارہ کی کمی کی شکایت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس سے بچپنے میں سخت سے سخت کام کے بعد اس ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔

عصباء کی کھانی اس کی اپنی زبانی

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور تصنیف شفاء شریف میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی اوٹی عصباء کے کلام کرنے کے قصہ میں مروی ہے کہ اس نے آپ سے اپنا حال عرض کیا اور یہ کہ چنے میں اس کی طرف دوسرے جلدی کرتے ہیں اور وحشی جانور کنارہ کش ہو کر کہتے ہیں تو تو حضور اکرم ﷺ کی اوٹی ہے اس اوٹی حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کھانا پینا چھوڑ کر (غم میں) مرگی۔ اس فرمائی نے اس کو بیان کیا ہے۔

اس کی شرح میں حضرت امام شہاب الدین خفاجی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات سرور کائنات ﷺ گھر سے باہر تشریف لے جا رہے تھے تو ایک اوٹی کے پاس سے گذر

ہوا اونٹنی نے عرض کی

السلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

آپ نے جواب میں فرمایا

علیک السلام

پھر اونٹنی نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں ایک قریشی اعقب نامی کی اونٹنی ہوں میں اس سے بھاگ کر جنگل میں پہنچی تو درندے، چرندے میرے قریب پھر رہے تھے۔ میں مارے ڈر کے مرتی جاری تھی مگر وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں کہ خبر دار اس اونٹنی کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کی سواری ہے جب صحیح ہوئی تو میں چراگاہ میں پہنچی تو ہر درخت پکار پکار کر عرض کرتا کہ اونٹنی مجھے کھامیری طرف تشریف لا کیونکہ تم ہمارے نبی کریم ﷺ کی اونٹنی ہو وہاں سے پھرتی ہوئی آپ کے در پر آپڑی ہوں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس اونٹنی نے یہ بھی آرزو کی تھی کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ محشر کے دن بھی میں آپ کی سواری بنوں۔ آپ نے فرمایا تمہاری عرض منظور ہے۔ (نسیم الریاض و شرح شفاء ملا علی قاری)

ایک بیدم ہی نہیں تیار مرنے کے لئے جو بھی تیر کوچے میں ہے اے جان کفن بر دوش ہے

نوت

اس اونٹنی کے مزید حالات و تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب ”بادب جانور“ کا مطالعہ فرمائیں۔

ایک اور اونٹنی

حضرت علامہ یوسف نجمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بچپن شریف میں ایک بار گھر سے نکلے تو پھر گھر تشریف نہ لائے۔ آپ کے متعلقین نے سمجھا کہ حضور اکرم ﷺ گم ہو گئے ہیں چنانچہ آپ کی تلاش شروع ہوئی۔ ایک صاحب اونٹنی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی تلاش کر رہے تھے کہ انہیں حضور اکرم ﷺ ایک درخت کے نیچے استراحت فرماتے نظر آئے اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور پھر اونٹنی کو جو بٹھایا تو اس نے اٹھنے سے انکار کر دیا پھر اس نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے آگے بٹھایا تو اونٹنی اٹھی اور چل پڑی۔ (حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۶۸)

گویا اونٹنی نے امام الانبیاء کا پیچھے بیٹھنا گوارانہ کیا اسے علم تھا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور رسولوں کے پیشووا پھر جو پیشوائے رسول ہو وہ پیچھے کیوں بیٹھے۔ کسی نے لکھا ہے

گویا تھی اونٹنی کی یہ صدا
بے خبر سرکار کو آگے بٹھا
جب تک آگے نہ بیٹھیں گے نبی
میں قیامت تک نہ اٹھوں گی کبھی
آتینیں رحمت عالم اُلٹے کر پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

حل لغات

آستین (فارسی) قمیص یا کوٹ وغیرہ کی گانٹہ۔

شرح

رحمت عالم ﷺ کی آستین نے کرمبارک کے اُلٹے دامن اس لئے باندھے کہ دوزخ میں پڑے ہوئے لوگوں کو دامن پکڑنے میں آسانی ہوا اور آپ دوزخیوں کو دوزخ سے آسانی سے نکال کر باہر لاسکیں۔ یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ دوزخیوں کو نکالنے کے لئے بارات کی صورت میں تشریف لے جا کر انہیں دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل فرمائیں گے۔

حدیث شفاعت

امام ابو جعفر طبری اپنی تفسیر ابن جریر میں اور ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں اور امام جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں ایک طویل حدیث نقل فرماتے ہیں

عن علی و عن انس قال قال رسول الله ﷺ ان ناسا من اهل لا اله الا الله يدخلون النار بذنبهم
فيقول لهم اهل اللات والعزى واليهود والنصارى ومن في النار ومن اهل الاديان والاوثان ما اغنى
عنكم قولكم لا اله الا الله وانتم اليوم في النار سواء فيغضب الله لهم عصبا ما يغضبه بشئي فما
مضى. (الحدیث)

فرماتے ہیں شفع المذنبین، رحمۃ للعابین ﷺ کر بعض گروہ ”لا اله الا الله“ کہنا والوں کے شامت اعمال سے جہنم میں جائیں گے ایک دن ایسا اتفاق ہوگا کہ یہودی، نصرانی اور بت پرست لوگ ان مسلمانوں کو جہنم میں دیکھ کر کہیں گے اے لوگو تھرا ”لا اله الا الله“ تھا تو تمہارے کچھ بھی کام نہ آیا ہم بت پرست اور تم خدا پرست برادر آج آگ میں جل رہے ہیں پس برادر ہو گیا ”لا اله الا الله“ کہنا اور بت پرستی کرنا اور یکساں ہو گئی خدا کی عبادت اور بتوں کی پرستش۔ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب یہ کلام کفار کے منہ سے نکلے گا فوراً دریائے رحمت الہی جوش میں آئے گا اور بہت غضبناک ہو کر فرمائے گا آج ہمیں برادر کر دیا کفار نے بتوں کے اور یکساں بنادیا تو حید کو اور شرک کو اے جبریل جلد جاؤ دیکھو مسلمان گنہگاروں کا جہنم میں کیا حال ہوا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام عرض کریں گے الہی تو خوب جانتا ہے جو کچھ ان کا حال ہوا ہو گا آج یہ کیا باعث ہوا جو ان قیدیوں کی جانب رحمت کی نظر ہوئی۔ ارشاد ہو گا کہ اے جبریل آج دریائے رحمت ہمارا جوش میں آیا ہے کیونکہ بت پستوں کافروں نے ہمارے بندے مسلمانوں "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَبِيرٌ" والوں کو تو حید کا طعنہ دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَبِيرٌ" کے پچھے بھی کام نہ آیا۔ اے جبریل یہ سن کر ہماری رحمت کا دریا جوش میں آیا اور اب قریب وہ وقت آیا ہے کہ گنہگار مسلمان بخشنے جائیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام یہ سن کر دوزخ کی طرف روانہ ہوں گے مالک داروغہ دوزخ آپ کو آتا ہوا دیکھ کر اپنے آنی منبر سے اترے گا اور کہے گا کہ حضرت آج آپ یہاں کس طرح تشریف لائے۔ حضرت جبریل فرمائیں گے کہ اے مالک یہ بتا کہ مسلمان گنہگار ان امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہنم نے کیا حال کیا۔ مالک عرض کرے گا کہ یا حضرت آپ کا کیا حال اُن کا پوچھتے ہیں ان کی نہایت بُری حالت ہے، بڑے تگ مکان میں مقید ہیں، آگ نے ان کے جسم جلا ڈالے، ہڈیاں سوختہ کر دیں، ہصرف ان کے دل اور زبان سالم ہیں کوہ ایمان کی جگہ تھے باقی پچھے جل گیا ہے جبریل علیہ السلام فرمائیں گے جلدی جا بہنادے دروازہ کھول کر میں بھی اپنی نبی کی امت کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں مجھے رب العزت نے فرمایا ہے کہ اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھ۔ مالک دروازہ جہنم کا کھول دے گا اور سر پوش ہٹائے گا جہنمی لوگ حضرت جبریل علیہ السلام کو دوزخ میں دیکھیں گے تو مالک سے پوچھیں کہ ایک مالک یہ کون سافر شد ہے کہ ہم نے آج تک ایسا خوبصورت فرشتہ نہیں دیکھا کہے گا کہ یہ جبریل امین ہیں جو وحی لے جاتے تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر جہنمی لوگ غل شور چاٹیں گے پھر رورو کر عرض کریں گے جبریل ہمارا اسلام ہمارے نبی شفع سے عرض کیجئے گا اور یہ بھی کہیئے گا ہم نہایت سخت عذاب میں مبتلا ہیں آپ ہماری شفاعت کیجئے گا۔ حضرت جبریل علیہ السلام گنہگاروں سے وعدہ فرمائیں گے کہ میں ضرور بالضرور تمہاری حالت زار کی خبر تمہارے شفع کی خدمت میں عرض کروں گا جب وہاں سے حضرت جبریل علیہ السلام رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئیں گے ارشاد رب العباد ہو گا اے جبریل یا امت محمد یہ کا کیا حال دیکھا عرض کریں گے الہی تو سب کچھ جانتا ہے وہ نہایت تگ حوال اور بڑے سخت عذاب میں پڑے ہوئے ہیں اس ہم کلامی کی لذت میں حضرت جبریل محو ہو کر گنہگار امت کا وعدہ بھول جائیں گے آخر خود ہی

عالیٰ جاہ رب العزت ارشاد فرمائے گا کہ اے جبریل تم کوئی وعدہ بھی امت محمدیہ کے گنہگاروں سے کرائے تھے۔ جبریل عرض کریں گے ہاں یا رب میں نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کا سلام ان کے نبی سے عرض کروں گا اور جو عذاب کی تکلیف ان پر گذر رہی ہے وہ بھی اُن کو سناؤں گا۔ ارشاد ہو گا۔ جبریل جاؤ اور آپ ﷺ کو اطلاع دو۔

حضرت جبریل حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئیں گے آپ اس وقت ایک محل میں ہوں گے جو سچے اور سفید موئی کا اتنا بڑا اور فراخ ہو گا کہ چار ہزار اس کے دروازے ہوں گے جس میں طلائی جوڑیاں کیوڑوں کی جڑی ہوں گی۔ رو رو کر جبریل عرض کریں گے یا محمد ﷺ میں آپ کی گنہگاریت کے پاس سے آیا ہوں جو جہنم کے عذاب میں بتلا ہے۔

انہوں نے آپ ﷺ کو بہت رو رو کر سلام عرض کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اللہ ہماری خبر یجھے۔ حضور اکرم ﷺ نے سنتے ہی لبیک امتحی اے میری امت لو حاضر ہے تمہارا نبی شفاعت کے لئے یہ کہتے ہوے عرشِ الہی کے نیچے حاضر ہوں گے اور سجدہ میں گریں گے خداۓ برحق کی وہ شناور حمد بیان کریں گے کہ جو سارے جہان میں کسی نے بیان نہ کی ہو گی سات دن کی مدت اور مقدار کے بعد حکم ہو گا کہ اے نبی سر اٹھاؤ ما نگو کیا مانگتے ہو؟ کہو کیا کہتے ہو؟ شفاعت کرو کس کی شفاعت

کرتے ہو ہم نے تمہاری شفاعت قبول فرمائی۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ سجدے سے یا رب امتحی امتحی کہتے ہوئے سر اٹھائیں گے ارشاد ہو گا کہ جاؤ جس نے ساری عمر میں ایک "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اور شرک نہیں کیا خواہ وہ کتنا ہی گنہگار ہو اس کو بھی جہنم سے نکالو۔ حضور اکرم ﷺ اذن شفاعت حاصل کر کے اہل جنت کو اطلاع دیں گے اے لوگوں محمد رسول

الله ﷺ نے شاعت کا دروازہ کھلوایا ہے اے اہل جنت تم میرے ساتھ چلو اور جس کسی کو تم پہچانتے ہو اس کو میرے ساتھ چل کر جہنم سے نکالو۔ یہ منادی سن کر بے تعداد مخلوق جنت کی آپ کے ساتھ ہو جائے گی اور حضور اکرم ﷺ ان کو ساتھ

لے کر دوزخ کی طرف شفاعت کے لئے تشریف لے جائیں گے۔ آگے آگے دو لہاڑیں جن کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں پیچھے پیچھے چاند سورج کی چمک کے لاکھوں براتی ہیں۔ اب یہ برات جنت سے چلی ہے جہنم کی طرف جاتی ہے تاکہ

سارے گنہگار مسلمانوں کو دوزخ سے نکالے اور جنت میں لا کر بادشاہ بنادے۔ یہ وہ مبارک جمع ہے کہ آج تک ابتدائے عالم سے انہا تک کہیں نہ ہوا تھا جو آج ہوا ہے جس وقت لاکھوں چاند، سورج، ستارے جہنم کے پاس پہنچیں گے مالک

دیکھ کر گھبراۓ گا اور حضور اکرم ﷺ کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ حضور اکرم ﷺ زار زار و کفر فرمایں گے اے مالک جلدی بتا کہ میری پیاری امت کا کیا حال ہے تو نے انہیں کس کس طرح جلایا اور کیا کیا عذاب کیا؟ مالک عرض کرے گا

یا حضرت وہ تو نہایت عذاب اور تکلیف میں پڑے ہوئے ہیں۔ اے مالک جلدی دروازہ جہنم کھول دے میں اپنی آنکھوں

سے ان کا حال زار دیکھ لوں۔ مالک دروازہ کھولے گا اور سر پوش ہٹالے گا جس وقت وزنی لوگ شفیع المذنبین ﷺ کے جمال باکمال کے چہرہ پر نور کو دیکھیں گے چلائیں گے

یامحمد حرقت النار جلو دنا و اکبادنا وجود دنا

یا حضرت آگ نے ہمارے جسم جلا دیئے کلیج خاک کر دیئے منہ سوختہ بنا دیئے اور بڑے بڑے عذاب ہوتے رہے۔

حضورا کرم ﷺ ملائکہ کو حکم دیں گے ان کو جہنم سے باہر نکالو۔ یہ سن کر فرشتے لاکھوں کروڑوں میں بے گنتی مسلمان گنہگاروں کو جو جل کر کوئلہ بن گئے ہوں گے جہنم سے نکال کر باہر ڈالیں گے اب کہاں یہ سورخیتہ کوئلے کہاں جنت یہ لوگ جنت کے قابل کہاں رہے۔ حضورا کرم ﷺ عرض کریں گے الہی یہ لوگ اس قابل نہیں رہے کہ ان کو جنت میں لے جاؤں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم نے انہیں وزن خیں میں جا کر کوئلہ بنادیا تھا اور ہم ہی ان کو جنت کے قابل بنائیں گے۔ رضوان جنت کو حکم ہوگا کہ نہر الحیوۃ کو اس طرف چھوڑ دے حکم الہی سے رضوان نہر الحیوۃ کو جہنم کے دروازے کے قریب بیچج دے گا۔ حضورا کرم ﷺ فرمائیں گے تھوڑے عرصہ کے بعد ایک ایک سوختہ اور کوئلہ چودھویں رات کے چاند کی مانند روشن اور نورانی ہو کر نہر سے نکلے گا اور اپنے شفیع اور پیارے بنی ﷺ کی شفاعت سے وزن خیں میں ابد الہاد کے لئے آباد ہو جائیں گے۔ جب کفار اور مشرک اور سارے بت پرست غیر اللہ کے پوجنے والے مسلمان گنہگاروں کو جنت میں جاتے دیکھیں گے اس وقت تمنا کریں گے کہاں ہم بھی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہہ لیتے تو آج ضرور بخش دیئے جاتے۔

ربما يود الذين كفروا ولو كانوا مسلمين

بہت سے کفار اس وقت تمنا کرتے ہوں گے کہاں ہم بھی مسلمان ہو جاتے۔

لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔

موت پر موت

جب یہ لوگ جنت میں پہنچ جائیں گے اس وقت ملک الموت کو حکم ہوگا کہ موت کو لا۔ ملک الموت کو ایک بھیڑ کی صورت میں لا کر حاضر کریں گے اور تمام اہل جنت اور اہل نار کو پکارا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اسے پہچانتے ہو؟ پھر حکم ہوگا کہ اس کو ذبح کرو۔ ملک الموت حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے موت کو ذبح کرائیں گے پھر ایک منادی فرشتہ کھڑا ہو کر پکارے گا اے اہل جنت ہمیشہ کے لئے تمہیں جنت مبارک رہے اب کبھی نہ نکالے جاؤ گے اور نہ تمہیں موت آئے گی۔ اس خبر کا سن کر اہل جنت کا خوش ہونا لا انتہا اور اہل نار کا رونا اور غم اور حزن کرنا بے انتہا ہو گا۔

جب صبا آتی ہے طیبہ سے ادھر کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رُخ رنگین کی شنا کرتے ہیں

حل لغات

کھلکھلا پڑتی ہیں، کھلکھلا کا مصدر کھلکھلانا، قہقہہ مار کر بہنسنا۔ کلیاں، کلی کی جمع بمعنی بن کھلا پھول، غنچہ۔ یکسر، تمام،
بالکل، سراسر۔ جامہ، کپڑا، لباس۔

شرح

جب صبا مدینہ پاک سے تشریف لاتی ہے تو ادھر تمام غنچے قہقہہ مار کر خوشی سے ہنسنے لگ جاتے ہیں پھول کپڑوں سے باہر نکل کر چہرہ گلوں کی تعریف کرنے شروع ہوتے ہیں۔

کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے
کے مطابق ہے۔ اس شعر کی تشریح اپنے مقام پر آئے گی۔ ان شاء اللہ
تو ہے با دشائے کون و مکان کہ ملک ہفت فلک کے ہر آن
تیرے مولیٰ سے شری عرش ایوان تیری دولت کی دعا کرتے ہیں

حل لغات

ایون، محل شاہی۔

شرح

اے حبیب اکرم ﷺ آپ تو کون و مکان کے وہ با دشائے ہیں کہ ہر لحظہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے آپ کے مالک (الله تعالیٰ) سے (اے شاہی محل کے شاہ) آپ کی دولت اور عزت و مرتبت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ وَ مَلِيكُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ اَلْعَجَزَةِ ۚ ۲۲، سورة الاحزاب، آیت ۵۶

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود صحیح ہے یہ اس غیب بتانے والے (نبی) پر

صلوٰۃ کے معنی لغت میں دعا اور رحمت واستغفار اور حسن شناکے ہیں۔ اللہ کی جانب سے رسول پر اور کبھی اس طرح فرق کیا جاتا ہے کہ صلوٰۃ اگر منسوب الی اللہ ہو تو اس سے مراد رحمت اور اگر منسوب الی الملائکاں ہے مرا د استغفار اور اگر منسوب الی العباد ہو تو اس سے مراد دعا ہوتی ہے۔

اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ تحقیق اللدرحمت بھیجتا ہے اور فرشتے اس کے طلب رحمت کرتے ہیں اور پاس ذات کے کہ جس کا مرتبہ تمام خلق پر ارفع و اعلیٰ بلند و بالا کیا گیا ہے۔

فائدة

آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرشتے حضور اکرم ﷺ کے بخت و دولت اور عزت و امداد کی ہمیشہ دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہفت فلک سے تعین مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے جیسے محاورات عربیہ اور اردو میں عام ہے۔

جس کے جلوے سے أحد ہے تاباں معدن نور ہے اُس کا دام
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دلِ غمین کی جلا کرتے ہیں

حل لغات

جلوے، جلوہ کی جمع کسی خاص طرز سے اپنے آپ کو ظاہر کرنا، سامنے آنا، رونق، نور یہی پچھلامعنی مراد ہے۔ أحد، پہاڑ جو مدینہ پاک میں مشہور ہے۔ تابان، روشن، چمکدار۔ معدن، کان، کھان۔ دلِ غمین، پھر دل، سخت دل، جلا (بکسر الحمیم) چمک دمک، صفائی۔

شرح

جس ہستی بے نظیر ﷺ کے جلوے سے جبل أحد چمک رہا ہے ان کا دامن تو نور کی کان ہے ہم بھی اس محبوب ﷺ کے پر قرباں ہو کر اپنے سخت دل کو روشن کرنا چاہتے ہیں۔

احد خوش بخت جبل

جبل أحد شریف وہ مبارک پہاڑ ہے جس کو حضور اکرم ﷺ کے محبت و محبوب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کرتے

هذا جبل يحبنا و نحبه۔ (بخاری و مسلم)

یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

حضرور عالم ﷺ نے فرمایا

اربعة اجيال من اجيال الجنة قال فما لا جبال؟ قال احد يحبنا و نحيه و ورقان والطور

ولبان۔ (جذب القلوب)

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کون سے ہیں؟ فرمایا احمد کوہہ ہم کو محظوظ ہے اور ہم اس کو اور ورقان اور طور اور لبان یعنی جبل قاسیون۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ مع حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پہاڑ پر تشریف لے گئے کہ یہ پہاڑ ملنے لگا آپ نے فرمایا

اسکن یا احمد فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان

اے پہاڑ سا کن ہو جا کیونکہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضورا کر ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہے تو جب تم لوگ اس پر سے گزرا کرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھایا کرو اور اگر میوہ نہ ہو تو اس کی گھاس کا بھی وہی حکم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اپنی اولاد سے فرمایا کرتی تھیں کہ جاؤ احمد کی زیارت کرو اور میرے لئے وہاں کی گھاس وغیرہ لاو۔

فائدة

احد پہاڑ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مدفن شریف ہے اور اسی کے پاس سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ستر شہداء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات ہیں۔ حضورا کر ﷺ ہر سال کے شروع میں شہدائے احمد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے

سلام عليکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار

نیز فرماتے جب تک زمین و آسمان قائم ہے جو شخص ان پر سلام پڑھے گا اس کو یہ سلام کا جواب دیں گے۔

مسئلہ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص شہدائے احمد کی قبور پر حاضر ہو کر ان پر سلام بھیج تو وہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتے ہیں۔ (جذب القلوب صفحہ ۱۹۱)

فائدة

سیدۃ نساء اہل الجنتہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی

زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ہر جمعہ کو بلکہ بعض میں آیا ہے کہ تیرے چوتھے روز تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتیں اور قبر کی اصلاح و مرمت کرتیں نیز آپ نے ایک پھر بھی بطور علامت قبر پر کھا ہوا تھا۔ (جزب القلوب صفحہ ۱۵۸)

حاضری کاظمیہ

جتنی مرتبہ ہو سکے نہایت ادب و احترام اور اخلاص کے ساتھ حاضر ہو اور دست بستہ یوں سلام عرض کرے

السلام عليك يا سيدنا حمزه

السلام عليك يا عم رسول اللط السلام عليك يا عم نبی اللط

السلام عليك يا عم حبیب اللط السلام عليك يا عم المصطفی ط

السلام عليك يا سید الشهداء یا اسد الله واسدر سولہ ط

السلام عليك يا سیدنا عبد الله بن جحش ط السلام عليك يا مصعب بن عمیرط

السلام عليکم یا شهداء احمد کافہ عامۃ ورحمة الله وبرکاتہ ط

فائده

جب مزار سیدنا حمزہ پر حاضری دی جاتی ہے جو مزورین دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں وہ آنے والے کو گھیرے میں لے کر مذکورہ بالا الفاظ پڑھاتے ہیں بجائے ان کے گھیرے میں آنے کے خود مذکورہ بالا الفاظ یاد کر لیں اور نہایت خشوع سے پڑھیں خوب ذوق نصیب ہو گا ہاں مزورین کو نذر انہ ضرور دیں۔

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیری ہی دم کی ہے سب جلوہ گری

ملک و جن و بشر حور و پری جاں سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

حل لغات

زیبا، لاٰق، آراستہ، زیب دینے والا۔ تاجوری، با دشابت

شرح

اے حبیب ﷺ آپ کو ہی شاہی زیبا کیوں نہ ہو جب کہ آپ کے ہی دم قدم سے کائنات کے وجود کو روشن نصیب ہوئی ہے۔ فرشتے ہوں یا جنات، بشر ہوں یا حور و پری سب آپ پر جان چھڑ کتے ہیں۔

شعر اول حدیث لولاک کا ترجمان ہے اس پر خوب بحثیں لکھی جا چکی ہیں۔ فقیر کی شرح حدیث لولاک کا مطالعہ بھی کافی ہے۔

ملائکہ کی جانشانی

آگ کی فرشتے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ابو جہل نے کفارِ قریش سے کہا کہ لوگو کیا تمہارے سامنے (حضرت) محمد ﷺ نماز پڑھتے ہیں سجدہ کرتے ہیں۔ کہا ہاں، ابو جہل نے کھالات و عزیٰ کی قسم اگر میں اس کو ایسا کرتا دیکھوں گا تو اس کو سخت اذیت پہنچاؤں گا اور ابو جہل جوشِ انتقام میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا یہ عجیب اتفاق تھا کہ اس حضور اکرم ﷺ نماز ہی میں مشغول تھے۔

ادھر حضور اکرم ﷺ نے سر سجدہ میں رکھا ادھر ابو جہل پر شیطان سوار ہوا اور یہ سفاک اس خیال سے آگے بڑھا کہ (نصیب دشمنا) حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک پر قدم کر حضور اکرم ﷺ کو اذیت پہنچائے۔ قریب پہنچ کر قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ یہاں کیک و حشت زدہ ہو کر ایڑیوں کے بل واپس ہوا اور اپنے دونوں ہاتھوں کوزور زور سے ہلانے لگا جیسے کوئی آدمی آگ میں جل رہا ہے اور وہ آگ سے بچنے کی کوشش میں ہاتھ ہلانے۔ ابو جہل عین کے ساتھیوں نے جو اس کی جرأت و جمارت دیکھنے کے لئے آئے تھے دریافت کیا ابو جہل تجھ پر کیا آفت آئی اس طرح کیوں پیچھے بھاگ رہا ہے اس سے زیادہ مناسب موقع کب مل سکتا ہے۔ اس وقت تو حضرت محمد ﷺ بالکل تنہا ہیں کیوں بہادری نہیں دکھاتا۔

ابو جہل کہنے لگا کیا کہوں میں آپ کی جانب قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ میں نے دیکھا میرے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ایک خندق ہے جو بکتی ہوئی آگ سے بھری ہوئی ہے جس سے اوپر اونچے شعلے اُٹھر ہے ہیں اور فرشتے حضور کی حفاظت کر رہے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر ابو جہل میرے قریب پہنچ جاتا تو آگ کے فرشتے اس کے جسم کا ایک لکڑا کر کے اس جہنم میں پہنچا دیتے۔ (مسلم)

جرائیل و میکائیل

حضرت سعد بن ابی وقار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احمد میں حضور اکرم ﷺ کے دامیں با نیں دوسفید پوش دیکھے کہ خوب جنگ لڑ رہے تھے میں نے پہلے انہیں نہیں دیکھا اس کے بعد بھی نہیں دیکھا اور وہ جرائیل و میکائیل علیہ السلام تھے۔

فائدة

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی مدد کے لئے اکثر غزوات میں فرشتوں کو بھیجا چنانچہ جنگ بدر میں پانچ ہزار فرشتے مدد کو آئے تھے اور یہ واقعہ کلام اللہ میں مذکور ہے اور جنگ حنین میں بھی فرشتے مدد کو آئے تھے اور جنگ أحد میں بھی فرشتوں نے مدد کی چنانچہ جبراًیل و مکاًیل علیہ السلام کو حضرت سعد بن ابی و قاص نے مشاہدہ کیا تو یہ درحقیقت رسول ﷺ کا مجھہ اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت کیونکہ دنیا میں ایسے مشاہدات ناممکن اور خرقی عادت اور ہروہ امر جو بطور خرق عادت واقع ہو وہ مجھہ یا کرامت ہے۔

بہشتی گھوڑا

صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز بدر ایک مشرق کے پیچھے دو ٹتا تھا کہ ناگاہ اس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اُس نے کھاڑھاے جیزو م پھر کیا دیکھتا ہوں کوہ مشرق آگے چلت پڑا ہے اور اس کی ناک ٹوٹ گئی اور منہ پھٹ گیا۔ کوڑے کی مارخت تھی اور وہ تمام جگہ سبز ہو گئی جہاں میں نے فرشتے کو دیکھا تھا حضور اکرم ﷺ کو واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے یہ فرشتہ تیرے آسمان سے اتر کر ہماری مدد کے لئے حاضر ہوا تھا۔ (الکلام الممین)

فائدة

حیزووم بفتح حای مهمملہ و سکون تھیۃ وزائی معجمہ مضموم نام اسپ جبراًیل سست کذا فی القاموس وبعضی گفته اند نام اسپ یکے از فرشتگان است۔ (حاشیہ الکلام الممین)

یعنی حیزووم حضرت جبراًیل علیہ السلام کے گھوڑے یا کسی فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے یہ رسول ﷺ کا عظیم مجھہ ہے کہ بہشت کی ہر شے آپ کی غلام ہے کہ غزوات میں نہ صرف ملائکہ کرام بہت بہشت کی سواریاں بھی خدمت کے لئے حاضر ہو گئیں۔

جنت کی جانشانی

زمانہ جاہلیت ذباب نامی ایک بہت پرست تھا اسے شکار کا بڑا شوق تھا ذباب کا نام اقراب تھا ایک بکرا بت کے نام ذبح کر کے عرض کی آپ میں بڑی قدرت ہے اپنی عنایت سے مجھے شکار عنایت فرمائیے۔ بہت سے آواز آئی گھر جا تھارے خیمہ کے پاس ایک کتاب ہو گا اُسے پال لو وہ تمہارے لئے شکار پکڑے گا۔ بہت کے منہ سے یہ کلام سنتے ہی ذباب

خیمہ کی طرف دوڑتے ہوئے آکر دیکھا کہ ایک نہایت ہیکل سیاہ کتا کھڑا ہے۔ ذباب نے اُسے پکڑا وہ دم ہلاتا ہوا اس کے ساتھ ہولیا۔ ذباب نے اس کے کاتے کا نام حیاض رکھا وہ رات دن شکار کھیلنے میں مصروف ہو گئے جو جانوروں کو کھلاتے اور خود بھی کھاتے۔ تھوڑے عرصہ میں اُس کے نے ذباب کو مالا مال کر دیا۔ دور دور سے مہماں آتے اس بت کے ذبیحہ کو خوشی سے کھاتے یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے۔ ذباب کے مکان پر ہر روز مہماں آتے تھے ایک دن حسپ معمول ایک شخص آیا اور کہا کہ میں آج نبی کریم ﷺ سے قرآن سن کر آیا ہوں۔ جب اس مہماں نے سید المرسلین ﷺ کی کچھ باتیں کیں خلافِ عادت وہ کتاب بھی کان لگا کر باتیں سننے لگا جب وہ شخص باتوں سے فارغ ہوا تو ذباب کے کوشاں کے لئے جنگل میں لے گیا۔ ہرن، نیل گائے متعدد جانوروں پر چھوڑا کتے نے کسی کونہ پکڑا بلکہ جانوروں کو پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا۔ ذباب نے کہا آج حیاض (کتے) کو کیا ہوا۔ کتاب تو خاموش تھا مگر غیب سے آواز آئی کہ اے ذباب اس کے نے ایک بڑی بات کی خبر سن لی ہے اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو بھی اسے معدوم سمجھو گے پس کتے کو گھر لے آئے۔ راستے میں ایک دیوی صورت کا انسان جنگلی گدھے پر سوار اور دوسرا شخص بھی اسی طرح سوار سامنے سے آئے ہوئے نظر آئے۔ ان شخصوں کے پیچھے ایک جبشی غلام، غلام کے ہاتھ میں بڑے زبردست کالے کتے کی رسی پکڑے لئے چلا آتا ہے ان سواروں میں سے ایک نے میرے کتے کی طرف اشارہ کر کے کہا اے حیاض (کتے) شکا کرنا چھوڑ دو محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔ ذباب اپنے گھر سوئے تو ایک آواز سنی آنکھ کھول کر دیکھا تو وہ کتاب تھا جو جبشی غلام کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کتاب حیاض کے ساتھ باتیں کرنے لگا حیاض کے نے اس کے سے کہا ذرا اٹھیر جاؤ ابھی گھروالا آتا ہے، ذرا اٹھیر جاؤ ابھی گھروالا آتا ہے۔ یہ کلام سن کر ذباب نے آنکھیں بند کر لیں اور سانس لینے شروع کر دیئے۔ حیاض کے نے ذباب کے قریب آکر غور سے دیکھا کہ کیا گھروالا جاگ رہا ہے یا سو گیا۔ غور سے دیکھا تو جان گیا یہ سو گئے حالانکہ یہ جاگتے تھے۔ حیاض نے دوسرے کتے سے کہا ہاں اب کہو کیا کہتے ہو گھروالا سو گیا ہے اور بھی کوئی ہماری بات نہیں سن رہا۔ کالے کتے نے کہا کتو نے جو وہ دو سوار دیکھے یہ دونوں بڑی قوی ہیکل جن تھے یہ وہ ہیں جو حضور اکرم ﷺ سے قرآن مجید سن کر مسلمان ہو چکے ہیں آپ نے اپنی طرف سے ان دونوں کو روئے زمین کے جنات اور شیاطین پر مسلط کر دیا ہے جو بتوں کے اندر بولتے اور بتوں کے ذریعہ سے گمراہ کرتے ہیں ان کو پکڑ کر ماریں مجھے تو انہوں نے پکڑ کر خوب مارا اور طرح طرح کے عذاب میں بتلار کھا اور مجھ سے عہد لیا کہ اب کے بعد میں کسی بات کے اندر نہ جاؤں۔ اب تو اے حیاض میں ہندوستان کے جزیروں میں جانے کا راہ

کر چکا ہوں تیرا کیا ارادہ ہے؟

حیاض کتے نے جو کوہ بھی دراصل جن تھا کہا جو آپ کی رضا میری بھی وہی یہ کہہ کر دونوں بھاگ نکلے اور ایسے گم ہوئے کہ اب تک ان کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ صبح کو ذباب نے سارا واقعہ اپنی قوم سے بیان کر کے کہا کہ میں تو مکہ معظمہ جا کر مسلمان ہوتا ہے۔ قوم سے کہہ کر اور تو پچھنہ کیا لیکن علیحدہ ہو کر بت کوئٹھے نکڑے کر کے پھینک دیا اور سرورِ کون و مکاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب آپ نے دیکھا تو صحابہ کو فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک عجیب و غریب واقعہ دیکھ کر مسلمان ہو رہا ہے۔ (خیر البشر سعید اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

بت کو جن نے قتل کر دیا

مردی ہے کہ دو کافر آپس میں کھڑے باقیں کر رہے تھے۔ باقیوں باتوں میں ایک نے کہا لو بھتی سنا ولید کے خوبصورت سونے کے خدا (بت) نے محمد ﷺ کو آج خوب گالیں دیں۔ دوسرا ساتھی بولا ہاں بھی پہلے تو مجھے یقین نہ آتا تھا مگر جب ولید نے اپنے سونے کے معبد کی قسم کھائی تو میں بھی ساتھ ہو لیا۔ ولید نے یہ بہت اچھا کیا جو محمد ﷺ کو بولا لیا۔ محمد ﷺ کے ساتھ ان کے ساتھی بھی آگئے اور اچھا خاصہ جمع ہو گیا۔ ولید نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ متواتر تین دن اور تین راتیں اپنے سونے کے بت کو پوجتا رہا اور کل تھائی میں اس کے آگے سرخ جود ہو کر محمد ﷺ کو بُرا بھلا کہا اور اسے معاذ اللہ جھوٹا بتایا۔ چنانچہ اس واقعہ سے متاثر ہو کر آج ولید نے اعلانِ عام کر کے لوگوں کو جمع کیا اور محمد ﷺ کو بھی بلا یا کہ آؤ دیکھو ہمارے معبد! اب تو بول بول کر تمہیں جھٹلانے لگے چنانچہ محمد ﷺ مع اپنے ساتھیوں کے پہنچے اور ولید نے اپنے بت کی پوچاپاٹ کرنے کے بعد جب اس سے محمد ﷺ کے متعلق پوچھا تو واقعی وہ سونے کا معبد (بت) بربان فضیح کہنے لگا کہ محمد ﷺ نبی نہیں بلکہ ساحر ہے خبردار اس کا کہنا مت مانا یہ جھوٹا ہے اور ہم (بت) سچے ہیں۔ اس بات کے ختم ہونے پر دونوں کافر خوب بنسے اور پھر وہی پہلا کافر کہنے لگا مگر یار سنائے کہ محمد ﷺ کہہ کر گیا ہے کہ کل دیکھنا کیا ہوتا ہے ولید تو کل کے لئے بھی تیار ہے بلکہ وہ تو اپنی کامیابی کی خوشی میں کل اور زیادہ اجتماع میں اپنے سونے کے معبد (بت) سے محمد ﷺ کے حق بلوانا چاہتا ہے چنانچہ اردو گرد کے لوگوں کو بھی جمع کرنے کی کوششوں میں ہے۔

دوسرا کافر کہنے لگا اچھا تو کل ایک بار اور یہ تماشا دیکھ لیں گے کل ہوئی ولید نے اعلان کیا بہت لوگ جمع ہوئے۔ ولید نے حضور ﷺ کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی حضور آج پھر وہیں اس جھنپسی بت کے پاس تشریف لے جا رہے ہیں کل تو اس مردود نے بڑی بکواس کی تھی۔ حضور اکرم ﷺ مسکرا کر فرمانے لگے چلو تو

کل جو کچھ ہوا اس میں یہی حکمت تھی کہ ولید آج اسی شوق میں اور زیادہ لوگوں کو اکٹھا کرے چنانچہ حضور اکرم ﷺ مع صحابہ کرام کے وہاں پہنچے وہاں ولید نے ایک بہت بڑا اجتماع کر رکھا تھا۔ حضور اکرم کے تشریف لے جاتے ہی ولید اپنے بت کے آگے گر گیا اور کہنے لگا۔ میرے معبود بول اور بتا کہ محمد ﷺ کیسا ہے؟ مجع منظر ہے کہ دیکھیں بت کیا کہتا ہے کہ اچانک بت میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ بولا

يَا أَهْلَ مَكَّةَ أَعْلَمُوا إِنَّ مُحَمَّداً أَعْلَمُ^{نَبِيٌّ} نَبِيٌّ صَادِقٌ فَكَلَامُهُ وَدِينُهُ يَدْعُوكُمْ مِنَ الْبَاطِلِ إِلَى الْحَقِّ وَإِنَّمَا^{أَنْتُمْ}
وَاصْنَامُكُمْ بَاطِلٌ ضَالٌ مَضْلُلٌ فَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا بِهِ وَلَمْ تُصْدِقُوا تَكُونُوا يَوْمَ الْقِيمَةِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

فِيهَا أَبْدًا فَصَدِقُوهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَخَيْرُ خَلْقِهِ

اے کمہ والو جان لو محمد ﷺ نبی برحق اور اپنے دین میں اور کلام میں سچے ہیں یہ تمہیں باطل سے حق کی طرف بلاتے ہیں تم اور تمہارے بت سب باطل گراہ اور گراہ کن ہیں۔ تم نے اگر اس سچے رسول کی تقدیق نہ کی اور اس پر ایمان نہ لائے تو قیامت کے دن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جاؤ گے پس تم ساری خلوق سے بہتر اور اللہ کے رسول محمد ﷺ کی تقدیق کرو۔

بت کے منہ سے یہ کلام سن کر ولید دیوانہ وار اپنے معبود پر لپکا اور اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور اس کو لکڑے لکڑے کر دیا۔ کئی سعید فطرت لوگوں نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔ وہاں سے واپس ہوتے ہوئے صحابہ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کاشکر ہے کہ کفر کو شکست ہوئی مگر حضور! کل اس بت کو کیا ہو گیا تھا آج تو اس نے خوب حق کی حمایت کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ذرا اٹھرہا بھی یہ راز کھلتا ہے تھوڑی دری میں ایک بزر پوش گھوڑے پر سورانظر آیا جس کے ہاتھ میں ایک خون آلودہ تلوار تھی حضور کو دیکھ کر گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور مودبانہ سلام عرض کیا حضور ﷺ تم کون ہو اور یہ خون آلودہ تلوار ہاتھ میں کیسی ہے؟

بزر پوش! حضور میں جن ہوں اور مسلمان ہو چکا ہوں حضور کا غلام ہوں کئی دن ہوئے میں گھر پر نہ تھا آج گھر آیا تو گھر والوں کو روتا پایا وجہ دریافت کی تو وہ بولے کیا تم نہیں جانتے مسفر دو دن سے ولید کے بت میں گھس کر محمد ﷺ کو گالیاں دے رہا ہے اور کافروں کو خوش کر رہا ہے۔ آج ایک بہت بڑے اجتماع میں پھر وہ مجنت و ہیں گیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر مجھے تو آگ لگ گئی اور میں اُسی وقت اس کے پیچھے دوڑا حتیٰ کہ صفا و مردہ کے درمیان اُسے آلیا پھر اسے وہیں قتل کر دیا یہ تواریخی کے ناپاک خون سے آلودہ ہے۔ میرے آقا! اسے قتل کر کے میں خود ولید کے بت میں گھس گیا جو

اپ نے سنایا اسی آپ کے غلام کے الفاظ تھے۔

حضورا کرم ﷺ نے فرمایا ”بَارَكَ اللَّهُ فِي إِسْلَامٍ“ اسلام میں برکت دے کا متو خوب کیا اب نام اور مقام بھی بتا دو سبز پوش نے عرض کی میرا نام مہمین بن عبیر ہے اور مقام کوہ طور ہے۔

(جامع المعتبرات مطبوعہ مصر صفحہ ۷)

سانپ درگاؤ رسول ﷺ میں

جابر بن عبد اللہ نے خطیب سے بیان کیا کہ ایک بار سفر میں حضورا کرم ﷺ کے ساتھ مجھے جانے کا اتفاق ہوا۔ حضورا کرم ﷺ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے ناگاہ ایک کالا سانپ سامنے سے سیدھا آپ کی طرف آتا ہوا معلوم ہوا۔ لوگوں نے چاہا کہ اسے مار دیں مگر آپ نے منع کیا کہ ایسا نہ کرنے اسے میرے پاس آنے دو یہ اپنے مطلب سے میرے پاس آتا ہے لوگ خاموش ہو کر تما شاد کیجئے گے۔ سانپ نے حضور کے قریب پہنچ کر اپنا سر قدم مبارک سے ملا اور مودب ہو کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ حضورا کرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیان کرو تمہارا آنا کیسے ہوا؟ سانپ نے اجازت پا کر اپنا سارا منہ گوش مبارک میں رکھ دیا اور تھوڑی دیر کے بعد جب اس نے اپنا سر نکالا تو حضورا کرم ﷺ نے اپنا منہ اس کے کانوں سے لگادیا اور دیر تک آہستہ آہستہ کچھ فرماتے رہے جب آپ اس سے با تیں کر چکے تو سانپ اسی جگہ غائب ہو گیا نہ معلوم اُسے ز میں نگل گئی یا آسان کھا گیا۔ ہم لوگوں نے حضورا کرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے سانپ کو کیسے کان سے لگایا ہم کھڑے ڈر رہے تھے کہ خدا خیر کرے۔ ارشاد ہوا کہ وہ سانپ نہ تھا بلکہ جن تھا جنہوں نے اپنا اپنی کر کے میرے پاس فلاں سورۃ کی کچھ آیتیں دریافت کرنے کے واسطے بھیجا تھا جنہیں وہ بھول گئے تھے میں نے اسے بتا دیں وہ بیچارہ چلا گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہاں سے حضورا کرم ﷺ سوار ہو کے آگے چلنے کے گاؤں میں پہنچے لوگ پہلے سے آمد کی خبر سن چکے تھے اور گاؤں کے باہر جمع ہو گئے آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ جب آپ کی سواری وہاں پہنچی تو سب نے تعظیم بجالا کے دست بستہ التماس کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں ایک نوجوان عورت ہے اس پر ایک جن عاشق ہو گیا ہے بیچاری نہ کھاتی ہے نہ بیتی ہے سو کہ کے کانٹا ہو گئی ہے۔ قریب ہے کہ مر جائے اس کے حال زار پر رحم فرمائیے۔ حضورا کرم ﷺ معاپنے ہمراہ یوں کے اس عورت کے گھر تشریف لے گئے ہم نے دیکھا تو واقعی وہ چاند کا نکلا تھی۔ حضورا کرم ﷺ نے اس عورت کو اپنے پاس بلا یا پہلے وہ کسی کے کہنے سننے کو خیال میں نہیں لاتی تھی لیکن حضور

کے بلانے سے خاموشی سے چلی آئی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جن تو جانتا ہے میں کون ہوں جان لے کر میں محمد رسول اللہ ہوں۔ میرا حکم ہے کہ اس عورت پر سے چلا جا ہرگز اس کو نہ ستا۔ اتنا سنتے ہی اُس عورت نے خود بخود چہرہ پر سے نقاب منہ پر ڈال دیا لوگوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح سالم ہو گئی۔ (خاص انص کبری)

رسول الجن ﷺ

جمہور اہل اسلام کے عقیدہ پر کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی جملہ مخلوق کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں (عَلَيْهِ السَّلَامُ)

تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (پارہ ۱۸، سورہ الفرقان، آیت ۱)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرنا نے والا ہو۔

فائده

مفسرین فرماتے ہیں کہ آیت میں حضور اکرم ﷺ کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جن ہوں یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے امتی ہیں کیونکہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو اس سے خارج کرنا جیسا کہ بعض نے ملائکہ کو خارج کیا ہے وہ قرآن کے عموم کے خلاف ہے۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اَرْسَلْتُ اِلَيْكُمْ كُلَّ الْخَلْقِ كَافِةً یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا

علامہ علی قاری نے مرقات میں اس کی شرح میں فرمایا یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہوں یا انسان ہوں یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات اس مسئلہ کی کامل تفہیم و تحقیق شرح و سط کے ساتھ امام قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں ہے یا فقیر کے رسالہ ”**كُلُّ كَانَاتٍ كَانَ بِنِي**“ کا مطالعہ کیجئے۔

جب جنات حضور اکرم ﷺ کے امتی ہیں وفادار امتی اپنے نبی پاک ﷺ پر بدل و جان فدا ہے ہاں جنات میں بھی بدمذا ہب ہوتے ہیں وہ فدانہ ہوں تو ان کی بد قسمتی ہے۔

قاسم رزق اللہ

جیسے حضور اکرم ﷺ ہمارے رزق کے قاسم ہیں جنات کے رزق کے بھی قاسم ہیں چنانچہ ابو نعیم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جنات کے ایک وفد نے حضور کے پاس چند یوم قیام کیا جب یہ وفد اپنے شہر جانے لگا تو انہوں نے حضور سے کہانے کی درخواست کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

اذهبوا فکل عظم مررتم به فهو لكم لحما غريضاً و کل روث مررتهم فهو لكم تمر.

(خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۹)

جائے جس ہڈی کو تم پاؤ گے اس پر تمہارے لئے تازہ گوشت پیدا ہو جائے گا اور گور تمہارے لئے کھجور میں بن جائیں گی۔

فائدة ۵

امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے راوی کہ ہم ایک سفر میں حضور کے ہم رکاب تھے راستہ میں حضور نے مجھ سے فرمایا اتنے کے لئے پتھر تلاش کرو لیکن ہڈی اور گور نہ لانا۔ ابو ہریرہ نے عرض کیا حضور ہڈی اور گور کا کیا حال ہے

جائے نی و قد جن فسا لونی الغداء فدعوت لهم ان لا يمو بعظم ولا روث الا وجدوه عليه طعاماً۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۹)

میرے پاس جنات کا ایک وفد آیا تھا انہوں نے مجھ سے خوارک کے متعلق سوال کیا تو میں نے ان کے لئے دعا فرمادی کہ ہڈی اور گور پران کے لئے کھانا موجود ہو جائے۔

ابو نعیم زیر ابن عوام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

فانهم ساء لونی الزاد فجعلت لهم کل عظم وروث

جنات نے مجھ سے اپنی خوارک کے متعلق سوال کیا تو میں نے ہڈی اور گور پران کی خوارک مقرر کر دی۔

جنات کو علاقہ مقیم کر دیا

امام ابو نعیم کثیر ابن عبد اللہ سے راوی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان جن اور کافر جن میں جھگڑا ہوا اور وہ اپنا مقدمہ میرے حضور لائے اور عرض کی کہ ہمارے رہنے کی جگہ مقرر فرمادیجے۔

فامكنت المسلمين الجلس والمشركين الغور۔ (خصائص جلد ۳ صفحہ ۳۰)

میں نے مسلمان جن کی مكونت جلس اور کافر جن کے لئے غور کو مقرر فرمادیا۔

کثیر ابن عبد اللہ کہتے ہیں جلس سے مراد پہاڑ اور گاؤں ہیں میں نے دیکھا کہ جلس کے رہنے والے جن مسلمان ہیں اور غور سے مراد وہ مقام ہے جو پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان ہے غور کے رہنے والے جن کافر ہیں۔

جنوں کا اسلام لانا

خلوقاتِ الہی کی ایک صنف کا نام جن ہے اہل افت کہتے ہیں عربی میں جن کا لفظ جن سے مشتق ہے اس کے معنی

چھپنے یا چھپانے کے ہیں چونکہ یہ مخلوق عموماً انسانوں کی آنکھوں سے مستور رہتی ہے اس لئے ان کو جن کہتے ہیں جن کے وجود کا انکار کفر ہے۔ قرآن حکیم سے ان کا وجوہ ثابت ہے قرآن نے یہ بھی بتایا کہ ان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے

وَخَلْقُ الْجَاهِ مِنْ مَارِجِ مُنْ نَارٍ ۵ (پارہ ۲۷، سورہ الرحمن، آیت ۱۵)

اور جن کو پیدا فرمایا آگ کے لوکے سے۔

جنوں میں مرد اور عورت ہوتی ہیں ان میں سلسلہ توالد بھی جاری ہے ان میں مسلمان اور کافر بھی ہیں ان کی قوت انسان سے زائد ہے، یہ مسجدوں میں آکر نماز پڑھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں، ان کی خوراک گورا اور ہڈی ہے، ان میں شریف اور شریر بھی ہوتے ہیں، وہابی اور مرزائی بھی ہیں اکثر شریر جن ہی انسان کو ستاتے ہیں، یہ ہماری طرح کپڑے پہننے ہیں، اکثر اوقات سپیدر گنگ کے کپڑے پہننے یا سیاہ کتے یا سانپ کے روپ میں دکھائی بھی دیتے ہیں، جنات مکف ہیں خود رب العزت فرماتا ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۵ (پارہ ۲۷، سورہ الذریت، آیت ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی استنے ہی لئے بنائے کمیری بندگی کریں۔

جنات سے بھی انسانوں کی طرح قیامت میں جواب و سوال ہوں گے کافر جن دوزخ میں اور مسلمان جن جنت میں جائیں گے۔

جنات اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عرب میں جنوں کا تسلط تھا لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بٹ خانوں کے عاملوں اور کاہنوں سے ان کی دوستی ہوتی تھی اور یہ ان کو غیب کی خبریں بتایا کرتے تھے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو ملائے اعلیٰ میں اس کا ذکر فرماتا ہے۔ ملائے اعلیٰ والے اپنے نیچے کے فرشتوں میں اس کا ذکر کرتے اور اس طرح درجہ بدرجہ ہر آسمان کے فرشتوں کو اس کا علم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آخری آسمان تک بات پہنچتی ہے جہاں سے نیچے دنیا کی سرحد شروع ہوتی ہے۔

اسی آخری آسمان سے جن چھپ چھپا کر فرشتوں کی باتیں سن کر اور سوچھوٹ ملا کر کاہنوں کو بتاتے اور کاہن اس میں اور اضافہ کر کے انسانوں میں مشتہر کر دیتے تھے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو ستارہ ہائے آسمانی میں ایک انقلاب عظیم پیدا

ہوا اور جن و شیاطین اور پرچڑھنے سے روک دیئے گئے کیونکہ جب شیاطین اپنی سرحد سے بڑھ کر فرشتوں کی باتیں سننا چاہتے تو فوراً ایک چمکتا ہوا تارہ شہاب ثاقب ٹوٹ کر ان پر گرتا اور جن کوئی آسمانی بات نہ سکتے چنانچہ اسی کا ذکر قرآن مجید کی مختلف سورتوں میں آیا ہے۔

جب ٹوٹنے والے ستاروں کی بھرمار ہو گئی اور کافروں کی خبر رسانی کے ذرائع مسدود ہو گئے تو آسمان کے اس انقلاب نے جنوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب نے کہا کہ یقیناً روزے ز میں پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ آخر کار جنوں کی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ساری دنیا کا گشت لگانا چاہیے اور اس اہم واقعہ کو معلوم کرنا چاہیے چنانچہ جنوں کے ایک وفد نے یہ کام شروع کر دیا اور روزے ز میں کوچھ ان ڈالا۔

اُدھر حضور اکرم ﷺ قبائل میں دورہ کر کے تبلیغ اسلام فرمادی ہے تھا اور اسی تقریب سے عکاظ کے میلے میں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں رات کے وقت مقامِ خلیہ میں قیام ہوا اور صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ نماز میں مصروف تھے اور قرآن کی آیتیں جھر کے ساتھ تلاوت فرمادی ہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو تخفیشِ حال کے لئے تہامہ کی طرف سے آئی تھی اس کا اس مقام پر گز ہوا۔ جب جنوں کی اس جماعت نے حضور کی مبارک زبان سے قرآن کی آیتیں سنیں تو یکبار پکارا اُنھی

هذا والذى حال بينكم وبين خبر السماء۔ (بخاری، خصال، جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

کہ یہ ہی وہ نورِ حق ہے جو درخشاں ستاروں میں ہمیں نظر آتا ہے اور جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ قرآن کی آیتیں سن کر جنوں کی یہ جماعت اپنی قوم کی طرف واپس لوٹی اور ان کو خاتم نبوت کے ظہور کی بشارت سنائی اور کہا کہ

إِنَّا سَمِعْنَا فُرْقَانًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَأَمَّا بِهِ أَوْ لَئِنْ نُثْرِكَ بِرَبِّنَا أَهْلَلْنَا بِأَرْبَعَةٍ (پارہ ۲۹، سورہ جن، آیت ۱، ۲)

ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔

اس واقعہ کے بعد سے جنوں کے اسلام لانے کا سلسہ شروع ہو گیا اور فوج درفع جنات دربارہ سالت میں حاضر ہو کر اسلام لائے جن کا ذکر متعدد احادیث میں موجود ہے۔ یہاں ہم دو حدیثیں ذکر کر کے مضمون ختم کرتے ہیں امام مسلم و احمد ترمذی میں حضرت علقمہ سے راوی انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے لیا تھا الجن کے متعلق

پوچھاتو آپ نے فرمایا کہ ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ شب کو ہم نے حضور اکرم ﷺ کو نہ پایا اور حضور اکرم ﷺ کا اس طرح غائب ہو جانے سے ہم کو اضطراب و قلق میں بٹلا کر دیا اور یہ رات بڑی بے چینی سے بسر ہوئی۔ صبح کو ہم نے دیکھا کہ حضور غارہ را کی طرف سے تشریف لارہے ہیں ہمارے استفسار پر حضور نے فرمایا

اتانی داعی الجن فاتیتہم فقرات علیہم فانطلق فارانا اثار نیرا نہم۔ (خصلہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷)

رات جنوں کا قاصد آیا میں اس کے ساتھ گیا میں نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا اس کے بعد حضور ہم سب کو اس مقام پر لے گئے اور وہاں جنوں کے آگ جلانے کے نشانات دکھائے۔

امام ابوالنعیم حضرت ابن مسعود سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ہمراہ مقامِ براز میں پہنچا اور اس جگہ آپ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا یہاں بیٹھ جائیں ساری رات وہاں بیٹھا رہا۔ صبح کو حضور تشریف لائے میں نے عرض کی حضور یہ آوازیں کیسی تھیں فرمایا

هذہ اصواتہم حین ودعونی وسلموا علی۔ (خصلہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

یہ جنوں کی مجھے سلام کرنے اور وداع کرنے کی آوازیں تھیں۔

بشر قربان

واقعی ہر بشر حضور اکرم ﷺ کے نام پر قربان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا توہر گفتگو میں تکمیلہ کلام ہوگیا تھا ”فداک ابی و امی اور ”فداہ ابی و امی“ وغیرہ اور عملی طور پر بھی وہی کہتے جو ہم کہتے ہیں اک جان کیا تو دو جہاں فدا دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح حضور سرورِ عالم ﷺ کا ہر و فادار امتی جان ہتھیلی پر رکھتا ہے اور آرزو کرتا ہے بقول سرائیکی شاعر

سررت دی تو بنظری یار ملے تاں دی سستاجان

سر ڈین یار موتین دی کھان

سر تو صرف خون کی ایک معمولی سی پوٹلی ہے لیکن محبوب تو سر اپا موتی جواہرات کی کان ہے اگر محبوب سر کے بد لے ملتا ہے تب بھی اے عاشق یہ سودا ستا سمجھو۔

ایسے بیشمار واقعاتِ عالمِ اسلام میں موجود ہیں فقیر صدی روائی کے چند عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کے واقعات عرض کرتا ہے۔

جناب محمد صادق صاحب قصوری لکھتے ہیں کہ ۱۹۲۶ء جب پورے ہندستان میں شدھی تحریک نے اپنے بال و پر نکالے تو ہندوؤں نے شانِ رسالت آب طیل اللہ میں تحریر اور تقریر اگتا خیاں شروع کر دیں انگریز حاکم ہندوؤں کی پوری طرح پشت پناہی کر رہے تھے۔ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے علماء و مشائخ نے جو کام کیا وہ آئندہ کا سورخ آبِ ذر سے لکھنے پر مجبور ہو گا۔ میرے مرشد برحق حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تحریک میں دامے درے قلعے اور سخنے جو خدمات سرانجام دیں ان کو احاطہ تحریر میں لانا جوئے شیر کے متراوف ہے لیکن بعض گنام لیکن خوش نصیب حضرات ایسے بھی تھے جنہوں نے ناموسِ رسالت پر اپنی جان قربان کر کے شہرتِ عام اور بقاء دوام حاصل کی ان میں غازی علم الدین شہید، غازی عبدالرشید شہید اور مرید حسین شہید وغیرہم جیسے عاشقِ رسول شامل ہیں ان تینوں شہیدوں کا مختصر ساتھ مذکور ہو۔

(۱) مرید حسین شہید

یہ شہید موضع کریالہ تحصیل چکوال ضلع جہلم کا رہنے والا تھا۔ میڑک کا امتحان دینے کے بعد اس کی شادی ہو گئی۔ ایک دن اس نے ساکر کہ ناروند تحصیل ہانسی ضلع حصار کے شفاخانہ حیوانات میں ایک سکھ ڈاکٹر ہے جس نے اپنے شفاخانے کے گدھے کا نام رکھا ہوا ہے (نوعن باللہ) یہ سن کر مرید حسین کا جوان خون کھول اٹھا بھلا کون صاحب ایمان ہے جو سو رکانات طیل اللہ کی شان میں گستاخی برداشت کر سکے۔ مرید حسین کو یہ حدیث یاد آئی کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جس وقت تک وہ مجھے اپنے مال، جان اور اولاد سے زیادہ عزیز نہ سمجھے چنانچہ اس نے نئی نویلی دہن کی رنگیں اور ٹھاٹھیں مارتی ہوئی جوانی، اپنی بوڑھی ماں کی وبیکسی و بے بی اور عزیز واقارب کی محبت کا خیال ترک کر کے سکھ ڈاکٹر کو موت کے گھاٹ اتارنے کا فیصلہ کیا۔ عقل نے ہر چند اسے یہ بارو کرنے کی کوشش کی کہ اپنی جان گنو کریا کرو گے لیکن جذبہ عشق نے عقل کو ہمکہ فاش دی

عقل بولی کہ ہڑی شے جان ہے عشق بولا یار پر قربان ہے

القصہ مرید حسین اپنی والدہ سے اجازت لے کر موضع ناروند پہنچا۔ ناروند گاؤں میں تمام آبادی ہندوؤں کی تھی وہ پنچاٹت گھر میں ٹھہر گیا اور اپنے کے لئے موقعہ کی تاک میں بیٹھا۔ ایک دوپہر کو موقع پا کر سکھ ڈاکٹر کے گھر میں گھس گیا اور ڈاکٹر کے پیٹ میں چھرا گھونپ دیا۔ گھر کے لوگ چیختے اور چلانے لگے شور سن کر لوگ فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ مرید حسین ہسپتال کے نزدیک جمع شدہ بارش کے پانی میں کو دگیا۔ لوگ پانی کے ارد گرد پھیل گئے اور اینٹیس مار مار کر پکڑ لیا اور تھانے

میں لے گئے مقدمہ چلا اور حصار میں تختہ وار پر لٹکا دیا گیا۔

(۲) غازی علم الدین شہید

۱۹۲۸ء میں ہسپتال روڈ لاہور کے ایک ناشر نے ایک دل آزار کتاب شائع کی اس ناشر کا نام راجپال تھا۔ یہ کتاب سوامی دیانتند دہلوی کے ایک چیلے کرشن مدیر ”پرتاپ“ کے ایما پر چھپی۔ کتاب میں اسلام اور پیغمبر اسلام (فداہ ای وابی) ﷺ پر کیک جملے کئے گئے تھے۔ کتاب کے منظر عام پر آتے ہی مسلمانوں میں اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ ایڈیشن بج، ڈسٹرکٹ بج لاہور کی عدالت میں مقدمہ کیا گیا کہ ناشر نے دو فرقوں کے درمیان منافرتوں پھیلانے کی سعی کی ہے۔ عدالت نے ناشر کو چھ ماہ قید کی سزا دی لیکن ہندوؤں نے چندہ جمع کر کے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کر دی جہاں ہندو بج جسٹس دلیپ سنگھ نے راجپال کو رہا کر دیا۔

اس کے بعد مسلمانوں نے بہت سے جلسے جلوسوں کے ذریعے حکومت سے احتجاج کیا مگر بے سود چنانچہ دہلی دروازہ لاہور میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں سر کردہ علماء اور مسلم زعماً نے شرکت کی۔ ایک شعلہ نوا اور آتش بیان مقرر نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا وہ دیکھو! ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے دروازے پر تشریف لا کر دریافت کر رہی ہیں کہیری ناموس اور عزت کی حفاظت کی خاطر کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟ یہ سنتے ہی مجمع قابو سے باہر ہو گیا اور مسلمان ناموس رسالت پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہو گئے اور کفار کے خلاف نفرے لگاتے ہوئے سیکریٹریٹ کی جانب جلوس کی شکل میں روانہ ہو گئے حکومت کی طرف سے دفعہ ۱۳۲ اگاہ دی گئی۔ جلوس کو منتشر کرنے کر کے چیدہ چیدہ لیڈروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ علاوہ ازیں سینکڑوں مسلمان بھی داخل زندگانی کئے گئے ان تمام جلسے جلوس میں غازی علم الدین شہید برادر کا شریک تھا۔

دہلی دروازہ کے جلسہ میں مقررین کی تقاریر سن کر علم الدین غازی نے راجپال کو ٹھکانے لگانے کا مضمون ارادہ کر لیا چنانچہ اپریل ۱۹۲۹ء کے ایک دن وہ تیز دھار چھرا لے کر راجپال کی دکان پر پہنچ گیا اور راجپال کے دو ملازموں بھگت رام اور کدارنا تھو کی موجودگی میں ہی بھلی کی سی تیزی کے ساتھ اس ذیل اور کمینے ڈھمیں رسول کو کیفر کردار تک پہنچا دیا اور پھر قریب ہی ایک نلکے پر اپنے ہاتھوں کو راجپال کے ناپاک خون کے دھبوں سے پاک و صاف کیا اور پھر پانی پیا۔ اسی اشنا میں شور مج گیا کہ راجپال قتل ہو گیا ہے بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ غازی علم الدین شہید نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس ذیل و نانچا کو میں نے قتل کیا ہے چنانچہ قتل کی اطلاع انارکلی پولیس اسٹیشن میں اس کے ملزم کدارنا تھو نے درج

کرائی۔

مقدمے کی کارروائی مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹر بیٹ کی عدالت میں ہوئی جس نے غازی موصوف پر فرد جرم عائد کر کے دس اپریل کو مقدمہ سیشن بیچن جج کی عدالت میں منتقل کر دیا۔ انگریز سیشن بیچن نے ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو پھانسی کا حکم سنایا اور مزید توثیق کے لئے کیس ہائی کورٹ میں بھیج دیا۔ مسلمانان لاہور نے ہائی کورٹ میں اپیل کی قاتمہ عظیم محمد علی جناح کو بسمی سے خصوصی طور پر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے بلا یا گیا انہوں نے بڑی تندری سے نہایت مدلل اور فاضلانہ بحث کی مگر انگریز بیچن صاحبان کی ہٹ وہری اور ضد کی بنار پر مقدمے کا فیصلہ غازی موصوف کے خلاف ہوا اس کے بعد پر یوی کونسل لندن میں اپیل کی گئی مگر پر یوی کونسل نے بھی فیصلہ غازی موصوف کے خلاف دے دیا یہ واقعہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ء کا ہے۔

اب غازی علم الدین شہید کو میاناوالی جیل میں بھیج دیا گیا۔ جیل میں غازی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے غازی کو عاشق رسول ﷺ ہونے پر مبارک دی پھر آپ کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ ۱۳۰ اکتوبر کو غازی صاحب کے رشتہ دار میاناوالی جیل میں ملنے کے لئے گئے غازی صاحب نے ان کو اپنی آخری وصیت میں کہا کہ میرے پھانسی ہو جانے کے بعد اور شہادت کا منصب حاصل کرنے پر متاسف نہ ہوں۔ اعمال صالح ہر مسلمان پر لازم ہیں اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر احکام شرعی پر قائم رہے اور جہاں موقعہ آئے ناموں رسالت ﷺ پر بھی اپنی جان قربان کرنے سے دربغ نہ کرے۔

۱۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو غازی علم الدین کو تختہ وار پر لٹکا دیا گیا اور جیل کے قریبی قبرستان میں بغیر جنازہ و بغیر کفن کے دفن دیا گیا جو نہیں یہ خبراً ہو رپھی مسلمانان لاہور دیوانہ و ارسٹ کوں پر نکل آئے اور مظاہرے شروع کر دیئے اور لاش کو لاہور لانے کا مطالبہ کیا۔ گورنر پنجاب نے لاش کو مشروط طور پر لاہور لانے کی اجازت دے دی چنانچہ علامہ اقبال اور میاں امیر الدین و دیگر لیڈروں پر مشتمل وفد میاناوالی پہنچا اور لاش کو لے کر ۲۳ نومبر کو ۵۴ منٹ پرلا ہو رپھیا۔

عاشق رسول کے آخری دیدار کے لئے

خواتین بھی سڑکوں پر نکل آئی تھیں

غازی شہید کی لاش کی آمد کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تمام پنجاب میں پھیل گئی۔ صوبے کے طول و عرض سے ہزار ہا مسلمان لاہور پہنچا شروع ہو گئے۔ جنازے کے وقت تقریباً چھالاکھ مسلمان اکٹھے ہو چکے تھے۔ جنازے کا جلوس

تقریباً ساڑھے پانچ میل لمبا تھا ہزاروں خواتین بھی اس عاشق رسول کے آخری دیدار کے لئے پُر نم آنکھوں کے ساتھ سڑکوں پر نکل آئی تھیں۔ میت کی چار پائی کے ساتھ بڑے بڑے بالس باندھے گئے سارا راستہ جنازہ پر پھولوں کی بارش ہوتی رہی۔ کئی سومن پھول اور کئی من عطر گلاب میت مبارک پر چھڑکا گیا۔ نمازِ جنازہ مسجد وزیر خاں کے خطیب مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کو پڑھانا تھی مگر وہ کسی سبب سے بروقت نہ پہنچ سکے تو مسجد وزیر خاں کے امام قاری محمد شمس الدین بخاری نے پڑھائی۔ بعد ازاں دوسری نمازِ جنازہ مولانا سید دیدار علی الوری اور تیسری نمازِ جنازہ سید احمد شاہ نے پڑھائی۔ علاوه ازیں بہت سے دوسرے علماء نے بھی نمازِ جنازہ ادا کی۔

لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں لحد مبارک تیار کی گئی۔ مولا ناظف علی خان نے لحد میں اتر کو قبر کو ملاحظہ کیا اور پھر مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور علامہ اقبال نے میت کو لحد میں اتارا۔ بعد ازاں مرشدی مولائی، سیدی و سندي حضرت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا اور مسلمانان لاہور نے اس عاشق رسول کا محدث علی پوری کی اپیل پر مقبرہ بنوایا جو آج بھی زیارتِ خواص و عام کا مرکز ہے اور بعض دل جلے سال بعد عرس شریف کروا دیتے ہیں۔

سبزہ توستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(۳) غازی عبدالرشید شہید

۱۹۲۳ء میں شردھانند نے اپنے اردو روزنامہ "تیج" کے ایک مضمون میں اسلام پر بہت برار کیک جملہ کیا۔ شردھانند شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کا اہم رکن تھا۔ شدھی تحریک کا مقصد مسلمانوں کو اسلام سے مخرف کر کے دوبارہ ہندو بنا اور سنگھٹن کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کے وجود کو ختم کر کے ہندو، بدھ مت اور سکھوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے چنانچہ شردھانند اور دیگر ہندوؤں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلیظ گالیوں، بہتان تراشیوں اور انہتائی اشتغال انگریزوں کو اپنا شعار اور مقصد حیات بنا لیا۔ شردھانند کے روزنامہ "تیج" دہلی میں روزانہ اس کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کو گالیاں دی جاتیں۔ قرآن پاک کی مقدس آیات کا مذاق اڑایا جاتا۔ ہندوؤں کو مشتعل کرنے کے لئے مسلم سلاطین ہند کے فرضی مظالم کی کہانیاں بہت بڑھا چڑھا کر افسانوی رنگ میں پیش کی جاتی، ہر روز ہندو عورتوں کےاغوا کی نئی داستانیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی فرضی آبروریزی کے قصے درج کئے جاتے۔ ان حالات میں ہندوؤں کی جسارت اس حد تک بڑھ گئی ایک آریہ سماجی نے قرآن مجید کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ شردھانند کی اشیر

باد سے ایک ہندو اخبار گروہنٹال جاری کیا گیا جس کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کے رہنماؤں کی تو ہین کر کے ان کی دل آزاری کرنا تھا۔

شدھانند کے ایک چیلے نے "چڑپت" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام حضرات ابراہیم خلیل اللہ، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان اقدس میں اس قدر عربیاں الفاظ میں گستاخیاں کی گئی تھیں کہ ان کا تصور بھی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ان تمام تر گستاخیوں اور خباشتوں کے باوجود شدھانند کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو اس نے مغلیہ خاندان کی بے گناہ شہزادیوں کے خلاف نیش ڈرامے لکھنے شروع کر دیئے اس پر طریقہ یہ کہ ان ڈراموں کو اسی صحیح پر پیش کرنا شروع کر دیا جو بہت ہنگاموں کا باعث بنے۔

ان حالات سے ہر مسلمان پر پیشان اور بے قابو تھا۔ آخر صبر کی بھی حد ہوتی ہے کہ تک ان ناپاک حملوں کو برداشت کیا جاتا لیکن عام سے بڑھ کر ایک شخص بہت زیادہ افسردہ نظر آتا تھا اس کا نام قاضی عبدالرشید تھا وہ اخبار ریاست میں خوشنویسی کا کام کرتا تھا۔ وہ تمام دن چپ چاپ رہتا کام کرنے کو دل نہ چاہتا اخبار کے منتظموں نے ایک دو مرتبہ ڈائنا تو نو کری چھوڑ دی، قلم و دوات بغل میں لئے دفتر سے نکل گئے اور سیدھے جا کر شدھانند کو پستول کی ایک ہی گولی سے ٹھنڈا کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد شدھانند کے قتل کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی اور قاضی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔

عدالت میں قاضی صاحب نے اقبالی جرم کر لیا۔ ۱۵ امار ۱۹۲۴ء کو سیشن کورٹ سے پھانسی کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ ڈاکٹر کچلو نے بغیر کسی معاوضہ کے سیشن کورٹ اور ہائی کورٹ میں مقدمہ اور اپیل کی پیروی کی۔ ہائی کورٹ نے بھی اپیل خارج کر دی اور قاضی صاحب کو دہلی کی سینئر جیل میں جو لائی یا اگست میں پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی کے دن سینئر جیل کے سامنے مسلمانوں کا بہت بڑا ہجوم تھا جیل حکام نے جیل کے اندر ہی گورکفن کا اہتمام کیا لیکن مسلمانوں کے شدید اصرار پر لاش کو اس شرط پووارثوں کے حوالے کرنے کا فیصلہ ہوا کہ جنازہ کا جلوس نہیں نکلا جائے گا اور جیل کے سامنے والے قبرستان میں ہی سپردخاک کر دیا جائے گا لیکن جیل کا پھاٹک کھلتے ہی مسلمانوں کا زبردست انبوہ نفرہ تکمیر و نفرہ رسالت لگاتا ہوا دیوانہ وارثوں پڑا اور جنازے کو حکام سے چھین کر جامع مسجد دہلی کو روانہ ہو گیا۔

خونی دروازے کے سامنے پولیس اور گورہ فوج آہنی دیوار بن کر کھڑی ہو گئی تاکہ جلوس جنازہ گزرنہ سکے مگر جب جلوس نے وہاں پہنچ کر نفرہ اللہ اکبر بلند کیا تو پولیس اور فوج بادلوں کی طرح چھٹ گئے اور جلوس بغیر کسی رکاوٹ کے گزر

گیا۔ پولیس نے ایک دوبار پھر جنازہ روکنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ جامع مسجد میں ساتھ ہزار کے اجتماع نے آہوں اور سکیوں کے درمیان غازی قاضی عبدالرشید شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی میں قاضی صاحب کونڈ ریخ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مرقد انور پر نور کی بارش فرمائے۔ آئینہ ثم آمین

محمد وی حکیم محمد موی صاحب امرتسری لاہوری راوی ہیں کہ جب پشمینہ بازار امرتسر میں ہندوؤں کی کچھ دکانیں ہو گئیں تو انہوں نے اس بازار کا نام شریعت ہمانند بازار کھالیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں ایک بازار کا نام ”قاضی عبدالرشید بازار“ رکھا جو ۱۹۲۷ء تک رہا۔ (بشكري يفت روزه الهم، بهار لپور)

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر ارمان پھر کران کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

حل لغات

ٹوٹ پڑنا، گر پڑنا، حملہ کرنا، دھاوا کرنا، پل پڑنا۔ یادو (فارسی) مددگار، معاون، حمایتی۔

شرح

ان لوگوں پر بلائیں مصیبتیں گر پڑتی ہیں جن کا کوئی حامی و مددگار نہیں وہ ہر طرف سے پُر ارمان دھکے کھا کھا کر بالآخر آپ کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔

لب پہ آ جاتا ہے جب نامِ جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جان بے تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

حل لغات

گھل جانا، پکھل جانا، پتا ہو جانا، مل جانا۔

شرح

جب پیارے عبیب ﷺ کا آپ نامِ نامی اسم گرامی ہمارے لبوں پر آتا ہے تو ہمارے منہ میں شہد نایاب گھل جاتا ہے پھر ہم وجد میں بے تاب ہو کر خود اپنے لبوں کو چوم لیا کرتے ہیں۔

لب پہ کس منہ سے غمِ الفت لائیں کیا بلا دل ہے الہم جس کا سنائیں
ہم تو ان کے کف پا پر مٹ جائیں ان کے در پر جو مٹا کرتے ہیں

شرح

ہم کس منہ سے الفت کاغم بیان کریں کوئی دل کی بلا تو نہیں کہ اس کا دردناکیں ہم تو آرزو رکھتے ہیں کہ دوسرے عشق کی طرح ہم بھی محبوب ﷺ کے کف پاپہ مٹ جائیں زہ نصیب محبوب کے۔

اپنے دل کا ہے انہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انہی کو سب کام لوگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارہ درِ رضا کرتے ہیں

حل لغات

لو (اردو) فتح المام بمعنی دھیان، شعلہ بٹ لگاؤ، امید۔ شوق چارہ (فارسی) علاج، تدبیر

شرح

ہمارے دلوں کا آرام تو حضور اکرم ﷺ سے ہے ہم نے اپنے تمام امور آپ کو پردازی کر دیئے۔ ہمارا شوق اور لگاؤ آپ سے ہے اب اس در کے غلام در کا علاج یونہی کیا کرتے ہیں کہ آپ سے ہی وابستہ ہو جائیں اور بس۔

منقبت ۴۳

در منقبت سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس رہ الشریف
ک وقت مندرجہ ذیل حضرت مدرس در ۱۲۹۲ھ عرض کردہ شد

حل لغات

منقبت، تعریف اس کی جمع، مناقب ابوالحسین نوری قدس سرہ، امام احمد رضا قدس سرہ کے مرشدزادہ و استاذ، مندرجہ (عربی) گاؤں تکیہ، گدی، تخت عرف میں شیخ کے وصال کے بعد ان کا گدی نشین ہونا۔

تعارف

عمدة الواصلين، قدوة الکاملین حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری المقلب به میاں صاحب مارہروی قدس سرہ آپ کے خاندان کا مختصر تعارف حضرت شمس العارفین سیدنا آل احمد عرف اچھے میاں کے ذکر خیر میں ہے کہ آپ کے والد گرامی کا اسم مبارک حضرت شاہ ظہور حسن ہے۔ آپ ۱۹ اشووال ۱۲۵۵ھ مارہروہ میں پیدا ہوئے۔

چونکہ ان کے والد کا ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہو گیا تھا اس لئے میاں صاحب کی تعلیم و تربیت تمام تر ان کے جدا مجدد شاہ آل رسول مارہروی (۱۲۹۲ھ) زیر سایہ ہوئی۔ انہوں نے علومِ مروجہ کی تعلیم و تحصیل مختلف اساتذہ سے کی جن میں

مولوی فضل اللہ جلیری (ف ۱۹۳۲ھ) مولانا تراب لکھنؤی، مولوی نور احمد بدایوئی، مولوی فضل رسول بدایوئی اور مولوی احمد حسن صوفی مراد آبادی اور مولوی حسین شاہ بخاری قابل ذکر ہیں۔ روحانی تربیت آپ کے جدا مجدد شاہ آل رسول نے فرمائی اس کے علاوہ بعض امور کی اجازت شاہ علی حسین مراد آبادی سے حرزیمانی وغیرہ کی اجازت اور حدیث مسلسل بالا دلہ کی سنده صوفی مولوی احمد حسن مراد آبادی (ف ۱۸۸۲ھ) اور شاہ تنکاشاہ سے بھی پائی۔ ۲۔ اربع الاول ۲۶۲۱ھ کو شاہ آل رسول نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شاہ ابو الحسین نوری میاں صاحب کا حلقة بیعت و ارشاد بہت وسیع تھا۔ روہیل کھنڈ کے اضلاع بدایوں و بریلی و خوخ آباد وغیرہ میں ان کے مریدوں کی بہت کثرت تھی۔ حضرت میاں صاحب نے تذکیرہ ارشاد کے فرائض بخوبی انجام دیئے۔

میاں صاحب کے تعلقات مولانا عبدالقادر بدایوئی (ف ۱۹۰۴ء) اور مولانا احمد رضا خان بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) سے بہت مخلصانہ تھے۔ مولانا عبدالقادر بدایوئی کو تو وہ مثل اپنے استاد کے سمجھتے تھے اور تمام مسائل میں ان کی رائے سے موافق تھے۔ مولوی شبیر احمد بدایوئی (ف ۱۹۲۱ء) تذکرہ نوری میں لکھتے ہیں کہ غایبت تحقیق و تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ اکثر مسائل فقہ و کلام میں حسب ہدایت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ حضور اقدس یعنی حضرت ابو الحسین نوری میاں قدس سرہ مولانا عبدالقادر بدایوئی سے مشورہ فرماتے اور اپنی تصانیف کو جو بغیر مشورہ و معاشرہ حضور مولانا طبع کی اجازت نہ دیتے (تذکرہ نوری) اور فرماتے جو میر امرید ہے وہ ان کا مرید ہے جو ان کا مرید ہے وہ میر امرید ہے اور جو ان کا مخالف وہ میر اخالف جو میر اخالف وہ ان کا مخالف (حاشیہ اکمل التاریخ جلد اصنفہ ۸) اور مولانا عبدالقادر بدایوئی بھی حضرت میاں صاحب کے مشورے کے بغیر کوئی کام دینی و دینیوی نہ کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ حضرت میاں صاحب کے پیر و مرشد اور جدا مجدد حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کو خود حضرت میاں صاحب سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی لہذا وہ حضرت میاں صاحب کی غایبت درجہ تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ چنانچہ نوری میاں صاحب کو اپنے منظوم کلام میں متعدد جگہ ذکر کیا۔

برت قیاس سے ہے مقام ابوالحسین
سدره سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

حل لغات

قیاس (عربی) جانچ، اندازہ، عقل، سمجھ، رائے، قیافہ۔ مقام (عربی) ٹھہرنے کی جگہ، ٹھکانا، ٹھہراو، موقع، وقت۔ سدرہ، سدرۃ المنشی، رفعت، برتری، اوج، بلندی۔ بام (فارسی) چھت، کوٹھا، بالاخانہ۔

شرح

سیدنا ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقام اندازے سے بلند و بالا ہے۔ سدرۃ المنشی میں رہنے والے ملائکہ سے پوچھو کہ سیدنا ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بالاخانہ کتنا بلند ہے۔

اولیاء کرام اور قرآن حکیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اولیاء کرام کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ ولی اللہ کی تعریف شرح عقائد نفسی میں اس طرح کی گئی ہے ولی اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی بقدر طاقت بشری معرفت رکھتا ہو، دنیا کی لذتوں اور نفس امارہ کی خواہشوں کی طرف متوجہ نہ ہو، مسترشدین کو کتاب و سنت کی مکمل اتباع اور پیروی کی تلقین کرتا ہو۔ نیز سیدنا محمد و مجدد جهانیاں قدس سرہ نے بھی یہی فرمایا ہے چنانچہ آپ کے مفہومات میں ہے

قال مخدم العوالم مخدوم جهانیاں الاسی رحمة الله تعالى عليه شرائط المشیخة ثلث لن لم تكن لا تصح المشیخة احدها ان یكون الشیخ عالما بالعدد الثالث علم الشریعة والطریقة والحقیقة والثانی یقبونه بعض علماء زمانه ویتعلقونه ویعتقدونه ویریدونه والثالث ان لا یكون له من المطالب من الدنیا
والآخرة ومسوی الله تعالیٰ

یعنی مشیخت کی تین شرطیں ہیں اگر وہ تینوں نہ ہوں تو مشیخت درست نہیں ایک شرط یہ ہے کہ تین علموں کا عالم ہو۔ علم شریعت و طریقت و حقیقت۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تین علموں کا عالم ہو علم شریعت و طریقت و حقیقت۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بعض علماء اس کے زمانے کے اُس کو قبول کریں اور اپنا تعلق جوڑیں اور معتقد ہوں اور اُس کے مرید ہوں۔ تیسرا شرط یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اُس کو اور کوئی طلب نہ ہونے دیوی نہ اخروی۔ (تو فتح العقائد صفحہ ۸)

اس تعریف اور تو فتح کے مطابق یہ اوصاف حضرت صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بطریق اتم پائے

جاتے ہیں جیسے فقیر نے شعروں میں مختصر اعرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. (پارہ ۹، سورہ الانفال، آیت ۳۲)

اس کے اولیاء تو پر ہیز گاری ہیں۔

الَّا إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پارہ ۱۱، سورہ یوسف، آیت ۶۲)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔

اس فضیلت کے ساتھ فرمایا کہ اولیاء کے اوصاف یہ ہیں

الَّذِينَ امْنُرُوا وَ كَانُرُوا يَتَّقُونَ ۝ (پارہ ۱۱، سورہ یوسف، آیت ۶۳)

وہ جو ایمان لائے اور پر ہیز گاری کرتے ہیں۔

لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلْمَتِ اللَّهِ إِذْلِكَ هُوَ الْفُوْزُ الْعَظِيمُ

(پارہ ۱۱، سورہ یوسف، آیت ۶۴)

انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

اس کی تفسیر میں صدر الافق خزانِ العرفان میں لکھتے ہیں ولی کی اصل ولاء ہے جو قرب و نصرت کے معنی ہے

ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قربِ الہی حاصل کرے اور طاعتِ الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الہی کی

معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھئے تو دلائلِ قدرتِ الہی کو دیکھئے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے

رب کی شناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں

کوشش کرے جو ذریعہ قربِ الہی ہو اللہ کے ذکر سے نہ بھولے اور چشمِ دل سے خدا کے سو اغیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی

ہے۔ بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ متنکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے

جو عقائد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔ بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے

قربِ الہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا جب بندہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی

شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد

آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے ابن زید نے کہا کہ ولی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے

”الَّذِينَ امْنُرُوا وَ كَانُرُوا يَتَّقُونَ“، یعنی ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو خالص اللہ کے

لئے محبت کریں۔ اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہے جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہوا وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خلق پر حم کرنے کے لئے وقف ہو گئے یہ معانی اور عبارات اگرچہ جدا گانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کروئی گئی ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ تمام صفات اس میں ہوتی ہیں ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل و شرف رکھتا ہے۔

انتباہ

دور حاضرہ میں بالخصوص عوامِ اہل سنت میں یہ معیار ختم ہے وہ معیار مذکور کے برعکس اس مرض میں بتلا ہیں کہ یہ فلاں درگاہ کا سجادہ نشین ہے اور بس۔ اس میں خواہ ہزاروں شرعی خامیاں بلکہ خرابیاں ہوں تب بھی وہ ان کے زد دیک ولی ہے دراصل یہ خامی علماء میں ہے جو چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔

سدره سے پوچھو یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جو مسلم شریف میں ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله اذا احب عبدا دعا جبريل عليه السلام فقال انى احب فلانا فاحبه قال فيحبه جبريل ثم ينادى في السماء فيقول ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء قال ثم يوضع له القبول في الارض و اذابغض الله عبدا دعا جبريل عليه السلام فيقول انى ابغض فلانا فابغضه قال فيبغضه جبريل ثم ينادى في اهل السماء ان الله يبغض فلانا فلانا فابغضه قال فيبغضونه ثم توضع له البغضاء في الارض

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹک اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا تا ہے اور فرماتا ہے میں محبت کرتا ہوں فلاں بندہ سے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبریل علیہ السلام محبت کرتے ہیں اس سے اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے فلاں سے تم بھی محبت کرو اس سے پھر آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے کسی بندہ سے تو جبریل علیہ السلام کو بلا تا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندہ کا دشمن ہوں تو بھی اس کا دشمن ہو جا پھر وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں پھر منادی کر دیتے ہیں آسمان والوں میں کہ اللہ تعالیٰ کے فلاں شخص سے دشمنی

رکھتا ہے تم بھی اس سے دشمنی رکھو وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں اس کی دشمنی جنم جاتی ہے۔

وارستہ پائے بستہ دام ابوالحسین
آزاد نار سے ہے غلام ابوالحسین

حل لغات

وارستہ (فارسی) آزاد، کھلے بند، خود مختار۔ پائے بستہ، پابند۔ دام (فارسی) جال، پھندا، غلام، چیلا، برده، نیاز مند، فردوسی۔

شرح

سیدنا ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ مرید جو آپ کا مکمل طور پر نیاز مند ہے وہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہے آپ کے طفیل اسے اللہ تعالیٰ نارِ دوزخ سے نجات عطا کر کے جنت میں داخل فرمائے گا۔

الْأَخْلَاءُ يَوْمَيْدِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ (پارہ ۲۵، سورہ الزخرف، آیت ۶۷)

گھرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پر ہیز گار

فائدة

آیت میں دوستوں کو دشمنی کی خبر دی گئی ہے کہ قیامت میں گھرے دوست بھی دشمن بن جائیں گے ہاں اولیائے کرام کی دوستی اور محبت کام آئے گی ایسے ہی ماں باپ، بہن بھائی، اولاد کا حال ہو گا چنانچہ فرمایا

يَوْمَ يَقْرُرُ الْمَرءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمَّهِ ۝ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ ۝ وَبَنِيهِ ۝

لِكُلِّ أُمْرٍ مِنْهُمْ يَوْمَيْدِ شَانٌ يُغْنِيَهُ ۝ (پارہ ۳۰، سورہ عبس، آیت ۳۲ تا ۳۴)

اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ اور جوڑا اور بیٹوں سے ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے کہ وہی اسے بس ہے۔

فائدة

اس آیت میں تمام کنبے کی دشمنی اور ایک دوسرے سے بیزاری کی خبر دی گئی ہے۔ پہلی اور اس آیت کو ملانے کے بعد نتیجہ صاف ہے کہ قیامت میں اللہ والوں سے نسبت و عقیدت اور محبت کام آئے گی اسی لئے اہل سنت میں اولیاءِ کرام

سے وابستگی پر زور دیا جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ غلط کارپیروں اور جاہل مریدوں کی وجہ سے مسلک اہل سنت میں وہ رونق اور پذیرائی نہیں جیسے ہوئی چاہیے۔ علماء و مشائخ اور ذمہ داری نبھائیں اور اس مسئلہ کو عام کریں کہ داڑھی منڈے شریعت سے بیزار اور بے عمل سے بچوں رہ جہنم کے لئے تیار ہو جاؤ اس لئے کہ

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

اولیاء کرام سے وابستگی کی احادیث مبارکہ

ان الله تعالى يقول يوم القيمة اين المتحابون بجلالى اليوم اظلم لهم

فِي ظلِّ يَوْمٍ لَا ظُلْمَ فِي ظلِّ يَوْمٍ لَا ظُلْمٌ (رواه مسلم)

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عظمت و اطاعت کے لئے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں میں آج ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں۔

عن انس بن مالک قال جاء رجل الى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله متى الساعة قال وما اعددت لها قال حب الله ورسوله قال فانك مع من احببت قال انس فما فرحتنا بعد الاسلام فرحنا اشد من قول النبي ﷺ فانك منع من احببت قال انس فانا احب الله ورسوله و ابابکر و عمر فارجو

ان اكون معهم وان کم اعمل باعمالهم

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کو۔ آپ نے فرمایا تو تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھے انس نے کہا کہ میں اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوا جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوا۔ میں نے کہا میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے اور ابو بکر و عمر سے تو مجھے امید ہے کہ قیامت میں ان کے ساتھ ہوں گا گوئیں نے ان جیسے عمل نہیں کئے۔

خط سیہ میں نور الہی کی تابشیں
کیا صح نور بار ہے شام ابو الحسین

حل لغات

خط، لکیر جس میں صرف طول ہو اور عرض نہ ہو۔ تابشیں، تابش کی جمع بمعنی چمک۔ نور بار، اسم فاعل ترکیبی نور

برسانے والا۔

٤

یہ لکیر میں نورِ الہی کی کیا خوب چمکیں تھیں سب کو حصہ ملا لیکن ابو الحسین کی شام (تاریخی) کو جو نصیب ہوا وہ صحیح کی طرف نور بر سانے والا ہے۔

5

صاحب روح البیان نے اپنی تفسیر میں متعدد مقامات میں اپنے مضمون لائے ہیں

جذب

ارواح پر ابتدائی فطرت میں اپنے نور کے قطرات بر سائے جیسا کہ حدیث شریف میں سے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖۤہٖۤ وَاٰسَّعْدُہُ مَوْلَانَا
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنلوگ کو ظلمت میں پیدا فرما کر پھر ان پر اپنے نور کے قطرات بر سائے جس شخص پر اس نور سے
کچھ پہنچا وہ ہدایت یافتہ ہو گیا اور جو اس سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا گویا صراط اللہ کی راہ کھلنا اُس نور سے ہے اور پہلی بارش
وہی قطرات ہیں جس کی وجہ سے مومنین بر سانے کے مشاہدات سے بہرہ یا ب ہوتے ہیں اور ہمیشہ ابر رحمت کے منتظر
ہو کر بارگاہِ لمیزول میں عرض کرتے ہیں

اهدنا الصراط المستقيم (پارہ ۱، سورہ الفاتحہ، آیت ۵)

یعنی ہمیں ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تو نے اپنے اطافِ خاص کے دروازے کھولے جس کی بدولت تیری امداد سے تجھی کو پایا اور انہوں نے تجھے پالیا ان اطاف کے واسطے سے جو تو نے انہیں عنایت کئے۔

تشریح حدیث شریف

شیخ صدر الدین قو نوی قدس سرہ اس حدیث شریف کی تاویل میں فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں ک وجود مخفی کے مقابلہ میں عدم (وجود کی تفہیض ہے) سمجھا جاتا ہے کیونکہ لامحالہ عدم کے لئے ایک تعین متعین ہے اور عدم کے لئے ظلمت ہے جیسا کہ وجود کے لئے نور ہے اس لئے ممکن کو ظلمت سے موصوف کیا جاتا ہے کیونکہ ممکن وجود سے نور پا کر ظاہر ہوتا ہے اپنی ظلمت ممکن عدم کی ایک وجہ سے ہے جو اسے متصل ہے اور ہر وہ کمی جو ممکن کو لاحق ہوتی ہے (اور اس کی سے ممکن موصوف بھی ہوتا ہے) یہ اس نسبت عدمیہ کے احکام سے ہے۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے قول مذکورہ میں

الخ..... ظلمة في الخلق

ان الله الخلق الخ

(جس کا ترجمہ اور پرگزرا) اشارہ ہے اور اس حدیث میں خلق بمعنی تقدیر ہے کیونکہ تقدیر ایجاد سے سابق ہے اور شریف النور سے ممکنات پر وجود کا پہنچا مراد ہے۔ (روح البیان، الفاتحۃ آیۃ "أَنْعَمْتُ عَلَيْهِمْ أَمْلَاكَ")

اضافہ اویسی غفرانہ

اس میں معزل و اہل سنت کے مذہب کا اشارہ ہے وہ ممکنات کی ایجاد عدم سے مانتے ہیں اور اہل سنت وجود سے اسی لئے امام قوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظلمت سے تعبیر کیا ہے اور امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خط سیہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

انتباہ

دور حاضرہ میں اہل سنت کا اختلاف ہوا بمنہ اہب بالخصوص وہابیہ وغیرہ سے انہی اصول پر مبنی ہے اہل سنت اپنے اسلاف کے اصول پر قائم ہیں لیکن وہابیہ اور اس کی جملہ شاخصیں معزلہ و خوارج کو نیالباس پہنانہ کر اختلف پا کرتے ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "المیں تادیوبند"

ساقی سنا دے شیشه بغداد کی ٹپک
مہکی ہے بوئے گل سے مدام ابوحسین

حل لغات

شیشه، کانچ، آمینہ، وہ برتن جس میں شراب رکھا جائے یہاں یہی مراد ہے۔ بغداد، غیاث اللغات میں ہے

بغداد بالفتح نام شہر سے در عراق عرب در اصل باع داد بود از آنکہ پیش از یہ باغی بود کہ هر هفتہ نوشیران عادل دران باع بداد مظلومان میر سد الحال الف را ساقط کرده بغداد گویند،

کشف، برہان، خیابان (غیاث صفحہ ۷۹)

بغداد بالفتح عراق عرب میں ایک شہر کا نام ہے در اصل باع داد تھا الصاف کا باع وہ اس لئے کہ اس سے قبل نوشیروان کے زمانہ میں یہاں ایک باع تھا جس میں ہر ہفتہ نوشیروان بیٹھ کر مظلوم و ظالم کے درمیان فیصلے فرماتا کثرت استعمال سے الف گردا گیا ہے۔ (مزید حالات فقیر کی کتاب سفر نامہ جاز و عراق میں ہے)

ٹپک، زخم کا درد، ٹمیس۔ مدام، شراب، ہمیشہ

شرح

اے ساقی خبر دے دے کہ بغداد مقدس کے شیشه کی ٹیس حضرت ابو الحسین کے شراب کی خوشبو محبوب خدا^{صلواتہ اللہ علیہ وآلہ وسلم} کی خوشبو سے مہکنے لگی ہے۔

فائده

یہاں سے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بتانا چاہتے ہیں کہ پیر طریقت شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ کو چاروں سلاسل کی اجازت نہیں لیکن چونکہ سلسلہ قادریہ کا آپ پر غلبہ تھا اور ویسے بھی یہ سلسلہ افضل السلاسل ہے اسی لئے ان چاروں میں سے پہلے اس کا ذکر فرمایا۔

فضائل سلسلہ قادریہ

اس سلسلہ کی نسبت حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے ہے آپ کا جملہ سلاسل طیبہ پر احسان ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بقاعدہ سلاسل کی بنیاد آپ کے مر ہون منت ہے جیسے فقہ کے سلاسل سیدنا ابو حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریقہ کار کے۔ (اس کی تفصیل شرح حدائق کی جلد اول میں دیکھئے)

تعارف

حضور غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ آپ نے خلافت روحاں کا خرقہ حضرت شیخ ابو سعید مبارک بن علی مخزوی متوفی ۳۱۵ھ سے حاصل کیا جن کا سلسلہ بیعت یہ ہے حضرت شیخ ابو سعید مبارک بن علی از شیخ ابو الحسن علی بن محمد القرشی از حضرت شیخ علاء الدین ابو الفرج طرطوسی از حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز از حضرت شیخ ابو بکر بشیلی از حضرت شیخ ابو القاسم جنید بغداد، حضرت شیخ سری سقطی از حضرت شیخ معروف کرخی از حضرت شیخ داؤ د طائی از حضرت شیخ سید حبیب عجمی از حضرت خواجہ حسن بصری از حضرت امام المشرق و المغارب اسد اللہ الغائب امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم۔

قیامت کے دن میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اور ان کے پاؤں راہِ حق سے کبھی لغفرش نہ کھائیں گے آپ نے فرمایا ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے اور میں سید المرسلین محمد مصطفیٰ کے قدم پر ہوں۔ آپ نے جہاں قدم رکھا میں نے بھی وہیں قدم رکھا لیکن نبوت کے قدم پر کسی ولی کی طاقت نہیں کہ اپنا قدم رکھے۔

شیخ شریف بن حسن موصیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ سال آپ کی خدمت میں رہا تھے عرصہ میں میں نے کبھی آپ کے جسم پر کمکھی نہیں دیکھی اور نہ آپ کے جسم سے کسی نجاست و غلاظت کو نکلتے دیکھا یہ آپ کے حضور

اکر ﷺ کے قدم پر ہونے کی روشن دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو مجھے سلام کرتا ہے اسی طرح مہینے اور سال سلام کرتے ہیں اور تمام واقعات کی مجھے اطلاع دیتے ہیں۔ نیک بخت اور بد بخت بھی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، میری نظر لوح محفوظ پر ہے اور میں اس کے علوم و مشاہدات کے سمندروں میں غوطہ لگارہا ہوں۔

آپ نے فرمایا اللہ ہی اسم اعظم ہے مگر اس کا اثرتب ہوتا ہے جب پڑھنے والے کے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہ

ہو۔

حضور غوثِ اعظم نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک لمبا کاغذ میرے ہاتھ میں دے کر کہا گیا کہ اس میں آپ کے قیامت تک کے مریدین کے نام تھے اور فرمایا گیا کہ تمہارے طفیل ہم نے ان سب کو بخش دیا۔ حضور غوثِ اعظم سے سوال ہوا کیا آپ کا وہ بھی مرید ہے جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی لیکن وہ اپنے آپ کو مرید کہلاتا ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ میرا مرید ہے اور میرے اصحاب و مریدین میں سے ہے اور فرمایا منصور سے لغزش ہوئی اگر وہ میرے زمانہ میں ہوتا تو میں اُس کی مدد کرتا۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نے میری زیارت کیا میرے مدرسہ سے گذرائے نہ قبر کا عذاب ہو گا اور نہ قیامت کا۔

نقل ہے کہ ہدان سے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میرا والد فوت ہو گیا ہے اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ مجھ کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے میرے واسطے شیخ عبدال قادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دعا کرو آپ نے فرمایا کسی وقت وہ میرے مدرسہ کے پاس سے گذرائے؟ اس نے کہا ہاں آپ خاموش ہو گئے اور وہ اٹھ کر چلا گیا پھر دوسرے دن اس نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے وہ بڑا خوش ہے اور اس نے بزرگ کی خلعت پہنی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدال قادر جیلانی کی برکت سے عذاب اٹھایا اور یہ خلعت عطا فرمائی ہے۔

بوئے کباب سوختہ آتی ہے مے کشو
چھلکا شراب چشت سے جام ابو الحسین

حل لغات

بوئے، خوبیو۔ کباب، گوشت کا نکلرا گول کر کے اسے بھون کر کے کھاتے ہیں۔ سوختہ، جلا ہوا۔ مے کشو، شراب

کے خوگر۔ چھلکا، بلبالب، بھرا ہوا۔ چشت، ایک بستی لیکن یہاں سلسلہ چشتیہ مراد ہے۔

شرح

اے میکشو (سالکو) کباب سونختہ کی خوبیو آتی ہے۔ حضرت پیر طریقت ابو الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جام شراب
چشت سے بلبالب ہو گیا ہے (لہذا آدم تم بھی اس سے کچھ حاصل کرو)

سلسلہ چشتیہ

اگر چہ اس سلسلہ کے بزرگ پہلے سے ہی صاحب کمال تھے۔ چشتیہ بھی انہی بزرگوں کی سکونت کی وجہ سے ہے
لیکن جور و نوق اور ترقی سیدنا غریب نواز اجمیری قدس سرہ سے اس سلسلہ کو فصیب ہوئی وہ ظاہر و باہر ہے۔ اسی لئے ان کا
تعارف اس سلسلہ پاک کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

تعارف سیدنا اجمیری غریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خواجہ غریب نواز کا اسم گرامی سیدنا معین الدین حسن ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد القابات سے آپ کو یاد کیا
جاتا ہے۔ خاندانی اعتبار سے آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔ آپ کے والد گرامی سید غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
خبر کے رو سامیں شمار ہوئے۔ وہ دولت دنیا کے ساتھ ساتھ دولت فقر سے بھی مالا مال تھے اپنے مناسب کچھ راہ خدا کے لئے
وقف کر کر کھاتھا اور بے شمار بندگانِ خدا آپ سے فیض یا ب ہوتے تھے۔ غرباء و مساکین کے لئے آپ کے دروازے ہر
وقت کھلے رہتے تھے آپ با کرامت بزرگ تھے اور ہر طبقے کے لوگوں میں نہایت عزت و احترام کی نظر وہ سے دیکھے
جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز کی والدہ ماجدہ بی بی نور بھی ایک عابدہ وزادہ خاتون تھیں۔ نہایت خدا
trs اور منیر تھیں حضرت خواجہ معین الدین حسن کے علاوہ دو اور فرزند آپ کے طن سے پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کے وطن کے متعلق پانچ مختلف روایات ہیں ان میں آپ کا وطن بجستان، دارسنجان،
اصفہان، سخترستان یا سیستان بیان کیا گیا ہے۔ کثرت آراء سیستان یا سخترستان کے حق میں ہے اس لئے مناسب یہی ہے
کہ آپ کو سختری ہی لکھا جائے۔

ولادت

حضرت خواجہ غریب نواز کے سال ولادت کے متعلق دو روایات ہیں۔ پہلی روایات کے مطابق آپ ۲۵ھ میں
تولد ہوئے اور دوسری روایت کے مطابق ۲۵ھ میں۔ کثرت آراء دوسری رائے کے حق میں ہے اس کے مطابق آپ

۱۲ ارجب ۵۳ھ کو دو شنبہ کے دن صبح صادق کے وقت بمقام سنج پیدا ہوئے۔

بچپن

بچپن کا زمانہ آپ نے والدین کے زیر سایہ بسر کیا چونکہ والدین دولت دین و فقر سے مالا مال تھے اس لئے انہوں نے حضرت کو دینی تعلیم دی۔

جب حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر گیارہ اور بعض روایات کے مطابق پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بزرگوار حلت فرمائے۔ اس طرح آپ سن شعور کو پہنچنے سے پہلے ہی سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ والد محترم کے ترکے میں آپ کو ایک وسیع باغ ملا جس کے ساتھ ایک پنچھی بھی تھی۔ اس باغ کی دیکھ بھال حضرت خواجہ غریب نواز ہی کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت باغ میں درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ ایک درویش تشریف لائے۔ ان کا اسم گرامی حضرت ابراہیم قندوزی تھا جب وہ حضرت خواجہ معین الدین کے باغ میں تشریف لائے تو حضرت خواجہ غریب نواز نے بڑی گرجوشی سے ان کا استقبال کیا۔ ایک سر بزر اور گنجان درخت کے سامنے میں انہیں بٹھایا اور پختہ انگوروں کا ایک خوش توز کر ان کے سامنے رکھا حضرت ابراہیم قندوزی خواجہ غریب نواز کی مہماں نوازی سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اپنی جھوپی (زنبل) سے گھلی کا ایک گلزار انکالا اور اسے اپنے دانتوں سے چبا کر خواجہ معین الدین کو دیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے بلا تکلف یہ چبائی ہوئی گھلی کھالی اسے کھاتے ہی دل کی دنیا بدلتی اور سینہ انوار الہی سے معمور ہو گیا۔ طبیعت علاقہ دنیا سے تنفر ہو گئی اور رگ میں عشقِ الہی کا دریا موجز نہ ہو گیا۔ حضرت ابراہیم قندوزی تو چلے گئے اور حضرت خواجہ غریب نواز اپنی املاک ٹھکانے لگانے میں مصروف ہو گئے۔ دو تین روز میں ساری جائیداد فروخت کر ڈالی اور اس کی قیمت را خدا میں صرف کردی پھر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر تحصیل علم اور تلاشِ حق کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔

تلاشِ حق

۵۵۲ھ میں جب حضرت خواجہ غریب نواز اپنے وطن سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔ ذرا لمحہ آمد و رفت محدود اور پر صعوبت تھے۔ اس چھوٹی سی عمر میں حضرت خواجہ غریب نواز کا تن تھا گھر سے نکل کھڑا ہوا جرات کا کام تھا لیکن جب دل میں تڑپ اور جذبہ ہو تو سب مشکلیں یقین نظر آتی ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز سر قند پہنچے اور وہاں کے نامور عالم مولانا شرف الدین کے سامنے زانوئے تلمذ تھے کیا۔ یہاں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا اور مولا نا

کی وجہ سے بہت جلد جملہ علوم ظاہری میں مہارت حاصل کر لی اس کے بعد آپ بخارا پہنچے اور وہاں کے شہرہ آفاق عالم مولانا حسام الدین بخاری کی شاگردی اختیار کی۔ مولانا حسام الدین نے نہایت محبت اور شوق سے حضرت کو تعلیم دی اور چند سال کے اندر حضرت نے جملہ علوم دین و دنیا کی تجھیل کر لی۔ اس کے بعد آپ کے دل میں تکمیل باطنی کی تڑپ پیدا ہوئی اور ایک دن بخارا سے مرشد کامل کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے۔

بیعت

جس وقت حضرت خواجہ غریب نواز مرشد کامل کی تلاش میں بخارا سے روانہ ہوئے ان دونوں نیشاں پور کے نواحی میں قصبه ہارون حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ذات بابرکات سے جگہگار ہاتھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے بھی ان کی شہرت سنی اور سید ہے ہارون پہنچے خواجہ ہارونی نہایت عظیم امرتبہ بزرگ تھان کا چشتی سملہ کے اکابر میں خاص مقام ہے جس جلیل القدر ہستی کو خواجہ معین الدین حسن جیسے تاجدار روحانیت مرشد کامل تسلیم کر لیں اس کی عظمت و کمال کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

عام روایت کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز ۵۵ھ میں ہارون پہنچے۔ خواجہ عثمان ہارونی نے پہلی نظر ہی میں بھانپ لیا کہ حضرت کی پیشانی میں نور و لایت چمک رہا ہے اور اس نے ایک دن آسمانِ لایت پر آفتاب بن کر چمکنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فوراً حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنے حلقةِ ارادت میں لے لیا۔ بیعت کرتے ہی حضرت عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنے فیوضِ روحانی سے مالا مال کر دیا اور آناؤ فائنتمام مدارج سلوک طے کر کر مرتبہ کمال تک پہنچا دیا۔ اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز پیدائشی ولی تھے اور مرشد کامل نے پہلی ہی نگاہ میں آپ کی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ کر لیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد حضرت عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ غریب نواز سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حسن اب ہمارے پاس ہی رہا کرو۔ آپ نے سر جھکا کر فرمایا بسر و چشم۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں رہنے لگے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز نے خدمت مرشد میں ڈھانی سال گذارے۔ دوسری روایت ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز میں سال تک حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت کرتے رہے۔

حج

جب حضرت خواجہ غریب نواز کے مجاہدات و ریاضات کی تجھیل ہو چکی تو آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی

نے حج کا عزم کیا اور حضرت خواجہ غریب نواز کو اپنے ہمراہ لے لیا۔ بیعت اللہ شریف پہنچ کر طواف کیا اور حضرت خواجہ غریب نواز کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ الہی میں دعا فرمائی کہ مولائے کریم میرے معین الدین حسن کو اپنی بارگاہ میں قبول فرم۔ اسی وقت غریب سے آواز آئی

معین الدین دوست ماست اور اقبوں کردم و بر گزدم

معین الدین ہمارا دوست ہے ہم نے اسے قبول کیا اور عزت بخشی۔

حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور حضرت خواجہ غریب نواز مدینہ منورہ پہنچے اور سید ہے حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے۔ مرشد کامل نے مرید صادق کو حکم دیا معین الدین آقاۓ دو جہان کی بارگاہ میں سلام عرض کرو۔

حضرت خواجہ غریب نواز نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ سلام عرض کیا روضہ اقدس سے آواز آئی **”وَعَلَيْکُمْ السَّلَامُ يَا قَطْبَ الْمَشَائِخِ“** اس کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ غریب نواز کو درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز عشاء تک درود شریف پڑھتے رہے نمازِ عشاء کے بعد آنکھ لگ گئی تو خواب میں آقاۓ دو عالم کی زیارت ہوئی حضور نے فرمایا معین الدین! ہم نے تمہیں بحکم الہی سلطانِ الہند مقرر کیا اب تم اپنے مرشد سے ہندستان جانے کی اجازت حاصل کرو اور اجیر کو اپنا مسکن بناؤ۔

صحیح ہوتے ہی حضرت خواجہ غریب نواز نے مرشد کامل کی خدمت میں خواب کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عثمان ہارونی بہت خوش ہوئے اور حضرت خواجہ غریب نواز سے فرمایا تم نے ہندوستان نہیں دیکھا ہے اپنی آنکھیں بند کروتا کہ ہم تمہیں اس اجنبی سر زمین کی سیر کر دیں کہتے ہیں حضرت خواجہ غریب نواز نے آنکھیں بند کیں اور مرشد کامل نے انہیں چند لمحوں میں سارے ہندوستان کی سیر کر دی۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے حضرت خواجہ غریب نواز کو اپناء خرقہ، مصلی، نعلین، چوبی اور عصا مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد جس کو ان کا اہل سمجھنا اس کے پر کر دینا۔ پھر حضرت نے حضرت خواجہ غریب نواز کو کلاہ چہار تر کی پہنائی اور پندو نصالح سے نوازا۔ اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر بادون سال تھی خرقہ خلافت یعنے کے بعد آپ نے بغداد جانے کا عزم کیا حضرت عثمان ہارونی کو اپنے محظوظ مرید کیا یک مفارقت گوارانہ ہوئی اور بغداد کے سفر میں وہ بھی حضرت خواجہ غریب نواز کے ہمراہ

ہوئے۔

سیاحت

خرقہ خلافت پانے کے بعد اور ہندوستان تشریف لانے سے پہلے حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک طویل عرصہ تک مختلف بلاد اسلامیہ کی سیر و سیاحت کی اور دوران سیاحت صد ہا اولیاء اللہ اور اکابر امت سے ملاقات کی۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی سیاحت کے بعض واقعات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی نے حضرت خواجہ غریب نواز ہی کی زبانی دلیل العارفین میں نقل کئے ہیں انہیں پڑھ کر عجیب کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے حضرت خواجہ غریب نواز کب رخصت ہوئے اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ اسی طرح مقاماتِ سیاحت کی ترتیب کے بارے میں مذکورہ نگاروں میں خاصاً اختلاف ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز مدینہ منورہ سے سیدھے بغداد پہنچے اور کچھ عرصہ یہاں قیام کرنے کے بعد سجستان تشریف لے گئے اور وہاں ڈھائی سال قیام کرنے کے بعد بغداد تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے سید الاقطاب والیاء سیدنا غوث العظیم سے بے پناہ باطنی فیوض حاصل کئے۔ بغداد کے بعد حضرت ہمدان اور تبریز میں شیخ ابو یوسف ہمدانی اور شیخ ابی سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ مختصر قیام کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز اصفہان تشریف لے گئے یہاں شیخ محمود اصفہانی کے باطنی کمالات سے مستفیض ہوئے اصفہان سے مہنہ اور خرقان، شیخ ابو سعید ابوالخیر اور خواجہ ابوالحسن خرقانی کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے حضرت خواجہ غریب نواز استرا آباد پہنچے اور وہاں کے مشہور عالم شیخ ناصر الدین استرا آبادی سے کسب فیض کیا۔ ہرات میں آپ نے زیادہ قیام نہ کیا اور سبزدار سے ہوتے ہوئے حصار پہنچے یہاں چند دن رونق افروز ہونے کے بعد بلخ تشریف لے گئے۔ بلخ سے حضرت خواجہ غریب نواز غزنی میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں آپ نے کافی عرصہ قیام فرمایا اور شیخ عبدالواحد غزنی سے کسب فیض کیا یہی سے آپ ہندوستان روانہ ہوئے۔

ہندوستان میں آمد

حضرت خواجہ غریب نواز ۵۸ھ میں سرز میں ہند میں تشریف لائے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز ہند سے باہر کبھی تشریف نہیں لے گئے۔ پتوی راج کا ستارہ اقبال حضرت خواجہ غریب نواز کے سامنے ہی غروب ہوا۔ حضرت خواجہ غریب نواز عام روایتوں کے مطابق غزنی سے لاہور پہنچے اور سلطان المشائخ حضرت داتا گنج بخش کے مزار کے پاس پہنچے ایک جھرے میں چالیس دن یادا ہی میں بسر کئے اور خوب اکتاب فیض کیا۔ لاہور سے حضرت خواجہ غریب نواز

اپنے چالیس درویش کے ہمراہ اجمیر کی طرف چل پڑے۔ راستے میں حضرت خواجہ غریب نواز سونی پت، نارنول اور سماں میں بھی مختصر قیام کیا۔ ۵۸۷ھ اجمیر شریف پہنچ گئے۔ سفر کے دوران آپ تبلیغ حق فرائض انعام دیتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق دلی کے راستے میں سات سو ہندو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔

اجمیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کے چالیس ساتھیوں کی مقدس جماعت شہر سے باہر ایک کھلے میدان میں رونق افزز ہوئی راجہ کے ملازم مانع ہوئے کیونکہ وہاں راجہ کے اونٹ چڑھاتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا بھائی یہ میدان وسیع ہے راجہ کے اونٹ بھی بیٹھ جائیں گے۔ راجہ کے ملازم میں نے ایک نہ سی حضرت خواجہ غریب نواز اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوئے اور فرمایا اچھا بھائی یہ جگہ نہ کہی اور کہی یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھے رہیں گے۔

یہ فرمائی حضرت خواجہ غریب نواز انا ساگر کی طرف تشریف لے گئے حضرت خواجہ غریب نواز کے اس جگہ سے تشریف لے جانے کے بعد راجہ کے اونٹ شام کو یہاں آ کر بیٹھے صبح ہوئی تو کوئی اونٹ اٹھنے سکا۔ شتر بانوں نے بہتیرے جتن کئے لیکن ناکامی ہوئی۔ اب ان کو احساس ہوا کہ کل انہوں نے درویشوں سے زیادتی کی تھی اسی وقت حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی دھاندلی پر ندامت کا اظہار کیا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے معاف فرمایا اور کہا اچھا بھائی جاؤ تمہارے اونٹ حکم الٰہی سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی تبلیغی مساعی کی بدولت سعید روحیں تو خود بخود اسلام کی طرف مائل ہونے لگیں لیکن اہل اجمیر کی اکثریت سرتاپا کفر و شرک میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی صدائے توحید سن کر ان میں یہجان پیدا ہو گیا اور وہ حضرت خواجہ غریب نواز کے درپے آزار ہو گئے۔ راجہ پر تھوی راج بھی ان درویشوں کے حالات سن چکا تھا اور ان کی موجودگی کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن اس نے بزرگانہیں اجمیر سے نکالنا مناسب نہ سمجھا۔ پر تھوی راج کی ماں ایک ہوشمند عورت تھی اور علم کہانت و نجوم میں خاصی دسترس رکھتی تھی وہ کئی سال پہلے پر تھوی راج کو بتا چکی تھی کہ کسی دن اجمیر میں ایک مسلمان درویش کا اور وہ ہو گا اگر اس کو ستایا گیا تو تمہاری ہلاکت اور سلطنت کے زوال کا اندیشہ ہے یہ راجہ کی ماں اندیشانہ مشورہ کا ہی اڑ تھا کہ اس نے ان درویشوں کو کھلم کھلاستا نے سے احتراز کیا لیکن وہ دل سے یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ جلد سے جلد اس کی سلطنت سے نکل جائیں۔ اجمیر کا سب سے بڑا مہنگا رام دیو کی سفلی قوتوں کا مالک تھا راجہ اور اجمیر کے لوگ اس معتقد تھے رام دیو کو حضرت خواجہ غریب نواز کے خلاف اکسایا گیا لیکن حضرت خواجہ غریب نواز کی ایک

نگاہ سے اس کی کایا پلٹ گئی وہ حضرت خواجہ غریب نواز کے قدموں پر گر پڑا اور معافی کا خواتینگار ہوا حضرت خواجہ غریب نواز نے معاف فرمایا۔ اس نے حضرت خواجہ غریب نواز کے دست حق پر اسلام قبول کیا اس کے ساتھی اور اہل اجمیر یہ واقعہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اس کا نام رام دیو کے بجائے شادی دیور کھدیا۔ شادی دیو کا قبول اسلام اجمیر کے ہندوؤں اور راجہ پر سخت شاق گزرادہ سمجھے کہ حضرت خواجہ غریب نواز ساحرانہ قوتوں کے مالک ہیں۔ راجہ نے ہندستان کے سب سے بڑے ساحر جے پال جوگی کو مقابلے کے لئے بلایا۔ جے پال فوراً اپنے سینکڑوں شاگردوں کے ہمراہ اجمیر پہنچا اور حضرت خواجہ غریب نواز کی قیام گاہ کی طرف بڑھا۔ تمام ساحر شیروں پر سوار تھے اور اپنے ہاتھوں میں آگ اگنے والے سانپ اور آگ کے چکر لہار ہے تھے۔ زمین ان کے دہشت خیز حملہ سے لرز رہی تھی اور ساری فضا میں ایک ہولناک طوفان برپا ہو گیا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اپنے ساتھیوں کے گرد ایک حصہ کھینچ دیا ساحروں کی آتش بازی کا سارا زور اس حصہ کے قریب آ کر معدوم ہو جاتا تھا۔ انہوں نے بہتیرے جتن کئے لیکن حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کی جماعت کا کچھ نہ بگاڑ سکے آخر کار حضرت خواجہ غریب نواز نے ایک مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی اور اللہ کا نام لے کر ساحروں کی طرف پھینک دی آناؤ فاناً ان کے جادو کے سارے کھلیل بھسم ہو گئے۔ جے پال نے کھلے دل سے اعتراض فکست کیا اور حضرت خواجہ غریب نواز سے اپنی گستاخی کی معافی چاہی حضرت خواجہ غریب نواز نے اسے گلے سے لگایا۔ جے پال اسی وقت مسلمان ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حلقة ارادت میں شامل ہو گیا۔ اس کے سینکڑوں شاگرد بھی استاد کی پیروں میں کلمہ طیبہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جے پال نے قبول اسلام کے بعد عبداللہ نام پایا اور عبداللہ بیباوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز انساگر کے کنارے سے اٹھ کر اس جگہ تشریف لے آئے جہاں آج کل درگاہ کا احاطہ ہے یہ جگہ شادی دیو کی ملکیت تھی اس نے حضرت خواجہ غریب نواز کی نذر کر دی۔

جے پال جوگی کا قبول اسلام معمولی واقعہ نہ تھا اس کے بعد اجمیر کے لوگوں میں اسلام بڑی سرعت سے پھیلنے لگا۔ پڑھوی راج اس صورت حال سے سخت پریشان ہوا اس نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ حضرت خواجہ غریب نواز کو اجمیر سے نکال دے لیکن ہر دفعہ دوراندیش ماں کی نصیحتیں اس کے ارادے کی محیل میں منع تھیں۔ آخر اس کے صبر کا پیانہ نہ بیز ہو گیا اس نے ارادہ کر لیا کہ ان درویشوں کو بزرگوت اجمیر سے نکال دے چنانچہ اس نے حضرت خواجہ غریب نواز اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق نہایت نامناسب الفاظ استعمال کئے اور اپنے ایک سردار کے ذریعہ حضرت خواجہ غریب نواز کے پاس

پیغام بھیجا کر اپنے ہمراہ یوں سمیت جلد از جلد اجیر سے نکل جائی جب راجہ کے الفاظ اور پیغام حضرت خواجہ غریب نواز کے گوش گزار ہوئے تو آپ کی زبان مبارک سے معایہ الفاظ نکلے

پتھو راز ندہ گرفتیم و دادیم

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا

ما اور ابیروں کردیم و دادیم

یہی وقت تھا جب شہاب الدین محمد غوری تراویزی کی پہلی جنگ کا بدلہ چکانے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہندوستان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے اسے خواب میں زیارت عطا فرمائی اور فتح و نصرت کی بشارت دی۔ شہاب الدین غوری آندھی کی طرح غزنی سے اٹھا اور ہندوستان کے افق پر چھا گیا۔ تراویزی کے میدان میں ایک فیصلہ کن ہولناک جنگ ہوئی ایک طرف باطل کی بے پناہ طاقت تھی اور دوسری طرف خدائے ذوالجلال کی سپاہ جانباز شکست پر ٹھوی راج کا مقدر بن چکی تھی اس کی فوج مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ پر ٹھوی راج گرفتار ہوا اور بعد ازاں قتل کر دیا گیا۔

پر ٹھوی راج کی شکست کے بعد ہندوستان میں اشاعت اسلام کے معاملے میں کوئی دنیاوی رکاوٹ باقی نہ رہی۔ حضرت خواجہ غریب نواز اور دوسرے بزرگان دین تبلیغ حق کا فریضہ بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔

سکونت

حضرت خواجہ غریب نواز نے اجیر شریف میں ورود مسعود تک شادی نہیں کی تھی۔ ۹۵۵ھ میں آپ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور اکرم ﷺ نے آپ کو نکاح کرنے کا رشاد فرمایا۔ اسی دن ایک راجہ کی دختر جہاد میں آئی تھی وہ بی بی بر رضا و غبت مسلمان ہو گئیں ان کا نام امت اللہ رکھا گیا اور حضرت خواجہ غریب نواز نے ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز نے دوسرا نکاح بھی فرمایا جس کا نام عصمت اللہ بی بی تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کو اللہ تعالیٰ نے تین فرزند اور ایک صاحبزادی عطا کی۔ تینوں زینہ اولادیں بی بی عصمت اللہ کے بطن سے ہوئیں اور صاحبزادی بی بی امت اللہ کے بطن سے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر مبارک اور سالِ وصال کے متعلق تذکرہ نگاروں میں اختلاف ہے۔ عمر مبارک کسی نے ۲۰ ابریس، کسی نے ایک سورس اور کسی نے ۷۹ برس لکھی ہے۔ سالِ وصال کے متعلق اکثر یہ ۳۳۴ھ پر متفق ہے۔

تاریخ وفات ۶ ربیع بیان کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں وصال کے وقت حضرت خواجہ غریب نواز کی پیشانی اقدس پر یہ الفاظ صاف پڑھے جاتے تھے

هذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ

اللہ عزوجل کے دوست نے اللہ عزوجل کی محبت میں وفات پائی

حضرت خواجہ غریب نواز کے وصال مبارک کو صد یاں گزر چکی ہیں۔ آپ کے مزار پر انوار واقع (اجمیر شریف) میں زائرین کا ہجوم برابر بڑھ رہا ہے دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی ہے کہ جوں جوں حضرت خواجہ غریب نواز کی مدت وصال میں اضافہ ہو رہا ہے حضرت خواجہ غریب نواز اسی قدر عوام و خاص میں مقبول ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ بات پاک و ہند کے رہنے والوں پر ہی مخصوص نہیں بلکہ دنیا کے ہر خطہ سے لوگ وہاں کھنچنے چلے آتے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز میں نہ جانے کتنی کشش پائی جاتی ہے کہ جو ایک بار وہاں سے ہو آتا ہے وہ وہاں دوسری بار سر کے بل پہنچنے کی خواہش کرتا ہے۔ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی اور پارسی بلا تمیز مذہب و ملت آستانہ عالیہ سے فیض یا ب ہوتے ہیں غالباً اسی لئے لارڈ کرزن نے کہا تھا کہ ہندوستان میں ایک قبر آج بھی حکومت کر رہی ہے۔

کوئی با دشایا راجہ ایسا نہیں گزرا جس نے حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر حاضر کی سعادت حاصل نہ کی ہو۔ موجودہ ہندو حکمران بھی درگاہ عالیہ پر حاضری دینا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اجمیر شریف کی آبادی جواب زیادہ تر ہندوؤں پر مشتمل ہے وہ بھی برابر حاضر ہوتے ہیں بلکہ دکاندار لوگ اپنے کاروبار کی ابتداء حضرت خواجہ غریب نواز کے نام نامی سے کرتے ہیں۔ وہاں کی آبادی عام گفتگو میں بھی حضرت خواجہ غریب نواز کے احترام کو مخوض رکھتی ہے مثلاً جب ان سے خیریت دریافت کی جائے تو کہتے ہیں غریب نواز کا کرم ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ غریب نواز بھی ان پر بلا کے مہربان ہیں۔ آپ کے بلند و بالا شاہی دروازے آج بھی حاجت مندوں کے لئے کھلے ہیں۔ دروازے پر نوبت بھتی ہیں، اللہ اکبر کی صداوں ساتھ غریب نواز کی بے کار کے نفرے بھی بلند ہوتے ہیں۔ یہ جاہ و جلال اس بات کا شاہد ہے کہ ولی اللہ کی کیاشان ہے اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کس عظمت کے حامل ہیں۔

(ماہنامہ آئینہ لاہور دسمبر ۱۹۶۲ء)

گلگوں سحر کو ہے سہر سوزِ دل سے آنکھ
سلطان سہرورد ہے نام ابوالحسین

حل لغات

گلگوں، گلب جیسا۔ سحر وقت، آخر شب صحیح پہلے کا وقت۔ سہر (بفتحتین وباء مہملہ بمعنی بیداری و جا گنا) سہرورد، بستی کا نام ہے یہاں سلسلہ سہروردیہ مراد ہے۔

شرح

گلب جیسی سحر کو بیداری ہے اور اسے دل کے سورز سے آنکھ حاصل ہے سلسلہ سہروردیہ کے سلطان کا نام ابوالحسین ہے۔

فضائل سلسلہ سہروردیہ

اس سلسلے کے بانی حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی ہیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

چھٹی صدی ہجری میں جن پاک باز ہستیوں نے جنم لیا انہی میں حضرت شیخ سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام نامی سرفہrst نظر آتا ہے۔ آپ ۲۵۵ھ میں عراقِ عجم کے قصبه سہرورد میں پیدا ہوئے اور آپ کو اس نسبت سے سہروردی کہا جاتا ہے۔

آپ نے ابتدائی مرحلہ پر علمی اور تربیتی مدارج میں کمال اپنے عمّ محترم ابونجیب سہروردی سے حاصل کیا۔ اپنے فاضل اور عارف باللہ پچھا کے علاوہ بغداد تشریف لا کر مستند اور مشہور ائمہ اور اکابر علماء سے تفسیر، حدیث، فقہ، علم کلام اور علوم ادیبیہ میں کمال حاصل کیا۔ یہاں تک کہ آپ ان علوم میں اپنے وقت کا اکابر علماء اور فضلاء میں شمار ہونے لگے بالخصوص علم فقہ میں آپ کا اجتہاد علمائے وقت کے لئے نظریہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

ابتدائی دور میں آپ کو کثرتِ مطالعہ کے سبب علم کلام سے بے پناہ شغف اور تعلق قائم ہو گیا یہ شغف اس درجہ بڑھا کر اس شعبہ کے علاوہ دیگر علوم سے کسی قسم کی دلچسپی نہ رہی۔ یہ بات اہل اللہ کے نزدیک معرفتِ الہی کی اصل منزل نہیں ہے چنانچہ آپ کے عمّ محترم اس بڑھتے ہوئے انہاک سے خوش نہ تھے اور ایک دن موقعہ پا کر آپ کو غوثِ الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور علم کلام سے اپنے بھتیجے کی جو دلچسپی اور وابستگی تھی اس کی کیفیت غوثِ الاعظم کے سامنے کی۔ حضرت غوثِ الاعظم نے نگاہِ عارفانہ اور فراہمِ مونمانہ سے معاملہ کی اصل زماں کت

کو بھانپ لایا چنانچہ پہلے تو آپ نے شیخ سہروردی سے ان کتابوں کے نام و مضمایں دریافت فرمائے جو ایک عرصہ تک آپ کے زیر مطالعہ رہی تھیں اس کے بعد غوث الاعظم نے آپ کے سینہ پر ہاتھ مار کر فرمایا "یا عمر! انت انت اخر المشهورین فی العراق" ہم تم تو عراق کے مشاہیر کی منا اور آخر ہو۔ ان کلمات کا داکرنا اور دست مبارک سے سینہ سے مس کرنا تھا کہ حضرت شیخ سہروردی علم میں کلام کے تمام مسائل بھول گئے

دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے

دل بے مدعا دیا تو نے

لا کھدینے کا ایک دینا ہے

اب تو جہالت کا مزکر نہ علم کلام تھا نہ فلسفہ و منطق کے مضمایں جو علوم کل تک معارج و منتها نے نظر تھے وہ حقیر و کم مای نظر آنے لگے اور اب معرفتِ الہی کے سوا کسی اور چیز کی فکر دامن گیر ہی نہ رہی۔ خلیج اور فارس کے ایک جزیرہ میں خاصے طویل عرصہ تک گوشہ نشین رہ کر ریاضت اور عبادتِ الہی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے روحانی منازل کی معرفت کے لئے انسان کو جسمانی مجاہدوں کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے چنانچہ آپ ولایت کے اعلیٰ مدارج پر ممکن ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ہر میں شریفین تشریف لے گئے جہاں آستانہ محبوب میں قربت اور وابستگی کے دن گزارنے کے بعد بغداد تشریف لے آئے۔

آپ کے عم محترم ابو نجیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے مستند اور با فیضِ عالم تھے اور وعظ و ارشاد کا سلسلہ قائم کئے ہوئے تھے لہذا آپ نے اپنے لئے یہی میدان منتخب کیا جو فلاج دارین حاصل کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔

حضرت ابو نجیب کے وصال کے بعد اپنے وعظ و ارشاد کی مند کو سنن جالا جس کو رب کریم کی رضا و خوشنودی کی دولت حاصل ہو جائے اس کی زبان سے رشد و ہدایت کے چشمے بھلا کس طرح جاری نہ ہوں گے چنانچہ یہی ہوا۔ آپ کے مواعظ و ارشادات نے مخلوقِ خدا کے مردہ دلوں میں روح ایمانی کی لہر دوڑا دی۔ ہزار ہافاسق و فاجر اور گمراہوں نے اپنے فرق و فجور سے تو پر کی اور دامنِ اسلام میں جسم و روح کی تمام تر طاقتیوں اور لذتوں سے بہرہ ور ہونے کے لئے داخل ہوئے۔ آپ کے اس علم و فضل کی شهرت تمام عالمِ اسلام میں پھیل گئی نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ اشیوخ سے فیضاب ہونے اور سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے لئے دور راز ممالک سے ہزاروں مصائب اور بے پناہ دشمنیں برداشت کرنے کے باوجود طالباتِ حق گروہ حاضر خدمت ہوتے رہتے۔ آپ ان طالبانِ حق کے قلب کی اصلاح فرماتے، سلوک کی منازل طے کرتے اور پھر ان کے لئے مقام کا تعین فرماتے کہ اس قریب، بستی اور ملک میں جا کر بندگانِ خدا کی

اصلاح کے حق ادا ہو سکے اور خدا کی بستی میں خدا ہی کا نام بلند و بالا ہو۔ پاکستان و ہندوستان میں سلسلہ شہروردیہ کو حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم کیا۔ حضرت شیخ شہاب الدین شہروردی سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے بے شمار والیاں ریاست اور مالدار ہندو تاج محل آپ ہی کی تعلیم کی برکت سے شرف بہا سلام ہوئے۔

حضرت شیخ الشیوخ کو اپنے حلم و مدر، علم و فضل اور تقویٰ کی بناء پر صرف علماء و مشائخ کے حلقوں ہی میں مقبولیت اور ہر دعیریزی حاصل نہ تھی بلکہ آپ کی شخصیت کی دلاؤیزی اور بصیرتِ دینی امراء و خلفاء اور سلاطین بلادِ اسلامیہ کو بھی آپ کا گردیدہ اور شیدائی بنادیا تھا تمام تر اسلامی ممالک میں آپ کی کارکردگی کا ذکر نکا بجتار ہتا تھا۔

یہی وجہ تھی جب کبھی اسلامی ممالک میں نماز عات نے جنم لیا یا اختلافات رومنا ہوئے تو آپ نے دین کی بنیاد پر ان اختلافات کو اتفاق میں تبدیل کرنے کے لئے نمایاں اور اہم کردار ادا کیا۔ جب کبھی حکام، امراء اور سلاطین ممالکِ اسلامیہ سے متعلق مسائل پیش آتے تو آپ کو دربارِ خلافت کی وجہ سے مصالحت کا منصب تفویض کیا جاتا جسے آپ نے اپنی خداداد دینی ذکاوت اور ایمانی بصیرت کی روشنی میں کامیابی کے ساتھ انعام دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ خلفاء بغداد نے تمام علماء اور مشائخ پر آپ کی ذات کو مقدم کر کے اور اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر آپ کو ”شیخ الشیوخ“ کا خطاب دے رکھا تھا۔

حضرت شیخ الشیوخ نے جہاں اپنے مواعظ و ارشادات کے ذریعہ ہزار ہا عاصیوں کو ظلمت و طغیانی کے غاروں سے نکال کر توحید و معرفت کے اعلیٰ مناصب پر پہنچا دیا تھا وہیں آپ نے رہتی دنیا تک حق کے متلاشیوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اپنی تصانیف کا ایک بیش بہا سلسلہ قائم کیا۔

”تاریخ ادبیات عرب“ کے مصنف اور مشہور جرمون مشرق برکان کی تحقیق کے مطابق آپ کی ۲۱ تصانیف میں سے زیادہ مشہور اور اہم اور نمایاں تصانیف ”عوارف المعارف“ ہے جسے آپ نے مکہ معظمه میں رہ کر تصنیف فرمایا۔ اس کتاب کی تحریک میں جب کبھی آپ کو کوئی دشواری پیش آتی یا کوئی مشکل مرحلہ در پیش ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع فرماتے، بیت اللہ کا طواف شروع کر دیتے یہاں تک کہ حق آپ پر ظاہر ہو جاتا۔

”عوارف المعارف“ وہ معرکہ آراء کتاب ہے جو ہر دور میں تمام سلسلوں کے صوفیائے کرام کے حلقوں میں بطور خاص درس کے طور پر شامل تھی اور آئندہ بھی معرفتِ الہی حاصل کرنے والوں کی ہدایت کا بیش بہا خزانہ ثابت ہو گی۔

عوارف المعارف کی اہمیت اور مقبولیت کا اندازہ لگانے کے لئے صرف اس قدر جان لینا کافی ہے کہ اس کتاب

کے فارسی، اردو، ترکی اور انگریزی زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ بر صغیر پاک و ہند کے بہت سے علماء کرام و صوفیائے عظام نے اس کتاب میں شامل مضاہین کی تفہیم اور تسہیل کے لئے حاشیے اور شرحیں لکھی ہیں تاکہ قارئین کو اصلاحِ قلب کا سرمایہ میسر آسکے۔

حضرت شیخ الشیوخ عربی اور فارسی زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ابن خلکان نے اپنی کتاب میں شیخ سہروردی کے اشعار کو بھی شامل کیا ہے۔

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیم محرم الحرام ۱۳۲ھ کو بغداد میں وصال فرمایا جسے دین اور دنیا کی تمام تصرفات حاصل تھیں آپ کے یہاں وصال کے وقت صرف چھو دینار نکلے جو آپ ہی کی تجویز و تکفین میں کام آگئے اس لئے کہ سلاطین اور امراء کے یہاں سے جو قیمتی نذارے اور تختے آپ کی خدمت میں آتے آپ فوراً ان کو ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔

کرسی نشین ہے نقش مرادوں کے فیض سے
مولائے نقشبند ہے نام ابوالحسین

شرح

آپ نقش مراد کے فیض سے کرسی نشین ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کا آقا و مولیٰ حضرت ابوالحسین ہیں۔

فضائل سلسلہ نقشبندیہ

یہ طریقہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب ہے۔ مختلف زمانوں میں اس کے مختلف القاب رہے ہیں چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیخ بازیز یہ بسطامی تک اسے صدیقیہ کہتے تھے اور بازیز یہ بسطامی سے خواجہ عبدالخالق غجدواني تک طیفور یہ اور خواجہ عبدالخالق سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند تک خواجہ گانیہ کہلاتا تھا اور حضرت خواجہ نقشبند سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی تک نقشبندیہ کے نام سے موسم تھا اور حضرت مجدد کے زمانہ سے نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا ہے۔

سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مطلوب جو بیچوں و بیچگوں ہے آفاق و انس سے باہر ہے۔ آفاق و انس کے آئینوں میں اس کی ذات اور اسماء و صفات کی گنجائش نہیں۔ ان میں جو ظاہر ہوتا ہے وہ فلاں اسماء و صفات ہیں بلکہ اسماء و صفات کی ظلیلت بھی ان دونوں سے باہر ہیں چونکہ آفاق و انس و سلوک و جذب سے باہر ولایت

اویاء کا گز رگاہ نہیں اس لئے اکابر نقشبندیہ نے بھی آفاق و نفس و سلوک و جذب سے باہر کی خبر نہیں دی ہے اور کمال است ولایت کے مطابق فرمادیا ہے کہ اہل اللہ فنا و بقاء کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے میں دیکھتے ہیں اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہے ”وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَثْقَلُكُمْ إِيمَانُهُمْ“، مگر الحمد للہ کہ ان بزرگوں نے اگرچہ نفس سے باہر کی خبر نہیں دی مگر وہ گرفتار نفس بھی نہیں وہ نفس کو بھی آفاق کی طرح لا کے تخت میں لا کر اس کی نفحی کرتے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور جانا گیا وہ سب غیر ہے حقیقت گلمہ لاسے اس کی نفحی کرنی چاہیے۔

هردم از بوالعجمی نقش دگر پیش آرند

نقش بنڈ ندوی سید بہر نقش نیند

نقش ماہم گرچہ پاک از لوح خاک

نقشبندی و لیک از نقش پاک

طریقہ نقشبندیہ کے اقرب طرق ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا وسیلہ حضور اکرم ﷺ کی جانب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ظہر ہے کہ وسیلہ جس قدر زیادہ قوی ہو گاراہ وصول اقرب ہو گا اور قطع منازل بہت جلدی ہو جائے گا وہ جو اس سلسلہ عالیہ کے اکابر کی عبارت میں واقع ہے کہ ہماری نسبت سب نبتوں سے بلند و بالا ہے بالکل درست ہے کیونکہ ان کی نسبت (یعنی دوام حضور یا دوام آگاہی) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ہے جو پیغمبروں کے بعد افضل البشر ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آگاہی یقیناً سب آگاہیوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ طریقہ البتہ موصول ہے عدل وصول کا احتمال یہاں نہیں پایا جاتا کیونکہ اس راہ کا پہلا کام جذب ہے جو وصول کی دلیل ہے۔ سالک کے وصول کا مانع یا جذب محض ہے جس میں سلوک دیا، سلوک بغیر جذب کے یہ دونوں مانع نہیں پائے جاتے کیونکہ اس طریق میں نہ سلوک خالص ہے نہ جذب محض بلکہ جذب ہے حضمن سلوک الہذا اس طریقہ عالیہ میں وصول کا سدر راہ سوائے طالب کی سنتی کے اور کوئی چیز نہیں۔ طالب صادق اگر پیر کامل کی صحبت میں رہے اور شرائط طلب جوا کا بر سلسلہ نے قرار دی ہے بجالائے تو امید ہے کہ البتہ و اصل ہو گا اگر پیر ناقص سے کسی کا پالا پڑ جائے تو چونکہ وہ خود و اصل نہیں دوسرے کو کیسے و اصل بنا سکتا ہے اس صورت میں طریق کا کیا قصور ہے۔

حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ عالیہ کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا ہے۔

ولایت کبریٰ کے اوپر کے تمام مقامات آپ ہی پر منکشف ہوئے ہیں اور آپ کے علوم معارف جدیدہ پر شریعت کی مہرب قدمدیق ہے چنانچہ آپ مکتوب ۲۶۰ جلد اول میں اپنا طریق بیان کر کے یوں لکھتے ہیں

یہ ہے بیان اس طریق کا رکاہ ولایت سے نہایت تک جس کے ساتھ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس حقیر کو ممتاز فرمایا ہے۔ اس

طریق کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جو حضمن انداز نہایت درہدایت ہے اس بنیاد پر عمارتیں اور محل بنائے گئے اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا۔ بخارا اور سمرقند سے بیچ زمین ہند میں جس کامیہ خاک طیبہ و بطيح سے بویا گیا اور اس کو سالوں آپ فضل سے سیراب رکھا گای اور تربیت احسان سے پروش کیا گیا جب وہ کھنچی کمال کو پہنچی تو یہ علوم و معارف پھل لائی۔

اور ایک مکتوب (مکتب ۲۸۱ فتنہ اول) میں آپ یوں ارشاد فرماتے ہیں اس طریق میں ایک قدم رکھنا دوسرے طریقوں کے سات قدم سے بہتر ہے وہ راستہ جو طریق تبعیت ووراثت کمالاتِ نبوت کی نہایت تک ہے وہاں سے کمالاتِ نبوت کی طرف کوئی راستہ کھلانہیں۔

مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ الامی نے کیا خوب فرمایا ہے

برنداز رہ پنهان مجرم قافله را

نقشبندیہ عجب قافله سالا ر انند

مے برد و سوسہ خلوت و فکر چله را

از دل ساللک رہ جاذبہ صحبت بتان

حاش لله کہ برآرم بزمیان این گله را

قاصرے اگر کندایں طائفہ راطعن قصور

روبہ از حیله چسان بگسلدایں سلسہ را

همہ شیران جہان بستہ این سلسہ اند

اسے اسی قدر کامل جاننا چاہیے اور جو شخص مشاہدہ میں ان اشیاء میں سے کسی چیز میں قاصر ہے اس کو اسی قدر ناقص سمجھنا چاہیے۔ کمال اتباع سنت جو حضرات نقشبندیہ نے اختیار کیا ہے اس کے سبب سے وہ دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں اور کمال متابعت کی وجہ سے یہ کمال مشاہدہ ان کی افضیلت کی دلیل ہے وہ عمل بر عزیت کو حقیقی المقدور ہاتھ سے نہیں دیتے اور خصت پر عمل تجویز نہیں کرتے۔ وہ حوال و مواجهہ کو احکام شرعیہ کے تابع رکھتے ہیں اور اذواق و معارف کو علم دینیہ کے خادم سمجھ کر جواہر فسیہ شرعیہ کے عوض میں وجود حال کے جوز و مویز کو نہیں لیتے اور صوفیہ کے تراہات پر مغزور نہیں ہوتے اسی واسطے ان کا وقت و حال دوام واستمرار پر ہے نقش مساواں کے دل سے اس طرح محظہ ہو جاتا ہے کہ اگر ہزار سال مساوا کے حاضر کرنے میں تکلف کریں تو حاضر نہ ہو سکے۔ وہ تجلی ذات جو دوسروں کے لئے مثل بر ق کے ہیں ان بزرگوں کے لئے دائیٰ ہے وہ حضور جس کے پیچھے ہوان کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے ”رَجَالٌ لَا تُلِهِيْهُ تِجَارَةً وَ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ“ ان کی صفت ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی تھی کہ مجھے ایسا طریقہ عطا فرمایا جائے جو

اقرب طرق اور البتہ موصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ کی وعاقبول فرمائی اور ان کو سلوک پر جذب کی تقدیم کا الہام ہوا۔ دوسرے طریقوں میں سلوک کو جذب پر مقدم کرتے ہیں یعنی پیر کامل اپنے مرید کو پہلے ریاضات (اربعین و بیداری و گرسی وغیرہ) کا حکم دیتا ہے اور ان ریاضتوں سے مرید کے عناصر نفس کو مصافا کرتا ہے جب مرید اپنے نفس و عناصر کی طہارت اپنے سے باہر عالم مثال میں دیکھتا ہے مثلاً ستارہ یا ہلال یا ماہ ناقص یا بد رکمال یا آفتاب تو اس وقت شیخ اس مرید کو فناء و تصفیہ نفس و عناصر کی بشارت دیتا ہے اسے سلوک کہتے ہیں اور اس سیر کو سیر آفاقی کہتے ہیں کیونکہ طالب اپنے سے خارج عالم مثال میں جو مجملہ آفاق ہے اپنے احوال و احوال دیکھتا ہے اس کے بعد شیخ محض اپنی توجہ سے مرید کے لٹاکف عالم امر کے تزکیہ میں مشغول ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ فناء و بقاء حاصل کرتے ہیں اسے جذب کہتے اور اس سیر کو سیر نفسی کہتے ہیں کیونکہ اس سیر میں طالب جو کچھ (استنارت و ترقی و وصول باصل و فنا) دیکھتا ہے اپنے اندر دیکھتا ہے۔ بنابر تو جیہے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سیر کو سیر نفسی اس واسطے کہتے ہیں کہ نفس اسماء و صفات باری تعالیٰ کے ظلال و عکوس کے آئینے ہو جاتے ہیں نہ یہ کہ سالک کی سیر نفس ہوتی ہے یہاں حقیقت میں ظلال اسماء کی سیر ہے نفس کے آئینوں میں طریقہ نقشبندیہ میں جذب کو سلوک پر مقدم کرتے ہیں اور ابتداء لٹاکف عالم امر سے کرتے ہیں۔ سلوک جذب کے ضمن میں اور سیر آفاقی سیر نفسی کے ضمن میں طے ہو جاتی ہے۔ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی توضیح و تشریح یوں فرماتے ہیں کہ سیر و سلوک اور جذب و تصفیہ سے مقصود نفس کا حصول سب سے بڑی برائی ہے۔ آفاق کی گرفتاری نفس کی گرفتاری اور مرادات نفس کا حصول سب سے بڑی برائی ہے۔ آفاق کی گرفتاری نفس کی گرفتاری کے سبب سے ہے کیونکہ جس چیز کو کوئی دوست رکھتا ہے اپنی دوستی کے سبب سے دوست رکھتا ہے مثلاً اگر فرزند و مال کو دوست رکھتا ہے تو اپنے فائدے کے لئے دوست رکھتا ہے چونکہ سیر نفسی میں محبت اللہ تعالیٰ کے غالبہ کے سبب سے اپنی دوستی زائل ہو جاتی ہے اس لئے اس ضمن میں فرزند و مال کی دوستی بھی زائل ہو جاتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اپنی ذات کی گرفتاری کے دور ہو جانے سے دوسروں کی گرفتاری بھی دور ہو جاتی ہے۔ اس طرح سیر نفسی کے ضمن میں سیر آفاقی بھی قطع ہو جاتی ہے اس صورت میں سیر نفسی و سیر آفاقی کے معنی بھی بلا تکلف درست رہتے ہیں کیونکہ حقیقت میں سیر نفس میں بھی ہے اور آفاق میں بھی۔ نفس کے تعلقات کا قطع بذریعہ نفس میں سیر ہے اور آفاق کے تعلقات کا قطع جو سیر نفسی کے ضمن میں ہوتا ہے آفاق میں سیر ہے دیگر مشائخ نے جوان دونوں کے معنی بیان کئے ہیں ان میں تکلف ہے۔ انسان پر لازم ہے کہ اپنے مولا کریم جل جلالہ و عمنوالہ کے اوامر کو بجالائے اور نواہی سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اخلاص کا حکم دیا ہے جسے حدیث جبرائیل

میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہ دوام عبودیت یا دوام آگاہی فنا و محبت ذاتیہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے صوفیہ کرام نے فنا و محبت ذاتیہ کی تحریک کے لئے مختلف طریقے بیان کئے ہیں جن میں طریقہ نقشبندیہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے اس طریقہ عالیہ کا مدار متابعت سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے اور اذکار بھی اگر ہیں تو وہی جو ما ثورہ ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے شر بلکہ ملائکہ سے بھی اکمل الاممین ہیں۔ ظاہر و باطن اور صفات جبلی و کبی میں علم و اعتقاد عمل اور عبادات و عادات و معاملات میں جو شخص حضور اکرم ﷺ سے جس قدر زیادہ مشابہت پیدا کرے گا۔

جس نخل پاک میں ہیں چھیالیں ڈالیں
اک شاخ ان میں سے ہے منام ابوالحسین

حل لغات

نخل، کھجور۔ ڈالیاں، ڈالی کی جمع ہے بمعنی ٹہنی۔ منام (عربی) سونے کی جگہ اور نیند و خواب۔

شرح

جس کھجور مبارک کی چھیالیں ٹہنیاں ہیں ان میں ایک شاخ حضرت ابوالحسین (یعنی چھیالیں و اسطوں سے آپ شجرہ طیبہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ سے مل جاتے ہیں کیونکہ آپ خاندان سادات کرام سے ہیں) کی آرام گاہ ہے۔

مستوں کو اے کریم بچالے خمار سے
تادورِ حشر دورہ جام ابوالحسین

حل لغات

مستوں، مست کی جمع ہے بمعنی متولا، دیوانہ، نشے میں چور، بے پرواہ۔ خمار، نشہ کا اتار، نیند کا دور۔ دورہ، چکر، باری، گشت۔

شرح

اے کریم دیوانوں کو غفلت سے بچالے دور حشر تک دائم رہے ابوالحسین کا جام۔ یہ عقیدت و محبت کی انتہا ہے کہ ہمیں علاق و نیویہ یا نسبت غیریہ میں مست ہونے سے بچا س لئے کہ ہمیں تو حضرت ابوالحسین علیہ الرحمۃ کے جام سے ہی وابستگی جہان کی مستی سے اعلیٰ ہے ہمیں تو اسی دربار گوہ بار کی حاضری کا دورہ ہی کافی ہے۔

اُن کے بھلے سے لاکھوں غریبوں کا ہے بھلا
یارب زمانہ باد بکام ابوالحسین

شرح

ان کی بھلائی بے شمار غریبوں کی بھلائی ہے اسی لئے اے پور دگار زمانہ کو حضرت ابوالحسین کی مراد و مطلب کے مطابق بنادے۔

اس میں حضرت کے مدد و حکم کے چودو عطا اور کرم و سخاوت کا بیان ہے کہ اس در فیض و برکت سے دینی و دینیوی، ظاہری و باطنی، روحانی و مادی غرباء کا کام بنتا ہے الہذا مولیٰ کریم عز و جل اس محسن کے مطالب و مقاصد پورے فرماجو حقیقتاً تیری مخلوق کے لئے بھی فائدہ مند ہیں۔

میلا لگا ہے شانِ میجا کی دید ہے
مردے چلا رہا ہے خرام ابوالحسین

حل لغات

میلہ، تماشہ، انبوہ۔ خرام، ناز و انداز کی چال۔

شرح

ابوالحسین کی نگاہ شانِ میجا ہی ہے اس لئے آپ کے دراقدس پر ہر وقت خلقِ خدا کا ہجوم رہتا ہے اور آپ کی ناز و انداز کی چال مردے زندہ کرتی ہے۔

شرح

تذکرہ نوری صفحہ ۳۷ میں ہے کہ آپ کی خدمت اقدس میں ہر وقت غرباء کا مجھ رہتا اور آپ کو غرباء و فقراء کی صحبت نہایت مرغوب و محبوب تھی۔ امراء سے اتنی رغبت و محبت نہ تھی اور اہل حاجات حضار سے ہمیشہ خندہ روی اور نہایت نرمی سے کلام فرماتے، کبھی چینیں نہیں نہ ہوتے ہزاروں عقد ہائے مشکل خدام کے آپ کی توجہ سے حل ہو جاتے۔ کتنے خدام تھے جن کی کفالت خود فرماتے، بہت سے غرباء کی تխواہیں مقرر تھیں، کبھی کوئی سائل محروم نہ جاتا بلکہ اپنی ضرورت سے زیادہ پاتا، سائلین کے حضار مجلس کو بھی ہدایا و تھائف پاتے، آپ کے دربار دوبار میں ایثار و کرم کے دریا بہتے تھے فرماتے کہ اولاد رسول ﷺ میں سخاوت و مہمان نوازی اور خلقِ محمدی ضروری ہے۔

مردیے جلارہاہے

یہ آپ کی خلق خدا کی حاجات برداری اور کرامات کی طرف اشارہ ہے۔ تذکرہ نوری میں تفصیل سے لکھا گیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ہر حاجت مند کی حاجات آپ کی وجہ سے حل ہو جائیں۔ صاحب تذکرہ لکھتا ہے کہ حضور کو جس قدر مخلوق کی حاجت برداری میں لطف آتا ہیاں سے باہر ہے۔ دعا و تعویذ، سفارش عطیات صد ہاطریقوں سے خدام پوری ہوتی تھی۔ (صفحہ ۸۸)

کرامات

آپ کی کرامات کا باب بھی وسیع ہے۔

ایک بچے کی گزارش پر مکان پر بیٹھی چڑیا کی طرف ہاتھ مبارک بڑھایا تو تمام چڑیا آپ کے ہاتھ مبارک پر آ کر بیٹھی پھر فرمایا اُر جاؤ اُر گئی پھر بلا یا پھر آئی اسے فرمایا چلی جا چلی گئی۔ (صفحہ ۱۲۸)

قصبہ شاہ آباد میں ایک بی بی بارہ سال سے بیمار تھی بہت بڑے علاج ہوئے لیکن آرام نہ ہوا۔ آپ نے بطور نقشبند یا اس کا مرض سلب فرمایا اور وہ تند رست ہو گئی۔

ایک دفعہ سانپ گیر حاضر ہوا ایک لوٹے میں زہر یلا سانپ بند تھا آپ نے اس کے کھولنے کا فرمایا عرض کی سخت زہر یلا ہے اور تازہ پکڑ کر لایا ہوں اسے آداب نہیں سکھائے۔ آپ نے فرمایا اسے کھول دو۔ کھولا تو اس نے سیدھا آپ کی طرف رُخ کیا آپ نے اسے چھڑی ماری اور فرمایا اچھا سانپ ہے پھر آپ جس طرح چھڑی گھماتے سانپ اسی طرف جاتا وہ جسم بے جان کی طرح نظر آتا۔ سانپ سخت زہر یلا تھا آپ کا تصرف نہ ہوتا تو مجمع میں کوئی نہ بچتا۔

سربستہ مہر و مہہ ہیں پر اب تک کھلا نہیں
کسی چرخ پر ہے ماہ تمام ابو الحسین

اتنا پتہ ہے کہ یہ چرخ چنبری
ہے ہفت پایہ نہستہ بام ابو الحسین

حل لغات

سربستہ، حیران۔ ماہ تمام، چوڑھویں کا چاند۔ چنبری، بجائے نسبت، چنبر بمعنی محیط دائرہ و طوق و بمعنی کندیہاں

مطلق آسمان مراد ہے۔ ہفت پایہ، سات درجہ۔ زینہ، سیڑھی۔ بام، گھر کی چھت۔

شرح

یہ دو شعر قطعہ بند ہیں یعنی اور چاند ہر دونوں حیران ہیں ان کے ہاں تعالیٰ یہ راز کھل سکا کہ حضرت شاہ ابوالحسن قدس سرہ چوڑھویں چاند کس آسمان پر ہیں ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ ساتوں آسمان شاہ ابوالحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیام کی چھت کے لئے سات درجہ والی سیڑھی ہے۔
اس قطعہ کی شرح سدرہ سے پوچھو کے مطابق ہے۔

ذرہ کو مہر قطرہ کو دریا کرے ابھی
گرجوشِ زن ہو بخششِ عام ابوالحسن

حل لغات

ذرہ، وہ چھوٹے ریزے جو آفتاب کی شعاع کے ساتھ میں پریاروزن میں دکھائی دیتے ہیں۔ قطرہ، بوند بوند برادر۔

شرح

اگر حضرت شاہ ابوالحسن قدس سرہ کی بخششِ عام جوش مارے تو اسی آن میں ذرہ کو آفتاب اور قطرہ آب کو دریا بنادے۔

سخاوت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس شعر میں بھی حضرت شاہ ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سخاوت اور جود و کرم کا بیان ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے علمی فیوض و برکات سے ایک عالم سیرا ب ہوا اور آپ کا یہی سب سے بڑا کارنا مہ ہے۔ آپ امر بالمعروف و نهى عن الممنکر میں کسی کا لحاظ نہ فرماتے۔ دینی معاملات میں کسی کی رعایت نہ فرماتے، احکامِ شرع کی تاکید فرماتے، ہر مسئلہ تحقیق حفیہ اختیار فرماتے، توحید میں شرب و حدة الوجود تھا لیکن فرماتے یہ مسئلہ حالی ہے قائمی نہیں فرمایا
زسب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے موحد ہے تو راجحہ دی ہے بلطف

تربیت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبیا کہ فقیر نے اور پر عرض کیا کہ آپ کا سب سے بڑا کمال خلقِ خدا کی دینی تربیت ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے

تریتیا یافتہ اور خلفاء کی فہرست سینکڑوں تک پہنچی ہے۔ تذکرہ نوری میں آپ کے تربیت یا فتوحات کی فہرست بائیکس اور خلفاء کی پیتنا لیس گناہی ہے حالانکہ یہ فہرست ناقابلی ہے۔

اسماء گرامی بعض خلفاء کرام

امام احمد رضا محدث بریلوی، صاحبزادہ احمد حسین، نواب رستم علی خان، مولانا شاہ محمد عمر دہلوی، مفتی عزیز الحسن عثمانی، حافظ سراج الدین بدایونی، مولوی مشتاق احمد سہارنپوری، حکیم محمد عبد القیوم بدایونی، شاہ اسماعیل حسن، شاہ حامد حسن شاہ محمدی حسن و سید شاہ ظہور حیدر رحمہم اللہ تعالیٰ ان کے علاوہ متعدد خلفاء کے اسماء گرامی اور ان کے حالات تذکرہ نوری صفحہ ۲۶۱۵۸ ملاحظہ ہو۔

بیجی کا صدقہ وارث اقبال مند پائے
سجادہ شیوخ کرام ابوالحسین

حل لغات

سجادہ، مصلی، پیروں کی گدی۔

شرح

حضرت بیجی پیغمبر علیہ السلام کے طفیل خدا کرے حضرت شاہ ابوالحسین قدس سرہ کو ان کے شیوخ کرام کا سجادہ اقبال مند وارث نصیب ہو۔

اس میں امام اہل سنت محدث بریلوی قدس سرہ نے حضرت شاہ ابوالحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے زینۃ اولاد کی استدعاء کی ہے۔

انعام لیں بہار جناں تہنیت لکھیں
پھولے پھلے تو نخل مرام ابوالحسین

حل لغات

تہنیت، مبارک بادی۔ مرام، مقصد، مطلب (مراد)

شرح

شاہ ابوالحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک بادی کا سہرا کھکھ جنت کی بہاریں انعام لیں کہتی ہیں آپ کی نخل مراد

خدا کرے ہمیشہ پھولے پھلے۔

لہٰ ہم بھی دیکھ لیں شہزادوں کی بہار
سو نگھے گل مراد مشام ابوالحسین

حل لغات

مشام، سو نگھنے کی جگہ، دماغ۔

شرح

یا الٰ العالمین ہم زندگی میں حضرت شاہ ابوالحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ زینہ کی بہار آنکھوں سے دیکھ لیں اور شاہ ابوالحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دماغ مبارک بھی گل مراد سو نگھے۔ اس شعر میں پھر دوبارہ حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ کی اولادِ زینہ کی دعا کا بارگاہ الہی میں عرض کیا گیا ہے کہ خدا کرے سیدنا ابوالحسین نوری قدس سرہ کی اولادِ زینہ پیدا ہوا اور ہم اور حضرت ابوالحسین قدس سرہ و صاحبزادوں کی بہار زندگی آنکھوں سے دیکھیں۔

آقے میرے سترے میاں کا ہوا ہے نام
اُس اچھے سترے سے رہے نام ابوالحسین

شرح

حضرت ابوالحسین آقارحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے حضرت سترے میاں قدس سرہ کا نام بلند ہوا۔ خدا کرے حضرت اچھے میاں اور حضرت سترے میاں قدس سرہ کے صدقے حضرت ابوالحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام تا قیامت قائم و دائم رہے۔

یارب وہ چاند جو فلک عز و جاہ پر
مرسیر میں ہو گام بگام ابوالحسین

حل لغات

عز (عربی) عزت، اقتیاز، شرف۔ جاہ گام (فارسی) قدم چلنے میں دونوں پاؤں کے درمیان کافا صلہ، ایڑی سے انگوٹھے تک لمبائی، آدھگز لمبائیہاں دوام مراد ہے۔

شرح

یا الہ العالمین چاند کی عز و جاه کی سیر کا ہر قدم حضرت شاہ ابو الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطابق ہو۔ اس میں حضرت نوری قدس سرہ کی دائیٰ عزت اور جاہ و جلال کی دعا طلبی ہے جو ایک خیرخواہ کا کام ہے کہ اپنے محسن و مرتبی کے لئے دعا کیں مانگے اس میں خود دعاء مانگنے والے کی اپنی بہتری اور بھلانی بھی ہے۔

آؤ تمہیں ہلال پہر شرف دکھائیں
گردن جھکائیں بہر سلام ابو الحسین

حل لغات

پہر (فارسی) آسمان۔ ہلال، پہلی رات کا چاند۔

شرح

آؤ سالکو تمہیں شرف آسمان کا چاند دکھائیں ذرا گردن جھکا لو سلام عرض کرو یہی سیدنا ابو الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی شرف آسمان کے چاند ہیں۔ آؤ سالکو آسمان کا چاند جلوہ فلکن ہے اس کے عز وقار کے پیش نظر اس چاند کو سلام کرو جو ابو الحسین علیہ الرحمۃ سے موسم ہے۔

قدرت خدا کی ہے کہ تلاطم کناف اٹھی
بحیر فنا سے موج دوام ابو الحسین

حل لغات

تلاطم (عربی) لہر، پانی کے تپھیرے، جوش ولولہ۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے بحر فنا سے موج دوام سیدنا ابو الحسین نوری قدس سرہ جوش مارتی اٹھتی ہے۔ روحانیت کے عظیم سمندر کو بحر فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک موج سیدنا ابو الحسین علیہ الرحمۃ میں جو فنا فی الشیخ ہو کر قیامت تک کے لئے زندہ وجاوید ہو گئے یا تو حید کے سمندر میں ایسے غوط زدن ہوئے کہ انہیں دولت سرمدی حاصل ہو گئی۔

یارب ہمیں بھی چاشنی اس اپنی یاد کی
جس سے ہے شکرین لب و کام ابو الحسین

شرح

اے پور دگارِ عالم ہمیں بھی اپنی یاد کی وہی چاشنی، لذتِ نصیب فرمائو حضرت ابوالحسین نوری قدس سرہ کے لب
اور حلق شیرین ہے۔

ہاں طالع رضا تری اللہ رے یاوری
اے بندہ جدود کرام ابوالحسین

حل لغات

ہاں، کلمہ ایجاد و قبول، کلمہ اصرار۔ طالع، نصیبہ۔ اللہ رے، کلمہ تجہب، اوہو، بھلے۔ یاروی، مدد، حمایت،
ڈیگیری، امداد۔ جدود، جد کی جمع، آبا و اجداد۔

شرح

اے رضا (امام بریلوی قدس سرہ) تیرے نصیب بھلے بھلے اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہوئی کہ تجھے ان کا دامن نصیب ہو گیا
اور تو ابوالحسین نوری قدس سرہ کے آبا و اجداد کا غلام اور نیازمندوں میں شامل ہوا۔

نعت ۴۲

زارو پاس ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوتی ہیں ان کو ترس جانے دو

حل لغات

پاس (فارسی) خیال، لحاظ۔ ہوس (عربی) ایک قسم کا جنون، خبط، آرزو، تمنا، اشتیاق، شہوت، خواہشِ نفسانی۔
trs (اردو) ترسنا کا اسم آرزو میں رہنا ہمچنان ہونا، کسی چیز کا خواہش مند ہونا۔

شرح

اے زائرین حرم ادب ملحوظ رکھو اپنی خواہش کو دور رکھو اگرچہ فراق یار سے آنکھیں اندھی ہوئی تھیں اور اب زیارت
نصیب ہوئی ہے تب بھی انہیں اسی خواہش اور تمنا اور آرزو میں رہنے دیکن خبردار بے ادبی نہ کرنا ادب کا دامن ہاتھ سے
نہ جانے دینا۔

زائرین حرم

جالی مبارک کے سامنے عشق کی ایک عجیب کیفیت دیکھنے میں آتی ہے ہر عاشق مرد ہو یا عورت کا جی چاہتا ہے کہ دوڑ کر جالی مبارک چوم لے اگر چہ دور حاضرہ یعنی بحدی حکومت میں جالی تک پہنچنا دشوار بنادیا گیا ہے اور پھرے دار بھی صرف اسی لئے مقرر ہیں کہ کوئی دیوانہ جالی اقدس تک نہ پہنچ جائے لیکن باوجود عشق بھاگ کر جالی چوم ہی لیتے ہیں۔ ۱۳۲۰ء کو ایک پروانے کو بار بار دھکے دینے کے باوجود جالی مبارک تک کسی طریق سے پہنچ کر بوس سے بہرہ اندوڑ ہوئی گیا اور بڑی سخت نگرانی کے باوجود تین باروہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا جسے نگ ہو کر پھرہ داروں نے جیل کامنہ دکھایا۔ امام اہل سنت محدث بریلوی قدس رہا سے عاشقوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ جیسے تم کر رہے ہو یہ زی ہوس ہے اسے چھوڑ دو ادب سے دور کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام کاہد یہ پیش کرو بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ طریقہ عشقیہ ہی لیکن اس کے لئے پھرہ داروں کی رکاوٹ کے باوجود بزرگ بارے ادبی اور خود سر کا صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عدم رضا اور حد سے بڑھنے والوں پر ناراضگی کے ساتھ سزا بھی۔ ۱۳۲۰ء میں فقیر کو ایک واقعہ دوست نے سنایا کہ ایک عاشق جالی مبارک کو چونے پر شرطوں (پھرہ داروں) کی پرواہ کئے بغیر ان کی زبردست رکاوٹ کے باوجود بار بار جالی مبارک کو چونے کے لئے چھلانگیں لگا۔ بالآخر ایک بار شرطوں نے پولیس کی مدد سے قابو پالیا تو وہ عاشق بیوقوف انہیں ماں بہن کی گالی دینے لگا اُس کی بُری حرکت پر اسے جیل بھیج دیا گیا کسی اہل دل نے کہا یہ سر کا صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ایک اشارہ ہے ورنہ ان کا طریقہ ہے ایسے زبردستی جالی چونے والے کو صرف مسجد نبوی شریف سے باہر نکال دیتے۔

آداب حاضری

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ جیسے اشعار کو حاضری کا ادب سکھایا ہے ایسے ہی تصنیف "انوار ابشارہ فی مسائل الحج و الزيارة" میں فرماتے ہیں

- (۱) اس وقت جو ادب و تخطیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے۔ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو مسجد اقدس کے نقش نگارند دیکھو۔
- (۲) اگر کوئی ایسا سامنے آجائے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کتر اجا وورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سر کارہی کی طرف ہو۔
- (۳) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کرنہ نکلے۔

(۴) یقین جانو کہ حضور اکرم ﷺ پھی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی ان کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

امام محمد ابن حاجؑ کی مدخلہ اور امام احمد قسطلانی مواہبِ الدین میں اور آئندہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں

لا فرق بین موتہ و حیاتہ ﷺ فی مشاهدته لامته و معرفتہ با حوالہم و نیاتهم و عزائهم و خواترهم
و ذلک عنده جلی لا خفاء به

حضرور اکرم ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں، ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاح پوشیدگی نہیں۔

امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام مسلک متوسط اور علی قاریؑ کی اس کی شرح مسلک متفقظ میں فرماتے ہیں

انہ ﷺ عالم بحضور ک و قیام ک و سلام ک ای بجمعیح احوال ک و افعال ک و احوال ک و مقام ک

بیشک رسول اللہ ﷺ تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور سلام بلکہ تیرے تمام افعال و احوال و کوچ و مقام سے ۲ گاہ ہیں۔

(۵) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحریۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور اس وقت کراہت نہ ہو تو وہ دور کعت تحریۃ المسجد و شکرانہ حاضری دربارا قدس صرف "قل یا ول قل" سے بہت بلکی گر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسط مسجدِ کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدہ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الہی اپنے حبیب ﷺ کا ادب اور ان کا اور اپنا قرب نصیب کر۔ ۲ میں

(۶) اب کمال میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لزتے کا نپتے گناہوں کی ندامت سے پیمنہ پیمنہ ہوتے حضور اکرم ﷺ کے عفو و کرم کی امید رکھتے ہوئے حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجهہ عالیہ میں

حاضر ہو کر حضور اکرم ﷺ مزار انور میں رو ب قبلہ جلوہ فرمائیں اس سمت سے حاضر ہو کہ حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہو گی اور یہ بات تمہارے لئے دونوں جہان میں کافی ہے۔ **والحمد لله**

(۷) اب کمالِ ادب و ہبیت و خوف و امید کے ساتھ زیر قند میں اس چاندی کی کیل کے جو جھرہ مطہرہ کی جنوبی دیوار میں چھرہ انور کے مقابل لگی ہے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیچھا اور مزار انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔ لباب و شرح لباب واختیار شرح مختار فتاویٰ عالمگیری وغیرہ معمتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ **”یفْ كَمَا فِي الصَّلَاةِ“** حضور کے سامنے ایسا کھڑا ہو جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے اور لباب میں فرمایا

واضعًا يمينه على شماله دست بستہ داہنا ہاتھ باکیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو

(۸) خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے۔ ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا، اپنے مواجهہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہِ کریم اگر چہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے۔ **والحمد لله**

(۹) الحمد لله اب کر دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے اللہ عز و جل کے محبوب عظیم الشان ﷺ کی آرام گاہ ہے نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآواز حزیں و صورت در آگین و دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بلند و سخت (کہ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں) نہ نہایت نرم و پست (کہ سنت کے خلاف ہے) اگر چہ وہ تمہارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحاتِ ائمہ سے گزرا۔

مجر اتسلیم بجالا و اور عرض کرو

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته .

السلام عليك يا رسول الله ، السلام عليك يا خير خلق الله ،

السلام عليك يا شفيع المذنبين السلام عليك وعلى الک واصحابک اجمعین

(۱۰) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال کچھ نہ ہو صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو۔ حضور سے اپنے لئے، ماں باپ، پیر استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے بار بار عرض کرو

استلک الشفاعة يارسول الله

سوکھی جاتی ہے امید غربا کی کھیتی
بوندیاں لکھ رحمت کی برس جانے دو

حل لغات

لکھ (فارسی) و تشدید کاف عربی وہائے شخصی، اصل میں داغ کپڑے (کے لکڑے) کو کہتے ہیں عرف میں بادل کا لکڑا، بدلتی۔

شرح

غرباء و مساکین کی کھیتی خشک ہو رہی ہے اس پر رحمت کی بدلتی سے چند بوندیں بر سے دو پھر دیکھو کیسی ہری بھری ہوتی ہے۔

جو مانگا سو پایا

زائر مدینہ جب یہاں حاضر ہو جائے تو یقین کرے کہ منه مانگی پاؤں گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لَوْجَدُوا اللَّهُ تَوَآبَا رَحِيمًا ۱۵ (پارہ ۵، سورہ النساء، آیت ۶۲)

اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

یہ ارشاد عام ہے گناہوں کی بخشش ہو یا کسی دیگر قسم کی بھیک مانگ ہی لیتے ہیں پھر جو مانگا سو پایا۔

ابن جلاء فرماتے ہیں میں مدینہ میں حاضر ہوا دن کھانا نہ ملا میں نے مزار شریف پر حاضر دی اور عرض کیا میں

آپ کامہمان ہوں۔ پھر جب سویا تو

پیغمبر خدا را دیدم ﷺ رغیفی بددست من داد نصفی را هم در خواب خوردم چون بیدار شدم نصف

دیگر در دست من باقی بود۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۲۳)

دیکھا کہ پیغمبر خدا ﷺ نے ایک روٹی میرے ہاتھ میں دی میں نے آڈھی تو خواب میں ہی کھا لی جب بیدار ہوا تو باقی آڈھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

حضرت شیخ ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اتفاق سے پانچ روزائیے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا۔ یہاں تک کہ کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تو میں قبر شریف پر حاضر ہوا

و سلمت علی الہبی ﷺ و علی ابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و قلت یا رسول اللہ انا

ضیفک اللیلہ و تبحیت و نمت خلف المنبر فرایته ﷺ فی المنام و ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
یمنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن شمالہ و علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بین یدیہ فحر کنی
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال لی قم فقد جاء رسول اللہ ﷺ ققمت الیہ و قبلت بین عینیہ فدفع
الی رغیفا فاکلت نصفہ و انتبهت و فی یدی واللہ نصفہ۔ (روض الریاحین صفحہ ۲۲)

اور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ؟ آج رات میں آپ کا مهمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے جا کر سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں حضرت ابو بکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے بائیں طرف اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے آگے آگے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر مجھ کو ہلا یا اور فرمایا اٹھو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں میں اٹھا اور آگے بڑھا اور آپ کی پیشانی مبارک کو چو ما تو آپ نے ایک روٹی مجھے عطا غرمائی میں نے آڈھی خواب میں کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو خدا کی قسم باقی آڈھی میرے ہاتھ میں تھی۔

حضرت شیخ احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ ماہ تک جنگلوں میں پھر تارہا میرے بدن کا سب چڑا پھٹ گیا۔ اسی حال میں میں مدینہ منورہ قبر انور پر حاضر ہوا اور آپ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور سو گیا تو

آنحضرت راد رخواب دیدم کہ می فرماید احمد آمدی چہ حال داری گفتمن انا سجائع وانا فی ضیافتک
یار رسول اللہ قرمود دست بکشا کشادم ، دراهم چند در دست من نهاد، بیدار شدم داریم در دست من
بود بیاز ار رقتم و طیرو فالوده خریدم و خوردم و بیادیه ورشدم۔

(جذب القلوب صفحہ ۲۲۳، وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۸۱، جلد ۲)

حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا احمد تم آئے کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا مهمان ہوں اور بھوکا بھی ہوں فرمایا ہاتھ پھیلا! میں نے پھیلا دیا چند دراهم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے میں بیدار ہوا تو دراهم میرے ہاتھ میں تھے۔ بازار میں گیاروٹی اور فالودہ لے کر کھایا اور پھر جنگل میں چلا گیا۔

حضرت سید ابو محمد عبد السلام الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں تھا تین دن تک کھانے کو کچھ بھی نہ ملا۔ میں نے منبر شریف کے پاس جا کر دور کعت نماز پڑھی اور اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا

نانا جان مجھے بھوک لگ رہی ہے اور میرا شرید کھانے کو دل چاہتا ہے اس کے بعد میں سو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آ کر مجھے جگایا اور لکڑی کا ایک پیالہ میرے آگے رکھا جس میں گھی اور گوشت اور بہت سی خوشبوئیں ڈال کر بنایا ہوا شرید تھا۔ آج مجھے مقدر سے کچھ مل گیا تھا لہذا میں نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ وہ کہنے لگا بچوں کا تین روز سے تقاضا تھا آج مجھے مقدر سے کچھ مل گیا تھا لہذا میں نے اس کو پکایا اور جب پکا کر سو گیا

فرایت رسول اللہ ﷺ فی النوم وهو يقول ان احدا اخوانك تمنى على هذا الطعام فاطمه منه. (وفاء الوفاء صفحہ ۱۳۸۳، جلد ۲)

تو میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے فرمایا تیرے ایک بھائی نے مجھ سے اس کھانے کی تمنا کی ہے تو اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔

حضرت شیخ عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا میرے پاس کوئی چیز نہ تھی اور میں پے در پے فاقوں کی وجہ سے بہت ضعیف ہو گیا۔ ایک دن میں نے روضۃ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا اے اولین و آخرین کے سردار میں رہنے والا ہوں اور پانچ ماہ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں۔ آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متین فرماد تجھے جو میرے کھانے کے معاملے میں میری خبر لے لیا کرو اور میرے واپس جانے کا انتظام کر دے۔ پھر چند اور اتنا کمیں کیس اور منبر شریف کے پاس آ کر بیٹھ گیا دفعۃ میں نے دیکھا کہ ایک صاحب جگرہ مقدس کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ کلام کرنے لگے اور اس کلام میں ”یاجدی یاجدی“ بھی کہا پھر وہ میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اُنھوں میں اُنھ کران کے ساتھ ہو گیا۔ وہ باب جریل سے نکل کر بقیع کی طرف چلے اور بقیع میں سے گزرتے ہوئے آگے نکل کر ایک خیمہ میں گئے اس خیمہ میں ایک باندی اور ایک غلام تھا اُن سے کہا اُنھوں نے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔ وہ کھانا تیار کرنے لگ گئے اور ان صاحب نے مجھے باتوں میں لگائے رکھا۔ جب کھانا تیار ہو گیا اور باندی نے لا کر آگے رکھ دیا تو وہ صاحب مجھ سے فرمانے لگے کھاؤ۔ میں نے کھایا انہوں نے فرمایا اور کھاؤ میں نے اور کھایا پھر انہوں نے فرمایا اور کھاؤ تو میں نے عرض کیا اے میرے سردار! میں نے کئی ماہ سے گیہوں نہیں کھایا تھا اس لئے اور نہیں کھایا جاتا۔ انہوں نے وہ بچا ہوا سارا کھانا اور دو صاع اسیجانی کھجوریں جو لقر بیانو سیر ہوتی ہیں ایک زنبیل میں رکھ کر مجھ سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا

فقال بالله علیک تو فرمایا تمہیں قسم ہے اللہ کی پھر

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جان شیریں
نغمہ قم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

حل لغات

پلٹی از پلٹنا، الٹا، پھرنا، بدلنا، ٹکرنا۔ وجد، غمگینی، جذب، بخودی، سرمستی، حال۔ نغمہ، راگ، گیت، سریلی آواز یہی معنی مراد ہے۔ قم، اٹھ کھڑا۔ قم باذن کا خلاصہ اس سے مراد ہے محبوب کی قم کی سریلی آواز کو کچھ دری تو کانوں میں گھمل کر رہنے والے پھر دیکھو کیا حال بتتا ہے، سوز و گداز کا اضافہ، ذوق و شوق میں زیادتی وغیرہ۔

اس شعر میں محبوب کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس کے کمالات کا اشارہ ہے فقیر متعدد مقامات پر متعدد کمالات کا ذکر کرچکا ہے۔ یہاں تمہارا عرض ہے

حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تسکین

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے چلتے ہوئے آپ نے حضرت حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے رونے کی آواز سنی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا پچ کیوں رو تے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا پیاس کی وجہ سے آپ نے سب کو آواز دے کر فرمایا کہ کسی کے پاس پانی ہے؟ مگر پانی کسی کے پاس نہ تھا آپ نے سیدہ سے فرمایا کہ ایک کو مجھے دو انہوں نے دے دیا

فاخذه فضمہ الی صدرہ و هو يضغو ما يسكن فادلع له لسانه يجعل يمسنه حتى هدا و سكن فلم اسمع له يکاء و الاخر يبکي كما هو ما يسكن فقال ناوليني الاخر فنا ولته اياه ففعل به كذا لك
فسكتا فما اسمع لهم صوتاً

آپ نے ان کو لے کر اپنے سینہ سے لگایا وہ اُس وقت بہت رو رہے تھے تو آپ نے ان کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی وہ چو سنے لگے یہاں تک کہ ان کو تسکین ہو گئی اس کے بعد وہ نہیں روئے اور دوسرے بدستور رو رہے تھے فرمایا اس کو بھی دو؟ انہوں نے دے دیا تو آپ نے ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا چنانچہ دو دونوں تسکین پا کر چپ ہو گئے اس کے بعد رو نے کی آواز میں نہیں سنی۔

کن

قم کہہ کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مردے جلاتے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مردے جلاتے تھے بلکہ جوہ تشریف

فرماتے۔ حضرت عبد الرحمن بن أبي بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں آجاتا اور جب حضور اکرم ﷺ کلام فرماتے تو منه مار مار کر آپ کا سانگ لگایا کرتا تھا

فقال النبی ﷺ کن کذالک فلمیزل یختلع حتی مات (طبرانی، متندرک، تہذیق، خصائص جلد ۲ صفحہ ۹۷) ایک دن حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمادیا ایسا ہی ہو جا (پس آپ کی زبان مبارک سے گلہ کن کا لکنا تھا کہ وہ ایسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منه مارتار ہا۔

دیکھئے حضور اکرم ﷺ نے جس کام کے لئے صاف لفظوں میں کن فرمایا فوراً اس کا وجود ہو گیا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا

فقال رسول الله ﷺ کل بیمینک فقل لا استطیع قال لا استطعت مامنعته الا الكبر قال فما رفعها
الی فيه۔ (مسلم، مشکلہ صفحہ ۵۳۶)

تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا دائیں ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا یعنی بے کار ہے۔ آپ نے فرمایا جا آج سے بیکار ہی ہے اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا چنانچہ اس دن سے وہ ہاتھا ایسا بیکار ہوا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آسکا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا تو وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا

قال النبی ﷺ ان الارض لاتقبله. (بخاری، مسلم، مشکلہ صفحہ ۵۳۵)

تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اس کو ز میں قبول نہیں کرے گی (یعنی اپنے اندر نہیں رکھے گی)

الہذا جب وہ مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو ز میں نے باہر پھینک دیا کئی دفعہ قبر گھرا کر کے دفن کیا گیا مگر وہ جب بھی دفن سے فارغ ہو کر لوٹتے تو قبرا سے باہر پھینک دیتی۔

نوت

اس قسم کے درجنوں واقعات اور تحقیق و تفصیل فقیر کار سالہ ”کن کی کنجی“ کا مطالعہ فرمائیے۔

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو
گھڑیاں تو شرہ امید کی کس جانے دو

حل لغات

گھڑیاں، گھڑی کی جمع بمعنی بخشی، پوت، پنجی۔ تو شرہ، مسافر کے ساتھ کا کھانا، سفر خرچ، کسی ولی اللہ کے نام کا کھانا یہاں مطلق سفر خرچ مراد ہے۔ کس (اردو) بالفتح زور، طاقت، مضبوطی وغیرہ۔

شرح

اے مدینہ پاک جانے والے قافلہ را ٹھہرو تو سہی ہم بھی مدینہ پاک چلنے کا عزم رکھتے ہیں لیکن امیدوں کا سر خرچ بکھرا پڑا ہے اسے گھڑی میں رکھ لیں چونکہ یہ کام وقت چاہتا ہے فلہنڈ ایار و ذرا ہمارے حال پر حرم کر کے تھوڑی دریٹھہ جاؤ پھر اسکے پھر چلیں گے۔

اس شعر میں عاشقِ مدینہ پاک کے عشق کی ترجیحی فرمائی ہے کہ جو نبی مدینہ کا قافلہ را ہی بملک جماز ہوتا ہے تو عاشقِ مدینہ کا دل رُتپ جاتا ہے پہلے سے تو وہ ظاہری طور پر تیار نہیں ہوتا لیکن قافلے والوں کو دیکھ کر انہیں منت سماجت کرتا ہے کہ تھوڑی دریٹھہ جاؤ میں تیاری کرلوں مجھے بھی ساتھ لے چلوں۔

دید گل اور بھی کرتی ہے قیامتِ دل پر
ہم صفیرو ہمیں پھر سوئے نفس جانے دو

حل لغات

قیامت، مصروف معنی کے علاوہ موت، کالی، بلا، غصہ، واویلا، بلڑ، ظلم، نہایت از شوخ، چالاک، فسادی، مشکل، کٹھن، بُرا۔ ہم صفیرو، ہم آواز، وہ پرندے جو ایک قسم کی بولی بولتے ہیں، ہدم۔ نفس، پرندوں کا پنجرہ۔

شرح

محبوب کی نگاہِ دل پر مزید ختنی کرتی ہے تو میں بھی یہی چاہتا ہوں میرے ہمچوں یوں مجھے پھر عشقِ خانہ کے پنجرے میں جانے والے سے میں نجات نہیں چاہتا ہوں بلکہ درِ دل میں اضافہ چاہتا ہوں۔

اس شعر میں عشقِ نبوی ﷺ کی صداقت کی علامت بتائی ہے کہ سچا عاشق اس عشق میں اضافہ چاہتا ہے جو لوگ عشق کی ختیوں سے نگہ ہو کر قدم پیچھے ہٹاتے ہیں وہ دراصل عاشقِ فام ہیں

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا

ہیں راہ ڈوں آنے نہ حاجی ائمہ تار
ڈھوڈینہ قدم و دھا جیلہ کریں نسرتیں تجزیں
اس راہ پر آنا نہ تھا اگر آگیا ہے تو اب دم بدم آگے بڑھ جتنا ہو سکے قدم بڑھاتا جا ایڑی چوٹی کا زور اسی پر لگا دے۔

شعار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

عشق کا اصلی اور حقيقی رنگ جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نصیب ہوا اس کا کیا کہنا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سراپا عشق ہی عشق تھے۔ آپ کا ہر قدم عشق نبوی ﷺ میں آگے بڑھتا رہا، شب بھرت غار میں جب زہر میلے سانپ نے کاٹا تو اس عاشق جانشیر نے اپنے آقا ﷺ کی راحت میں خلل انداز ہونا گوارانہ کیا۔ زہرا شکر نے لگا درود کرب کے باعث آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے لیکن وفا شاعر فیق نے اپنے جسم کو حرکت تک نہ دی کہ اس سے محبوب ﷺ کے خواب و راحت میں خلل اندازی ہو گی۔

آتشِ دل بھی تو بھڑکاؤ ادب دان نالو
کون کہتا ہے کہ تم ضبط نفس جانے دو

حل لغات

بھر کا دار بھڑکانا، آگ کو تیز کرنا، بہکانا، عصہ دلانا، پہلا معنی مراد ہے۔ نالو، نالہ کی جمع فریا، واویلا۔ ضبط رکھنا
ہرشے کا اس کی حد پر انتظام کرنا۔

شرح

ادب داں فریاد اگر یہاں محفل عجیب ﷺ شور مچانا بے ادبی ہے تو دل کی آتش کو اور تیز کرو دل کی سوزش کا اضافہ تو بے ادبی نہیں ہم تو تمہیں نہیں کہتے کہ ضبط نفس کو جانے دو بلکہ اسے بھی مضبوط رکھوتا کہ کہیں گستاخی اور بے ادبی نہ ہو جائے لیکن دل کی فریاد میں اضافہ کرو بس دل کو آگ لگا دو اور وہ عشق کے شعلوں سے بھڑک اٹھے پھر محبوب ﷺ اس میں کچھ باقی نہ رہے ہے یہی عاشق کامل کی شان ہے کہ اس کے دل میں سوائے محبوب ﷺ کے تصور کے باقی کچھ نہ رہے۔

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے فرمایا

مر از ہمہ خوش خیالِ محمد ﷺ
بود در جهان هر کسی را خیال

دنیا میں ہر ایک کو کوئی نہ کوئی خیال ضرور ہے مجھے سب سے بہت اچھا تصور اور خیال ہے اور وہ ہے تصورِ محمد ﷺ۔

حکایت

حضرت مجنوں نمازی کے آگے سے گزرے تو نمازی نماز توڑ کر حضرت مجنوں کو تھپٹہ مار دیا۔ مجنوں نے فرمایا ارے میاں مجھ غریب سے کون ہے۔ نمازی نے کہا کیا تو نے میری نماز کونہ دیکھا تو میرے آگے سے کیوں گزرا۔ حضرت مجنوں نے نے فرمایا میں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا ورنہ ایسی غلطی نہ کرتا لیکن افسوس ہے کہ تیری نماز ہی بیکار ہے اس لئے کہ میں ایک عورت پر عاشق ہوں میں اس کے خیال میں اتنا محبوں کے مجھے تیری نماز پڑھنے تک کی بھی خبر نہیں لیکن تجھ پر افسوس ہے کہ تو نماز پڑھنے میں اللہ کے ساتھ مناجات کر رہا تھا۔ حدیث شریف میں ہے

ان العبد نیاجی ربہ فی الصلوۃ

بیشک بندہ نماز میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ مناجات کرتا ہے۔

تو پھر تو نے مجھے کیسے دیکھ لیا

اور وصلِ حق میں غیر پر تیری نگاہ

عشق لیلی میں میری حالت تباہ

بس نماز دیکھ لی تیری نماز

کیا س کو کہتے ہیں راز و نیاز

حکایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں وہ روایت ہے کہ جب نماز کا ارادہ فرماتے تھے تو ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا ہے شاید ادا بھی کر سکوں گایا نہیں۔ جب جنگ میں آپ کے جسم میں تیر لگ جاتے تھے تو نماز میں نکالے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کی ران میں تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی بھرپور کوشش کی مگر نہ نکل سکا۔ آخر کار آپس میں مشورہ کیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہونگے تو اس وقت نکالا جائے گا جب آپ نے نماز شروع کی تو سجدہ کی حالت میں لوگوں نے تیر نکال لیا آپ کو علم تک نہ ہو سکا۔ بعد میں لوگوں نے بتایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو پتہ تک نہ چلا۔ (تحفۃ الاحرار جامی و ازالۃ الخفا عشاہ ولی اللہ)

حکایت

حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جب وضوفرماتے تو چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو بدنب پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی ایک شور مج گیا مگر آپ بدستور

نماز میں ہی مشغول رہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ مجھے آخرت کی آگ کے خوف نے دنیا کی آگ سے غافل رکھا۔ (کشف المحبوب حضور داتا گنج بخش قدس سرہ)

یوں تین زار کے درپے نہ ہو دل کے شعلو
شیوه خانہ برادری خس جائے وہ

حل لغات

تن زار، ضعیف و خوار۔ شعلہ کی جمع، روشنی، لپٹ، آگ۔ شیوه، طریق، طور، ستور۔ خس، کوڑا، تنکے، گھاس۔

شرح

یہ شعر ایک سوال کے جواب پر فرمایا گیا سوال ہوا کہ جب دل میں عشق کے شعلے بھڑک انھیں گے تو پھر جسم تو جل کر راکھ ہو جائے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اے دل کے شعلو جسم عاجز و ناتوان کی پرواہ مت کرو اس لئے جو نہی شعلے بھڑک انھیں گے تو خس و خاشاک بلکہ جسم کا فضول سامان جل کر راکھ ہو گا تو صفائی ہو گی اس سے تو اس کا فائدہ بلکہ ترقی ہے۔ اس شعر میں تذکیرہ نفس کی تلقین ہے اور وہ سب سے بڑھ کر عشق رسول ہے اس سے دل روشن ہوتا ہے اور نفس کی شرارت سے حفاظت ہوتی ہے۔

قرآن مجید

تذکیرہ نفس کی تمام آیات اسی مضمون کی موئید ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کے اوصاف میں فرمایا

وَيَزَّكِيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ. (پارہ ۲، سورہ البقرہ، آیت ۱۵۱)

تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پچھتہ علم سکھاتا ہے۔

حدیث شریف

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان فِي الْجَسَدِ مَضْغَةٌ إِذَا فَسَدَتِ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا صَلَحَتِ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ۔ (رواہ البخاری)

خبردار جسم میں ایک لہڑا ہے جب وہ بگڑ جائے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے جب وہ سدھ رجائے تو تمام جسم سدھ رجایگا۔ خبردار وہ دل ہے۔

فائدہ

اس لئے صوفیہ کرام دل کی صفائی پر زور دیتے ہیں حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا
 نقشہا بینی بروں از آب و خاک
 آئینہ دل چوں شود صافی و پاک
 دل کا آئینہ جب پاک و صاف ہو جاتا ہے آب و خاک سے باہر کی نقوش دیکھ سکے گا۔
 اے رضا آہ کہ یوں سہل کشیں جرم کے سال
 دو گھنٹی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

حل لغات

آہ، ہائے افسوس۔ کشیں از کشنا، برس ہونا۔ برس از برستا، نکالنا۔

شرح

اے رضا (ام الست) افسوس کے جرم میں کئی سال آسانی سے بسر ہوئے کم از کم چند ساعت و اطاعت میں تو گزار دو۔

اس شعر میں اپنانام تو افعالیا جیسے شعرا کی عادت ہے کہ اپنانام لے کر احباب کو اس راہ پر لگاتے ہیں۔

خدا نہ کرے کسی کی زندگی غلط کاریوں میں گزری ہوا گروہ تہہ دل سے تائب ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ غلطیاں معاف کر دیتا ہے۔

إِنَّ الْحَسَنَةَ يُدْفَنُ الْسَّيِّئَاتِ ۚ (پارہ ۱۲، سورہ ہود، آیت ۱۱۳)

بیشک نیکیاں بُرا نیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے ماه و سال

اس شعر کو ہم نے عمومی نصیحت پر اس لئے محول کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے زندگی کے ماہ سال طاعت خداوندی اور عشق مصطفیٰ میں بسر ہوا آپ کی سوانح عمری پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ دوسرے لوگ نامعلوم کب سے تقویٰ و طہارت کے اطوار سکھتے ہیں اعلیٰ حضرت بچپن سے سکھے سکھائے تھے۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

مولانا سید ایوب علی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا۔ اعلیٰ حضرت

قدس سرہ کے پہلے روزے کی افطار کی تقریب منائی جا رہی تھی خاصی گرمی کا وقت تھا کہ آپ کے والد ماجد آپ کے ساتھ لے کر ایک کمرے میں تشریف لے گئے جہاں فرنی کے پیالے رکھے ہوئے تھے۔ والد ماجد نے فرمایا بیٹا کھالو آپ نے عرض کیا ابا جان میرا تو روزہ ہے والد صاحب نے پھر فرمایا بچوں کا روزہ ایسا ہی ہے۔ میں نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہیں ہے لہذا چکے سے کھالو۔ آپ نے عرض کیا کہ جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے یہ سنتے ہی آپ کے والد محترم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کمرے سے باہر آپ کو لے آئے۔

دعوت غور و فکر

جس کے بچپن کی بظاہر لا شعوری کا یہ حال ہے سن شعور کا کیا حال ہو گا پھر علمی و عملی ماحول میں زندگی بسر فرمائی۔ آپ کا ایک لمحہ اہل بریلی پھر عوام پھر اہل اسلام نے دیکھا اور سناتو لا محالہ کہنا پڑیا کہ امام احمد رضا قدس سرہ پیدائش ولی اللہ تھے اس لئے کو لا بیت کا جو معیار چاہیے وہ امام احمد رضا میں بطریق اتم موجود تھا۔

ولادت کا معیار

قرآن مجید میں معیارِ ولادت تقویٰ و طہارت، پابندیٰ شریعت بتایا ہے اور یہ چیزیں عموماً انسان بڑی عمر میں بھی کسی کامل شیخ کی تربیت کے بعد کچھ کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور پھر شریعت اور طریقت کے آئندہ ایسے شخص کو تب ولی مانتے ہیں جب اس میں یہ معیار کامل بلکہ اکمل طور پر پایا جائے تاریخ شاہد ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بچپن ہی میں متینی اور تقعیٰ سنت اور پاکیزہ اخلاق و کردار کے مالک تھے ساڑھے تین سال کی چھوٹیٰ سی عمر تھی کہ آپ اپنے گھر کے دروازے کے باہر صرف لمبا گرتہ پہنے کھڑے تھے آپ کے سامنے سے چند طوائفیں گزریں جو ایک گاڑی پر سوار تھیں۔ آپ نے ان پر پہلی نظر پڑتے ہی اپنے کرتے کا دامن اٹھا کر اس سے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا ان میں سے ایک طوائف بولی واہ میاں صاحبزادے آنکھوں تو چھپا لیا اور ستر کو کھلا چھوڑ دیا آپ نے یہ سن کر فرمایا جب نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے آپ کا یہ ٹھوس جواب سن کر وہ تمام طوائفیں حیراں رہ گئیں اور اپنا سامنہ لے کر وہاں سے آگے کو روانہ ہو گئیں۔ اس سن لا شعوری میں شعور کے کمال کو پڑھنے کر اہل کمال ہی اعلیٰ حضرت کی ولادت کی شہادت دے سکتے ہیں ورنہ نادانوں نے تو اسے اپنی نادانی پر نامعلوم کیا سمجھا ورنہ ظاہر ہے کہ ساڑھے تین سال کا بچہ اجنبی ماحول سے ڈر کر چیختا چلاتا ہوا اپنی جان بچانے کی فکر میں پڑ جاتا ہے ورنہ کم از کم اپنی لا شعوری کی مجبوری پر بے بس ہو کر کیفیت سے بے خبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اسلام فہمی کا کمال

نہ صرف شرعی مسئلہ پر عمل کر دکھلایا بلکہ اس کی کہنا اور حقیقت بلکہ اس کے راز و رمز کو بھی آشکارا فرمادیا وہ یہ کہ طوائف نے اپنی حسپ عادت بُلی و مذاق کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایسا دقيق نکتہ بر جستہ بیان فرمایا کہ جسے بڑے سے بڑا علماء کہلانے والے برہائیں اور اراق گردانی کے بعد بھی معلوم نہ کر سکیں۔ یہ شان ولایت نہیں تو اور کیا ہے۔ فقراء نے بچ فرمایا ہے کہ علم کی جہاں انتہا ہوتی ہے وہاں سے ولایت کا پہلا قدم اٹھتا ہے۔ فقیر نے صرف نمونہ کے دو واقعات لکھے ہیں مزید فقیر کے رسالہ "اعلیٰ حضرت مادرزادوی" پڑھیں۔

علم سے فراغت کا سن

خود امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے جب سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۲۸۶ھ کا ہے اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا اسی روز مجھ پر نماز فرض ہوئی تھی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے تھے۔ (رسائل رضویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

بعد فراغت مصروفیات علمی

قطع نظر آپ کے دوسرے واقعات تقویٰ و طہارت کے آپ کی علمی مصروفیات کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

اعلیٰ حضرت نے اپنی مصروفیات و کثرت فتاویٰ و جلیل القدر خدمات دینیہ کے سلسلہ میں تحریر فرمایا کہ فقیر کے یہاں علاوه روہا بیہ (خذلہم اللہ تعالیٰ) و دیگر مشاغل کثیر دینیہ کے فتاویٰ اس درجہ و افرہ ہے کہ دس مختیوں کے کام سے زائد ہے۔ شہرو دیگر بلا دوا مصار جملہ اقطار، ہندوستان و بنگال و پنجاب و ملیپار و بر ما و رکان و چین و غزنی و امریکہ و افریقہ حتیٰ کہ سرکارِ حر میں محترمین سے استفتاء آتے ہیں اور ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں۔ اس میں اگر (کسی کے) جواب میں تاخیر ہو یا بعض استفتاء پر تحریر جواب سے رہ جائیں تو کیا شکایت ہے۔

لَا يُكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ (پارہ ۳، سورہ البقرہ، آیت ۲۸۶) (بریق المزد)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے علوم شریفہ فتاویٰ مبارکہ اور خدمات دینیہ کے متعلق کثرت فتاویٰ مبارکہ کے سلسلہ میں آپ کے ان الفاظ پر غور فرمائیں کہ "علاوه دیگر مشاغل کثیرہ دینیہ کے"

☆ (صرف) کا فتویٰ اس درجہ و افرہ ہے کہ دس مختیوں کے کام سے زائد ہے اور دنیا بھر اور عرب و عجم سے اس قدر سوالات واستفتاء آتے ہیں کہ ایک ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں پیشک یہ خدا تعالیٰ کا خاص الناص فضل ہے کہ جس

نے آپ کو خدمت دین و شان رسالت کے اظہار علم لدنی و قوتِ روحانی سے اس طرح بہرہ و را اور مالا مال فرمایا۔

نعت ۴۵

چمن طبیبہ میں سنبل جو سنوارے گیسو
حور بڑھ کر شکن ناز پر وارے گیسو

حل لغات

چمن، کیاری، بزریہاں باغ مراد ہے۔ سنبل، ایک گھاس خوبصوردار (چھڑکاٹی) سنوارے از سنوارنا، درست لگانا، ترتیب سے لگانا، سنگارنا، آراستہ کرنا، زینت دینا، سدھارنا، راہ پانا۔ شکن، سلوٹ، جھری، بل۔ وارے از وارنا بھی پچھاون کرنا، قربان کرنا۔

شرح

مدینہ طبیبہ کے باغ میں جب محبوب کریم ﷺ اپنے زلفانِ اقدس سنوارتے ہیں تو شکن ناز پر حور آگے بڑھ کر اپنے بال گیسو قربان کرتی ہے۔

زلفان عذبریں

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت کچھ لکھنا ہے اس شعر میں امام احمد برضا بریلوی قدس سرہ نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کے زلفان مبارک کے سنوارتے وقت حوران بہشت آپ کی زلف اقدس کی ایک بل پر سر نیاز جھکاتی اور وارے وارے جاتی ہے۔

فائدة

اس شعر میں زلفوں کی قدر و منزلت کے بیان کے ساتھ مسائل فہریہ بھی بتا دیئے۔

مسئلہ

بالوں کا سنوارنا ہر وقت نہیں بلکہ گاہے گاہے ہونا چاہیے۔ حضرت عبد اللہ بن مفضل سے مردی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے روز رو زکنگھا کرنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی، ابو داؤد، نسائی)

فائدة

یہ نہیں تنزیہ ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد ہر وقت سنگھار میں مشغول نہیں رہنا چاہیے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ

سر کے بال ہوں انہیں سنوارنا، تیل لگانا، کنگھا کرنا سنت ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم ﷺ کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی میں کنگھا کرتے۔ (شرح السنہ)

(۲) حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھونے اور تیل لگانے اور کنگھا کرے۔

فائدة

تجربہ شاہد ہے کہ برابطی ارشادِ نبوی عمل کرنے سے گنجہ پن نہیں ہوتا۔

اعجوبہ

فقیر بچپن سے ایک بزرگ کو دیکھتا چلا آیا کہ وہ اکثر اپنے بالوں کو سنوارہ کرتے اور تیل اور کنگھا سے ان کی خاطر تواضع فرماتے اب وہ ستر سال کے ہو کرفوت ہوئے تو ان کے بال جوانوں سے بڑھ کر محسوس ہوتے بخلاف ان کے ہمچوں کے کوہ ارشادِ نبوی کے مطابق عمل نہ کر سکتے تو ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ چالیس سال کی عمر سے پہلے ہی گنجے بن گئے۔

حکایت

حضرت ابو قاتدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پورے بال تھے میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا ان کو کنگھا کیا کروں آپ نے فرمایا ہاں ان کا اکرام کرو اس کے بعد حضرت قاتدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن میں دو مرتبہ تیل لگایا کرتے۔

حکایت

ایک شخص حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بال سر اور داڑھی ہر دنوں بکھرے ہوئے تھے آپ نے اسے ان کے سنوارنے کا اشارہ فرمایا تو وہ شخص واپس جا کر اپنے بال سنوار کر واپس آیا آپ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو اس طرح بکھیر آتا ہے گویا وہ شیطان ہے۔

مسئلہ

سر کے بال رکھنا سنت اور ان کی مانگ نکالنا وہ بھی سیدھی، بال موئذنا مباح اور ٹیڑھی مانگ نکالنا انگریزوں کا طریقہ۔

لطیفہ

ٹیڑھی مانگ انگریز کے طریقہ عوام کو مرغوب لگا اسے ایسا اپنالیا کہ اب سمجھانے بجھانے سے بھی گئے اور سر موئذنا وہایوں دیوبندیوں کو مرغوب اس لئے کہ یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی سنت ہے ورنہ اگر انہیں سنت نبوی سے پیار ہوتا تو بال رکھاتے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی دائی سنت ہے بال رکھانا اور کٹوانا صرف حج و عمرہ کے موقعہ ہوا۔ ہاں دائی طور پر سر منڈوا یا تو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بلکہ اس مسئلہ میں ایسا سخت گیر تھا کہ مردوزن کے علاوہ بعض عورتوں کے بال بھی کٹوادیے کہ یہ شرکی پیدادوار ہیں۔

مسئلہ

قبضہ بھردار ٹھی رکھنا واجب اور اس کے مباح اور کم کرنا مکروہ اور موچھیں ابر و بر ابر ہوں، منڈوانا اور بڑھانا مکروہ۔ دونوں مسئللوں کے لئے فقیر کی دو کتابوں کو پڑھیئے ”نصرة الملمهم فی سبلة المسلم“ اور ”دار ٹھی سنت رسول“ کی جو بالوں سے تیرے روپہ کی جاروب کشی شب کے شبنم نے تبرک کو ہیں دھارے گیسو

حل لغات

جاروب (فارسی) جھاڑو۔ دھارے از دھارنا، اختیار کرنا رکھنا، حفاظت کرنا، پہننا، پکڑنا، کسی جگہ بدن پر پانی کی دھارہ ڈالنا یہاں پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

اے حبیب کریم ﷺ آپ کے گند خضراء کی صفائی کے لئے شب کی شبنم نے اپنے بالوں کی جو جھاڑوں بنایا اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ان بالوں کو تبرک بنائے گی کہ انہیں آپ کے گند اقدس سے مس کرنے کا مشرف نصیب ہوا۔

تبرکات

شب کے شبنم کا تبرک حاصل کرنا مبالغہ آرائی نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لئے کہ جب مسلم ہے کہ حضور اکرم ﷺ

اللہ کی تمام مخلوق کے رسول ہیں تو ہر وفا دار امتی اپنے رسول اکرم ﷺ کی ہر منسوب سے ہر شے کو تبرک و مقدس سمجھتا ہے اور شبئم بھی ایک مخلوق اور اپنے نبی پاک ﷺ کو مانتی اور آپ کے گندب خضری سے تبرک حاصل کرتی ہے تو کون سا مسئلہ مشکل بن گیا اور یہ بھی اہل سنت کا عقیدہ ہے اگرچہ معزز لہ منکر تھے اور اب کی تقلید میں بعض مسلم نما فرقے بھی انکاری محسوس ہوتے ہیں کہ ہر شے خواہ جمادات ہوں یا نباتات وغیرہ سب میں ان کے لاائق ان میں روح اور عقل و شعور ہے اس کی تفصیل فقیر پہلے بھی عرض کر چکا ہے اس معنی پر یہ مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

تبرک کا ثبوت

اس کے ثبوت میں فقیر کی کتاب "البرکات فی التبرکات" کامطا عد کشجعے۔ تبرک کے جواز میں سوائے نجدیوں اور ان کے پیروکاروں کے کسی کو اختلاف نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تبرکات سے عشق اتنا مشہور ہے جتنا وہ شیدائی اسلام مشہور ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبرک کی درخواست کی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ

لو اتخدت من مقام ابراہیم مصلی کاش آپ مقامِ ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے تو کیا اچھا ہوتا۔
آپ نے فرمایا میرا بھی جی چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہو تو ابھی سورج غائب نہیں ہوا تھا کہ آئیہ "وَاتْسَخُوا
مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ" نازل ہوئی۔

کعبہ بھی تبرک ہے

الباجع اللطیف میں مولانا محمد جارالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انه قال اصل طينة النبی ﷺ من سرة الارض بمكة

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کا خیر پاک مکہ شریف کی وہ جگہ ہے جو تمام روئے زمین کی ناف ہے۔

فائدة

غور کشجعے کہ اب اسی روئے زمین کی ناف کو ہم قبلہ سے تعبیر کرتے ہیں گویا ہمارا قبلہ بھی رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کا تبرک جو نہ صرف ہم بلکہ انبیاء اور سل علی نبیہا علیہم السلام کا قبلہ و کعبہ ہے۔

مسئلہ

اسی لئے فقهاء کرام حجہم اللہ نے فرمایا کہ قبلہ اس چار دیواری کا نام نہیں بلکہ اس خاص مقام مقدس کا نام جس کے اردو گرد چار دیواری کھی ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”القول الجلی فی ان الكعبۃ تذهب الی زیارة الوہبی“ دیکھئے۔

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تبرک

صحابہ کے بعد تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین و علمائے دین الی یوم الدین کا یہی مذہب تھا اور ہے۔ چنانچہ حضرت عمر بن العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لئے وصیت کی کہ

ان یدفن معہ شئی کان عنده من شعر رسول اللہ ﷺ واظفارہ و قال اذا مت فاجعلوه فی
کفني۔ (عمدة القارى شرح بخارى صفحہ ۱۳۳)

یعنی میں مر جاؤں تو یہ جو حضور ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک میرے پاس موجود ہیں انہیں میرے کفن میں رکھ دینا اور میرے ساتھ ہی دفن کر دینا۔

فائدة

ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک اور ناخن مبارک میں بھی ہزاروں برکتیں موجود ہیں اور ہمارے اسلاف کرام ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور برکت کے لئے اپنے پاس رکھتے تھے اور مرنے کے بعد بھی انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے پھر اگر خود حضور اکرم ﷺ سے کسی نفع حاصل ہونے کا انکار کر دیا جائے تو یہ کتنی بڑی بد نصیبی ہے۔

ہم یہ کاروں پر یارب تپش محشر میں
سایہ اُگلن ہوں تیرے پیدے کے پیدے گیسو

حل لغات

تپش، گرمی، سوزش۔

شرح

اے پرو دگا محشر کی گرمی میں ہم یہ کاروں پر تیرے محبوب کریم ﷺ کے پیدے گیوسا یہ اُگلن ہوں۔

قیامت میں شفاعت

قیامت کی گرمی اور سوزش کا حال کسی سے مخفی نہیں لیکن یہ بھی یقین ہے کہ سوائے حضور اکرم ﷺ کی شفاعت کے کوئی کسی کے کام نہ آیا لیکن بد قسمت ہے وہ امتی جو حضور اکرم ﷺ آپ کی شفاعت کا منکر ہے یاد رہے کہ مغز لہ و خوارج تو کھلمنا اور صریح انکار کرتے لیکن ہمارے دور میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے صریح انکار تو نہیں کرتے لیکن اقرار شفاعت کے بعد ہیر پھیر کر کے وہی نتیجہ نکالیں گے جو خوارج و مغز لہ کے عقیدہ کا ترجمان ہو گا۔

احادیث شفاعت

ارشاد فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ

مَامِنْ أَمَّةٍ إِلَّا بُعْضُهَا فِي الْجَنَّةِ وَبَعْضُهَا فِي النَّارِ إِلَّا امْتَى فَانِّهَا كَلَّهَا فِي الْجَنَّةِ

یعنی تمام امم کے بعض لوگ دوزخ میں ہونگے اور بعض لوگ دوزخ میں ہونگے اور بعض جنت میں مگر میری امت جنت میں ہو گی۔

دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ﷺ

أَنْ مَفْتَاحَ الْجَنَّةِ بِيَدِيْ وَإِنَّا خَازِنَاهَا

یعنی بے شک جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں اس کا خازن و مالک ہوں۔
تو پھر جس کو چاہیں جنت میں داخل فرمائیں مالک و مختار ہیں ﷺ۔

انتباہ

حدیث شریف میں امت سے امت اجابت مراد ہے اور مرتدین مخالفین اور شفاعت کے منکرین کو بھی شفاعت فضیل نہ ہو گی۔

جب لوگ تمام انبیاء علیہم السلام سے مایوس ہو جائیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کی رہبری کرنے پر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونگے تو حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے ”اَنَّا لِهِ مَلِیٰ“ شفاعت کے لئے یعنی یہ کام میں کروں گا۔ پھر حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

إِسْتَاذُنَ عَلَى رَبِّيْ فَيَؤْذُنَ لَى وَيَلْهَمْنِي مُحَمَّداً اَحْمَدَهُ بَهَا لَا تَحْضُرُ فِي الْاَنْ فَاحْمَدُهُ بِتْلُكَ الْحَامِدِ
وَالْحَرَلَهُ سَاجِدًا فِي قَالِ يَا مُحَمَّدًا اَرْفَعْ رَاسَكَ وَقُلْ تَسْمِعْ وَسْلَ تَعْطِ وَاشْفَعْ تَشْفِعْ فَاقْوُلْ يَا رَبِّ اَمْتَى

امتنی فیقال انطلاق فاخخرج من کان فی قلبه مثقال شعیرة من ایمان . (الحدیث متفق علیہ)

میں اپنے پور دگار سے اجازت مانگوں گاپس مجھے اجازت دی جائے گی اور مجھے اللہ تعالیٰ کے محمد یعنی تعریفیں ایسے الہام ہوں گے جو آج مجھے مسحض نہیں تو میں ان محمد سے اللہ کی تعریف کروں گا اور میں مسجدہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ مسیح ﷺ اپنا سر مبارک اٹھاؤ اور فرماؤ جو فرماؤ گے سن جائیگا جو مانگو گے دیا جائیگا اور سفارش کرو تھماری سفارش قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا یا اللہ میری امت میری امت حکم ہو گا جاؤ جس کے دل میں برادر جو کے بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔

فائدة

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز سب لوگ رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کے خواہاں ہوں گے اور حضور اکرم ﷺ کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

چرچے حوروں میں ہیں دیکھوں تو ذرا یاں براق
سنبلِ خورد کے قربان اتارے گیسو

حل لغات

یال (ترکی) ایال کی موئث، گھوڑے کے وہ بال جو گردن پر ہوتے ہیں۔

شرح

حوروں میں خوب چرچے ہو رہے ہیں کہ چل کر حضور اکرم ﷺ کی زیارت کریں اور وہ آپ کے براق مبارک کے گردن کے بالوں پر اپنی زلفیں شارکر رہی تھیں۔

براق

اس کا نام براق یا تو اس لئے ہے کہ یہ براق سے مشتق ہے اور اس کا رنگ چونکہ نہایت چمکدار ہے اسی لئے اس نام سے موسم ہوا یا براق سے ماخوذ ہے بمعنی بجلی چونکہ وہ بجلی کی طرح کوئندتا تھا۔ اس لئے اسے براق کہا گیا یا اس لئے کہ بقول بعض اس کا رنگ ابیق تھا اور ہرقاء ایک لکڑی چٹلی سفیدی و سیاہی ملی ہوئی تھی اسی مناسبت سے اس نام سے موسم ہوا یہ براق جبرائیل علیہ السلام لائے۔

او صاف براق

راہوار برق رفتار گدھے سے بڑا اور پھر سے چھوٹا آدمی کی مثل چہرہ ہاتھی کی مانند کان گھوڑے جیسے زمرد بزر کے

پاؤں، اونٹ کا سائینہ و دنبال اور گردن یا قوت سرخ کی پڑی ہوئی پیشانی پر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ" کا
ہوا براق صفار وہ کے درمیان حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وہ چلنے میں ایسا تند گام و خوژرام تھا کہ ہر قدم اس کا
منتها نظر پر پڑتا تھا جس کی تعریف ابیات سے ظاہر ہوتی ہے

ستامش چو خور شید در نور غرق	براقے شتابنده مانند برق
اویم یمن رنگ ازو یاقته	سہیلے بر اوچ عرب تاقتہ
روندہ چو لؤلو برابر بسمی	بریشم تنے بلکہ لؤ لو سمی
وزان تیز رو تر کہ تیرا ز کمان	از ان خوش عناتر کہ آید گمان
سبق برده برجنبش آرام او	چنان شد کہ از تیزی گام او
مگر خود قدم برنظر میکشاد	قدم بر قیاس نظر میکشاد

براق بجلی کی طرح پرواز کرتا اس کی گردن سورج کی طرح نور میں غرق۔

سہیل عرب کی بلندی پر چکا یمن کی اویم نے اسی سے رنگ حاصل کیا ہے۔

ابریشمی جسم والا بلکہ موتویوں کے سم والا ایسے تیز تھا جیسے ابریشم پر موتی۔

اس سے بھی بہتر جو کسی گمان میں نہیں آ سکتا تیر کمان سے نکلنے کی پرواز سے بھی زیادہ تیز۔

ایسے ہوا کہ براق کی تیزی کے باوجود آپ کے آرام نے اس کی جنبش سے سبقت لے گئی۔

براق کے قدم حد نظر تک پہنچتے لیکن وہ ایسی نظر صرف اپنے قدموں پر رکھتا تھا۔

اُس وقت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سوار ہو جیسے اور عالم بالا کی سیر کو چلیے تمام ملائکہ ملا نکہ ملاعِ اعلیٰ

و مقرر بان عالم بالا انتظار میں چشم بر رہا ہیں حضور اکرم ﷺ نے براق بالندہ و سر نیچا فرمایا اور دل میں پیاری امت کا خیال

آیا حکم ہوا اے جبریل میرے حبیب سے باعث توقف اور سبب رنج و ملال دریافت کر چنانچہ جبریل نے پوچھا آپ نے

فرمایا اے جبرا نیل آج مجھے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعام و اکرام سے سرفراز فرمایا اور انواع اعزاز و احتشام کے

ساتھ اپنے پاس بلا یا، لباس بہشتی پہنایا، براق کو ایا، ملائکہ مقرر یمن کو میری جلو میں چلنے کو بھیجا، کل قیامت کے دن میری

امت بھوکی پیاسی سر سے پاتک برہنہ بوجھ گناہوں کا سر پر رکھے ہوئے قبروں سے اٹھے گی۔ پچاس ہزار سالہ راہ قیامت

اور تیس ہزار برس کی راہ پل صراط باریک تاریک پشت جہنم پر کس طرح طے کرے گی اور ایسی راہ صعب و سخت سے یہ بے

بجماعت کیسے پار ہو گی پس فرمانِ الٰہی پہنچا کاے میرے پیارے جبیب آپ اپنے دل کو غبارِ نجعِ غم سے میلانہ فرمائیے میں نے جس طرح آج آپ کو اپنی نظر عنایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور برآق آپ کی سواری کے واسطے بھیجا ہے اسی طرح قیامت کے دن آپ کے ہر مقامی کی قبر پر ایک ایک برآق بھیجنے والا اور سب کو ان پر سوار کر کے طرفیہ الحین میں پل صراط سے پار لگاؤں گا اور پچاس ہزار سالہ راہِ قیامت ایک دم میں انہیں طے کرائے بہشتِ عنبر سرنشت میں داخل فرماؤں گا پس حضور اکرم ﷺ نے یہ خبر فرحتِ اثرِ سرنشت کیا کہ برآق نے شوئی آغاز کی اور اچھلنا کو داشروع کیا اور کہا

بَعْزَتِي رَبِّي لَا بُرْكَبْنِي إِلَّا النَّبِيُّ التَّهَامِيُّ إِلَّا بَطْحِي الْقَرْشِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَاحِبُ الْقُرْآنِ
اپنے رب کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ مجھ پر سوائے بنی تہامی الطحی قرشی محمد ابن عبد اللہ صاحب القرآن کے کوئی سوار نہ ہو سکے گا۔

پس حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اَنَّ مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ" ہی محمد اللہ کا رسول ہوں اور جبریل نے کہاے برآق یہ کیا بے تہذیب و بے حرمتی ہے جو شوئی کرتا ہے جو شوئی کرتا ہے خبردار ہو جا کہ جوچھ پر کوئی شخص ان سے بہتر آج تک سوار نہیں ہوا پس یہ سن کر کانپ گیا اور اس کے بدن سے پسینہ لٹکنے لگا سب شوئی و شرارت بھول گیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے جبریل سے کہا کہ آپ مجھ پر خفانہ ہوں میں حاجت مند ہوں اور حضور اکرم ﷺ کی سواری کے باعث سعادت سے چاہتا ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا حاجت ہے کہا اس رات تو حضور اکرم ﷺ کی سواری کے باعث سعادت سے مشرف ہوا۔ کل قیامت کے دن ہزاروں برآق بر ق رفتار خدمتِ اقدس میں حاضر ہونگے ایسا نہ ہو کہ آپ ان پر التفات فرمائیں اور مجھ غریب کو بھول جائیں مجھ میں اب تابِ جدائی باقی نہیں ہے امید ہے کہ اس روز بھی حضور مجھ پر سوار ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی عرض قبول کی اور روزِ قیامت اس پر سوار ہونے کا وعدہ فرمایا پس جبراًیل نے رکاب تھامی میکائیل نے لگام لگائی اور وہ شبِ اسرائی کا دو لہا، اپنے مولا کا پیارا، امت کا متوہل، نہایت آن وباں و شان و شوکت سے اس پر سوار ہو کر ملائکہ جیسے برائیوں کو اپنے جلو میں لے کر مسجدِ حرام سے مسجدِ قصیٰ کی جانب سدھارا۔

فائده

ایک روایت میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ برآق پر سوار ہوئے جبراًیل نے رکاب تھامی، میکائیل نے لگام پکڑی اور اسرائیل نے غاشیہ برداری اختیار کی حضور اکرم ﷺ نے ان سے عذرخواہی کی کہا یا رسول اللہ ﷺ کی غاشیہ

برداری کی تمنا میں ہزار برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور کئی ہزار برس تک عرش کے نیچے نہایت تضرع اور زاری سے دعا مانگی۔ تب خطاب رب الارباب آیا کہ میں نے تیری عبادت قبول کی۔ ہمیں تیری طاعت پسند آئی اس کے بدله خلعت اجر و ثواب تجھے دیا جائیگا میں نے بوجب الہام عرض کیا۔ الہی میں نے اس خلعت حوالہ خاکساراں امت و پیروانِ ملت اس صاحب دولت کے کیا جس کا نام تو نے عرش پر اپنے نام کے برادر لکھا ہے اور تیرے دریائے رحم و کرم و جود و نوال سے یہ چاہتا ہوں کہ جب وہ آفتاب عرب و عجم مسند رسالت پر جلوہ گر ہوا اپنے پتو جمال جہاں آراء سے عالم کو روشن و منور کرے تو ایک ساعت اس کی خدمت مجھے عنایت فرم۔ حکم ہوا اے اسرافیل تیری عرض ہم نے قبول کی ایک رات سیدھی، ہادی سبل کو زمین سے آسمان پر عروج ہو گا تجھے اجازت ہے کہ اس شب مکہ سے بیت المقدس تک اس کی غاشیہ برداری اختیار کر۔ تفسیر زادہ میں ہے کہ حضرت اسرافیل کی پیشانی پر تمام قرآن عظیم مکتب ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم کا نور حضرت آدم علیہ نبیانا و علیہ السلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔ سب فرشتوں سے پہلے اسرافیل نے سجدہ کیا جب سجدہ سے سر اٹھایا اپنی پیشانی پر کلامِ اللہ لکھا ہوا پایا۔

فائده

میکائیل کے لگام پکڑنے اور جبریل کے رکاب تھامنے میں یہ نکتہ تھا کہ میکائیل تقسیمِ رزق پر محصور ہیں اور رزق منہ کی راہ سے پیٹ میں پہنچتا ہے لہذا ان کا دہن برق کے نزدیک رہنا نہایت مناسب ہوا اور جبریل رکاب گیری پر اس لئے مقرر ہوئے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس رہیں اور کیفیت اور حقیقت راہ سے آگاہ کرتے جائیں۔

منقول ہے کہ اس رات اسی ہزار فرشتے حضور اکرم ﷺ کے دامنی جانب اور اسی ہزار بائیں جانب مشعل نوری و شمع کافوری ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے جن کی روشنی و خوبی سے تمام بھائیے مکہ روشن و منور ہو رہا تھا کہ فرمانِ الہی پہنچا اے جبریل میرے حبیب کے چہرہ انور پر جو ستر ہزار پردے پڑے ہیں ان میں سے ایک پر دہ ہٹا دے۔ جبریل نے فوراً ان میں سے ایک پر دہ اٹھایا تو اس سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ تمام شمعون اور مشعلوں کی روشنی اس کے آگے ماند ہو گئی القصہ جب حضور اکرم ﷺ بر اق پر سوار ہو کر چلے تو اس کی لگام کھینچ رہے جبریل نے عرض کی یا رسول اللہ لگام ڈھیلی فرمادیجھے کہ وہ آپ کی منزلِ مقصود سے واقف ہے۔ حضرت نے باگ ڈھیلی فرمائی تو وہ نہایت تیز و تند چلنے لگا جس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں

ان ترکھا سارت و ان حرکھا طارت

اگر میں باغ ڈھیلی کر دیتا تو نہایت تیز چلتا اور اگر باغ ہلا دیتا تو اڑنے لگتا۔

پھر جبرئیل نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی اگر آپ راہ میں کوئی آواز سنیں تو اس کی جانب التفات نہ کریں اور اگر کوئی آپ کو پکارے یا کوئی بات پوچھئے تو آپ ہرگز جواب نہ دیں جبکہ کہ آگے روائی ہوئے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے ابھی تھوڑی راہ قطع کی تھی کہا یک شخص نے داہنی جانب سے مجھے آواز دی اور کہا اے محمد ﷺ اس واقعہ تک برائق کی پرواز ختم ہو گئی اس کے بعد فرف نے منازل طے کیں۔

**آخر حج غم امت میں پریشان ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو**

شرح

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرم ﷺ جو بال مبارک سر اقدس سے جدا فرماتے تو وہ بال مقدس حضور اکرم ﷺ کی پریشانی برائے غم امت دیکھ کر امت کی شفاعت کے لئے تشریف لے گئے۔

فائدة

امام احمد رضا قدس سرہ نے اس شعر میں حجۃ الوداع میں سر مبارک کے منڈوانے کی حکمت بیان فرمائی وہ حکمت یہ کہ جب حضور اکرم ﷺ کو آپ کی زلفانِ عبرین نے امت کے غم میں بہت غمگین دیکھا کہ آپ اکثر اوقات گریاں اور آہ و فغاں کناں ہیں تو گیسوئے کریمہ نے آپ سے اجازت چاہی کہ اگر چہ ہماری آپ سے جداگانی و فراق ہمارے لئے ایک گونہ سخت دشواری ہے لیکن چونکہ آپ کو امت پیاری ہے اسی لئے اجازت بخشیں تاکہ ہم آپ کی امت کے کام آئیں چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے وصال کے بعد تا حال حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک امت کے ہزاروں دکھوں کے مداوابنے ہوئے ہیں۔ تفصیل آئے گی (ان شاء اللہ)

حج الوداع

حج کی فرضیت ۲۴ ہجری میں ۲۹ ہجری میں (قول آخر راجح اور مختار ہے) واقع ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ اس سال روزِ افزوں مشغولیت اور اسلام کے احکام کی اشاعت وغیرہ کی بناء پر خود حج پر تشریف نہیں لے گئے لیکن فرضیت حج کے ثبوت کے لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ روانہ فرمایا تاکہ دوسرے لوگ بھی حج ادا کر سکیں اس کے بعد آپ بال نفس نفس ۲۸ ہجری میں حج کے لئے متوجہ ہوئے اس حج کو حجۃ الاسلام اور حجۃ

الوداع بھی کہتے ہیں اس لئے کہ آپ نے لوگوں کو حج کے احکام کی تعلیم دی چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے مناسک حج سیکھ لو کہ شاید میں آئندہ سال حج نہ کروں اور زندہ نہ ہوں لہذا جنتۃ الوداع کے لفظ کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے۔ احادیث کی کتب میں اسی طرح واقع ہے صاحب مواہب الدنیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے اس کو پسند نہیں کیا ہے کہ اس کو جنتۃ الوداع کہا جائے شاید اس وجہ سے کہ اس لفظ سے حضور اکرم ﷺ کی وداع کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس اس ذکر سے طول ہوتے تھے۔

بہر حال جب حضور اکرم ﷺ غزوات و وفوکی مہماں سے فارغ ہو گئے تو آپ حج کے لئے تیار ہوئے ہر طرف آپ نے اعلان کروادیا کہ رسول اللہ حج کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ اعلان سنتے ہی اطراف و اکناف سے لوگ مدینہ منورہ میں آنا شروع ہوئے چنانچہ مدینہ منورہ میں بہت سی خلقت جمع ہو گئی۔ ابھی ذیقعدہ کے آخر میں جب کہ مہینہ کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے۔ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو ایک سو چودہ ہزار یعنی ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد آپ کے قرب و جوار میں حاضر ہو گئے (ایک لاکھ چودہ ہزار کا قول زیادہ صحیح ہے) مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ زگاہ جس طرح انھی تھی لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔

پچیس ذیقعدہ بروز شنبہ آپ نے غسل فرمایا شانہ کیا اور موئے مبارک میں تیل ڈالا، احرام کے کپڑے زیب تن فرمایا کہ خاتمة اقدس سے باہر تشریف لائے نہمازِ ظہرا فرمایا کہ روانہ ہوئے اور ذی الحلیفہ میں قیام فرمایا یہی پر سوار ہوئے جب ناقہ چلنے کے لئے اٹھی تو آپ نے پھر تلبیہ فرمایا اس کے بعد پھر جب وہ قریب کے میلے پر پہنچی تو آپ نے لبیک فرمائی یہاں روایات میں اختلاف ہے بعض نے فرمایا تلبیہ فرمان نماز کے بعد کہا ہے اس شجرہ کے قریب جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھا اور اب وہاں ایک مسجد ہے جس کو مسجدہ شجرہ کہتے ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ جس وقت ناقہ اٹھی ہے اس وقت آپ نے تلبیہ ادا فرمائی اور پھر جب آپ کی اونٹی میلے پر پہنچی اس وقت تلبیہ کہا۔ اس اختلاف کا سبب یہ ہے کہ جس نے جس وقت سنایا اس طرح بیان کر دیا اور حقیقتاً تلبیہ نماز کے بعد ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک یہی سنت ہے۔ حضرت امام احمد سے مشہور روایت یہ ہے کہ آپ نے تلبیہ اس طرح فرمایا

لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ لَا شَرِيكَ لَكَ انَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

اور صحیحین میں تلبیہ اس طرح آیا ہے

لَبِيكَ اللَّهُمَّ لَبِيكَ اسْوَدُ بَكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدِكَ وَالرَّغْبَا إِلَيْكَ وَالْحَمْدُ

یہ تلبیہ آپ نے بلند آواز سے فرمایا تاکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سن لیں آپ نے فرمایا آواز بلند کرو جریل علیہ السلام نازل ہوئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ میں اصحاب کو حکم دوں کہ وہ احرام کے ساتھ تلبیہ میں آواز بلند کریں بعد تلبیہ آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت میں داخلہ اور نار سے بچنے کی استدعا کی۔ جب آپ قربانی سے فارغ ہو گئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ منی کی تمام زمین مخیر (ذبح) ہے جگہ یا مقامات مخصوص نہیں ہیں (منی میں جہاں چاہیں قربانی کریں) اس کے بعد آپ نے حلق (سرکے بل تراشنا اور موٹھنے والے) کو طلب فرمایا اور حلق فرمایا (سرکے بال استرے سے صاف کر دیجئے گئے) آپ کے حلق عمر بن عبد اللہ القرشی عدوی قدیم الاسلام تھے انہوں نے استرہ ہاتھ میں لے کر جب حلق کے لئے تیار ہوئے سر مبارک کی طرف تو آپ نے فرمایا اے عمر! اللہ کے رسول ﷺ نے تجوہ کو اپنے کان کی بنا گوش (زمہ) پر قادر کر دیا ہے حالانکہ تمہارے ہاتھ میں استرہ ہے یعنی ہوشیاری سے کام کرو اور اس خدمت کی قدر پہچانا تو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا اس طرح کھڑا ہونا اور اس مقام پر میرا (سرکے بال موٹھنے پر) قادر ہونا بے شک خدا کی ایک بڑی نعمت ہے اور اس کا بڑا احسان مجھ پر ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اور زبردست نعمتوں میں سے ایک ہے پھر آپ نے اشارہ فرمایا کہ حلق ابتداء دائیں جانب سے کریں یہ متفق علیہ حدیث ہے جو مشکلاۃ میں آئی ہے اور اس میں اس کی صراحة موجود ہے بہر حال جب وہ جانب راست سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ان تمام موئے مبارک کو حاضرین میں تقسیم فرمایا۔ پھر آپ نے اشارہ فرمایا کہ اب جانب پکپ سے شروع کریں جب عمر جانب پکپ کے حلق سے بھی فارغ ہو گئے تو جانب پکپ کے تمام موئے مبارک حضرت ابو طلحہ انصاری جو امام سعیم کے شوہرت ہے (یہ امام سعیم انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ تھیں) ان کو عطا فرمائے۔

یہ فضل و عنایت ان کے حصہ میں آئی (یہ اللہ کا وہ فضل ہے جس کو وہ چاہیے عطا کرتا ہے) جب آپ حلق سے فارغ ہوئے تو تمام موئے مبارک کے اصحاب میں تقسیم ہو گئے اور اسی موقع پر آپ نے اپنے ناخن مبارک بھی تقسیم فرمائے۔

تبرک اور منشاء رسول کریم ﷺ

بال منڈوانے کے بعد حضور اکرم ﷺ کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرمانا دلالت کرتا ہے کہ آپ کا منشاء انہیں تبرک بنانے کا تھا ورنہ شرعی قاعدہ تو یہ ہے کہ بال دن کئے جائیں اور اب بھی یہی حکم ہے کہ ناخن بال وغیرہ دن کئے جائیں تاکہ کل قیامت میں انہیں واپس کر کے بہشت کی لذتوں اور نعمتوں میں زیادہ سے زیادہ بہرہ وری حاصل ہو۔

علاوه ازیں

حضور اکرم ﷺ نہ صرف حجۃ الوداع بلکہ پہلے بھی بارہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے تبرکات سے نوازا۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنا تہبیند عطا فرمایا اور اور فرمایا یہ اندر اس کے جسم پر لپیٹ دو۔ (بخاری)

(۲) اس کی شرح مولوی وحید الزمان نے لکھا آپ ﷺ نے اپنا تہبیند قبر کے لئے عنایت فرمایا اور اسی لئے ارشاد فرمایا کان کے بدن سے ملا رہے ہے۔ (تیسیر القاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۲)

(۳) غزوہ خیبر میں رسول ﷺ نے ایک صحابی کو خود اپنے دست مبارک سے ہار پہنایا تھا وہ ہار کو اس قدر محظوظ رکھتی تھی کہ عمر بھر گلے سے جدال نہ کیا جب وفات کا وقت قریب آیا تو وصیت کی کہ ہاران کے ساتھ ہی دفن کر دیا جائے۔

(۴) حضرت فاطمہ بنت اسد نے ہجرت کے چند سال بعد آپ کی حیات مبارکہ میں وفات پائی۔ آپ نے کفن کے لئے قیص اتار کر دی اور تمدین سے قبل قبر میں لیٹ گئے۔ لوگوں نے اظہارِ تعجب کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی قیص ان کو اس لئے پہنائی کہ جنت میں انہیں حلہ ملے اور قبر میں اس لئے لیٹا کر شدائد قبر میں آسانی ہو۔ (وفاء الوفاء)

تبرکات نبوی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

صحابہ کرام جو مکتب مصطفوی ﷺ کے پہلے تلمیذ ہیں انہوں نے حقیقت اسلام کا درس خود امام الانبیاء ﷺ سے لیا اور پھر اس حقیقت سے آنے والی امت کو آگاہ کیا کہ انہیں تبرکات سے کتنا عشق تھا اور انہوں نے اس سے بھر پور فائدہ حاصل کیا۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت خالد بن ولید قریشی مخزومی کی ٹوپی جنگ یرمونک میں گم ہو گئی انہوں نے کہا تلاش کرو۔ تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک روز رسول ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا جب آپ نے سر مبارک منڈوا یا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لئے دوڑے میں نے بھی آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لئے جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔ (اصابہ، ترجمہ خالد بن ولید)

شفاء شریف میں اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید کی ٹوپی میں رسول ﷺ کے کچھ بال تھے وہ ٹوپی کسی غزوہ میں گر گئی۔ حضرت خالد نے اس کے لئے مژکر سخت حملہ کیا جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ صحابہ کرام نے ان

پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں بلکہ موئے مبارک کے لئے کیا ہے جو اس ٹوپی میں تھے کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ ہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔

(۲) جیہے الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موئے مبارک عنایت فرمائے۔ مہندی لگے ہوئے یہ موئے مبارک حضرت عبد اللہ کے لئے ایسی نعمت تھے کہ دنیا جہان کے خزانے اس کے سامنے پیچ تھے خود انہوں نے زندگی بھراں موئے مبارک کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور ان کے بعد ان کے خاندان نے اس دولت لازوال کو اپنے پاس تبرکات محفوظ رکھا۔ (الاصابہ وغیرہ)

(۳) ایک مرتبہ حضرت بالل جبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے وضو کا پانی ایک گلن میں لئے باہر آئے تو صحابہ چھٹ پڑے جس کو پانی کا ایک قطرہ نہ ملا اس نے دوسراے صحابی کے ہاتھ کی تری کو چھو کر اپنے چہرے پر مل لیا۔
(بخاری شریف)

(۴) حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضور اکرم ﷺ کا ایک بال ہوا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ (بخاری شریف)

(۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کے لکڑی کے پیالے کو جان سے لگا کر رکھا تھا جس کو ایک جانشناز نے آٹھ لاکھ دراهم میں خریدا۔ (بخاری شریف)

(۶) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی وصیت کے مطابق کفن میں رسول اللہ ﷺ کا کرتہ پہنایا گیا آپ کی چادر میں لپینا گیا، آپ کا تہبند باندھا گیا، گلے، منہ اور ان اعضاء پر جو سجدہ کے وقت زمین پر لگتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک اور تراشے ناخن اقدس رکھے گئے۔ (مرقاۃ شرح مشکلۃ جلد ۵ صفحہ ۲۸، الناہریہ مصنف نبراں حمدانی)

شرک کے معنی اور اولیائے امت اور تبرکات

نجدی شریعت اور وہابی ندہب نے تبرکات کو شرک و بدعت کہا۔ فقیر اولیائے امت کے حوالہ جات بھی پیش کرتا ہے اولیائے کرام وہ نفوس مقدسہ ہیں جن کا مقصد زیست شریعت کا احیاء تھا۔ اولیائے کرام نے شرک و بدعت کے خلاف جس طرح جہاد کیا وہ آج بھی ہمارے لئے نمونہ ہے ان حضرات کی زندگی کا الحمد للہ سنت نبوی ﷺ کا عکاس تھا۔ نبی کریم ﷺ کے تبرکات عطا فرمانے کی سنت پر ان حضرات نے بھی عمل کیا۔ اولیائے کرام نے اپنے مشائخ کے تبرکات کو ہمیشہ سینے سے لگائے رکھا جس کا اندازہ ذمیل کے واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

(۱) حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھے جائیں جس کی ترجمانی امام بریلوی قدس سرہ نے فرمائی
ہم سے کاروں پر یا رب تپش محشر میں سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

(۲) امام قسطلانی فرماتے ہیں میں نے ماہ ذی القعده ۸۹ھ میں شیخ ابو حامد مرشدی کے پاس نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت کی۔ (مواہب الدنیہ)

(۳) محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے عبیدہ کو کہا کہ ہمارے پاس آثار مبارکہ موئے مبارکہ ہیں ان کو ہم نے حضرت انس سے حاصل کیا میرے پاس ایک بال ہوتا میں اس کو ساری دنیا کی دولت سے بڑھ کر سمجھوں گا۔ (انوار محمد یہ نبھانی)

شah عبد الرحيم رحمة الله تعالى عليه

انفاس العارفين میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد گرامی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں یاد واقعہ میں ایک بزرگ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور اکرم ﷺ تمہاری عیادت ”بیمار پرستی“ کے لئے تشریف لارہے ہیں اور جس طرح تمہارے پاؤں ہیں اسی جانب سے اس لئے بیدار ہوتے ہوئے میں نے اشارہ کیا۔ ضعف اور نقاہت کی وجہ سے بول نہ سکا کہ میری چار پائی ادب پھیر دو۔ چار پائی پھیر دی گئی مجھے پر غنو دگی سے آئی تو اپنے سر کو جناب رسول اللہ ﷺ کی گود مبارک میں پایا وہ نصیب اور بیماری کی برکت۔ حضور اکرم ﷺ نے شفقت بھرے الجہ میں فرمایا

کیف حالک یا بندی میرے عزیز بیٹے تم کیسے ہو؟

شاہ صاحب فرماتے ہیں اس پیارے بھرے کلمہ کی حلاوت مجھ پر بہت غالب آئی اور گریز خوشی اور اصراب لذت نے مجھے گھیر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی قیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گئی

دامن سے وہ پونچتا ہے آنسو روئے کا آج ہی کچھ مزاب ہے

فرماتے ہیں اضطراب میں جب کچھ تسلیم ہوئی تو دل میں خیال آیا مدت سے موئے مبارک کی آزو ہے اگر مرحمت فرمادیں تو ز ہے سعادت۔ حضور اکرم ﷺ کو بفضلہ تعالیٰ اس خطرہ دل کے خیال پر آگاہی ہوئی آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک داڑھی مبارک پر پھیرا اور وہاں دو بال مجھے عنایت فرمائے۔ میرے دل میں خیال آیا یہ بال مبارک بیداری

میں بھی میرے پاس ہونگے یا نہیں۔ حضور اکرم ﷺ اس خطرہ سے بھی آگاہ ہوئے اور فرمایا بیداری میں یہ دولت آپ کے پاس رہے گی۔ حضور اکرم ﷺ نے صحت کی بھی خوشخبری سنائی اور یہ کہ ابھی میری زندگی باقی ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں میں میں بیدار ہوا تو چراغ طلب کر کے بال مبارک ڈھونڈنے لگا مگر یہ معلوم کر کے بعد افسوس ہوا کہ بال نہیں مل رہے۔ حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا غنو دگی اسی آئی تو حضور اکرم ﷺ کی پھر زیارت ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیٹا وہ دونوں ہم نے حفاظت کی غرض سے تیرے سر ہانے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے نکال لیا فرماتے ہیں میں میں بیدار ہوا تو انہیں سر ہانے کے نیچے پایا۔ **والحمد لله**

اسی واقعہ کے تحت لکھتے ہیں ان موئے مبارک میں چند خاصیتیں پائیں ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹنے ہوئے رہتے تھے لیکن جب بھی درود شریف پڑھا جاتا تو وہ علیحدہ علیحدہ کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوسرایہ کہ ایک دفعہ کسی کوان کے موئے رسول ﷺ ہونے میں شبہ ہونے لگا لیکن جب وہ انہیں دھوپ میں لے گئے تو فوراً ابر پارہ ظاہر شد بادل کا لکڑا ظاہر ہو کر ان پر سایہ گلن ہوا۔ شبہ کرنے والوں میں ایک نے توبہ کی دوسرا تر دیں ہوا دوبارہ لے گئے تو بھی یہی ماجرا ہوا۔ دوسرے نے بھی توبہ کی تیرا بھی تک متزدرا ہا اور اسے قضیہ اتفاقیہ سمجھتا رہا تیری بارے لے گئے تو بھی یہی قصہ پیش آیا وہ بھی بتوفیق خداوندی تائب ہو گیا۔

ہمارے مرشدان کرام رحمهم اللہ تعالیٰ

محبوب سبحانی حضرت خواجہ نظام الدین کو جب قبر میں اتارا گیا تو وہ خرقہ جو آپ کو شیخ فرید الدین گنج شکرنے عنایت فرمایا تھا آپ کے جسم اقدس پر اوڑھا دیا گیا اور شیخ کی جائے نماز کو آپ کے سر مبارک کے نیچے رکھ دیا گیا۔

(اخبار الاخیار)

حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں ایک روز حضرت شیخ فرید الدین کی مجلس میں حاضر تھا آپ کی دارڑھی سے ایک بال جدا ہو کر گود میں گرا۔ میں نے اجازت لے کر اسے اٹھالیا اور بطور تعویذ اپنے پاس رکھا لیا۔ اس سے عجب بزرگی اور کرامت ظاہر ہوئی اس سے درمند کی بیماری اور درد دل کی کی دو اہوتی تھی۔ بیمار آکر مجھ سے تعویذ لے جاتے تھے اور چند روز رکھ کر بعد شفاء دے جاتے۔ (فوائد الفواد)

ایک آدمی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر حضرت شاہ غلام علی مجددی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ مزار اقدس سے کاک (روٹی) وغیرہ قسم کی کسی چیز کا تبرک

لائے ہو۔ اس شخص نے نفی میں جواب دیا آپ نے فرمایا غلطی کی کہ کوئی تبرک کی چیز نہ لائے دو بارہ جا و اور کوئی چیز لے کر آؤ کیونکہ بزرگوں کے تبرک میں بھید پہاں ہے اور بڑے فائدے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ ایک شخص ان کے مزار سے کاک لے گیا اس کے گھر میں ایک پرندہ مر اپڑا تھا اس کاک سے ٹھوڑا سا ٹکڑا پانی میں بھگو کر اس پرندے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کی قدرت وہ پرندہ زندہ ہو کر اڑ گیا۔ (درالمعارف)

تبرک کو شرک صرف نجدی شریعت نے کہایا پھر اس کے چیلے اس کے نفاذ میں سرگرم ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تبرک ہر دور میں معمول برہا یہاں تک کہ سابقہ ام میں بھی تحقیق و تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ”البرکات فی البرکات“ میں ملاحظہ ہو۔

گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تادوش
کہ بنیں خانہ بدشوش کو سہارے گیسو

حل لغات

گوش، کان۔ دوش، کامدھا۔ خانہ بدشوش، خانہ بدشوش کی جمع ہے بمعنی مسافر، پریشان، دور، بے ٹھکانہ آدمی جہاں چاہے پڑا رہے۔

شرح

حضوراکرم ﷺ کے سر اقدس کے مبارک بال نتو بہت گھونگریا لے تھے اور نہ ہی بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین میں تھے۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔ کانوں کے نصف تک کانوں کی لوٹک شانہ مبارک تک ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات و احوال پر محول کیا جائے یعنی جب آپ بال مبارک کوٹادیتے تو کانوں تک رہ جاتے پھر بڑھ کر نصف گوش یا نرمہ گوش یا کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔ آپ ان بالوں کے دو حصے فرماتے اور مانگ نکالا کرتے کچھ بال رکھنے اور کچھ کاٹنے کو سخت منع فرماتے (جیسے آج کل انگریزی فیشن) اور یہ فیشن ایسا غالباً ہوا کہ آج کل بعض مولویوں اور ہمارے مشائخ و اولیاء کرام کی اولاد کے سرچڑھ گیا یہ اور ایسا چڑھا ہے کہ اب اترنے کا وہ خود کیا نام لے یہی حضرات اس کا نام نہیں دیتے بلکہ کچھ کہا جائے تو اُن نے کوتیار ہو جاتے ہیں بیشک ہماری بات نہ مانیں لیکن کل قیامت میں اور کچھ نہیں اپنے بڑوں اور بالخصوص رسول اللہ ﷺ کے سامنے رسوانی ضرور ہو گی۔

فائدة

وہابی اور بعض دیوبندی سرمنڈا تے ہیں ان سے ہماری غرض نہیں کیونکہ وہ مجبور ہیں لیکن افسوس ایسے اہل سنت کے لئے جو کامد ہے سے بھی نیچے بہت بڑی زلفیں بڑھا کر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے فلاں پیر صاحب کی سنت ہے ادھر دیکھو تو داڑھی چٹ صفائیا چھوٹی۔ ان سے گزارش ہے کہ چھوٹے پیر کی غلط سنت (یا کوئی سبب ہو گا) کے بجائے بڑے پیر یعنی کائنات کے مرشد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیجئے۔

عشق کا مفتی

وہ تو تھا مسئلہ شرعی لیکن جن حضرات پر عشق کا غالبہ تھا وہ اپنے عشق کا اظہار یوں فرماتے ہیں

ام انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کانت لی ذوابۃ فقالت لی امی لا اجزها کان غایب اللہ
یمدھا و یاخذھا۔ (ابوداؤ و جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میزی زلفیں تھیں میری والدہ نے مجھ سے فرمایا ان میں زلفوں کو نہیں کاٹو گی کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان زلفوں کو کھینچتے اور پکڑتے تھے۔

ابومذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیر دیا۔ پھر عمر بھرنہ سر کے آگے کے بال کٹائے نہ مانگ نکالی بلکہ اسے بطور تبرک قائم رکھا۔ (ابوداؤ و باب کیفیۃ الصلوۃ)

سو کھے دھانوں پر ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

حل لغات

سو کھے، سو کھا کی جمع خشک، سکڑا ہوا۔ دھانوں، دھان کی جمع چھکلوں کا سمیت چاول کا پودا یہاں یہی مراد ہے یہ محاورہ ہے۔ سو کھے دھانوں پر پانی پڑنا یعنی تروتازہ ہونا، نئے سرے سے زندگی پانا۔ چھائے از چھانا، پانہ پھونس یا کپڑے سے ڈھکنا، غالب ہونا، گھرنا۔ گھٹا، سیاہ بادل، سیکھن، گھن پہلا معنی مراد ہے۔

شرح

ہمارے سوکھے اور خشک دھانوں پر بھی کرم ہو کہ آپ کے گیسور حمت گلہادل بن کر ہم پر بھی برس جائیں تاکہ ہماری بگڑی بن جائے کیونکہ گیسوئے مبارک کی برکات جسے نصیب ہوئی اُس کی دنیا و آخرت سنورگئی۔

گیسوئے پاک اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گیسوئے پاک کی برکات سے کتنے فوائد اٹھائے۔ چند احادیث پڑھئے

خالد کی فتوحات کاراز

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے حضور اکرم ﷺ پیشانی مبارک کے بال میرے پاس تھے میں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد مجھے فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔ (اصابہ، شفاعة شریف، ثمس التواریخ)

ٹوپی کے بغیر خالد بے بس

جنگ یرموک میں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے لشکر کفار کی طرف بڑھے ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا دونوں کا دریہ تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا اٹھو کر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آگئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پا کر آپ کی پشت پر آگیا اس وقت حضرت خالد پکار کر کہا پہنچا اور ٹوپی آپ کو دی۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا مخزوم میں سے تھا وہ ڈور کر آیا اور ٹوپی آپ کو دی۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پشت پر آپہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے جو شاید دوچار آنے کی ہوگی۔

فائده

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس ٹوپی میں سید عالم ﷺ کے ناصیہ مبارک کے بال ہیں جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتحیاب ہوتا ہوں اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبارک بالوں کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافروں کا ہاتھ لگ جائے۔

(واقدی شفاعة شریف صفحہ ۲۲ جلد ۲)

خالد کی ٹوپی کی قدرو ممتازت

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی فوج لے کر ملک شام میں "جلہ بن ابیتم" کی قوم کے

مقابلے کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر میں بھول گئے جب مقابلہ ہوا تو رو میوں کا بڑا افسر مارا گیا اس وقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کر دو۔ حملے کے وقت صحابہ کی حالت نازک ہو گئی یہاں تک رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آگئی۔ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔

ادھر یہ حالت تھی اور ادھر اسی رات حضور سید المرسلین ﷺ حضرت ابو عبید کو جو اسلامی افواج کے امیر تھے خواب میں ملے اور فرمایا تم اس وقت سور ہے ہو اٹھواو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مد کو پہنچو کفار نے ان کو گھیر لیا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر میں اعلان کروایا کہ فوراً تیار ہو جاؤ! چنانچہ وہ فوراً تیار ہو کر مع لشکرِ اسلام کے بڑی تیزی سے چلے۔ راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے آگے جا رہا تھا چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پاکر کر کہا اے جوان مرد سوار ذرا اٹھرو۔ یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا معلوم کیا تو حضرت خالد بن ولید کی بیوی تھیں۔ حضرت ابو عبیدہ نے ان سے سفر کی جگہ پوچھی تو کہا اے امیر جب رات کو میں نے نا کہ آپ نے لشکرِ اسلام میں اعلان کروایا کہ خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے فوراً تیار ہو جاؤ تو میں نے خیال کیا کہ وہ بھی نا کام نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک ہیں لیکن جوں ہی میں نے دیکھا تو میری نظر ان کی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھے نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت چل پڑی کہ کسی طرح اس کو ان تک پہنچا دوں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا تمہیں برکت دے چنانچہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک لشکر ہو گئیں۔

حضرت رافع بن عمر و حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی ہم اپنی زندگیوں سے بالکل ما یوں ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت خالد نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہے جب رو میوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ چند سوار ان کا پیچھا کئے ہوئے ہیں اور وہ بدھواں ہو کر بھاگے چلے آرہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کاے جوں مرد سوار تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تمہاری بیوی ام قمیم ہوں تمہاری مبارک ٹوپی لائی ہوں جس کی برکت سے دشمنوں پر فتح پایا کرتے ہو تم اس کو بھول آئے تھا اسی وجہ سے یہ مصیبت تم پر آئی تھی۔ الغرض وہ ٹوپی انہوں نے دی اور حضرت خالد نے اس کو پہن لیا۔

راوی حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت خالد نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو کفار کے پاؤں اکھڑ گئے

اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ (ملنخما، واقدی)

فائدہ

ان احادیث میں غور و فکر کے ساتھ ساتھ اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر و شان تھی اور پھر وہ جلیل القدر صحابی حضرت خالد بن کیشان میں خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
سیف من سیوف اللہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا بڑی بے تابی سے ٹوپی طلب فرمائے ہیں اور صاف فرمادیکہ میری ساری فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جس میں حضور اکرم ﷺ کے موعے مبارک ہیں۔

اخروی فوائد

اخروی فوائد میں کس کو شک ہے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم گیسوئے اقدس کو قبر میں ساتھ لے جانے کی صیتیں کرتے ہیں۔ ان میں ایک حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔

حضرت ثابت بنی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اس کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”الرفایہ“)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخ منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جزو خامس صفحه ٣٠٠) و مدارج النبوت

فائدہ

اہل اسلام پر صحابہ کرام کے فضائل و مکالات مخفی نہیں ہیں باوجود اس کے ان کا یہ خیال کہ تبرکات کو قبر میں اپنے ساتھ لے جائیں تبرکات کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اس قسم کی باتوں کو جو لوگ بت پرستی وغیرہ کے ساتھ تشویہ دیتے ہیں یہ ان کی زیادتی ہے اصل میں یہ لوگ اسرارِ محبت سے نآشنا ہیں۔

حکایت

مولوی سید حسن بن ولوی نبیہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند ہب النسیم علی نفحات الصلوٰۃ والتسلیم
 ۳۲ میں لکھتے ہیں کہ ایک تاجر بُلخ کا رہنے والا تھا اور بہت دولت مند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور اکرم ﷺ کے تین موئے مبارک بھی تھے۔ اس کے دولٹ کے تھے جب تاجر کا انتقال ہو گیا تو کل مال دونوں بُلٹکوں میں تقسیم ہو گئی۔
 جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا بُلٹکا بولا کتیرے بال کے دولٹکے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے اس پر چھوٹے بُلٹکے نے کہا کہ میں ہرگز گوارانہ کروں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو دولٹکے کلکٹکے کیا جائے بڑا بُلٹکا بولا۔ اگر تم کو موئے مبارک سے اتنی ہی محبت اور عقیدت ہے تو ایسا کرو سب مال و دولت جو تمہارے حصے میں آیا ہے مجھے دے دو اور تینوں موئے مبارک لے لو۔ چھوٹا بُلٹکا اس تباولہ پر بخوبی راضی ہو گیا اور اپنا سب مال دے کر حضور اکرم ﷺ کے نورانی موئے مبارک لے لئے اب اس کا یہ کام ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کے بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ اللہ کی قدرت کا تماشہ دیکھنے کے بعد بڑے بُلٹکے کا مال دن گھٹنا شروع ہو گیا اور چھوٹے بُلٹکے کے مال میں بارکت موئے مبارک روز افزوں ترقی شروع ہو گئی کچھ عرصہ کے بعد وہ چھوٹا بُلٹکا مار گیا۔ اس زمانے کے ایک بزرگ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے بُلٹکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مقاصد کے لئے جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہو گا۔

فائدة

اس واقعہ کے بعد لوگوں میں اس بُلٹکے کی مزار کی بڑی عظمت ہو گئی اور لوگ وہاں جانے لگے یہاں تک اس مزار کی عزت ہوئی کہ بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔ مزید واقعات و تفصیل فقیر کی کتاب ”گیسوئے رسول“ دیکھنے۔

کعبہ جاں کو پہنا ہے غلاف مشکیں
 اڑ کر آئے ہیں جو امر و پ تمہارے گیسو

شرح

کعبہ جاں کو سیاہ غلاف اور ٹھاہے جس کے ابر و مبارک پر اڑ کر آپ کے گیسو شریف لائے ہیں۔

چہرہ اقدس کو کعبہ جان فرمایا ہے کہ یعنی جب آپ اپنے گیسو اقدس سنوار کر چہرہ پر لاتے ہیں تو کعبہ جان یعنی چہرہ اقدس پر سیاہ غلاف اڑھایا گیا ہے۔

کعبہ جان

عشاق کے لئے تو آپ کی اقدس سے بھی بڑھ کر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سننے وہ فرماتے ہیں

لِمَ رَا أَقْبَلَهُ وَالْآخِرَهُ مَثْلُهُ

یاد ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس پر ستر ہزار حجاب جمال ہیں۔ اسی لئے امام احمد رضا اقدس سرہ نے خوب

فرمایا

بَلْ لَنْ يَكُونُ كَهَانَةً لِنَفْرَةٍ

حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ام المؤمنین، محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا حسن ز الاتحا۔ بدن

کارنگ نورانی تھا۔

لِمَ يَصْفُهُ وَاصْفُ قَطُّ الْأَشْبَهِ وَجْهَهُ بِالْقَمَرِ لِيَلَةَ الْبَدْرِ (خاصص جلد اصفہ ۶۷)

جو بھی آپ کا وصف کرتا چودھویں کے چاند سے شبیہہ دیتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ حسین کی کونہ دیکھا جب

میں چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ

كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ

چودھویں کا چاند ہے روئے جبیب

حضرت ہمان کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کو کس چیز کے ساتھ شبیہہ دوں تو میں نے کہا

كَالْقَمَرِ لِيَلَةَ الْبَدْرِ لَمْ أَرِيْ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ (جیۃ اللہ اصفہ ۶۸)

حضور اکرم ﷺ کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا میں نے آپ سا حسین کہیں نہیں دیکھا۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ پر مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرہ اقدس ایسا

چمکدار ہو جاتا

گویا چاند کا لٹکرا ہے

كَانَهُ قَطْعَةً قَمَرًا

عاشق سنت مصطفیٰ ﷺ

امام احمد رضا محدث بریلوی نے مصرعہ ثانی میں حضور اکرم ﷺ کے کنگھا کرنے کی طرف اشارہ فرمایا ہے اسی لئے فقیر اس سنت مبارکہ کی تفصیل عرض کرتا ہے تا کہ عاشق صادق کو اپنے محبوب کی ادا سے پیار ہو تو وہ بھی انہی سنتوں پر عمل کر سکے ورنہ دوڑ حاضرہ میں زبانی جمع خرج عشق کا شماری نہیں کہ زبان پر عشق مصطفیٰ ﷺ اور کردار میں پکے یہود و نصاری۔

تیل لگانے اور کنگھا کرنے کی سنت

☆ حضور اکرم ﷺ سفر میں ہوتے یا حضرت میں ہمیشہ بوقت خواب آپ کے سر ہانے سات چیزیں رکھی رہتی۔ تیل کی شیشی، کنگھا، سرمد دانی، قینچی، مسوک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چیز (ستھ) جو سرمد وغیرہ کھجانے کے کام آتی تھی۔

(غینیۃ الطالبین وغیرہ)

☆ آپ اپنے سر مبارک میں اکثر تیل استعمال کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے۔

(شامل ترمذی)

☆ سرمبارک میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رُخ سے شروع فرماتے۔ (کتاب عمل الیوم والدیۃ)

☆ داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے۔

☆ آپ پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کر لیا کرتے تھے۔

☆ جب آپ آئینے میں چہرۂ انور دیکھتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے۔

اللهم حسن حسنة خلقی فحسن خلقی واوسع علی فی رزقی

بال مبارک رکھنے اور نہ رکھنے کی تفصیل

حضور اکرم ﷺ نے عمر شریف کے اکثر حصہ میں سر پر بال رکھے ہیں اور ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات آتی ہیں۔

(۳) کندھوں کے نزدیک تک۔ (شامل ترمذی)

(۲) کانوں کی کوتک

(۱) نصف کانوں تک

سلسلہ پاکے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدہ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

مشکبو کوچہ یہ کس پھول کا جھاڑا ان سے
حوریو عنبر سارا ہوئے سارے گیسو

حل لغات

مشکبو(فارسی) مشک جیسی خوبصورتی والا۔ جھاڑا اسم از جھاڑا، گرد و غبار کی صفائی اور دم پھونک وغیر۔

عنبر(ایک خوبصورت کا نام ہے) سارا صفت بمعنی خالص لیکن یہ بغیر صفت کے واقع ہوتا نہیں۔ بعض نے کہا یہ (غیر صفت ہوتا) ایک قسم کی عنبر ہے۔ (غیاث)

شرح

محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے گیسو خالص مشک عنبر ہیں اسی لئے جب کسی گلی کوچہ سے گزرتے ہیں تو وہ گلی کوچہ معطر و معنبر ہو جاتا ہے اسی معنی پر فرمایا کہ گلی کوچہ معنبر و معطر ہے اسے کس پھول کا جھاڑا نصیب ہوا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کہاں سے اس کے نصیب بتاؤ اسے محبوبو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کمال ہے کہ آپ کے سارے گیسو معنبر و معطر ہیں۔

سلام حضوری میں امام احمد رضا قدس سرہ نے اس مضمون کو یوں ادا فرمایا
وہ کرم کی گھٹائی گیسوئے مشک سا
لکھ ابرافت پہ لاکھوں سلام

خوشبوئے رسول ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورتی پیدائشی تھی زلف عنبرین ہو یا پسینہ اقدس بلکہ جملہ فضلال مقدسر تک خوبصورت تھے۔ فقیر نے فضلات رسول و خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رسالوں میں اس کی تفصیل لکھی ہے معتبرین کے آپ چونکہ نفاست پسند تھے اور تعلیم امت کے لحاظ سے خوبصورتی خوب استعمال فرماتے۔

احادیث مبارکہ

عن انس قال كان لرسول الله ﷺ سكة يتطيب بها

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سکھ تھا اس میں سے خوبی استعمال فرماتے تھے۔

عن ثمامہ بن عبد اللہ قال کان انس بن مالک لا یروالطیب وقال انس ان النبی ﷺ کان لا

یروالطیب

ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوبی کو رد نہیں کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ حضور اکرم بھی خوبی کو رد نہ فرمایا کرتے تھے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال ﷺ ثلث لا ترد الرسائل والدهن والطیب واللبن

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نہیں لوٹانی چاہئیں تکید اور تسلی خوبی اور دودھ۔

انتباہ

حضور اکرم ﷺ کے بدن مبارک سے خوبی مہکتی تھی گو حضور اکرم ﷺ خوبی کا استعمال نہ فرمائیں چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے کوئی خوبی عنبر نہ مشک نہ کوئی اور خوبی حضور اکرم ﷺ کی خوبی سے زیادہ عدمہ نہیں سوٹکھی۔ ایسے ہی اور بہت سی روایات اس مضمون پر دال ہیں۔ ابو یعلی نے روایت کیا ہے کہ جس کوچ سے حضور اکرم ﷺ گزرتے تھے بعد کے گزرنے والے اس کوچ کو خوبی سے مہکتا ہوا پا کر سمجھ لیتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کا ابھی اس راہ سے گزر رہا ہے۔

عقبہ صاحبی میں خوبی

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک پر دم فرم کر حضرت عقبہ کی کمرا در پیٹھ پر ہاتھ پھیرا جس سے اس قدر خوبی ہو گئی تھی کہ ان کی چار یہیں تھیں ہر ایک بے حد خوبی لگاتی کہ ان کے برادر خوبی ہو جائے مگر ان کی خوبی غالب رہتی اور بھی بہت سی احادیث مروی ہیں لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ کثرت سے خوبی کا استعمال فرماتے تھے۔

فائدة

پہلی حدیث کے اندر **سُك** کا لفظ آیا ہے۔ علماء حضرات نے اس کے دو معنی لکھے ہیں بعض حضرات نے اس کا معنی عطر دان یا ذبہ کا کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس خوبی کھنے کے لئے مستغل طور پر ایک عطر دان ہوتا تھا آپ اس

میں سے استعمال فرماتے۔ بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ مُسْكَلِیْقَم کا عطر ہے جس کو حضور اکرم ﷺ اکثر استعمال فرماتے تھے۔

نفاست و لطافت

حضور اکرم ﷺ اپنی مجلس مبارک میں بھی نفاست اور صفائی کا خیال رکھتے چنانچہ کبھی کبھی مجلس عالی میں خوبصوری انگیڑیاں سلگائی جاتیں جن میں اگر اور کبھی کافور ہوتا۔ (نسائی)

امام ابن سعیح کا قول ہے کہ آپ کی نفاست پسندی کا یہ عالم تھا آپ کا لباس اس قدر صاف سترہ اہوتا تھا کہ اس پر کمھی نہ پہنچتی تھی۔ آپ کے کپڑوں میں جوں نہ ہوتی کیونکہ جوں عفونت اور پسینے سے پیدا ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ نور اور اطیب الناس تھے۔ آپ کا پسینہ خوبصوردار ہوتا تھا اور بوجہ لطافت آپ کے بدن مبارک پر کپڑا میلانہ ہوتا تھا۔

(خاصاً نص کبریٰ)

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ علیہ وسلم

منکرین کمالاتِ مصطفیٰ علیہ وسلم وہو کہ دینے کے بڑے ماہر ہیں جب ہم نے حضور اکرم ﷺ کے کمالات کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ کے کمالات میں سے ایک یہ تھا کہ

جس راہ کو چل دیجے ہیں کوچے بسا دیجے ہیں

توبول اٹھئے کہ یہ خوبصور آپ کی پیدائش نہ تھی بلکہ کثر استعمال کی وجہ سے تھی لیکن ان پگلوں کو کون سمجھائے کہ دور رسالت کا ظاہری زمانہ گزرے صدیاں گزری ہیں لیکن الحمد للہ! اب بھی مدینہ منورہ کے درودیوار سے خوبصوری میں آرہی ہیں جنہیں اہل محبت اور عاشقانِ مصطفیٰ علیہ السلام شامہ محبت سے محسوس کرتے ہیں۔ ان بطال کا قول ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک اور دیواروں سے خوبصور محسوس کرتا ہے اور اشہمیلی نے فرمایا کہ خاکِ مدینہ میں ایک عجیب مہک ہے جو کسی خوبصور میں نہیں اور یاقوت نے کہا کہ من جملہ خصائصِ مدینہ اس کی ہوا کا خوبصوردار ہونا ہے اور وہاں کی بارش میں بوعے خوبصور ہوتی ہے جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔ ابو عبد اللہ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

بطیب رسول الله طاب نسیمها فما المسك ما الكافور ما الصندل الرطب

رسول ﷺ کی خوبصور سے نسیمِ مدینہ خوبصوردار ہو گی پس کیا کستوری، کیا کافور اور کیا ہے صندل تروتازہ۔

باود یہ آپ کا جسم اطہر طیب و معطر تھا۔ پھر بھی آپ خوبصور کا استعمال اکثر فرماتے اور خوبصور کو بھی پسند فرماتے کوئی

خوبی کی چیز ہدیہ بھیجا تو ردنے فرماتے۔ (شامل ترمذی)

آپ کے پاس ایک خاص قسم کی خوبی یا عطر ہوتا جیسے سکتے کہتے ہیں اسے آپ کے استعمال میں رہتا۔ (شامل)

آپ ریحان (نیازبو) کو بہت پسند فرماتے فرمایا کہ اس کی اصل جنت سے نکلی ہے۔ (شامل)

مہندی کے پھول کو حضور اکرم ﷺ بہت محبوب رکھتے تھے۔

فائده

سو نے سے بیدار ہوتے تو قضاۓ حاجت سے فارغ ہونے کے بعد وضو کرتے اور پھر خوبی منگا کر استعمال کرتے۔

وَيَكُوْنُ قُرْآنُ مِنْ شَبَّ قَدْرٍ هُنَّ مَطْلَعُ الْفَجْرِ
لِيَعْنَى نَزْدِيْكَ هِنْ عَارِضٌ كَيْ وَهُوَ يَبْرَأُ

شرح

قرآن مجید میں سورہ قدر کے مضمون میں ہے کہ اس شب میں نزول ملائکتہ "مطلع الفجر" ہوتا ہے اس میں اشارہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے گیسوئے پاک چہرہ اقدس کے نزدیک ہیں لیلة القدر سے گیسو اور مطلع الفجر سے آپ کا چہرہ اقدس مراد ہے۔

تفسیر القرآن

تَنَزَّلُ الْمَلِّيْكَةُ وَ الرُّؤْحُ. (پارہ ۳۰، سورہ القدر، آیت ۲)

ملائکہ روح نازل ہوتے ہیں۔ ملائکہ سے مراد عام فرشتے ہیں لیکن لفظ روح کے متعلق مفسرین نے اختلاف کیا ہے کسی نے جبریل کسی نے عسیٰ علیہ السلام مرادی ہے کسی نے روح سے حضور اکرم ﷺ بھی مرادی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسی کو پسند فرمایا اسی آیت کے تحت روح البیان صفحہ ۳۸۶ اردو پارہ نمبر ۳ میں ہے کہ خواجہ محمد پارسا کی تفسیر ہے کہ روح سے حضور اکرم ﷺ مراد ہیں کہ اسی شب میں آپ کی روح اقدس خصوصیت سے زمین کی طرف نزول فرماتی ہے یعنی متوجہ ہوتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کو قرآن کہنا حق ہے اس لئے علماء کرام نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ ناطق قرآن ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا

خلقہ القرآن۔ (بخاری) آپ کا خلق قرآن مجید ہے

بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کسی کو حضور اکرم ﷺ کی زیارت کاشتیاق ہے تو وہ قرآن مجید کی زیارت کرے یعنی قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ کی صورت و سیرت ہے۔

بھینی خوبی سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

حل لغات

بھینی خوبی، بلکی اور پر لطف خوبی۔ مہک جاتی ہے، معطر ہو جاتی ہے، خوبی دیتی ہے۔ بسائے از بسانا، آباد کرنا، خوبی دار کرنا۔

شرح

پر لطف خوبی سے گلیاں کوچے مہک جاتے ہیں۔ اللہ اکبر گیسو مبارک کیسے پھولوں سے خوبی دار ہیں۔

احادیث مبارکہ

حضرت جابر و حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کان رسول اللہ ﷺ اذ مر في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول اللہ ﷺ من هذا الطريق

(دارمی، تیہقی، ابو نعیم، بزار، ابو یعلی، ولائل الدبوت، صفحہ ۳۸۰، خصائص جلد اصفہہ ۲۷، بزرقانی جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۲)

کے حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے تو لوگ اس گلی سے خوبی پا کر کہتے کہ اس گلی میں حضور اکرم ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

عمر ز میں، غنیمہ ہوا مشکل تر غبار اونی سی یہ شناخت تری را گذر کی ہے

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو غسل دیا تو

سطعت منه ريح طيبة لم نجد مثلها قط۔ (شفاء شریف جلد اصفہہ ۲۱)

آپ سے ایسی پا کیزہ خوبی پھیلی کہ ہم نے اس کی مثل کبھی نہیں پائی۔

عقیدۃ اہل سنت

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اب بھی اسی طرح زندہ حیاتِ حقیقی ہیں اس کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ اب بھی مدینہ منورہ کے درود یوار اور وہاں کی خاک مبارک سے خوشبوگئیں آرہی ہیں جنہیں محبان و عاشقانِ جنابِ محمد ﷺ مصطفیٰ ﷺ شامہ محبت سے محسوس کرتے ہیں۔

ابن ابطال کا قول ہے کہ جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک مبارک اور درود یوار سے خوشبو محسوس کرتا ہے۔ (وفا الوفاء شیخ الاسلام اسماعیلی)

اور یا قوت نے کہا ہے مم جملہ خصائص مدینہ اس کی ہوا کا خوشبودار ہونا ہے اور وہاں کی بارش میں بوئے خوش ہوتی ہے جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔

حضرت ابو عبد اللہ عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ الفقار فرماتے ہیں

بطیب رسول الله طاب نسیمهها فما المسک والكافور والصندل الرطب

رسول ﷺ کی خوشبو سے مدینہ منورہ کی ہوا خوشبودار ہو گئی پس کیا ہے کستوری اور کافوری اور کیا ہے عطر صندل تروتازہ۔

تردید و ہابیہ نجدیہ

وہا بیوں نجد یوں کا عقیدہ ہے کہ رسول ﷺ کی روح اعلیٰ علیہنہم السلام کی رہنمائی میں ہے اور جسم یہاں (وہ بعض کے نزدیک) یہاں کی جہالت و حماقت ہے اس لئے کہ مدینہ پاک خوشبو سے اسی لئے مہک رہا ہے کہ مدنی محبوب ﷺ یہاں جلوہ گر ہیں اور یہ عقیدہ زیادہ مضبوط اور مشتمل ہے کہ جسے بھی خواب میں یا بیداری میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے اس زائر کی زیارت گاہ اور خود زائر سے خوشبو مہکتی محسوس ہوتی ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ”زارین رسول“

شانِ رحمت ہے کہ شانہ نہ جدا ہو دم بھر
سینہ چاکوں پہ کچھ اس درجہ ہیں پیارے گیسو

حل لغات

شانہ، کنگھی موڈھا۔ سینہ چاکوں، چھاتی پھٹے ہوئے صدمہ سے، چھاتی پھٹے ہوئے عشقان مراد ہیں۔

شرح

یہ بھی رحمتِ عبیب ﷺ کی شان ہے کہ آپ سے شانہ لمحے بھر بھی جدا نہ ہو۔ اس لئے کہ عشاقد کے لئے آپ کے

پیارے گیسو کچھ اس درجہ میں ہیں کہ شانہ مبارک بکھریں گے تو اس سے خوبیوں میں گی تو عشق کے ایمان و جان کی ترویجی نصیب ہوگی۔

شانہ ہے پنجہ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

حل لغات

پنجہ، پنجہ کی طرف منسوب ہاتھ یا پاؤں کی پانچوں انگلیاں، جوتے کا اگلا حصہ ہتھیلی سمیت پانچوں انگلیاں یہاں ہی مراد ہے۔

شرح

اے جبیب کریم ﷺ آپ کے گیسوئے اقدس کے سنوارنے کے لئے شانہ پنجہ قدرت ہے کیا ہی شان آپ کی اعلیٰ ہے شہا کہ آپ کے گیسو مبارک کو قدرت کے ہاتھوں سے سنوارا گیا ہے۔

گیسوئے رسول ﷺ

یہ قدرت کے سنوارنے کی برکت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے گیسوئے مبارک دارین میں امت کے لئے دنیوی و آخری مشکلات کا حل ہیں۔ سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اپنی قبور میں ساتھ لے جانا ہمارے دعویٰ کی دلیل کافی ہے اور تاحال جہاں گیسوئے اقدس موجود ہیں ان کی برکات واضح اور روشن اور حضور اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ۔ فقیر اس کے متعلق شرح ہذا میں متعدد مقامات میں ان کے ذکر کر چکا ہے اور ایک مستقل تصنیف میں بھی کافی ذخیرہ کیا ہے یہاں بھی تبرکات چند واقعات ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ یہاں شعر کے مطابق چند روایات ملاحظہ ہوں

حدیث شریف میں ہے کہ جب سرورِ کائنات ﷺ صبح کی نیند سے بیدار ہوتے اور ابو طالب کے بچوں کی مجالس کو اپنے جمالِ جہاں آراء سے آراستہ کرتے تو اس وقت ان سب کے بال بکھرتے ہوتے لیکن آپ کے گیسوئے عنبرین بغیر کنگھی کے آراستہ ہوتے اور بغیر سرمہ ڈالے چشمِ عالم سرگمیں ہوتیں۔

موئے مبارک کی برکات

شہر بیخ میں ایک سوداگر رہتا تھا اس کے دو بیٹے تھا۔ سوداگر کا انتقال ہو گیا اس نے ترکہ میں مال و زر کے علاوہ

حضرور اکرم ﷺ کے تین موئے مبارک بھی چھوڑے۔ تینوں بیٹوں میں ترکہ تقسیم ہوا دنیاوی مال آدھا آدھا بانٹ لیا مگر موئے مبارک کی تقسیم پر یہ مسئلہ کھڑا ہو گیا کہ ان کو کیسے تقسیم کریں۔

بڑے بیٹے نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں ایک ایک بال رکھ لیں اور تیرے بال کو نصف نصف کر کے بانٹ لیا جائے۔

چھوٹا بیٹا جو نہایت ہی عاشق رسول تھا وہ تجویز سن کر کانپ گیا اس نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز ایسی بے ادبی (یعنی بال مبارک کو کاٹ کر دو حصوں میں تقسیم کرنا) کی جرأت نہیں کر سکتا میر ادول اس کی اجازت نہیں دیتا۔

بڑے بھائی نے کہا کہ اگر تجھے بالوں کی عظمت کا اتنا ہی احساس ہے تو یوں کر کہ تینوں بال تو رکھ لے اور سارا مال دو دولت مجھے دے دے۔

چھوٹے بھائی نے اس فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے سارا مال بڑے بھائی کے حوالے کر کے بخوبی تین موئے مبارک لے لئے اور اپنا یہ معمول بنایا کہ تینوں مبارک بالوں کو سامنے رکھ کر سرورِ کائنات کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود پاک کا نذرانہ پیش کیا کرتا اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے مختصر سے کار و بار میں ترقی عطا فرمائی۔

بڑے بھائی کو دنیاوی مال میں خسارے پر خسارے آنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ کنگال ہو گیا دریں اثنا چھوٹے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ پھر کسی نیک صالح آدمی نے اسے اور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ سر کارِ دو عالم ﷺ فرمادی ہے ہیں لوگوں سے کہہ دو کہ اگر انہیں کوئی حاجت درپیش ہو تو اس کی قبر پر آ کر دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی حاجتیں اور ضرورتیں پوری کریں۔

نیک آدمی نے اپنا یہ خواب لوگوں پر ظاہر کر دیا اور حضور اکرم ﷺ کا پیغام سنایا پھر کیا تھا لوگ نہایت ادب و تکریم کے ساتھ جو حق در جو حق اس عاشق رسول ﷺ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ لوگ اس مزار کا بہت ادب کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی سوار مزار کے پاس سے گزرتا تو ادب اسواری سے نیچے اتر آتا اور پیدل چلتا۔ (جامع المعرفات شیخ محمد زیادی صفحہ ۲۷، القول البدیع صفحہ ۱۲۸، بخاری)

حضرت علی ہجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی قسم کا واقعہ امام وقت ابوالعباس قاسم بن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نقل کیا ہے (جو شاہزاد مرمت تھے) کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کی وفات کے بعد ان کے پاس جو دو موئے مبارک کا تبرک ہے وہ بوقت کفن ان کے منہ میں رکھ دیں چنانچہ اس کا اثر ان کی قبر پر ظاہر ہے اور لوگوں کا وہاں جا کر

حاجت چاہنا اور مرادیں طلب کرنا اور پانا مجرب ہے۔ (کشف الجوہ فارسی صفحہ ۱۳۰)

فوائد

- (۱) حبیب خدا ﷺ کے گیسوئے پاک، موئے مبارک اور بال شریف جن کی برکت و وسیلہ سے ایسی حاجت روائی و مشکل کشائی ہو رہی ہے۔
- (۲) جن کے بال مبارک وزلف پاک کی اتنی برکات و فوائد ہیں ان کے وجود مسعود و ذات اقدس کی نفع رسانی و فیض عمومی حاجت روائی و مشکل کشائی کا کیا بیان ہو سکتا ہے مگر براہو بُرے و بابی دیوبندی مذہب کا جن کا یہ عقیدہ باطلہ ہے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں، رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں۔ (تفویۃ الایمان صفحہ ۱، ۲۹)
- (۳) نذکورہ مستند حوالہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اعمال امت پر حاظر و ناظر ہیں۔
- (۴) آپ مختاروں بے مثل ہیں آپ کا بال بال مجزہ و نفع بخش اور فیض رسان ہے۔
- (۵) محبوبانِ خدا کے مزار پر حاضر ہو کر دعائیں مانگنا مسلمانوں اور بزرگوں کا پرانا معمول ہے۔

حضرت بل

کشمیری زبان میں حضرت بل کا معنی ہے "حضور کی جگہ" حضرت سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں اور بل کا مطلب جگہ ہے۔ موئے مبارک جس جگہ رکھا گیا اسے "حضرت بل" کہا جانے لگا پھر اس جگہ کے حامل عظمت و تقدس کے باعث "درگاہ حضرت بل" عام ہو گیا۔ موئے مبارک کے یہاں لائے جانے کے ساتھ ہی اور نگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین گاؤں بھی وقف کر دیئے تھے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۸ اکتوبر، ۱۹۴۷ء کتوبر نوائے وقت، ۱۲۱ اکتوبر)

فائدة

موئے مبارک کے حوالہ سے جہاں تبرکات کی اہمیت و شان اور رسول اللہ ﷺ کے عالمگیر کو خواب میں حکم فرمانے اور اس کے حکم بجالانے سے آپ کے زندہ نبی و حاکم و مختار ہونے اور احوالی امت کے مشاہدہ کا واضح ثبوت ہے۔

مغل باشہ اور نگ زیب کے عهد میں ایک عرب حکمران کے عتاب سے تنگ آ کر بھارت آنے والا ایک عرب باشندہ موئے مبارک اپنے ساتھ لایا تھا یہ عرب باشندہ پہلے دکن گیا پھر دہلی مقیم ہو گیا۔

کچھ دنوں بعد اسے موئے مبارک ایک کشمیری تاجر کو ہدیہ کے عوض دینا پڑے کشمیری تاجر موئے مبارک لے کر دہلی سے براستہ لاہور کشمیر کے لئے روانہ ہوا۔ لاہور میں اور نگ زیب کو اس کی مجری ہو گئی اور شاہی فرمان پر اہلکاروں نے

چھاپ مار کر موئے مبارک حاصل کر لیا اور کشمیری تاجر کو گرفتار کر لیا۔

روایت کے مطابق اگلی شب مغل بادشاہ اور نگزیب کو خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے حکم صادر فرمایا کہ کشمیری تاجر کو موئے مبارک کشمیر لے جانے دیا جائے جس پر کشمیری تاجر کو رہا کر دیا گیا جو خود کشمیر میں ہیرہ پورہ کے مقام پر پہنچا جہاں کشمیری علماء نے بڑی تعداد میں موئے مبارک کی زیارت کی اور ۳۰ میل کے فاصلے پر بل جھیل کے کنارے واقع مسجد تک موئے مبارک کو ایک بڑے جلوس کی شکل میں لے جایا گیا۔ موئے مبارک کی بل میں منتقلی کے بعد یہ مسجد ایک بڑی درگاہ کی شکل اختیار کر گئی جس کا دروازہ موئے مبارک عید میلا والنبی ﷺ اور خلافے راشدین کے ایام شہادت کے موقع پر سال میں چھ مرتبہ زیارت کے لئے کھولا جاتا ہے۔ شیخ عبداللہ نے اپنے دور میں درگاہ حضرت بل میں ایک دارالعلوم بنوایا اور مسجد کو وسعت دی جس کے بعد درگاہ حضرت بل کا علاقہ تحریک آزادی کشمیر سے متعلق سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔

جنشی غلام محمد کے بعد کشمیر کے وزیر اعلیٰ شمس الدین کے دور میں بھارتی خفیہ اداروں کے ایماء پر ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء میں درگاہ حضرت بل سے موئے مبارک چوری کیا گیا جس کے نتیجے میں کشمیر اور پورے عالم اسلام میں شدید عمل کا اظہار کیا گیا۔ اسی رد عمل کے نتیجے میں بھارت کی حکومت کو شیخ عبداللہ اور دیگر کشمیری رہنماؤں کو رہا کرنا پڑا اگر دو مہینے کے بعد بڑے پر اسرار انداز میں رات کے وقت کوئی موئے مبارک درگاہ حضرت بل میں واپس رکھ گیا۔

بھارتی انتہی جنس کے ایک سابق ڈائریکٹر پی این ملک نے اپنی کتاب میں موئے مبارک کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ موئے مبارک کا معاملہ بڑا پر اسرار تھا جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ کشمیری کسی وقت بھی اپنی آزادانہ راہ اٹھا سکتے ہیں۔

اُحد پاک کی چوٹی سے الجھ لے شب بھر
صح ہونے دو شب عید نے ہارے گیسو

مزدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں اٹدیں
اِمروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

حل لغات

مزدہ، خوشخبری، مبارک باد۔ گھنگھور، ڈراکنی اور نہایت گھری گھٹا۔ اٹدیں، بھراؤں میں، جمع ۲ نئیں۔ جھکے ہوئے، خم-

ہوئے۔ جھوم، خوب زور سے لہرا کر۔ بارے، ایک بار، ایک دفعہ۔

شرح

مژده ہو کہ قبلہ (رخ انور) سے نہایت گھری گھٹا جمع ہو کر آئیں۔ زلفیں مبارک ایک بار خوب زور سے ابر و مبارک پر جھوم کر آئیں یعنی زلفوں کو کنگھا فرمایا تو زلفیں پاک چہرہ اقدس پر اتریں تو زلفوں کی درازی ابر و مقدس سے گزریں۔

تارِ شیرازہ مجموعہ کوئین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اکدم ہوں کنارے گیسو

حل لغات

شیرازہ، بندھن۔ کوئین، دونوں جہاں۔

شرح

جملہ کوئین کے شیرازہ کی زلفیں مبارک ایک ایسی تار (ذور) ہیں کہ اگر ایک لحظہ ایک کنارے یعنی علیحدہ ہو جائیں تو دونوں جہانوں کا حال یکدم کھل جائے گویا جملہ کوئین کے اسرار و روز چہرہ اقدس میں پوشیدہ ہیں جنہیں زلفوں نے چھپا رکھا ہے اگر یہ نہ ہوں تو تمام اسرار و روز مکشف ہو جائیں۔

تیل کی بوندیں بچتی نہیں بالوں سے رضا
صح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

شرح

اے رضا گیسو اقدس جو تیل کی بوندیں ٹپک رہی ہیں یہ یہی دنیوی تیل نہیں بلکہ حضور اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کی سُجح پر ستارے لٹائے گئے ہیں۔

فائدة

یہ آپ کے چہرہ اقدس کی خصوصیت ہے کہ پسینہ مبارک کے قطرات گریں یا تیل کی بوندیں وہ ستاروں کی مانند چمکدار موتی گرتے محسوس ہوتے۔

حدیث شریف

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور اکرم ﷺ میرے

سامنے بیٹھے جوتے کو پوند لگا رہے تھے آپ کی پیشائی مبارک پر پسینہ کے قطرے تھے جس سے نور کی شعاعیں نکلی رہی تھیں اس حسین منظر نے مجھ کو جو خدا کاتنے سے روک دیا پھر بس میں صرف آپ کو دیکھتی رہی آپ نے فرمایا تھے کیا ہوا میں نے عرض کیا آپ کی پیشائی مبارک سے پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں

ولو اراك ابوکبیر الہذلی لعلم انک احق بشعرہ حیث یقول

اگر آپ کو ابوکبیر ہذلی (شاعر عرب) دیکھ لیتا تو اے یقین ہوتا کہ اس کے شعر کا مصدق آپ ہی ہیں اس نے کہا
واذا نظرت الى اسرة و وجهه بروقت بروقت العارض المتهلل . (زرقانی علی الموهاب جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)
اور جب میں اس کے چہرے کے بل دیکھتا ہوں تو مجھے اس کے رخساروں کی چمک مشعل ہلال نظر آتی ہے۔

متى ييدو في الليل ابهيم حبيبه بلج مثل مصباح الدجى المتوقى

جب اندر ہر رات یعنی آپ کی پیشائی ظاہر ہوتی تو تاریکی میں روشنی کی طرح چمکتی۔

(زرقانی علی الموهاب جلد ۲ صفحہ ۹)

نعت شریف ۶

زمانہ حج کا ہے جلوہ دیا ہے شاہد گل کو
الہی طاقت پر واز دے پر ہاتے بلبل کو

حل لغات

شاہد، عربی لفظ ہے اس کی تحقیق مزید لغوی و شرعی فقیر نے تصنیف ”الخواطر فی تحقیق الحاضر والناظر“ میں لکھی ہے
یہاں محبوب مراد ہے۔ بلبل سے عاشق مراد ہے۔

شرح

زمانہ حج شروع ہے محبوب کریم ﷺ کو خصوصی تجلیوں سے نوازا گیا ہے اے الٰ العالمین بلبل (عاشق) کو اڑنے کی طاقت کے پر عطا فرمادے تاکہ ان خاص تجلیوں سے ہم بھی بہرہ در ہو۔

حج کا لفظی معنی ہے ارادہ کرنا اور شریعت میں مخصوص زمانہ میں احرام باندھ کر مخصوص افعال اور اعمال کرنا کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے فلہذ اس کی تشریع کی ضرورت نہیں ہاں چند امور عرض کر دوں

اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر جگہ دیتا ہے لیکن یہاں ایک کے بجائے لا کھ دیتا ہے اور ایسا کرم فرماتا ہے جس کی انتہا نہیں۔

اسی قاعدہ پر ہم مزارات اولیاء کی حاضری دے کر اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں کہ وہی کعبہ کی حاضری دینے والا بیہاں بھی ہمارے جیسوں فقیروں کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔ اس لئے کہ اولیاء کعبہ کی طرح یہ حضرات بھی مرکز تجلیات ہیں بلکہ کعبہ سے افضل جیسا کہ فقیر اسی شرح حدائق کی جلد اول میں لکھ چکا ہے۔ تفصیل فقیر کی کتاب ”التحقیق الجلی“ میں پڑھئے۔

وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ أَمِنًا ۝ (پارہ ۲۳، سورہ آل عمران، آیت ۷۶)

اور جو اس میں آئے امان میں ہو۔

فائدة

یہ کعبہ معظمہ کا خاصہ ہے کہ تعالیٰ اس میں امن و سلامتی ہے لیکن قرب قیامت میں اسے ایک بدشکل، سوکھی پنڈلیوں والا جبشی کعبہ کی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادے گا اور بالکل مناکر چھوڑ دے گا۔ (بخاری ملخصہ)

فائدة

جس تغیر میں نص قطعی ہے کہ وہ محفوظ و مامون رہے گا لیکن تقدیر کا اجراء فرمائے گارو کے والا کوئی نہ ہو گا حالانکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے اس سے وہ اعتراض اٹھ گیا بعض مزارات اولیاء کو دشمنان اولیاء گرداتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اگر اولیائے کرام زندہ ہوتے اور اگر انہیں اختیار ہوتا تو ان کی قبور وغیرہ کو ڈھایا جاتا تو وہ روکتے کیوں نہیں تو جو جواب کعبہ معظمہ کو ڈھانے کا ہو گا وہی جواب یہاں ہو گا اس کا جواب اگر یہی ہے کہ اس میں راز ہے تو یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ یہ بھی راز ہے۔

جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيلَمًا لِلنَّاسِ ۝ (پارہ ۷، سورہ المائدہ، آیت ۹۷)

اللہ نے ادب والے لگر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا۔

احادیث مبارکہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ (بھرت کے وقت) مکہ سے فرمایا ما اطیبک من بلد واحبک الی ولو لا ان قومی اخر جو نی منک ما سکنت غیر (مکملہ صفحہ ۲۲۸) تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کس قدر زیادہ محبوب ہے اور اگر مجھے میری قوم نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا
لانزال هذه الامة بخير ما عظموها هذه الحرمة حق تعظيمها فاذًا ضيعوا ذالك هلكوا.

(مشکوٰۃ شریف (۲۲۸)

اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی ہلاک ہو جائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

صلوٰتہ فی المسجد الحرام بمائة الف صلوٰۃ. (مشکوٰۃ شریف)

مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کرمہ میں ایک دن کاروزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور وہاں کے ایک درہم کا صدقہ باہر کے لاکھ درہم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی باہر کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔ (فضائل حج صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان لله فی کل یوم ولیلة عشرين مائة رحمة تنزل علیٰ هذا البيت ستون للطائفين واربعون للمصلين
وعشرون للناظرين. (فضائل حج صفحہ ۱۰۰)

کہ اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر پر نازل ہوتی ہیں ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

وكل به سبعون ملکا يعني الرکن الیمانی فمن قال اللهم انی استلک العفو والعافية في الدنيا
والآخرة ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار قالوا امين. (مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۸)

کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہہ اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت میں غفوو عافیت مانگتا ہوں۔
اے ہمارے پروار دگار ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرم اور جہنم کے عذاب سے بچا تو وہ فرشتے کہتے ہیں آمین۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنافرمایا کہ

الملتزم موضع يستجاب فيه الدعاء مادعا الله فيه عبد الا استجاب بها يستجاب الدعاء بمكثة

خمسة عشر مقاماً

ملتزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے کسی بندہ نے مگر وہ قبول ہوئی۔ لکھ میں چودہ مقام ہیں جہاں دعا میں قبول ہوتی ہیں۔

- | | |
|---------------------------|---|
| (۱) ملتزم کے قریب | (۲) میزاب رحمت کے نیچے |
| (۳) رکن یمانی کے قریب | (۴) صفا اور مرودہ کے درمیان |
| (۵) جبل مرودہ پر | (۶) رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان |
| (۷) بیت اللہ شریف کے اندر | (۸) عرفات میں |
| (۹) منی (مسجد حیف) میں | (۱۰) تین جمروں کے قریب |
| (۱۱) عرفات میں | |

بہاریں آئیں جو بن پر گھرا ہے ابر رحمت کا
لب مشاق بھیگیں دے اجازت ساقیل مُل کو

حل لغات

جو بن، اٹھتی جوانی، پھبن۔ گرا ہے (بکسر الکاف عجمی) از گھرنا، گھیرے میں آنا، چھانا، امنڈنا۔ بھیگیں از بھیگنا، گلیا ہونا، تر ہونا۔ مل (بضم الميم) شراب۔

شرح

بہاریں جوش جوانی پر ہیں ابر رحمت بھی امنڈر ہے ہیں۔ عشق کے خشک لب اب خوب تروتازہ ہوں گے اسی لئے اے ساقی شراب کو عام اجازت عطا فرماتا کہ مدت کے پیاس سے اپنی پیاس خوب بجا لیں۔

جوبن کا حال (احادیث مبارکہ)

رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خلوص نیت کے ساتھ اللہ کے لئے حج کرے اور اس میں نخش کام اور گالی گلوچ، بڑائی جھگڑے اور فشق و فحور سے پچtar ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ (بخاری و مسلم)

رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں وہ جو دعا کریں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنائے کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو بیدل حج کرتا ہے اس کے قدم پر سات سورم کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا بھر جنت کے کچھ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

حکایت

ایک بزرگ غلافِ کعبہ پکڑے بارگاہِ الہی میں عرض گزار ہیں الہی اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور کلمہ حج میں دو حروف ہیں ح اور ح۔

انہی ح سے تیرا حلم اور ح سے میرے جرم مراد ہیں تو ٹو اپنے حلم سے میرے جرم معاف فرما۔

آواز آئی اے میرے بندے تو نے کیسی عمدہ مناجات کی پھر کہو۔ موصوف نے دوبارہ نئے انداز سے یوں گویا ہوئے اے میرے غفار میری مغفرت کا دریا گنہگاروں کی مغفرت و بخشش کے لئے روای دواں ہے اور تیری رحمت کا خزانہ ہر سوالی کے لئے کھلا ہے۔

الہی اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں ح اور ح۔ ح سے میری حاجت اور ح سے تیرا جود مراد ہے تو ٹو اپنے جود و کرم سے اس مسکین کی حاجت پوری فرما۔

آواز آئی اے جوں مردوں نے کیا خوب حمد کی پھر کہہ۔ اس نے کہا اے خالق کائنات تیری وہ ذات پاک ہے جس نے عافیت کا پردہ مسلمانوں کو مرحمت فرمایا۔

اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج میں دو حرف ہیں ح اور ح۔ الہی اگر ح سے میری ایمانی حلاوت اور ح سے تیری جہانداری کی جلالت مراد ہے تو ٹو اپنی جہانداری کی جلالت کی برکت سے اس ضعیف کے ایمان کی حلاوت کو شیطان کی گھات سے محفوظ رکھ۔

آواز آئی اے میرے مخلص اور عاشق صادق بندے میرے حل، میرے جود، میری جہانداری کی جلالت سے جو کچھ تو نے طلب کیا میں نے تجھے عطا کیا ہمارا کام یہی ہے کہ ہر مانگنے والے کا دامن مراد بھر دوں مگر کوئی مانگے تو سہی

ہم تو سائل پر کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھائیں کے منزل ہی نہیں

حضرت شیخ بیجی قدس سرہ جب حج سے فارغ ہوئے تو اپسی خانہ کعبہ کے دروازہ پر آ کر یوس التجا کی الہی شاہان

دنیا کا دستور ہے کہ وہ اپنے خدام کو بروقت رخصت خدمت گاری کے صلہ میں بیش قیمت تھا کف اور گونا گوں انعام دا کرام سے عزت افزائی کرتے ہیں اور جب وہ خدام اپنے خویش واقربا احباب و رفقاء سے ملتے ہیں تو ان سے تھا کف کے خواہش مند ہوتے ہیں اور وہ خادم بادشاہ سے حاصل شدہ انعام و تھا کف میں سے اپنے احباب و اقارب کو دے کر مسرت و شادمانی کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

خداوند! میں تیرابندہ اور تو بادشاہوں کا بھی حاکم و مالک ہے الہی میں چند روز تیرے اس حرمت والے گھر کی خدمت سے مشرف ہوا ہوں اب میری واپسی قریب ہے کچھ تھا کف تیرے آستانِ فیض رساں سے لے جانے کا طالب ہوں تا کہ وہ رحمت و مغفرت کے تخفے جب میں صحیح و سالم لے کر اپنے وطن پہنچوں تو اپنے خویش واقرب کے مطالبہ پر پیش کر سکوں اور کہوں عزیزو! میں دربارِ الہی سے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کے دو تخفے لایا ہوں۔

اے میرے مولا! مجھے یہ تخفے عطا فرماتا کہ مجھے ان کے سامنے سرشار نہ ہونا پڑے۔ آواز آئی اے بیجی! جو تخفے تو نے طلب کئے ہیں میں نے عطا فرمائے ان کو میری رحمت و مغفرت کی بشارت سن۔ بیٹک میں کریم ہوں جب گدا اور بے نوا کریم کے دروازے پر جاتا ہے تو کریم اس کی مراد پوری کرتا ہے اس کی حاجت برلاتا ہے اور اس محتاج کی ضروریات پوری کرتا ہے جاؤ میں نے اپنے جودو کرم کے بے پایاں دریا سے تجھے ایمانداروں کے لئے شفاعت و مغفرت کے تخفے مرحمت فرمائے۔

ملے لب سے وہ مشکلیں مہر والی دم میں دم آئے
ٹپک سن کر قم عیسیٰ کھوں مستی میں قلقل کو

حل لغات

مشکلیں (بضم الميم) مشکل کے رنگ کا، سیاہ، مشک جیسی خوبیوں کا یہاں یہی مراد ہے۔ ٹپک، زخم کا در، ٹمیں (درد)، قم (أٹھ) قلقل، صراحی کے اندر پانی نکلنے کی آواز۔

شرح

اس مہر والی شراب کا جب پینا نصیب ہو تو جاں میں جان آجائے درد کی بات سن کر مستی میں صراحی کے شراب کو قم

بازن اللہ کہو یعنی اب یہی وقت ہے کہ مقصد میں کامیاب ہوا ہوں اور اب "هل من مزید" کہے جا رہے ہوں۔

جاح جب در کریم میں پہنچتے ہیں پھر عشق کا عجیب سماں ہوتا ہے وہ دنیا و مافیہا کے تصورات کھو بیٹھتے ہیں اُنہیں ایک ہی دھن ہوتی ہے اگرچہ کچھ ملنے ملے وہ دامن کعبہ سے لپٹر ہیں۔

حکایت

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں متواتر چودہ سال تک حج کی سعادتِ عظمی سے سرفراز ہوتا رہا اور ہر سال ایک درویش کو کعبہ مظہم کا دروازہ پکڑے تھا جب وہ "لیک اللہ" سے آواز آتی "لا لیک" میں نے ایک سال اس شخص سے پوچھا کہ اے درویش میں تجھے عرصہ سے دیکھ رہا ہوں تجھے "لالیک" کہا جا رہا ہے پھر بھی تو لیک کہہ رہا ہے اس نے کہا میں بھی سن رہا ہوں میں نے کہا پھر دکھ کیوں اٹھاتا ہے؟ اس نے کہا یا شیخ اگر بجائے چودہ سال کے چودہ ہزار سال ہوں اور ہر بار یہ جواب "لالیک" میں تو بھی اس دروازہ سے سرنہ ہٹاؤں گا۔

اپ فرماتے ہیں کہ ابھی ہم باہم گفتگو تھے کہ اچانک آسمان سے ایک کاغذ اس کے سینے پر گرا اس نے وہ کاغذ میری طرف بڑھادیا میں نے پڑھا اس میں درج تھا کہ اے مالک! تو میرے بندے کو مجھ سے جدا کرتا ہے کہ میں نے اس کے چودہ سال کے حج قبول نہیں کئے ایسا نہیں بلکہ اس مدت میں تمام حاجیوں کے حج اس کی پکاری کی برکت سے قبول کئے ہیں تاکہ میری بارگاہ میں سے محروم ہو کر کوئی واپس نہ جائے۔

حکایت

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا جنہوں نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا تشریف لائے اور پشمہ زم زم میں داخل ہو کر اپنے برتن میں زم زم ڈال کر پینے لگے میں نے ان کا جو ٹھا طلب کیا اور لے کر پینے لگا وہ شہد کی طرح میٹھا اور ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ پینے کے بعد میں نے دیکھا تو وہ بزرگ جا چکے تھے۔ دوسرے دن زم زم کے پاس انتظار میں پھر بیٹھ گیا تو وہ بزرگ چہرے پر کپڑا نکالے ہوئے پھر تشریف لائے اور زم زم کے کنوئیں سے ڈول نکال کر پیا

فاختذت فضله فشربت منها فاذ اهول بن ممزوج بسکرلم اذق شيئاً اطيب منه۔ (روض صفحہ ۵۱۳)

تو میں نے پھر ان سے ان کا بچا ہوالے کر پیا تو وہ ایسا میٹھا دودھ تھا جو شکر ملا کر بنا یا گیا ہوا سے پہلے میں نے ایسا کبھی

نہیں پیا۔

چل جاؤں سوال مدعہ پر تھام کر دامن
بہکنے کا بہانہ پاؤں قصد بے تال کو

حل لغات

چل جاؤں، بپھر جاؤں، ہٹ پہ آ جاؤں۔ مدعہ، مطلب، مراد، مقصد۔ تھام کر، پکڑ، بہانہ، حیله، سبب۔ بے تال،
بے سوچ و فکر۔

شرح

بے تال سے یہ بھنوں کہ گویا بہکا ہوں کہ کہیں جانے کا نہیں اور جاؤں تو کہاں جاؤں کیونکہ اس درگاہ پر پہنچنے کے بعد پھر کہیں جانے کا جی نہیں چاہتا اور اگر جاؤں بھی تو پھر اس درگاہ کے بغیر پناہ کہاں۔

حکایت

حضرت شیخ ابو یعقوب البصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم مکہ میں دس روز تک بھوکار ہا۔ جس سے مجھے بہت زیادہ ضعف ہو گیا تو مجھے میرے دل نے سخت مجبور کیا کہ باہر نکلوں شاید کوئی چیز مل جائے جس سے میری بھوک میں کچھ کمی ہو۔ میں باہر نکل تو ایک گلا سڑا شاخ بزم پڑا ہوا پایا۔ میں نے اس کو اٹھایا لیکن میرے دل میں اس سے وحشت سی ہوئی گویا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دس دن کی بھوک کے بعد بھی تیرا نصیب ہوا گلا شاخ بزم۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور واپس مسجد حرام میں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور میرے آگے آ کر بیٹھ گیا اور ایک جزو دان میرے سامنے رکھ کر کہا کہ اس میں ایک تھیلی ہے جس میں پانچ سو دینار ہی یا آپ کی نذر ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کے لئے آپ نے مجھے کیسے مخصوص کیا۔ اس نے کہا ہم لوگ دس روز سے سمندر میں تھے کہ ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی تو ہم میں سے ہر ایک نے نذر مانگی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے صحیح وسلامت پہنچا دے تو ہم اپنی یہ نذریں پوری کریں گے اور میں نے یہ نذر مانی تھی کہ یہ اشرافیوں کی تھیلی حرم پاک کے مجاہدوں میں سے اس کو دوں گا جس پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی تو سب سے پہلے میں آپ سے ہی ملا ہوں ہذا یہ آپ کی نذر ہے میں نے کہا اس کو کھولو

فتتحها فاذ اذا فيها كعك سميد مصرى ولو ز مفتر و سكر كعات فقبضت قبضة من ذا و قبضة من

ذوقلت مرد الباقى الى صبيانك هدية مني اليهم وقد قبلتها ثم قلت في نفسى رزقك يانفس سير
اليك منذ عشرة ايام وانت تطلبيه من الوادى.

تواس نے اس کو کھولا تو اس میں سفید آٹے کے میٹھے کیک، پھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے تو میں نے ہر ایک میں
سے ایک ایک میٹھی بھر لی اور کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے ہدیہ لے جاؤ میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا پھر
میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس رزق سے تیرے پاس کھینچا ہوا چلا آرہا تھا اور تو اس کو باہر وادی میں طلب کرتا
پھرتا ہے۔

دعا کر بخت خفتہ جاگ ہنگامِ اجابت ہے
ہٹایا صح رُخ سے شاہ نے شبھائے کا گل کو

حل لغات

بخت، نصیب، حصہ۔ خفتہ، سویا ہوا۔ ہنگام، وقت۔ کاکل (اردو، مونث) بلدار بال، زلف، لٹ۔

شرح

حاجی کو حرم پہنچتے ہی نصیحت فرماتے ہیں کہ بخت خفتہ اب جاگ غفلت نہ کر قبولیت کا وقت ہے اور محظوظ نے
شبھائے زلف کو یعنی بے نیاز یوں صبھائے رُخ سے ہٹایا ہے یعنی رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں۔

مقاماتِ اجابت

حرم معلیٰ میں داخل ہوتے ہی کعبہ پر پہلی نظر پر جو دعائیگی جائے قبول ہوتی ہے حرم معلیٰ کے مقاماتِ اجابت کا ذکر
فقیر نے پہلے عرض کیا ہے۔

زبانِ فلسفی سے امن خرق والیام امرا
پناہ دورِ رحمت ہائے یکساعت تسلسل کو

حل لغات

فلسفی، موجودات کے علم کا اقت کار، دانا، حکیم۔ خرق، پھاڑنا۔ التیام، زخم بہنا، مانا گھاؤ کا۔ تسلسل، بڑی، سلسہ،
کڑی۔

شرح

شبِ معراج حضور اکرم ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانے پر فلاسفہ کے اعتراض خرق والتیام سے امن و حفاظت ہو گی جب انہیں یہی کہا جائے گا کہ گھڑی بھر آپ کا تشریف لے جانے کو دو رحمت کی پناہ حاصل ہی اگر فلاسفہ اس عقیدہ کو مان جائیں تو۔ ورنہ اگر وہ ضد کریں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بجائے ماند خود ذات کے وجود کے قائل بھی نہ ہوں تو انہیں دوسرے دلائل عقلیہ سے منوایا جائے گا۔

دور مسراج

اہل علم کا اختلاف ہے کہ معراج کب ہوئی۔ قابل تلقی بالقبول اور بہت مشہور جن پر علماء زمانہ کے اکثر کا اتفاق ہے کہ وہ ماہ رجب کی ستائیں سویں شب ہے۔

میراج کا سن، مہیتہ اور تاریخ

سن معارج کے بارے میں محدثین کے حسب ذیل اقوال ہیں۔

(۱) بھرت سے ایک سال پہلے (۲) بھرت سے ڈیڑھ سال پہلے

(۳) اہم تر سے پانچ سال پہلے (۳) اہم تر سے ایک سال اور کچھ پہلے

(۵) بعض محمد شین کا قول ہے کہ بعثت کے یانچ سال بعد معراج ہوئی۔

اسی طرح مہینہ میں حسب ذیل اقوال ہیں۔

(١) ربيع الأول (٢) ربيع الآخر (٣) رجب المرجب (٤) رمضان المبارك (٥) شوال المكرم

دن میں بھی اختلاف ہے کہ کون سے دن کی رات میں حضور اکرم ﷺ کو مراجع ہوئی۔ ایک قول ہے کہ پیر کی

رات میں معراج ہوئی، دوسرا قول ہے کہ جمعہ کی رات میں ہوئی۔ **والله اعلم** (شیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۶۶)

اس طرح تاریخ کے متعلق بھی حصہ ذیل اقوال ہیں

(١) ارمضان المبارک (٢) اربع الاول شریف (٣) ۲۷ ربیع الاول

(ما ثبت بالسنة صفحه ١٩١، روح البيان جلد ٥ صفحه ٦٠)

قول مشهور

اس بارے میں قول مشہور یہ ہے کہ معراج شریف ۷۲ رجب المر جب شبِ دو شنبہ کو ہوئی۔

(ما ثبت بالسنة صفحه ١٩١، روح البيان جلد ٥ صفحه ٦٠)

شبِ معراج کی فضیلت

امت کے حق میں شبِ اسری سے لیلۃ القدر زیادہ افضل ہے اور حضور اکرم ﷺ کے حق میں شبِ معراج لیلۃ القدر سے زیادہ افضل ہے۔ (مواہبِ لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۲)

سوال

لیلۃ الاسراء میں کسی عمل کی ارجحیت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی اسی واسطے نہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کے لئے اسی رات کو مقرر فرمایا نہ صحابہ کرام نے اُسے کسی عبادت کے لئے معین کیا لہذا شبِ معراج منانا اور اس میں ذکرِ معراج کا اہتمام کرنا بدعت ہے۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر صحابہ کرام یا ان کے بعد کسی زمانہ میں اس رات میں ذکرِ معراج کے اہتمام کا روایج ہوتا تو اس کے مہینہ اور تاریخ میں اتنا شدید اختلاف واقع نہ ہوتا۔ اختلافِ اقوال اس کی روشن دلیل ہے کہ بزرگانِ سلف کے نزدیک شبِ معراج کی کوئی اہمیت نہ تھی۔

جواب

اگر مفترض کی مراد یہ ہے کہ شبِ معراج میں خصوصیت کے ساتھ نیکی اور عبادت کا شروع ہونا کسی حدیث میں شروع نہیں ہوا تو ہمیں اس سے اختلاف نہیں لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ شبِ معراج میں معراج کا اہتمام بھی ناجائز اور بدعت ہے۔ ارشادِ خداوندی ”وَذَكْرُهُمْ بِأَيْمَنِ اللَّهِ وَوَأَمَّا بِسِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدَّشَ“ امر کی روشن دلیل ہے کہ جن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے خاص اور اہم واقعات رونما ہوئے ہیں ان کو یاددا نہیں منشاء ع قرآن مجید ہے اور شبِ معراج میں ایسی روشن دلیلوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی شانِ قدرت کے ظہور کا اور کون سا واقعہ ہوگا؟ اور شبِ معراج اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلہ سے حضور اکرم ﷺ کی امت کو عطا فرمائیں ان کا انکار کون کر سکتا ہے۔ پھر اس رات کی یاد دہانی، اس کا ذکر اور بیان ہماری پیش کردہ آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں کیونکر بدعتِ قرار پا سکتا ہے؟ رہایہ امر کہ سلف میں اس کا روایج نہ تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عدم نقل عدم وجود کو تلزم نہیں اس لئے حض منقول نہ ہونے سے اس کا عدم ثابت نہیں اور ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کی ممانعت کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں اور اس میں ایسا کوئی کام شامل نہیں جس پر شرعِ مطہرہ میں نہیں وارد ہوئی ہو۔ اس کی دلیل خلافتِ صدیقی میں قرآن مجید کا جمع کیا جانا ہے جس کے متعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا ”كيف تفعل شيئاً لم يفعله رسول الله ﷺ“ پھر حضرت زید بن ثابت نے صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ

عہمادنوں سے عرض کیا

کیف تفعلون شیئاً لَمْ يَفْعَلُهُ رَسُولُ اللَّهِ

آپ وہ کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔

فاروق اعظم نے صدایق اکبر کو پھر صدایق اکبر نے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی جواب دیا

هو والله خير بے شک حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن خدا کی قسم وہ خیر ہے۔ (بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

معلوم ہوا کہ جس کام سے حضور اکرم ﷺ نے منع نہ فرمایا ہوا دراس میں خیر کا پہلو پایا جائے تو وہ بظاہر بدعت معلوم ہوتا ہے لیکن باطن حسن اور خیر ہے۔

الہذا اگر بفرض محال یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سلف صالحین میں شب معراج کے اہتمام کا روایج نہ تھا تب بھی اس اہتمام اور ذکر معراج کو بدعت اور ناجائز نہیں کہہ سکتے تا وقٹیکہ اس اہتمام میں کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے تو شرعاً منوع ہوا اور ہم آیات قرآنیہ کی روشنی میں واضح کرچکے ہیں ایام اللہ کا یاد دلانا اور نعمائے الہیہ کا بیان منتشر قرآن کے عین مطابق ہے الہذا شب معراج منا نا اور اس میں واقعات معراج بیان کرنا جائز، مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے۔ اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں صاحب معراج ﷺ کی دشمنی اور عداوت ہو۔ (نحو ز باللہ من ذلک)

سوال

ہب معراج کے بارے میں اختلاف اقوال اس امر کی دلیل ہے کہ سلف کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہ تھی ورنہ اختلاف نہ ہوتا۔

جواب

اگر دن، تاریخ اور مہینہ کے اختلاف کو اس بات کی دلیل مان لیا جائے کہ سلف کے نزدیک اس رات کی کوئی اہمیت نہ تھی نہ ان کے زمانے میں اس کے منانے کا کوئی روایج تھا تو سن معراج کا اختلاف اس بات کی دلیل بن جائے گا کہ معراج سرے سے واقع نہیں ہوئی اگر ہوتی تو اس سن میں اتنا اختلاف نہ ہوتا۔ ہمارے نزدیک سن معراج کا اختلاف اس بات کی روشن دلیل ہے کہ معراج کے دن تاریخ اور مہینہ کے بارے میں اختلاف اقوال مخصوص اختلاف روایات پر مبنی ہیں بیان معراج کے اہتمام اور ہب معراج کی اہمیت سے اس کو متعلق کرنا درست نہیں کیونکہ دن، تاریخ اور مہینہ کو ہب معراج منانے اور بیان معراج کے اہتمام میں دخل ہو سکتا ہے لیکن سن معراج اس اہتمام سے بالکل غیر متعلق ہے لیکن

اس کے باوجود بھی اس میں اختلافِ شدید موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ اختلافِ اقوال کو شبِ معراج منانے اور اس کے اہتمام سے کوئی تعلق نہیں اگر بقولِ معارض ہم اس بات کو تسلیم کر لیں کہ اختلافِ اقوال اسی وجہ سے ہے کہ سلف کے زمانے میں شبِ معراج منانے کا کوئی رواج نہ تھا اور ان کے نزدیک شبِ معراج کی کوئی اہمیت نہیں تھی تو میں دریافت کروں گا کہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ و دیگر عبادات و اکثر و پیشتر معاملات میں سلف کے درمیان شدید اختلاف واقع ہوئے مثلاً نماز میں رفع یہین، آمین بالجہر، قرأت خلف الامام، رکعات و تر، تعداد تراویح، تعین یوم عاشورہ، تکبیرین عیدین وغیرہ بے شمار مسائل میں صحابہ کرام، تابعین، مجتہدین کے درمیان اختلافِ اقوال کسی سے مخفی نہیں تو کیا اس اختلافِ اقوال کی بناء پر یہ کہنا صحیح ہو گا کہ سلف صالحین کے زمانہ میں روزہ، نماز وغیرہ کا کوئی رواج نہ تھا اور ان کے نزدیک ان فرائض و واجبات اور امور مسنونہ و مستحبہ و اعمال حسنة کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ کوئی ذی ہوش ایسی بات کی جرأت نہیں کر سکے گا معلوم ہوا کہ اختلافِ اقوال عدم رواج یا عدم اہتمام کی وجہ سے نہیں بلکہ اختلافِ روایات کی وجہ سے ہے۔

رجبی شریف

روح البیان اور ما ثبت بالسنة کی عبارت سے واضح ہے کہ لوگوں میں شبِ برات منانے کا دستور تھا۔ بالخصوص دربارِ عرب کے باشندے اس مبارک رات کی قدرو اہمیت کے قائل تھے۔ دیکھئے روح البیان میں ہے

وهي ليلة سبع وعشرين من رجب ليلة الاثنين و عليه عمل الناس. (روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۰۳)

شبِ معراجِ رجب کی ۲۷ تاریخ ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے۔

معلوم ہوا کہ لوگ اس رات کچھ نہ کچھ کرتے تھے اور ما ثبت بالسنة میں ہے

اعلم انه قد اشتهر بديار العرب فيما بين الناس ان معراجه ﷺ كان لسبعين وعشرين من رجب

وموسى الرجبية فيه متعارف بينهم الخ. (ما ثبت بالسنة صفحہ ۱۹۱)

جاننا چاہیے کہ دربارِ عرب میں لوگوں کے درمیان مشہور ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی معراجِ شریف ۲۷ رجب کو ہوئی اور رجبی کا موسم عرب میں اہل عرب کے درمیان مشہور متعارف ہے۔

اظہار افسوس

ہمارے دور میں محافلِ میلاد شریف کے خوب چرچے ہیں اور ہونے چاہئیں ایک وقت تھا کہ اہل سنت میں معراجِ شریف کے جلسے رجی شریف کے نام سے خوب چرچے تھے لیکن افسوس ہے کہ آج کل جلسے ہائے رجی شریف

متروک نہیں تو چرچے بھی نہیں۔ خدا کرے اہل سنت میں مخالف میلاد شریف کی طرح رجی کے بھی چرچے ہوں۔ (آئین)

منکرین کے اعتراضات کے جوابات

فلسفیوں نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بشر لمحہ بھرا تی طویل مسافت کرے۔ ہم اس کے جوابات عرض کرتے

ہیں۔

کندھی ہلتی رہی اور بستر بھی رہا گرم

محققین نے سیر معراج کی توجیہ مرعت سیر سے کی ہے یہاں تک کہ مکان اور زمان ہر دو اپنے استعداد پر باقی تھے اور یہ بات واضح ہے کہ وہ مسافت جس کو حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات طے فرمایا نہایت دراز تھی حتیٰ کہ حقائق الحقائق میں ہے کہ مکہ شریف سے مقام "ما او حستکی تین لاکھ سال کی مسافت تھی اور بعض نے پچاس ہزار وغیرہ ذالک کا قول کیا ہے اور بعض نے زمان و مکان بجا لہ مان کر مسافت کی طلبی (سمٹ جانے کا) قول کیا ہے جیسا کہ روح المعانی میں ہے ایسی کرامات بہت بزرگوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ معتبر اور ثقہ لوگوں کی حکایت کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فقہاء نے بھی اولیاء کرام کی کرامات کے سلسلہ میں اس کو ذکر کیا ہے اور یہ امر شرعاً ممکن ہے فلاسفہ اس کو طفرہ سے تعبیر کرتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ایک مکان سے دوسرے مکان تک اس حیثیت سے پہنچنا کہ وہ مسافت جو میداء اور مشتہی کے درمیان واقع ہے اس سے مجازات واقع نہ ہو اور بعض حضرات نے مسافت برحال اور زمان کی نشر (پھیل جانے) کا قول کیا ہے اور اس سے قائل کا قول ہے کہ ازال سے ابد تک ایک نقطہ ہے حتیٰ کہ ازال اور ابد دونوں میں اس لحاظ سے اعتباری فرق ہے کیونکہ ایک نقطہ میں تحریک یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

وَلِيُسْ يَفْهَمُ ذَالِكَ عِنْدِي إِلَّا الْمُتَجَرُونَ مِنْ جَلَابِبَ اهْدَانَهُمْ وَقَلِيلٌ مَا هُمْ

(روح المعانی جلد ۱۵، صفحہ ۱۱)

سید محمد آل ولی مفتی بغداد فرماتے ہیں کہ اس عبارت اور مطلب کی حقیقت کو اجسام کے لباس سے مجرد حضرات سمجھ سکتے ہیں اور وہ بہت قلیل لوگ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم کو کرامات اور مججزات کی حقیقت پر کھانا چاہیے اور کیفیت کا معاملہ ہماری سمجھ سے بالا ہے اس کا باری تعالیٰ جانتا ہے۔ قاعدة شرعیہ ہے کہ طبی مکان، نشر مکان کی طرح نشر زمان اور طبی زمان بھی ہیں تمام ترواقعات کو صوفیہ کرام نے تسلیم کیا ہے۔

آج کل کے سامنے دور میں معراج کی تائیدات جتنا اچاگر ہو رہے ہیں اتنا ہی اس میں شکوہ و شبہات بڑھ رہے ہیں۔ اسی لئے فقیر ایسے چند حلقہ علمیہ پیش کرتا ہے۔

سکون نظامِ عالم

مالک الملک کے عرشی مہمان ﷺ جب معراج سے واپس آئے تو ہی آن باقی تھی حتیٰ کہ بستر مبارک ہنوز گرم تھا، وضو کا پانی بہہ رہا تھا اور حجرہ کی زنجیر بھل رہی تھی۔ اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ فی الحقيقة آپ کو معراج میں کتنا عرصہ لگا ہاں ایک مشہور قول ہے کہ ۱۸۰۰ سال کے عرصہ تک نظامِ عدل سکون میں رہ گیا گوجد یہ اور قدیم فلسفہ میں منہک اور نئی روشنی کے خیال کے لوگ اس کو بعد از عقل کہہ دیں مگر مجرزات کو عقل کی کسوٹی پر پکھنا بیکار ہے کیونکہ مجرزہ وہ ہے جس کے مقابلہ میں انسان عاجز ہو جائے اور عقل جیران رہ جائے خاص کر معراج کے واقعات اول سے آخر تک انوکھے اور نزلے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے عجائب حضور اکرم ﷺ کو دکھائے مگر کہنے کو پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اتنی مدت گزرنے پر نظامِ عالم کو کس طرح بدستور رہا۔ نہ پودے اپنی مقدار سے بڑھ گئے، نہ درختوں کی جسامت میں اضافہ ہوا، نہ کسی زہر و مسافر کی قطع مسافت میں زیادتی، نہ سونے والے اتنے طویل زمانہ بیدار ہوئے، نہ ناخنوں اور بالوں میں تغیر اور تراخی زمان کے باوجود نہ کسی چیز میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی اگر وہ اس میں غور کرتے تو شہر نہ رہتا کہ جس طرح گھڑی کئی سال بند پڑی رہے تو اس کی سوئیاں اور پُرزوے برقرار رہتے ہیں یا کسی کارخانہ کا مالک اپنے دوست کی آمد پر بند کارخانہ کو چالو کر دیتا ہے اسی وقت سب پر زہ جات ہلنے شروع ہوتے ہیں اور ریاض الا زہار صفحہ ۲۰۶ پر لکھا ہے کہ اس رات کو رب العالمین کا خطاب مستطاب ہوا کہ جبریل علیہ السلام تسبیح و تہلیل موقوف کر کے زاویہ طاعت کو چھوڑ دے اور میکائیل علیہ السلام بندوں کی قسمت اور رزق کا پیانہ ہاتھ سے دھردے اور اسرافیل علیہ السلام صور اٹھانا موقوف کر دے اور عزر رائیل علیہ السلام روحوں کے قبض کرنے سے ہاتھ بند کر دے۔ رخوانِ جنت کو چاہیے کہ بہشت کو آرائتے و پیراست کرے، دریا بہنے سے، ہوا چلنے سے، افلک سیر و گردش سے باز رہ جائیں حتیٰ کہ جب قرب تمام جناب خالق انام و حصولِ کلام و دیدار و دیگر جلیل نعمتوں کے حصول کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مراجعت فرمائی تو ہنوز وضو کا پانی بہہ رہا تھا، حجرے کی زنجیر بھل رہی تھی، بستر مبارک بدستور گرم تھا۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

چمن میں دہر میں گلیوں کا تبسم بھی نہ ہو بزم تو حید بھی دنیا بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو	ہونہ پھول تو بلبل کو ترم بھی نہ ہو یہ نہ ساقی ہو تو مئے بھی نہ ہو تم بھی نہ ہو
---	---

خیمه افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

وقوف قمر

فیض، ستی کی تیش آمادہ اسی نام سے ہے

حضرت عروہ ابن زیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ مصر سے جب کنعان واپس جانے کا ارادہ ہو تو چلتے وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو ساتھ لے جانا ان کی وصیت تھی کہ ان کو آبا و اجداد کے گورستان میں دفن کیا جائے اور اس وصیت کو مصری لوگوں نے پورا نہ ہونے دیا۔ آپ جب تک اس کو ہمراہ نہ لو گے آپ کو کنغان کا راستہ نہ ملے گا اور سارا قافلہ اس میں پریشان رہ جائے گا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ کوئی واقف ہو جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی کر دے تو اس کو انعام ملے گا۔ ایک بڑھیا حاضر ہو کر کہنے لگی میری چند شرائط قبول ہوں تو میں قبر کا نشان بتا دوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شرائط دریافت کئے تو کہنے لگی ایک تو میں ناپینا ہوں میری پینائی درست ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں جوان ہو جاؤں، تیسرا بات یہ ہے کہ آپ مجھے اپنی رفاقت میں شامل حال رکھنا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی سب شرائط کو قبول فرمایا۔ وہ بودھی جوان اور پینا ہو گئی دریائے نیل کے کنارے پر جا کر درمیان دریا کے ایک جگہ کی نشان دہی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا صندوق یہاں ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کنارے دفن کیا جاتا تھا وہ کنارہ آباد و شاداب ہو جاتا اور دوسرا کنارہ بالکل بر باد اور خراب ہو جاتا تھا اس لئے یہ طے ہو گیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دریا کے درمیان مدفن کیا جائے تاکہ دریا کے دونوں کنارے آباد ہو سکیں۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام تا حال دریا کے درمیان میں مدفن ہیں بڑھیا کے کہنے پر حضرت یوسف علیہ السلام کے صندوق کی تلاش ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اللہ العالمین! چاند کو اسی جگہ ٹھہر اور غروب ہونے سے روک دے تاوقتیکہ ہم اس کام سے فارغ ہو لیں کیونکہ بنی اسرائیل سے ہمارا وعدہ ہے کہ چاند غروب ہوتے وقت سب اکٹھے ہو کر مصر سے کنغان کو چل پڑیں گے اگر چاند پہلے غروب ہو گیا تو لوگوں کو چلنے کے وقت میں ایک تشویش لاحق ہو جائے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے چاند غروب ہونے سے باز رہ گیا حتیٰ کہ دریائے نیل کے پانی کو ایک طرف کر کے خشکی ظاہر کی گئی پھر کھدائی کی تو ایک ستون برآمد ہوا اس کے ساتھ ایک زنجیر بندھا ہوا نظر آیا پھر اس زنجیر کے بعد ایک آنٹی صندوق ظاہر ہوا اس کے بعد سنگ مرمر کا صندوق نمودار ہوا جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود مسعود دیعت تھا پھر وہ صندوق اٹھا کر چلے تب چاند غروب ہونے لگا۔ (سیرت حلبیہ جلد اصححہ ۲۲۵)

فائدہ

یہ دسمبر کی رات تھی چاند غروب ہونے سے موقوف رہا۔ اتنی ہی مقدار تک بقايا تھائی رات برقرار رہی اس لئے کہ دسویں شب کا چاند دو تھائی رات کے وقت غروب ہوتا ہے صبح دیر سے غمودار ہوئی سورج کو اپنی حرکت سے باز رکھا گیا۔ اہل زمین نیند کے نشہ میں مخور رہ گئے کویا تمام نظامِ عالم ہی سکون پذیر تھا۔

سفرِ محراج کی تمثیل

یہ عالم کا رخانہ قدرت ہے اللہ تعالیٰ اس کا مالکِ حقیقی ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے محبوب۔ اگر کوئی شخص کسی بڑے کارخانے کا مالک ہو جس میں ہر قسم کی مشینیں گلی ہوئی ہو اور اس سے ہر قسم کا کام ہورہا ہو کہیں کپاس سے بنو لے انکل رہے ہوں، کہیں روئی ڈھنی جا رہی ہو، کسی مشین میں سوت کا تاجارہ ہو اور کسی میں کپڑا بنا جا رہا ہو، کسی حصہ میں آٹا پس رہا ہو اور کارخانہ تیزی سے چل رہا ہو، ہر مشین کا ہر پرزا اپنا کام کر رہا ہو کہ یکا یک مالک کا محبوب مالک کے بلا نے پر آجائے اور اس وقت مالک حکم دے کہ میرے محبوب کے اعزاز میں کارخانہ بند کر دیا جائے اور اسی وقت کارخانہ بند ہو جائے تو ظاہر ہے کہ ہر مشین اسی وقت بند ہو جائے گی اور سارا کام یکدم رک جائے گا۔ کارخانہ بند ہوتے وقت جتنے بنو لے کپاس سے انکل کر نیچے گرچکے تھے وہ اسی طرح پڑے رہیں گے اور جو کپاس کے اندر تھے وہ اس کے اندر رہی رہیں گے۔ بنولہ کا جو دانہ کچھ انکل چکا تھا اور کچھ باقی تھا وہ اسی حال میں ٹھہر ار ہے گا۔ روئی، سوت، آٹا اور دانہ ہر چیز اپنے حال پر ٹھہری رہے گی اگر وہ کارخانہ ہزار برس بھی بند پڑا رہے تو کوئی چیز اپنے اس حال سے نہ بد لے گی اور جب کارخانہ دوبارہ چالو ہو گا تو پھر ہر چیز اپنے حسبِ حال تغیر پذیر ہونے لگی جو دانہ درمیان میں ٹھہر اہوا تھا وہ نیچے گرنے لگے گا، سوت کا جو تار ایک مقام پر ٹھہر اہوا تھا آگے بڑھنے لگے گا، روئی کا جو حصہ درمیان میں رکا ہوا تھا باہر آنے لگے گا اسی طرح شبِ معراج جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو بلا یا تو اس کارخانہ عالم کو یکدم بند کر دیا سوائے اپنے حبیب ﷺ اور ان چیزوں کے جنہیں حضور اکرم ﷺ نے متحرک پایا۔ تمام کائنات کو اسی طرح ٹھہرایا جس طرح کارخانہ بند ہونے سے اس کی ہر چیز ٹھہر جاتی ہے، چاندا پنی جگہ ٹھہر گیا، سورج اپنی جگہ رک گیا، زمانے اور زمانیات کی حرکت بند ہو گئی (سوائے ان کے جن کا استثناء ہم عرض کر چکے ہیں) حرارت و برودت اس درجہ پر ٹھہر گئی جس پر وہ بند ہوتے وقت پہنچی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کے بستر مبارک کی حرارت بھی ٹھہر گئی جہاں وضوفِ مایا تھا وہاں وضو شریف کے پانی کا بہنا بند ہو گیا، جگرہ شریف کی زنجیر مبارک بلتے ہوئے جس جگہ پہنچی تھی وہیں رک گئی جب حضور اکرم ﷺ وہاں پس تشریف لائے تو کارخانہ قدرت بحکمِ مالکِ حقیقی فوراً

چالو ہو گیا اور ہر چیز از سر نواپنے مراحل کو طے کرنے لگی۔ چاند، سورج اپنے اپنے منازل پر چلنے لگے، حرارت و برودت اپنے درجات طے کرنے لگی، جو چیزیں حرکت سے سکون میں آگئی تھیں مائل بر حرکت ہونے لگیں، وضو شریف کا پانی بہنے لگا، بستر مبارک کی حرارت اپنے درجات طے کرنے لگی، جگہ شریف کی زنجیر مبارک ہلنے لگی، کائنات میں کوئی تغیر آیا اور نہ کسی کو احساس ہوا کیونکہ تغیر اور احساس دونوں حرکت کے بغیر ناممکن ہیں اور حرکت کا وجود ہی نہ تھا تو احساس و تغیر کیسے ہوتا؟ (روح المعانی پارہ ۱۵، صفحہ ۱۲، روح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۵)

بِلَالُ ادْهَرْ بَهِي أَدْهَرْ بَهِي

حضورا کرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اے بلال تیری جو تیوں کی آہٹ سنی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں اس وقت نہ تھے مگر زمین کی آواز حضورا کرم ﷺ نے حضورا کرم ﷺ کے لئے دور کی آواز سننا ثابت ہوا۔ اگر قیامت کے بعد ان کے چلنے کی آواز مرا دھو تو آواز پیدا ہونے سے پہلے سننا ثابت ہو گا یہ پہلے سے بھی زیادہ کمال کا موجب ہے یا یوں کہوں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر بھی تھے اور حضورا کرم ﷺ کی غلامی کے طفیل اس وقت جنت میں بھی حضورا کرم ﷺ کے آگے چلے جس کی حضورا کرم ﷺ نے آواز سنی تو حضورا کرم ﷺ کے غلاموں کے لئے بیک وقت دو جگہ موجود ہونا ثابت ہوا جن کے غلاموں کی یہ شان ہوان کے آقا کی شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔

مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مَذَارُ مَيِّنَ بَهِي أَوْرَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ أَوْرَ آسْمَانُ پَرْ

حدیث شریف میں ہے کہ حضورا کرم ﷺ جب قبر موئی سے گذرے تو موئی علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم شریف) یونہی ہر نبی کا حال ہے کہ ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ (بیہقی) اور یہی نبی بیت المقدس میں بھی حاضر ہوئے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ

قال جبریل صلی خلفک کل شی بعث الله عزوجل (ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶)

جریل علیہ السلام نے کہا ہر نبی نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

لیکن جب حضورا کرم ﷺ آسمانوں پر پہنچ تو ساتوں آسمانوں پر حضرات انبیاء علیہم السلام کو حضورا کرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوائد معراج شریف بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ ہے

شهود الجسم الواحد في مكائن في ان واحد. (الإياقنت والجواهر جلد ۲ صفحه ۳۶)

یعنی آن واحد میں ایک ہی جسم کا دو جگہ حاضر ہونا۔

دوشنبہ مصطفیٰ کا جمعہ آدم سے بہتر ہے
سکھانا کیا لحاظِ حیثیت خونے تامل کو

حل لغات

دوشنبہ، پیر کادن۔ خونے عادت، خصلت۔

شرح

سو موار حضور اکرم ﷺ کا حضرت آدم علیہ السلام کے جمعہ سے بہتر اور افضل ہے سوچ والی کو عادت کی حیثیت کے لحاظ سے سکھانے سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ پیر (سو موار) کو امام الانبیاء علیہم السلام سے نسبت ہے اور جمعہ کو آدم علیہم السلام سے اور ظاہر ہے کہ کہاں آدم اور کہاں سید و امام آدم علیہ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جمعۃ المبارک

رسول کریم ﷺ نے جمعۃ المبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اس لئے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

میلاد حضرت آدم علیہ السلام

جب حضرت آدم علیہ السلام کے یوم ولادت کی نسبت سے جمعہ کو شرف و فضل حاصل ہے تو اس دن کو فضیلت و عظمت، بزرگی اور برتری کیوں نہ حاصل ہوگی جس میں سید الانبیاء والمرسلین، جناب احمد مجتبی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی۔ نیز یہ عظمت و بزرگی ولادت با سعادت کے صرف اسی پیر کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یوم جمعہ کی طرح عام ہوگی (یعنی ہر پیر کا دن بزرگی و عظمت کا حال قرار پائے گا جیسے ہر جمعہ اپنے اندر خیر و مرکوت رکھتا ہے) تاکہ نعمتِ عظیمی کا شکر یہ ادا کیا جاسکے اور فیضانِ نبوت سے بہرہ ور ہوں نیز تاریخ انسانی میں جن واقعات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے انہیں زندہ رکھا جائے۔

نکتہ

حضور اکرم ﷺ کی جمعہ کو ولادت نہ ہوئی اس لئے کہ اگر آپ کی ولادت جمعہ کو ہوتی تو سمجھا جاتا کہ آپ کی فضیلت جمعہ کی وجہ سے ہوئی اللہ تعالیٰ کو یہ گوارانہ ہوا کہ آپ کسی کے طفیل بزرگی سے منسوب ہوں اسی لئے پیر کا انتخاب

ہوا تاکہ معلوم ہو کہ جمیع کی فضیلت حضور اکرم ﷺ کے طفیل ہے اسی لئے ربیع الاول شریف میں ولادت ہوئی رمضان شریف میں نہ ہوئی تاکہ یقین ہو کہ آپ کے طفیل ہی رمضان المبارک کو فضیلت ہے نہ کہ اس کے بر عکس۔

تردید المنکرین

کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کے منکرین کی عادت کا تجربہ کر لیں کہ وہ آپ کی ہر منسوب بات سے ناخوش ہوں گے مثلاً اسی ولادتِ مبارک کے امورِ منسوب کو دیکھ لیں اہل سنت اسی دن کو بڑا دن مانتے ہیں اسی لئے اس دن خوشی مانتے ہیں تو اس کا نام عید میلا دا لنبی ﷺ رکھا تو منکرین کو اعتراض ہوا۔ فقیر نے اس موضوع پر کتاب لکھی ”عید میلا دا لنبی ﷺ عید کیوں“

عید میلا دا لنبی کے لئے لفظ عید کا استعمال منوع ہے کیونکہ اسلام میں صرف دو عید ہیں یہ عید الفطر اور عید الاضحی۔

اگر عید ہے تو نماز کیوں نہیں؟

جواب

مخالفین کا یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ عید کا لفظ عید ہیں اس لئے کہ خود قرآن و سنت میں عید النظر اور عید الاضحی کے علاوہ بھی عید کا اطلاق موجود ہے کیونکہ عید کا معنی خوشی کا دن ہے اور مسلمانوں کے لئے آپ کی ولادت کے دن سے بڑھ کر کون تھی عید (خوشی) ہو سکتی ہے؟ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ان الفاظ میں منقول ہے

**رَبَّنَا أَنْزَلْنَا مَآيِّدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لَّأُولَنَا وَ اخِرَنَا وَ آيَةً مُّنْكَرٍ أَ وَ ارْزُقْنَا وَ أَنْتَ خَيْرٌ
الرِّزْقِينَ . (پارہ ۷، سورہ المائدہ، آیت ۱۱۲)**

اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کوہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دن کو اپنی تمام قوم کے لئے عید قرار دے رہے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت خوان کی صورت میں نازل ہو گی۔ آپ تصور کیجئے اس دن کے بارے میں جس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رحمۃ للعلامین اس کائنات میں تشریف فرمائے ہوئے وہ دن اگر عید کا نہیں تو کون سا دن عید کا ہو گا جب کہ باقی عید یہی اسی دن کے صدقے نصیب ہوئی ہیں

سوائے ابلیس کے جہاں میں سمجھی تو خوشیاں منار ہے ہیں

شارتیری چہل پہل پر ہزاروں عید یہی ربیع الاول

فیصلہ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

فقیر نے پہلے عرض کر دیا ہے اور آئندہ بھی چند حوالہ جات عرض کرے گا کہ دو شنبہ (سومار) جمعہ سے افضل ہے اور احادیث مبارکہ میں واضح الفاظ میں جمعہ کو عید بتایا گیا ہے۔ چند روایات ملاحظہ ہوں
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

يَوْمُ الْجُمُعَةِ عِيدٌ فَلَا تَجْعَلُوا عِيدَكُمْ يَوْمَ صِيَامَكُمْ إِلَّا أَنْ تَصُومُوا قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ.

(المتدرک جلد ۰۱ صفحہ ۲۰۳)

جمعہ کا دن عید ہے لہذا تم اس عید کے دن روزہ نہ رکھو بلتہ اس صورت میں جب اس سے پہلے یا بعد روزہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عید جمعہ کے روز ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ سے

فرمایا

قَدْ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدًا نَّانٍ. (المتدرک کتاب الجمعة)

آج کے دن تمہارے لئے دو عید یہی جمع ہو گئی ہیں۔

فائدة

مذکورہ حدیث پر شیخ عبدالقدار عطا امام ذہبی کے حوالے سے لکھتے ہیں

قالَ فِي التَّلْخِيصِ صَحِيحٌ غَرِيبٌ
یہ حدیث صحیح اور غریب ہے

حضرت ایاس بن ابی رملہ الشامی بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت معاویہ کے پاس گیا تو ان کے پاس

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا

هَلْ شَهَدْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامِ عِيدَيْنِ اجْتَمَعَافِيْ يَوْمَيْنِ؟ قالَ نَعَمْ. قالَ كَيْفَ مَنْعِ؟ قالَ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

رَخْصَ فِي الْجُمُعَةِ

کیا آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسی دو عیدوں میں حاضر ہوئے ہیں جو ایک ہی دن میں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں میں حاضر ہوا ہوں۔ پوچھا آپ نے کیسے کیا تھا؟ انہوں نے بتایا آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا کی اور جمعہ میں رخصت عطا کی۔

فائدة

امام حاکم اس روایت پر ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں

هذا حديث صحيح الاسناد وان لم يخر جاه وله شاهد على شرط مسلم. (المستدرک، کتاب الجمعة)
یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے مگر امام بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی اور اس کی تائید میں شرائط مسلم کے مطابق
شاهد بھی موجود ہے۔

امام ذہبی نے بھی تخلیص میں اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے امام حاکم کی تائید کی ہے۔

مسئلہ مسلم

یہ مسئلہ مخالفین یعنی منکرین کمالاتِ مصطفیٰ ﷺ کو بھی مسلم ہے کہ جمع عید ہی نہیں بلکہ دونوں عیدوں (عید الفطر اور
عید الاضحی) سے افضل بھی ہے۔ حضرت ابو بابہ بن عبد المنذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا
ان یوم الجمعة سید الایام واعظمها عند الله من یوم الاصحی و یوم الفطر

(مشکوٰۃ المصانع، باب الجمعة)

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے ہاں تمام سے عظیم سے ہے اور یہ اللہ کے ہاں عید الاضحی اور یوم الفطر دونوں
سے افضل ہے۔

آدم عليه السلام اور جمعہ

جمعہ کی فضیلت کو مخالفین بڑھ چڑھ کر بیان کرتے ہیں اور احادیث مبارکہ میں اس چیز کو بھی واضح کہہ دیا گیا ہے کہ
جمعہ کو یہ فضیلت اس لئے ملی ہے کہ اس میں عبادتِ الہی کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوتی باقی دنوں میں دیگر
ان اشیاء کو پیدا کیا گیا جن سے انسان استفادہ کرتا ہے اور اس روز خود انسان کو پیدا کیا گیا تو نعمت وجود (جو تمام نعمتوں کی
اصل ہے) پر اللہ تعالیٰ کا شکرا دا کرنا زیادہ اہم ہے لہذا اس روز کی عبادت بھی دوسرے ایام سے اولی ہوگی۔

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ رسالت آب ﷺ نے فضیلت جمعہ بیان کرتے ہوئے

فرمایا

ان من افضل ایا کم یوم الجمعة فيه خلق آدم و فيه قبض۔ (ابوداؤ، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کا وصال
ہوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسالت آب ﷺ سے پوچھا گیا

لای شی سمی یوم الجمعة

جمع کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟

آپ نے فرمایا

لان فیها طبعت طینۃ ابیک آدم و فیها الصعقة والبعثة وفي آخر ثلث ساعات منها ساعة من دعا اللہ

فیه استجیب له. (مشکوٰۃ المصالح بحوالہ مند احمد)

اس میں تمہارے باپ آدم کا خیر تیار ہوا یعنی تخلیق ہوئی اسی میں قیامت برپا ہوگی اور اسی میں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔

فائدة

جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی وہ دن تمام ایام حتیٰ کہ دونوں عیدوں سے افضل قرار پا گیا پھر اس میں ہمیشہ ایک گھڑی ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ مسلمان کی دعا قبول فرمائیتا ہے۔ ظاہر ہے وہ گھڑی وہی ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو آپ خود غور فرمائیں اس دن اور اس ساعت کا کیا عالم و مرتبہ ہو گا جس میں تمام اولین و آخرین کے سردار کی تشریف اوری ہوئی۔

حقیقی فضیلت جمعہ

جمع کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ اس رات نبی کریم ﷺ کا نور مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے رحم میں منتقل ہوا تھا۔

شیخ فتح اللہ بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام احمد بن حنبل کا قول ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

ان لیلة الجمعة افضل من ليلة القدر لانه في ليلتها هل النور الباهر الشرييف في بطن المكرمة
آمنه. (مولود خیر خلق اللہ صفحہ ۱۵۸)

جمع کی رات لیلۃ القدر سے اس لئے افضل ہے کہ اس رات سرور عالم ﷺ کا مقدس و مطہر نور آپ کی والدہ ماجدہ کے رحم مبارک میں جلوہ افروز ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

از امام احمد منقول است که گفت شب جمعہ فاضل تر است از شب قدر که در دین علیق آنحضرت در رحم آمنه در آمدہ و موجب چندیں خیرات و برکات در دنیا و آخرت و برکات در دنیاد آخرت که

از حد و حصر خارج سنت گشته۔ (اعجوج المعمات صفحہ ۷۷)

امام احمد بن حنبل سے متفق ہے کہ شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے کیونکہ اس رات سرور عالم ﷺ کا وہ نور مبارک اپنی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا و آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی گھنٹے و شمار میں نہیں آ سکتا۔

گھر کی گواہی

مولوی اشرف علی تھانوی نے بھی شیخ ہی کے حوالے سے لکھا کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متفق ہے کہ انہوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اس لئے کہ اس شب میں رسول ﷺ اپنی والدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (جمعہ کے فضائل و احکام، صفحہ ۲)

فائدة

جب جمعہ کی رات جس میں نورِ مصطفوی رحم مادر میں منتقل ہو رہا ہے وہ شب قدر سے افضل ہے تو اس دن کی فضیلت کا عالم کیا ہوگا جس دن وہ نور مبارک آپ کے وجود مسعود کی صورت میں دنیا میں ظہور پذیر ہوا کیا اسے عید سے بھی افضل قرآنیں دیں گے۔

حکایت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ابوالطیب محمد بن ابراہیم المستی المتوفی ۳۹۵ھ کے حوالے سے لکھتے ہیں وہ بارہ ربیع الاول کو ایک مدرسہ کے پاس سے گزرے تو وہاں کے انچارج کو مخاطب کر کے فرمایا یا فقيه هذا اليوم سرور اصرف الصيaban۔ (الحاوی للفقاوی جلد ۲ صفحہ ۱۹)

اے فقیر آج خوشی کا دن ہے لہذا بچوں کو چھٹی دے دو۔

فائدة

امام قسطلانی شارح بخاری ربیع الاول میں امت مسلمہ کے معمولات محافل میلا دکا انعقاد، صدقہ و خیرات کرنا، تذکرہ ولادت نبوی اور اس کی برکات کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں

فرحم الله امر اتحذ لیالي شهر مولده المبارک اعياداً فيكون اشد علة على من في قلبه

مرض. (المواہب الدینیہ جلد اصفہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سلامت رکھے جس نے آپ کی میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید منا کر ہر اس شخص پر شدت کی جس کے دل میں (خلافت کا) مرض ہے۔

شیخ فتح اللہ بنانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیلۃ الـمیک عظیمات کو واضح کرتے ہوئے اسلاف کا یہ قول نقل کرتے ہیں

یجب علی امة التی رفعها الله به علی الامم ان یتخدوا لیلۃ ولادته عیداً من اکبر الاعیاد.

(مولد خیر خلق اللہ صفحہ ۱۶۵)

اس دن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا کی لہذا امت پر لازم ہے کہ وہ اس رات کو سب سے بڑی عید کے طور پر منائیں۔

امام ابن الحاج المتوفی ۳۷۷ھ ماء ربیع الاول کی عظمت و شان اور اس میں خلاف شرع امور پر تنبیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرين کی صورت میں ہمیں جس عظیم نعمت سے نوازا ہے اس پر ضروری تھا کہ بطور شکر ہم پر کوئی عبادت لازم قرار دی جاتی مگر یہ رحمت مصطفوی کا صدقہ ہے کہ ہمیں اس کا مکلف نہیں ٹھہرایا گیا۔

وَمَا ذَاكَ الْأَلْرَحْمَةُ صلوات اللہ علیہ وآله وسلم بِأَمَّةٍ وَرَفْقَةٍ بِهِمْ لَانَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يَتَرَكُ الْعَمَلَ خَشِيَةً أَنْ يَفْرُضَ عَلَى امَّةٍ رَحْمَةً مِنْهُ كَمَا وَصَفَهُ الْمَوْلَى سَبَحَانَهُ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ حِيثُ قَالَ

”بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفُونَ رَّحِيمُ“ (المدخل جلد ۲ صفحہ ۲)

اس کی وجہ امت پر نبی کریم ﷺ کی رحمت و شفقت ہے اسی لئے آپ بہت سے معاملات کو ترک کر دیتے تھے کہ کہیں امت پر لازم نہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی شفقت کا تذکرہ قرآن میں یوں کیا ہے کہ آپ مومنین پر نہایت ہی مہربان اور رحیم ہیں۔

اس کے بعد خود مذکورہ سوال ذکر کرتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہوئے اپنی سابقہ عبادت کا حوالہ دیتے ہیں۔

سوال و جواب امام صاحب کی زبانی ملاحظہ کریجئے

فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ قَدْ خَصَ بِيَوْمَ الْجَمْعَةِ بِصَلَاةِ الْجَمْعَةِ وَالْخُطْبَةِ وَغَيْرِ ذَالِكَ مَا هُوَ مُخْتَصٌ بِهِ فَالْجَوَابُ

ما تقدم من انه عليه الصلاة والسلام ما يخصه في نفسه الكريمة يخفف فيه الامر عن امته فلا يكلفهم فيه زيادة عمل لأن المولى سبحانه وتعالى لما اخر جه الى الوجود في هذا اليوم المعين لم يكلف الامة فيه زيادة عمل اكرااما لنبيه ﷺ بالتحقيق عن امته بسبب عنایہ وجودہ فيه قال الله سبحانہ وتعالیٰ فی محکم التنزیل و ما رسلنا کے الا رحمة للعالمین فهو عليه الصلاة والسلام رحمة للعالمین عموماً ولا مته خصوصاً ومن جملة ذلك وعدم التکلیف كما تقدم (المدخل جلد ۲ صفحہ ۳۰)

اگر کوئی یہ سوال اٹھائے کہ جمعہ کے دن تو نماز جمعہ اور خطبہ وغیرہ لازم ہے اگر یہ اس سے افضل ہے تو اس میں کوئی اضافی عبادت کیوں نہیں؟ اس کا جواب وہی ہے جو گذر چکا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت پر تحفیظ فرماتے ہوئے اس دن میں کسی عبادت کا اضافہ نہیں کیا اور نہ امت کو مکلف بنا یا اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب اس مبارک دن میں آپ کی ذات اقدس کو وجود بخششاتو آپ کے اکرام و احترام کی خاطر امت پر تحفیظ فرماتے ہوئے کسی اضافی عمل کو لازم نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک وجود کو سراپا رحمت قرار دیتے ہوئے فرمایا اے جبیب ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت تمام مخلوق کے لئے خصوصی ہے آپ کی رحمتوں اور شفقتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی ولادت کے دن اللہ تعالیٰ نے کسی اضافی عبادت کا حکم نہیں دیا۔

امام احمد قسطلانی ریلیۃ المیادی فضیلت اور اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

و اذا كان يوم الجمعة الذي خلق فيه آدم عليه السلام خص بساعة لا يصاد فيها عبد المسلمين يسأل الله فيها خيرا لا اعطاه اياه فما بالك بالساعة التي ولد فيها سيد المرسلين ولم يجعل الله تعالى في يوم الجمعة المخلوق فيه آدم من الجمعة والخطبة وغير ذالك اكرااما لنبيه ﷺ . بالتحقيق عن امة بسبب عنایہ وجودہ قال تعالیٰ ”وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ“ ومن جملة ذلك وعدم التکلیف . (المواہب اللدنیہ جلد اصحیح ۱۲۲)

وہ جمعہ کا دن جس میں آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس میں ایک خصوصی گھڑی ہے جس میں کوئی مسلمان جس شے کی دعا کرے وہ اسے عطا کی جاتی ہے تو اس گھڑی کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا جس میں تمام رسولوں کے سردار کی تشریف آوری ہوئی اور یوم میلاد میں یوم جمعہ کی طرح جمعہ یا خطبہ وغیرہ لازم نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے وجود رحمت کے اکرام کی وجہ سے امت پر تحفیظ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اسی رحمت کا

ایک اظہار یہ بھی ہے کہ کسی عبادت کا مکلف نہیں بنایا۔

دفور شانِ رحمت کے سب جرأت ہے اے پیارے
نہ رکھ بہر خدا شرمندہ عرض بے تامل کو

حل لغات

دفور، وافر ہونا۔ کثرت، زیادتی۔

شرح

اے محبوب پیارے ﷺ اپنی رحمت بے پایاں کے صدقے فی سبیل اللہ غلام کے بے سوچے عرض کو شرمندہ نہ فرمائے اپنے مقاصد میں بہرہ دو فرما۔ اگر مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو میری شرمندگی کے علاوہ خالقین بھی نہیں گے کہ لوڈ یکھوفلاں غلامی کا دم بھی بھرتا ہے لیکن مقاصد میں ناکام ہے۔

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے لگا
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو

شرح

دل سوکھ رہونے سے پریشانی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میں نے جب اس پیارے محبوب ﷺ کا نام اقدس لیا تو دعا کی قبولیت اس وسیلہ کو لگھا کرنے یعنی سنوارنے کے لئے استقبال کو آئی یعنی بارگاہ خداوندی میں جو نہیں وسیلہ حبیب خدا ﷺ پیش کیا جائے تو یقیناً دعا مستجاب ہوتی ہے۔

اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے یہاں چند اور حوالے عرض کر دوں۔

امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت حاتم اصممؑ (بہت بڑے مشہور بزرگ ہیں انہوں نے تین برس ایک قبر میں چلے کیا اور اس عرصہ میں بے ضرورت کسی سے بات نہیں کی) جب حضور اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رب انا زرنا قبر نبیک فلا تردنا غائبین فنودی یا هذَا مَا اذْفَالَكَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ حَبِيبِنَا إِلَّا وَقَدْ قَبَلْنَاكَ

فارجع انت ومن معک من الزوار مغفور الرکم (زرقانی علی المواهب جلد ۸ صفحہ ۳۰۷)

اے رب! ہم نے تیرے نبی کی قبر انور کی زیارت کی ہے تو اب ہمیں نامراونہ لوتانا! غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ تمہیں قبول کریں۔ جاؤ ہم نے تمہیں اور جتنے زوار اس وقت

تمہارے ساتھ ہیں سب کو بخش دیا۔

امام قسطلاني شارح صحیح بخاری و صاحب مواہب الدینیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار رہا تو مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۸۹۳ھ کو میں نے حضور اکرم ﷺ سے استغاثہ کیا اسی دن خواب میں دیکھا کہ

رجل معه قرطاس یکتب فیه هذا دواء لداء احمد ابن القسطلاني من الحضرة الشريفة بعد الاذن
الشريف النبوى ثم استيقظت فلم اجدبى والله شيئا مما كنت اجده وحصل الشفا ببركة النبي
المصطفى ﷺ . (زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۳۱۸)

ایک آدمی ہے جس کے ہاتھ میں کاغذ ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ دو احمد بن القسطلاني کی بیماری کے لئے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے آپ کے ارشاد عالی کے بعد عطا ہوئی ہے جب میں بیدار ہوا تو ایسا تصورست تھا کہ مرض کا اثر تک بھی نہ پاتا تھا برکتہ النبی المصطفی ﷺ ۔

اسی طرح وہ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ سے پہلے بھی مجھے ۸۸۵ھ میں پیش آیا تھا جب کہ میں زیارت قبر شریف کے بعد واپس جا رہا تھا۔ وہ یہ تھا کہ راستے میں ایک جبشی ہرن نے میری خادمہ کے ٹکر ماری جس سے وہ گرگئی اور کئی دن تک سخت تکلیف میں بترائی ہی

فاستغثت به ﷺ فی ذلک فاتانی ات فی منافی و معه الجنی الصارع لها فقال لقد ارسله لك
النبی ﷺ فعا تبته و حلftه لا يعود اليها ثم استيقظت ليس بها قلبة . (زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۸)

تو میں نے اس معاملہ میں حضور اکرم ﷺ سے استغاثہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی ہیں جن کے ساتھ ایک جن ہے جس نے بصورتی ہرن خادمہ کو ٹکر ماری تھی وہ آدمی کہنے لگے کہ اس جن کو حضور اکرم ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور میں نے اس کو ملامت کی ہے اور قسم دی ہے کہ پھر کہیں ایسی حرکت نہ کرنا پھر میں بیدار ہوا تو اس خادمہ پر کچھ بھی تکلیف کا اثر نہ تھا۔

حضرت محمد بن المکندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینا بطور امانت رکھ کر جہا کو چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لوں گا۔ میرے باپ نے اشد ضرورت پیش آئے پر وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے مطالبہ کیا اور باوجود

اس کے کمیرے باپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا کل ادا کرنے کا وعدہ کر لیا۔

و شب در مسجد شریف نبوی ﷺ بیتوت کردوزمانی در حضور شریف و گاهی پیش منبر استغاثہ نمود و قریاد کردنا گاہ در تاریکی شب مردی پیدا شد و صرہ هشتاد دینار بدلست دیے داد مبلغ رابتاً مرد بداد وازر جت مطالبه خاص یافت۔ (جزب القلوب صفحہ ۲۲۲، وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۱۳۸۰)

اور رات مسجد نبوی شریف ﷺ میں اس طرح گذاری کے کبھی تو قبر انور کے پاس اور کبھی منبر شریف کے پاس استغاثہ فریاد کرتے۔ ناگاہ رات کی تاریکی میں ایک مرد ظاہر ہوئے اور اسی دینار کی تھیلی ان کے ہاتھ میں دے کر چلے گئے۔ صحیح کو میرے باپ نے ادا بیگنی کر کے خلاصی پائی۔

امام ابو بکر المقری فرماتے ہیں کہ میں اور (امام) طبرانی اور ابوالشخ تینوں حرم مدینہ طیبہ میں تھے دو دن روزہ رکھا اور کھانے کو کچھ نہ ملا۔ جب بھوک نے رات کو ہم پر غلبہ کیا تو میں نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ "الجوع" (بھوک) اور واپس آگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک علوی مرد دو غلاموں کے ساتھ دوز نبیلوں میں کھانا لئے ہوئے تشریف لے آئے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہم نے کھایا جو بچا تھا وہ بھی انہوں نے ہمارے پاس چھوڑ دیا۔

و گفت اے قوم شما شکایت پیش رسول اللہ ﷺ کر دید ہمیں ساعت آنحضرت رادر خواب دیدم کہ مرا فرمود تا چیزے بر شما حاضر آوردم۔ (جزب القلوب صفحہ ۲۲۲، وفاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۱۳۸۰)

اور فرمایا تم لوگوں نے (بس وقت) حضور اکرم ﷺ نے سامنے (اپنی بھوک کی) شکایت کی اسی وقت میں نے حضور کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ کھانا میں تمہارے پاس پہنچاؤں۔

رضا یہ سبزہ گروں ہیں کوئی جس کے موکب کے کوئی کیا لکھ سکے اس کی سواری کے تجل کو

حل لغات

کوئی، بن سوار کا گھوڑا، جلو کا گھوڑا، خاص گھوڑا۔ موکب، شکر، فوج۔ تجل، حسن کی آرائش، ٹھاٹ بھاٹ، دھوم دھام۔

شرح

اے امام احمد (رضا) قدس سرہ یہ آسمان حضور اکرم ﷺ کے شکر کے بن سوار گھوڑا ہے پھر آپ کی سواری خاص جس

پر خود سوار ہوں اس کے ٹھاٹ بھاٹ اور حسن و آرائش کا بیان کون کر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سواریاں اقدس

حضور اکرم ﷺ کی دنیوی سواریوں کی تعداد اور اسماء مشہور ہیں۔ شبِ میracج کی سواری برائق کا ذکر فقیر نے اسی شرح کی جلد سوم میں تفصیل سے عرض کیا ہے۔

رفف

اس کا الغوی معنی بچھونا ہے شبِ میracج بھی رفف ایک سبز رنگ بچھونا جو سورج سے زیادہ روشن اور تخت روائی کی طرح اڑنے والا تھا اور اتنا گرد جدار آواز سے تسبیح و تہلیل کرتا جو مکوت میں گنجتا۔ جب حضور اکرم ﷺ تہار وانہ ہوئے اور حجاباتِ ظلمت و نور قطع فرماتے ہوئے مقامِ ستویٰ میں پہنچے اس وقت برائق بر ق رفتار چلنے سے عاری ہوا اور رف رف آکر عرش تک حضور اکرم ﷺ کی سواری ہوا

رف رف و ہیں آنکر پکارا

پاؤں جو برائق سے اتارا

نازت بکشم کہ ناز نینی

گر بر سر و چشم من نشینی

دوسری روایت میں ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام نے اس مقام پر حضور کی رفاقت چھوڑی۔ میکائیل نے آکر زمین ادب چومی اور شرط تجھیہ بجا لایا کہ عرض کیا یا رسول اللہ اب وقت میری خدمت کا آیا اور حضور کو اپنے پروں پر بٹھا کر دریا ہائے ناپیدا کنار و آتشیں بجا کر طے کرتا ہوا حجاباتِ عرش تک پہنچا اور وہاں سے آگے نہ بڑھ کا عذرخواہی کر کے رخصت ہوا کہ اسرافیل نے آکر شرائط و تسلیم و مراسم تعظیم ادا فرمائے اور حضور کو اپنے بازوں پر بٹھا کر ان پر دوں اور ان کو دریا یا دوں میں قطع کر کے تابعیاتِ عرش کے سے عذرخواہ ہوا کہ رف رف آیا اور اس نے ایک آن میں حضور کو ساقِ عرش کے پاس پہنچایا۔

عرش کے قریب

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں ساقِ عرش کے قریب پہنچا بیٹھا رجاب آئے مجملہ ان کے ستر ہزار پر دہ سو نے اور ستر ہزار چاندی اور ستر ہزار مردوار یہ سفید اور ستر ہزار زمرہ بزر کے اور ستر ہزار یا قوت سرخ کے اور ستر ہزار ظلمت اور ستر ہزار پانی اور ستر ہزار ہوا اور ستر ہزار آگ کے تھے اور بعد ہر پر دے کا دوسرے سے ہزار سالہ را تھی پس رف رف نے ان سبِ حبابوں کو طے کر کے پر دہ دار ان عرش تک پہنچایا اور ہر پر دے کے ستر ہزار سلسے اور ہر سلسے کو ستر

ہزار فرشتے اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے تھے اور بزرگی ہرفرشتے کی اتنی تھی کہ ایک کاندھے سے دوسرے کاندھے تک ہزار سالہ راہ تھی اور ان پر دوں میں بعض یا قوت سرخ کے بعض مردار یہ کے بعض جواہر کے تھے اور ہر پردے پر ایک ایک فرشتے ملازم تھا اور ہرفرشتے کے ستر ہزار فرشتے اور تالع تھے۔ رف رف نے ان پر دوں کو بھی طے کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور عرش میں صرف ایک پر دہ باقی رہ گیا کہ رف رف قدم کے نیچے سے غائب ہو گیا اور ایک جانور مشہود کی ایک دانہ مردار یہاں کا نور اس کے منہ سے پلتا ہوا نظر آیا اور اس نے کاندھادے کر عرشِ معلیٰ تک پہنچایا۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاندھا دیا

حضرت محبوب سبحانی، قطب یزدانی، شیخ عبدال قادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کو مراجح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کی ارواح کو آپ کے استقبال کے لئے بھیجا جب حضور اکرم ﷺ عرشِ مجید کے پاس پہنچے تو اس کو بہت اونچا پایا جس پر چڑھنے کے لئے سیرھی کا ہونا ضروری تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری روح کو بھیجا میں نے سیرھی کی جگہ اپنے کندھے رکھ دیئے جب آپ نے میرے کندھوں پر اپنے قدم مبارک رکھنے کا ارادہ کیا تو میرے بارے میں دریافت کیا تو الہام ہوا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اس کا نام عبدال قادر ہے اگر آپ خاتم النبیین نہ ہوتے تو تیرے بعد عہدہ نبوت انہیں عطا ہوتا اس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

نیز حضور محبوب سبحانی، قطب یزدانی، شیخ عبدال قادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی پاک ﷺ کو مراجح ہوئی اور سدرۃ المنتهى پر پہنچے تو جبریل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور عرض کی اے محمد ﷺ اگر میں ذرہ برادر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ میری روح کو حضور اکرم ﷺ سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بھیجا تو میں نے زیارت کی اور نعمتِ عظیمی اور ولایت اور خلافت کبریٰ سے بہرہ اندوں ہوا میں حاضر ہوا تو مجھے براق کی جگہ کھڑا کیا گیا اور میرے نانا رسول اللہ ﷺ میری لگام اپنے ہاتھ میں پکڑ کر سوار ہوئے حتیٰ کہ مقام «فَابْرُدْنُوْنَ أَوْ أَذْنَبْجَا» پہنچے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ میرے یہ قدم تیری گردن پر ہیں اور تیرے قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا

اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کی منبر بنیں گردن اولیاء

یہ تمام بیانات گلزارِ کرامات میں ہیں۔

انتباہ

یہ کشفی روایات ہیں یہ ایسے ہے جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اور اپنے والدگرامی کے مکشفات ”الدرشین فی مشرات النبی الامین“ میں جمع فرمائے ہیں۔

نعت شریف ۴۷

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جان ہم کو
پھر دکھلا دے وہ رُخ اے مہر فروزان ہم کو

شرح

ہمیں تو آپ کی یاد میں اب تن بدن اور جان کی ہوش تک نہیں۔ محبوب کریم ﷺ پھر وہی چہرہ انور مہر افروز کی زیارت سے سرفراز فرمادو۔

زیارت حبیب ﷺ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مصرعہ ثانی پر دکھلادے میں سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کو حبیب کریم ﷺ کی زیارت کا شرف بارہا نصیب ہوا بیداری میں بھی خواب میں بھی ان میں سے ایک آپ کی کرامت کے ابواب میں ہے کہ ”جیلپور قیام کے زمانے میں ایک بار اعلیٰ حضرت مخلیل میلاد شریف میں سرورِ عالم ﷺ کے فضائل و کمالات بیان فرمار ہے تھے اسی دوران یا کا یک منبر سے اتر کر کھڑے ہو گئے اور صلوٰۃ وسلام کرنے لگے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ چیز تقریر میں اچانک یہ کیا ہو گیا؟ تھوڑی دیر کے بعد پھر تقریر شروع کی اور جلسہ ختم ہوا۔ بعد اجلاس مولانا مفتی برہان الحق صاحب اور ایک مرد صالح دو بزرگوں نے الگ الگ نشتوں میں بیان کیا درمیان تقریر ہماری آنکھ لگ گئی ہم نے ایک عجیب جلوہ نور دیکھا جو پوری فضا کو محیط کرتا ہو چاہتا اسی میں ہم مجھ تھے کہ صلوٰۃ وسلام کی آواز کا نوں میں آنے لگی جسے سن کر آنکھ کھل گئی۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا یہ سرکار کا کرم تھا کہ تجھی فرمائی لوگوں نے اب سمجھا کہ درمیان تقریر اچانک منبر سے اتر کر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کا سبب کیا تھا؟“

ان عرفانی آنکھوں نے بیداری میں جلوہ نورانی ملاحظہ فرمایا با ادب کھڑے ہو کر نذرانہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے ایسا ہی واقعہ سیدنا غوثؑ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک وعظ میں پیش آیا تھا۔

دیر سے آپ میں آنا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوہ جانا ہم کو

شرح

بڑی مدت تک آپ کے حضور حاضری کا ہمیں موقع نصیب نہیں ہوتا لیکن ہماری خوش قسمتی ہی ہے کہ جلوہ محبوب ﷺ نے ہمیں خود رفتہ بنادیا کہ اب ہمیں بغیر آپ کی یاد کے اور کوئی کام نہیں ہے۔

جس تبسم نے گلستان پر گرائی بھل
پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خندان ہم کو

شرح

جس تبسم گرامی نے ہمیں آپ کا گرویدہ کیا اور ہماری زندگی بہار آپ کے عشق میں قربان ہوئی آرزو تمنا ہے کہ وہی ادائے گلِ خندان پھر دکھائیے۔

تبسم کی عادت پر لاکھوں سلام

حضور اکرم ﷺ عموماً تبسم فرمایا کرتے تھے۔ تبسم مبادیِ حنفی سے ہے اور حنفی کے معنی چہرہ کا انبساط ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں اگر آواز کے ساتھ ہو اور دور سے سنا جائے اسے قہقہہ کہتے ہیں اگر آواز تو ہو اور دور سے نہ سنا جائے تو حنفی کہتے ہیں اگر بالکل آواز نہ پائی تو اسے تبسم کہتے ہیں۔ پس یوں سمجھئے کہ حضور اکثر اوقات تبسم کی حد سے تجاوز نہ فرماتے شاذ و نادر حنفی کی حد تک پہنچتے کیونکہ کثرتِ حنفی دل کو ہلاک کر دیتی ہے اور قہقہہ کبھی نہ مارتے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (سیرت رسول عربی)

احادیث مبارکہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کان رسول الله ﷺ افلج الشیعین اذا تکلم رءی کالنور يخرج من بين ثنایاه.

(دارمی مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۸)

کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے کے دندانِ مبارک کشادہ تھے جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور لکھتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ان النبی ﷺ اذ اضحك يتلا لف فی الجدر (بزار و نہائی)

کے جب نبی کریم ﷺ خندہ فرماتے (تو دیوار سے نور کی شاعتیں لکھتیں) جن سے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

ما كان ضحك رسول الله ﷺ الا تبسم (ترمذی کتاب المناقب)

کرسول اللہ ﷺ کا ہنسنا سوائے تبسم کے نہ تھا۔

گم شدہ سوئی

سیدہ عائشہ المونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

کنت اخیط فسقطت منی الابرة فطلبتها فلم اقدر عليها فدخل رسول الله ﷺ فبنت الا برة یساع

نور وجهہ فاخبرته۔ (رواه ابن عساکر، ابن عساکر جلد اصححہ ۲۶)

اسی حدیث کا ترجمہ فرمایا امام احمد رضا قدس سرہ نے

شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

سو زن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے

انتباہ

حضور اکرم ﷺ حسی نور بھی تھے اور معنوی بھی اور حسی نور بطور خرق عادت واضح طور پر نمایاں محسوس ہوتا اور یہ

صرف دن ان مبارک یا چہرہ اقدس کی تخصیص نہیں بلکہ آپ کا تمام جسم نور علی نور تھا۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وفی شمائیل محمدیہ قالت حلیمه ما کنا نحتاج الى سراج من یوم اخذناه لان نور وجهہ کان

انور من السراج فإذا احتجنا الى السراج فی مکان جتنا به قتنورت الامکنه ببر کة ﷺ انتہی

(تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۸)

اور شماکل محدثیہ میں ہے حضرت حلیمه رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جس دن سے ہم نے حضور اکرم ﷺ کو لیا اس دن سے

ہمیں چراغ کی حاجت نہ رہی اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور کا نور چراغ سے زیادہ روشن تھا چنانچہ جب کسی

لگکہ ہمیں چراغ کی ضرورت ہوتی تو وہاں ہم حضور اکرم ﷺ لے آتے اور اس مکان کی ہر جگہ حضور اکرم ﷺ کی برکت

سے روشن و منور ہو جاتی۔

کاش آویزہ قندیل مدینہ ہو وہ دل
جس کی سوزش نے کیارشک چراغاں ہم کو

حل لغات

آویزہ، بندا، کان میں پہنچنے کا ایک زیور۔ قندیل، ایک قسم کافانوس جس میں چراغ کو لٹکاتے ہیں۔

شرح

کاش قندیل مدینہ اقدس کا بندا ہو وہ دل جس کے عشق کی سوزش نے ہمیں رشک چراغاں بنایا ہے یعنی ہمارے قلوب جب کے عشق حبیب ﷺ سے سرشار ہوئے تو اب ہمارا یہ حال ہے جملہ عالم کے چراغ ہمارے قلوب کی نورانیت کو دیکھ کر رشک کرتے ہیں۔

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو

شرح

اے محبوب سرور دو عالم ﷺ جیسے آپ عرشِ معلیٰ پر تشریف لے گئے اور اسے اپنی پیاری اور نازمیں رفتار سے اپنے قدموں سے نوازا۔ اے سر و خراماں اسی طرح دو قدم چل کر ہمارے سامنے بھی نظارہ دکھائیے۔

نعلین سمیت

حضورا کرم ﷺ عرش پر نعلین سمیت تشریف لے گئے اس بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسی طرح کہنا عرش کی ہٹک اور تو ہیں ہے میں کہتا ہوں اس طرح کہنا عرش کی دل آزاری ہے اسی لئے عاشق کو تو محبوب کی ہر شے پر اس کی ہر شے قربان ہوتی ہے۔ اگر سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو تے سے بہشت کی تو ہیں نہیں تو ان کے آقا ﷺ کے جو تے سے عرش کی تو ہیں کیوں جبکہ جنت کوئی معمولی مقام نہیں۔ علماء و مشايخ نے اس بارے میں صراحت فرمایا ہے۔ روح البیان جلد ا

صفحہ ۶ سورۃ طہ میں آیتہ کریمہ ہے ”فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُرْقَیْقَیْرِ“ میں لکھا ہے

وقیل للحبيب تقدم على بساط العرش بنعليك ليتشرف العرش بغيار لغال قدميك ويصل نور

العرش يا سيد الكونين اليك

حبیب کو کہا گیا آپ ﷺ عرش کی بساط پر اپنے نعلین سمیت آئیں تاکہ عرش آپ کی جو یوں کے غبار کے ساتھ شرف

وزت حاصل کرے اور اے سید الکوئین ﷺ عرش کا نور بلا وسٹہ آپ تک پہنچے۔

اس کے آگے علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مقامِ محمدی علی صاحبِ الصلوٰۃ والسلام مقامِ موسیٰ سے از بس بلند ہے اسی لئے با دشائوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو علیم اتارنے کا حکم ہوا اس لئے کہ با دشائوں کے دربار میں غلام برہنہ پا حاضر ہوتے ہیں اسی لئے حضور اکرم ﷺ کو جوتا اتارنے کا حکم نہ ہوا کیونکہ آپ محبوب ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور اکرم ﷺ علیم سمیت عرش پر تشریف لے گئے۔

از الله وهم

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفس مسئلہ کا انکار نہیں کیا احادیث کی سند پر تقدیم فرمائی ہے اور آپ اپنے اسلاف کے خلاف کیسے انکار کر سکتے ہیں جب کہ اسلاف اس کے مکر نہیں جیسا کہ اوپر حوالہ گزار اور مزید تفصیل فقیر کی کتاب "معراج مصطفیٰ" میں ملاحظہ ہوں۔

نکتہ

فقیر پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ معراج کی حیثیت اسی خصوصیت سے تھی جو حضور اکرم ﷺ کی صور مبارک کہ پرمی تھی مثلاً بشریت، ملکیت، حقیقت، عرش کی معراج صورۃ ملکی تھی تو جو کیفیت جسم مبارک کی صورت ملکی کی ہو گی علیم اقدس کی بھی وہی ہو گی اس میں عرش کی تو ہیں کا تصور ایک غلط تصور ہے ہاں علیم کا ذکر احادیث میں صراحت نہیں بقاude عدم ذکر "الشئی لا ینا فی و بھی و مادہ" مقصود کے خلاف نہیں۔ اگر یہی بات تسلیم کر لی جائے تو بہشت میں بھی حضور اکرم ﷺ کے جوتے سمیت جانے کا انکار کیجئے کیونکہ وہاں بھی جوتے شریف کا ذکر نہیں مثلاً احادیث میں ہے حتیٰ دخلت الجنۃ فاذَا فیها مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر

الحدیث۔ (ابن جریر، پارہ ۵، صفحہ ۱۱)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو یہاں یک اس میں وہ تمام نعمتیں تھیں جن کونہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سانہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا۔

دوسری حدیث میں ہے

وَاللَّهُ مَأْنَزَلَ عَنِ الْبَرَاقِ حَتَّىٰ رَأَىَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَمَا أَعْدَ اللَّهُ فِي الْآخِرَةِ اجْمَعُ

یعنی حضور اکرم ﷺ براق سے نہیں اترے یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے جنت و نار اور اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو کچھ

تیار کر رکھا ہے سب کچھ نہ دیکھ لیا آخرت کی ہر شے حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمائی۔

شمع طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شر و آتش پہاں ہم کو

شرح

میں محبوب پاک کا پروانہ ہوں لیکن دور ہوں نامعلوم یہ دوری کب تک رہے گی اس کا حل یوں ہے کہ مخفی آگ کی چنگاریاں آ کر ہمیں جلا دیں اس کی ترجیحی کسی شاعر نے یوں کی ہے

یادِ مدینہ جا پہنچے یادِ مدینہ آجائے

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ پاک کی حاضری کی آرزو کرتے ہیں عرض کرتے ہیں عرض کی بہتر ہے کہ مدینہ اقدس کی حاضری ہو جائے ورنہ پھر محبوب کریم ﷺ چپکے سے زیارت سے نوازیں بیداری میں یا خواب میں اور یہ آرزو پوری ہوئی کہ آپ مدینہ پاک بھی دوبار حاضر ہوئے اور دیدارِ مصطفیٰ ﷺ سے بھی نوازے گئے بیداری میں بھی جیسا کہ ابھی گذر اور خواب میں توارہ۔ **والله اعلم**

خوف ہے سمع خراشی سگ طیبہ کا
ورنہ کیا یاد نہیں نالہ افغان ہم کو

حل لغات

سمع خراشی (مونث فارسی عربی مرکب) کان چٹی، کان کھانا۔ نالہ فریاد، واویلا۔ افغان، فریادزاری۔

شرح

طیبہ پاک کی سمع خراشی کا خوف نہ ہوتا تو میں مدینہ پاک میں جا کر خوب چیختا چلاتا صرف سگان طیبہ کا ادب مانع ہے ورنہ کیا ہمیں آہوزاری اور فریاد کے طریقے معلوم نہیں۔ خوب معلوم ہیں لیکن ہم دکھو مشقت برداشت کر سکتے ہیں لیکن ادب کا دامن نہیں چھوڑتے۔

سگان طیبہ

اہل سنت کا شیوه ادب سارے ملکوں میں مشہور ہے یہاں تک آج کے دور میں حر میں طیبین جا کر انگلکوں سے دیکھیں کہ پاک و ہند کے زائرین نمایاں نظر آئیں گے۔ ہر ملک کا باشندہ ان کی طرزِ ادا (دب) کو دیکھ کر خود بخود سمجھ جاتا

ہے کہ یہی ہندوپاک سے تعلق رکھتا ہے بلکہ ہمارے مخالفوں کے سردار اور غزنوی کے مفوظات شاہد ہیں کہ وہ براکھتا تھا کہ عشق و ادب رسول ﷺ کیکھنا ہو تو بریلوں (سی مسلمان) کی صحبت اختیار کرو۔ اسی قاعدہ پر ہمیں مدینہ پاک کی ہر شے محبوب ہے اور ”**سگان طیبہ**“ سے خصوصیت اس لئے ہے کہ وہ بھی موزی ہو کر مدینہ پاک میں رہ کر بہت بڑا ادب ہے۔

حکایت

سابق دور میں باب السلام کے قریب ہی بازاریں تھیں یہاں ایک کتے پر کسی کا پاؤں پڑا تو وہ کتاب جائے کاٹنے لیا چیخنے چلانے کے آرام سے پڑا رہا جس کا کتے پر کا پاؤں پڑا وہ ولی اللہ تھا۔ کتے سے کہا کہ کمال ہے کہ میرے ایذا سے تم چوکے تک نہیں کتے نے جواب دیا آپ حضرات حبیب خدا ﷺ کے مہمان ہیں اس لئے میرا فرض بتا ہے کہ میں مہمانِ مصطفیٰ ﷺ کا ادب کروں۔ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ مدینہ پاک کی آبادی بڑھ جانے کے باوجود گلی کوچوں میں سگان طیبہ کی زیارت ہو جاتی ہے لیکن غور فرمائیں کہ وہ زائر مدینہ پاک کو ایذا تو بجائے خود آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں گے صرف اس خیال پر کہ ایذا نہ سمجھے کہ اسے کچھا ذمیت کا پروگرام ہے۔

خاک ہو جائیں در خاک پہ حرث مت جائے
یا الہی نہ پھرا بے سرو سامان ہم کو

شرح

ہم محبوب خدا ﷺ کے دراقدس کے خاک ہو جائیں یہی حرثت ہے کہ ہم یہاں یونہی مٹ جائیں ہمارا یہی دارین کا سرمایہ ہے۔ اے اللہ ایسے سرمایہ سے ہمیں بے سرو سامان نہ لوٹا بلکہ ہماری آرزو کے مطابق ہمیں ایسا سرمایہ عطا فرمادے اور درِ مصطفیٰ ﷺ میں ہمیں مٹا نصیب ہو جائے۔

خار صحراۓ مدینہ نہ نکل جائے کہیں
وھشت دل نہ پھرا کوہ و بیابان ہم کو

شرح

مدینہ پاک کے صحرا مبارک کے کانٹے کہیں ختم نہ ہو جائیں کہ ہزاروں عشاق انہیں دل پر سجانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اس لئے اب وھشت دل تو گھبرا کر طیبہ کے جانے کے بجائے کوہ و بیابانوں میں مجھے نہ پھرا بلکہ جلد از جلد مجھے مدینہ طیبہ پہنچا دے تاکہ میں بھی صحراۓ مدینہ کے کانٹے اقدس لے کر دل پر سجاوں۔

نگ آئے ہیں دو عالم تری پیتابی سے
چین لے دے تب سینہ سوزاں ہم کو

شرح

اے حبیب ﷺ دونوں عالم آپ کے ہجر و فراق کی بے تابی سے بے چین ہے ہمارے سینے جو عشق کی تیش سے
جل رہے ہیں انہیں دیدار سے مشرف فرمائ کر چین و سکون سے بہرہ ور فرمائیں۔

پاؤں غربال ہوئے راہ مدینہ نہ ملی
اے جنوں اب تو ملے رخصت زندان ہم کو

حل لغات

غربال (عربی، بکسر الاین) چھیلنی، آٹا چھانے کی چھیلنی۔

شرح

محبوب کریم ﷺ کے دلیں اقدس کی زیارت کو ہم گھر سے چل پڑے لیکن پاؤں چھیلنی ہو گئے، چھالے پڑ گئے
لیکن افسوس وہاں تک پہنچنے کا راستہ نہ ملا۔ اے عشق کا جنوں اب تو اس ہجر کے قید خانہ سے رخصت مل جائے یعنی دیدار
نصیب ہو۔

عاشقانہ چال

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اس شعر میں عشقان کی ایک چال کا ذکر فرمایا ہے کہ جب انہیں مدینہ
پاک کی یاد ملتی ہے تو پھر وہ اپنی بے سرو سامانی کو نہیں دیکھتے اور نہ دور کے سفر پیدل چلنے کو۔

میرے ہر زخم جگر سے یہ نکتی ہے صدا
اے بلح عربی کر دے نمکدان ہم کو

حل لغات

صدا، آواز، گونج۔ بلح نمکیں، نمک آلوہ۔ نمکدان، نمک رکھنے والا برتن۔

شرح

میرے جگر کے ہر زخم سے یہ آواز آرہی ہے اے حبیب عربی بلح رنگ والے ﷺ ہمیں تو اپنا نمک دان بنادے

کہ ہر وقت ہی آپ کے حسن و جمال کے مزے لوٹا رہوں گا۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے حسن طلب کو بھی غور میں رکھیئے اور نہ صرف یہی شعر بلکہ متعدد مقامات پر آپ نے اپنے حسن طلب کو ایسے رنگ میں بیان فرمایا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے چونکہ میرا موضوع صرف مذہبی، اسلامی دلائل و نقول صحیح بیان کرنا ہے اسی لئے صرف اور صرف اپنے موضوع کو نبھارتا ہوں ورنہ حدائق بخشش شریف کی ہر صنعت کو معرض تحقیق میں لا یا جائے تو دفترِ تحریک و شروع عظیمہ تیار ہوں۔

سیر گشن سے اسیران چمن کو کیا کام
نہ دے تکلیف چمن بلبل بستان ہم کو

حل لغات

سیر گشن سے بہشت وغیرہ اور اسیران چمن سے مدینہ پاک کے عشقاء اور چمن ٹانی سے بہشت وغیرہ اور بلبل عاشق اور بستان مدینہ پاک مراد ہے۔

شرح

جو چمنستان مدینہ کے قیدی ہیں انہیں دیگر باغات کی سیر کیا غرض اسی لئے عاشق مدینہ کو کسی باغ میں جانے کی تکلیف نہ دو یعنی جو لوگ مدینہ طیبہ کے پروانے ہیں انہیں دوسرے باغات کی یہاں تک کہ جنت کی کیا ضرورت ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا

یہ بھی تسلیم کی جنت ہے باغِ حسین
کون ہے جو طلبگارِ جنت نہیں
حسنِ جنت کو جب سمیٹا گیا تو مدینہ کی گلی بن گئی۔

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار
نظر آتے ہیں خزان دیدہ گلتاں ہم کو

شرح

جب سے ہماری آنکھوں میں مدینہ پاک کی بہار سماگئی ہے اب ہمیں جملہ عالم کے باغات ویران نظر آتے ہیں۔

بہارِ مدینہ

جو بھی ایک بار عشق و محبت اور تھی عقیدت سے مدینہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے پھر اسے ہر منظر اعلیٰ

سے اعلیٰ بھی پیار نہیں لگتا۔ ایک زارِ مدینہ مجھ سے کہنے لگا کہ جب سے مدینہ پاک سے واپس آیا ہوں میرا کسی بھی دربار پر جی نہیں لگتا میں نے اسے سمجھایا کہ یہ بھی عشق و محبت میں کمی کی دلیل ہے اگرچہ تیرے ذوق کو بھی غلط نہیں کہا جا سکتا اس لئے تیز میٹھا کھانے سے اس سے کم درجہ کی مٹھائی پھیکی محسوس ہوتی ہے تیز روشنی کے بعد مہم روشنی تاریکی محسوس ہوتی ہے لیکن اب اپنے ذوق کا علاج یوں کیجئے کہ ہر دلی کے دربار پر جاتے وقت مدینہ پاک کا تصور سامنے لا کیں اس پر مداومت کرنے سے تجھے ہر دربارِ مدینہ کا دربار محسوس ہو گا۔

گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
یوں نہ بے چین رکھے جوش عصیاں ہم کو

شرح

اگرچہ لبِ اقدس سے شفاعت کا اقرار سن لیں تو پھر ہمیں گناہوں کا جوش بے چین نہ کھے گا اس لئے کہ قیامت میں ہمارے جیسوں کو صرف اور صرف آپ کی شفاعت کا ہی سہارا ہے۔

درactual طلبِ شفاعت سے دیدار پر انوار کا مطالبہ ہے اس لئے کہ جسی بھی زندگی میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہو گئی اس کے خاتمہ ایمان پر ہونے کا یقین ہے اور جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا وہ یقیناً جنتی ہے۔

نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ہے سایہ داماں ہم کو

حل لغات

نیر، آفتاب۔ داماں، دامن۔

شرح

حشر کے آفتاب نے ایک سخت آگ لگا رکھی ہے اور اس کی دھوپ بھی تیز ہے ہمیں آپ کے دامنِ اقدس کا سایہ نصیب ہو تو پھر نیر حشر کی تمام گرمی نہ صرف ٹھنڈی پڑ جائے گی بلکہ گلی طور پر ہمیں سکون و راحت نصیب ہو جائے گی کیونکہ قیامت میں جسے بھی سایہ دامنِ رسول ﷺ ہو گا اسے نیر حشر بلکہ حشر کے جملہ ہونا کہ امور راحت و سرور سے بدل جائیں گے۔

رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تابکے خون رلائے غم ہجران ہم کو

حل لغات

تابکے، کب تک۔

شرح

اے شرکہ کو نہیں ﷺ ہمارے حال پر رحم فرمائیے کب تک ہمیں بھروسہ فراق کا غم رلائے گا۔ یہ آرزوئے دیدار ہے اور کون ہے جو دیدارِ مصطفیٰ ﷺ کا پیاسانہ ہو لیکن قسمت و نصیب اس کے جسے خود سرکارِ کریم ﷺ نوازیں۔

چاک دامن میں نہ تحک جائیو اے دشت جنوں
پر زے کرتا ہے ابھی جیب و گریاں ہم کو

شرح

اے دشت جنوں چاک دامن میں تحک نہ جانا ہم کو بھی جیب و گریاں کو پر زے پر زے کرنا ہے۔
اس شعر میں بھروسہ فراق پر دل کو تسلی دی ہے بلکہ اور ہمت بندھوائی ہے کہ دیدار نہیں ہو تو پھر ما یوئی سے تحک ہار بیٹھنا کچھ عاشقوں کا کام ہے ہمت کر کے قدم آگے بڑھانا لازمی اور ضروری ہے بالآخر دیدار ہوئی جائے گا۔

امام شعرانی قدس سرہ ^{فتح الانوار} القدسیہ میں لکھتے ہیں نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ باوضواہ یک لاکھ بار درود شریف پڑھا جائے دیدار نہ ہو تو پھر دوبارہ اسی طرح جب تک دیدار کی دولت سے نہ نوازا جائے درود شریف پڑھا ہی رہے۔

پرده اس چہرہ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہ تباہ ہم کو

شرح

چہرہ انور سے پرده ہٹا کر اے مہ تباہ محبوب ﷺ میں اپنے چہرہ کا آئینہ بنائیے۔

اس شعر میں تھنائے دیدار کو کس حسین اسلوب سے بیان فرمایا ہے اس اسلوب کو اہل علم بدائع بمحبیں یا چوتی کے شعراء۔

اے رضا وصف رخ پاک نانے کے لئے
نذر دیتے ہیں چون مرغ غزل خواں ہم کو

شرح

اے رضا حضور اکرم ﷺ کے رخ اقدس کے اوصاف بیان کرنے کے لئے باغات کے غزل خواں پرندے (بلیں وغیرہ) ہمیں نذر اندازیتے ہیں۔

نعت پر انعام یا نذر انہ

دورِ حاضر میں نعت خوانی کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہے (الحمد لله) خوش بخت ہیں وہ آقائے کو نین ﷺ کے کمالات و تجراحت سن کر پڑھنے والے کو تحسین و آفرین کے کلمات کے ساتھ نقد انعام یا نذر انہ سے خدمت کرتے ہیں۔ نعت منظوم سنا نامت صاحبہ کرام ہے اور اس پر تحسین و آفرین کے کلمات کہنا اور انعام سے نوازا نامت مصطفیٰ ﷺ ہے جیسا کہ مشکلہ شریف وغیرہ میں ہے کہ سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر بٹھا کر ان سے اشعار خوانی کا فرماتے۔ کیا خوب سماں ہو گا مثلاً جب سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا کہا ہو گا۔

ما ان مدحت محمدًا بمقاليٍ بمحمدٍ ولكن مدحت محمدًا بمقاليٍ

کہ میں نے اپنے مقالے کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کی مدح اور تعریف نہیں کی ہے بلکہ حضرت محمد ﷺ کے نام سے میں نے اپنے مقالے کی توصیف کی ہے اور اس کی عظمت بڑھائی ہے۔

اور بکھی پڑھا ہو گا

واحسن منك لم ترقط عيني

خلقت مبراً من كل عيب

آپ سے حسین ترین ہماری آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ ہی جمیل ترین آپ سے بڑھ کر کسی ماں نے جنا ہے۔ آپ ہر عیب سے منزہ و مقدس ہیں گویا آپ اسی طرح پیدا ہوئے جیسے آپ چاہتے تھے۔
اس طرح کے متعدد واقعات احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔

روايت سيدنا حسان رضى الله تعالى عنه

عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سمعت رسول اللہ ﷺ يقول لحسان ان روح القدس لا یزال یوید ک مانا فحت عن الله ورسوله وقالت سمعت رسول اللہ ﷺ يقول هجا ہم حسان فشفی والستشفی. (رواہ مسلم)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا کہ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے تھے کہ جب تک علیہ السلام ہمیشہ تمہاری تائید کرتے ہیں جب تک تم اللہ (جل جلالہ) رسول ﷺ کی طرف سے مقابلہ کرتے ہو اور فرمایا حسان نے کفار کی بھجوئی جس سے مسلمانوں کو شفا ہوئی اور خود بھی شفایا۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انعام

مواہب اور اس کی شرح زرقانی میں ہے کہ

(فقام اے کعب ابن زہیر صاحب قصیدہ بانت سعادتی جلس الی رسول اللہ ﷺ فوضع فی یا وہ فی روایة ابن ابی عاصم فاسلم کعب وقدم المدینة وکان ﷺ لا یعرفه فقال يا رسول اللہ ﷺ ان کعب بن زہیر قد جائے کیتا منک تائبًا مسلماً فهل انت قابل منه ان انا جئنک بہ فقال اللہ ﷺ نعم قال انا یا رسول اللہ کعب بن زہیر قال ابن اسحق فحدثنی عاصم ابن عمر بن قنادة انه وثب علیه رجل من الانصار فقال ﷺ وعہ عتک فقد جاء تائبًا نازعاً قال فغضب کعب علی هذا الحی من الانصار لم صنع به صاحبهم وذلک انه لم یتكلّم فيه رجل من المهاجرين الا یخیر ثم قال قصیدته الملایتہ التی اولها بانت سعاد فقلبی الیوم بتول يتم اثرها لم یقد مکبول انبثت فيها ان رسول اللہ او عدنی والغفو عند رسول اللہ مامول (الغی روایة ابی بکر الانباری وابن قانع انه لما وصل الى قوله ان الرسول لنور يستضاء به . مهند من سیوف اللہ مسلول رمی علیه الصال و السلام الیہ بروۃ کانت علیہ وان معاویۃ بذل فيها عشرة الاف فقال ما کنت لا وثر بثوب رسول اللہ ﷺ احدا فلما مات کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثت معاویۃ اے روثة بعشرين الفاً فاخذها منهم قال وہی البروة التی عند السلاطین الیوم . کذا فی المواهب للدنیہ وشرحہ للزرقانی ، وقال الشیخ ابو الشیخ ابو محمد جمال الدین عبداللہ بن هشام الانصاری فی شرح قصیدہ بان سعاد و کان من خیر قول کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ هذه القصيدة فيما روی محمد بن اسحق و

عبدالملک بن هشام وابو بکر محمد ابن القاسم بن بشار الانباری وابوالبرکات عبد الرحمن بن محمد بن ابی سعید الانباری دخل حدیث بعضهم فی حدیث بعض ان کعباً الحدیث وذَرْقانی انه روی الحاکم ان کعباً انشده من سیوف الہند فقال عَلَيْهِ مِنْ سَيُوفِ اللَّهِ.

یعنی مواہب لدنیہ میں قصہ کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کا پورا پورا مذکور ہے مگر یہاں مختصر لکھا جاتا ہے کہ کعب بن زہیر جو بھاگے ہوئے تھے مسلمان ہو کر مدینہ طیبہ میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کعب بن زہیر تائب مسلمان ہو کر اس غرض سے آیا ہے کہ امن پائے اگر میں اس کو حاضر خدمت کروں تو کیا آپ اس کی عرض قبول فرمائیں گے۔ ارشاد ہوا ہاں عرض کی میں ہی کعب بن زہیر ہوں یا رسول اللہ۔ یہ سنتے ہی ایک شخص انصاری کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ حکم دیجئے کہ میں اس دشمنِ خدا کی گردن ماروں حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا نہیں چھوڑ و توبہ کر کے اشتیاق میں آیا ہے چونکہ مهاجرین سے کسی نے سوائے خیر کے ان کے بارے میں کچھ نہ تھا انصاری کی اس حرکت سے وہ برہم ہوئے (اسی سبب سے وہ قصیدہ میں انصار پر کسی قسم کی تعریض بھی کی ہے) پھر قصیدہ لامیہ پڑھا جس کا اول بانت سعاد ہے یعنی معشوقة کی جدائی سے دل میرا بیمار ہے اور ذلیل اور غلام ہوا اس کے ساتھ ساتھ ہے جو فدیدے کر چھوٹ نہ سکا بلکہ پاپز نجیر ہے کہ اس کے قید خیال سے نہیں نکل سکتا اور اس میں یہ بھی شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے خبر پائی میں نے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے میرے حق میں وعید و تحویف کی ہے حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے غفوکی امید ہے۔ روایت ہے کہ جب وہ اس شعر پر پہنچے ”ان الرسول لنور“ یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نور ہیں جس سے روشنی لی جاتی ہے اور شمشیر ہند برہنہ ہیں اللہ کے شمشیروں سے۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی طرف اپنی چادر مبارک پھینکی جو جسم شریف پر تھی۔ پھر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس چادر پر دس ہزار درہم لگائے مگر کعب راضی نہ ہوئے اور کہا کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی چادر میں کسی کو نہ دوں گا پھر جب کعب کا انتقال ہوا تو معاویہ نے میں ہزار درہم ان کے ورثہ کے پاس بھیجے اور ان سے وہ چادر لے لی۔ عاصم کہتے ہیں کہ یہ وہی چادر ہے جو سلاطین کے پاس آج تک چلی آتی ہے اور علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ حاکم نے روایت کی ہے کہ کعب نے ”من سیوف الہند“ پڑھا تھا حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اصلاح فرمائی اور فرمایا ”من سیوف اللہ“ کہو۔

فائدة

اس سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اشعارِ نعمتیہ سن کر خوش ہوتے تھے چنانچہ چادر مبارک عطا کرنا نعمت خوانی پر انعام بخشنا اسی امر کی دلیل ہے۔

مکرین کمالات مصطفیٰ ﷺ کو خود نعت خوانی ہی بدعت نظر آتی ہے اس پر کچھ عطیہ دیا تو ان کے نزدیک حرام ہی ہے لیکن انہیں کون سمجھائے کہ حدیث سننے پر انعام دینا لیتا جائز ہے تو حدیث والے کی مدح و شان پر کیوں ناجائز۔

حدیث سنانے پر انعام

جب پہلی مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کو پختہ کروایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اعتراض کیا آپ نے ان کے اعتراض کی پرواہ نہ کی اس لئے آپ روزِ دین سے زیادہ واقف تھے اس واقعہ کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ آپ کو حالات کا علم ہوا تو آپ نے ایک حدیث صراحت سنائی جس میں تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی کہ ایک دن آئے گا کسیری مسجد پختہ بنیادوں پر تعمیر ہوگی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کو اپنے دورِ خلافت میں ذاتی خرچ سے پختہ کروایا تھا اور جب آپ کو یہ حدیث شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنائی تو خوش ہو کر آپ نے اپنی جیب سے پانچ سو دینار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے۔ (تفہیم البخاری از ظہور الباری دیوبندی جلد اصفہہ ۲۲۷)

ثنائے بیزادان پر انعام

شوکانی نے شرح حسن حصین شریف میں ایک حدیث نکل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک ڈھیلہ سونے کا اس لئے عطا فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی مدح و ثناء کے بہترین الفاظ ادا کئے اور اسے فرمایا کہ یہ سونا اسی کا بدلہ ہے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ ”نعت خوانی پر انعام نبوی کا ثبوت“ میں پڑھیئے۔

مردمومن کی تلاش

یہ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کرامت بھیں یا محمد شا عظیم پاکستان علامہ سردار احمد رحمہما اللہ کی نظر شفقت کے نقیر جیسے گوار سے حدائق بخشش جیسے دقيق کلام رضا کی ۲۰ جلدیں کی شرح لکھوا ذالی۔ نعمتوں کی شروع ۸ جلد، شرح قصیدہ نور، بشرح شرح معراجیہ، روانہ دین حج رضا، شرح مثنوی رضا، شرح رباعیات، شرح کلام رضا فارسی، شرح درود وسلام رضا، شرح مناقب غوث اعظم، شرح قصیدہ اکسری عظیم، شرح قصیدہ معظم معطر، شرح شجرہ قادر یہ رضویہ، شرح مناقب مختلفہ۔

ان کی طباعت پر لاکھوں پر لاکھوں روپیہ درکار ہو گا کوئی بندہ خدا اپنے حلال مال سے تمام جلدیں یا ایک ایک علیحدہ جلد پر کر بستہ ہو تو مطلع فرمائے۔

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان